

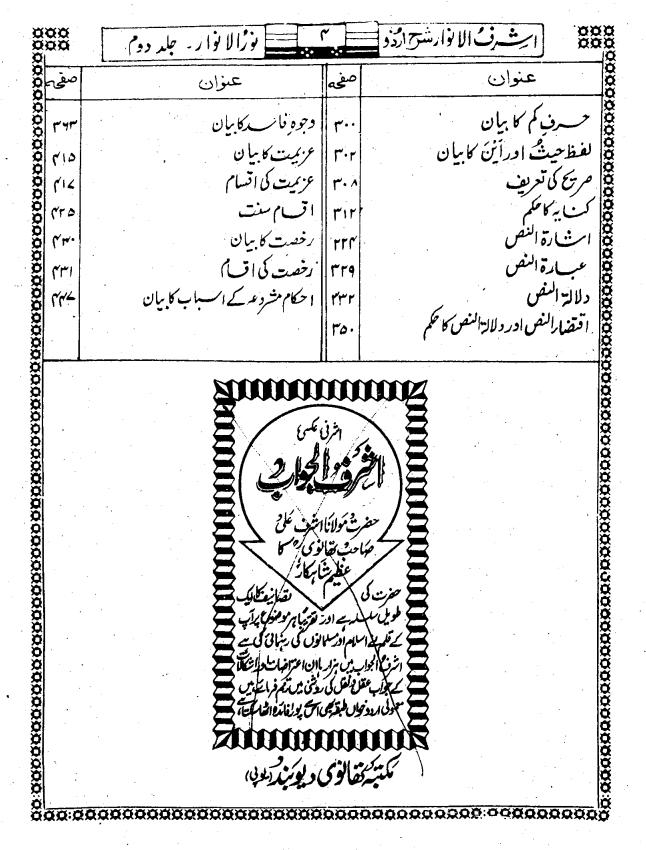
ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول نگائی اور دیگر دین کتابول میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تھیجے واصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تھیج پرسب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کا م انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قار کمین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی راصلاح ہوسکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)





فهست مضامن اشرف للانوارشرح أردد نورالا نوارطبر دم			
صفحر		مغر	
DA	مجاز کا حکم	4	ظا بر کا حکم
109	حروف دمیسانی کابیان	4	ظا برا درمح لنه
IAY	فاكابيان	٤	نص کابیان
196	تْم كابيان	^	ظا برادرنسی کا فرق
7.7	الكن كابيان	1.	مفستركابيان
1.0	اد کا بیان		تعربيت محكم
۲۳۲	حتی کا بیان	1 1	لفس ادر مفتركا تعارض
222	حتى اور الآ أن كے الين فرق	1 ' 1	مغسترا درمحكم كاتعارض
777	حردب حب رکابیان	7^	خفی کی تعریف ا
777	ا عن كاب ن	19	خفي كاحكم
740	حرث من کا بیان		مشکل کابیان
774	حرضا لئ كابيان		مٹ کل کی اصطلاحی تعریف دیریں نہ و پر
76 P	حوث فی کابیان	1 1	مشکل کا شرعی فکم
rat	اسلیے طوت کا بیاق مدر کو افد	۳۹ در	محمل کا بیان محمد رینه هری
	المنازق بيان	ا ۲	مجل کا شری کلم منظ کا کارند اور
717	معطير قبيان	70	منساب فالعربي مة شار كماية عامك
TAP	ارد <i>ې مره</i> و بين ن کارا: اکامه اله	7	عصابره سرق م حقیقی میان
446	مکرز اوا جب ن کام کوئما ساله،	۲۵	حفیت کا حکم
197	الم ونابيان	-	

. ,





تَمَّ شَوَعَ فِللَّقِيمُ الشَّافِ فَقَالَ وَاقَاالظا هِمُ فَا سُمُ لَكُلا مِ طَهَرَ الْمُرادُ بِ السَّامِعِ بِعِيغَت الْحُلا يَحْتَاحَ إِلَى الطّلبِ وَالتَّا مُثُلِ كَمَا فِي مَعَابِلا تَهَا وَلا يُزادُ عَلِ الصّيغةِ مِثَى آخَرُمِرَ السَّوْقِ وَخُولًا كَمَا فَالسَّا فِ فَعَرَجَ هٰذِ الْحَالَّةُ مِنْ قَوْلَهُ بِصِيغَتُ اللَّى يَشْتَرُ عُلِ فِي هٰذَا السَّوْفِ فَا السَّامِ فَي النَّالِ مِن الْفَالِ اللَّهُ وَمِن الْفَالِ اللَّهُ وَمِن الْفَالِ اللَّهُ وَمِن النَّالَةُ مِن النَّالِ مَا اللَّهُ وَمِن الظَهُومِ فَى اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ الطَّهُومِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ الطَهُومِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ اللَّهُ وَمِن اللَّهُ وَمِن النَّالِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُومِ اللَّهُ وَمِن الطَّهُ وَالطَهُ وَالْعُومُ وَالْعُولُ وَالشَّالِ اللَّهُ وَالْعُومُ اللَّهُ وَالْعُومُ وَالْعُومُ وَالْعُومُ اللَّهُ وَالْعُومُ اللَّهُ وَالْعُولُ وَالْمُؤْمِولُ اللَّهُ وَالْمُومُ اللَّهُ وَالْعُومُ اللَّهُ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمُولُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمِ اللَّهُ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِولُ اللَّهُ وَالْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِولُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُولُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُ اللَّهُ وَالْمُؤْمِ اللَّهُ وَالْمُؤْمِولُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُ اللَّهُ وَالْمُؤْمِولُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمِولُ اللْمُؤْمِلُ اللْمُؤْمِ وَالْمُؤْمِ اللْمُؤْمُ والْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ اللَّهُ الْمُؤْمُ وَاللَّالِمُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُ اللَّهُ الْمُؤْمُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُ اللَّامُ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمُ اللَّالْمُؤْمُ اللَّهُ اللَّهُ وَالْمُؤْمُ الللَّالِمُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْمُ اللَّالُولُولُ الْمُؤْمِلُ الْمُؤْ

سیم مصنف نے دوسری تقیم کا بیان شروع کیاہے۔ چنا بخہ فرمایا ا درہبر حال ظاہراس کلاً کا نام پیرس سر سنتری سنندہ ارکوم ادمع کا میں جاری معنی اقروم تا لار یک طاح طالب اور

مروب اور سیاق کام ہے جس کے سنتے ہی سننے والے کو مرا دمع اوم ہو جائے مینی باقی متقابلات کی طرح طلب اور تا کی متحاج نہ ہو۔ اور سیاق کلام یا اس طرح کی اور کوئی چیز صیغہ پر زیادہ نہ کی جائے جیسے کہ نص میں زیادہ کی گئی ہے جس دیہ ساری چیزیں، مصنف کے قول 'وصیفتہ' سے خارج ہو گئیں۔ لیکن اس بی شرط یہ ہے کہ سام دناطب اہل ربان ہو۔ اور لفظ 'الکلام' کے اونیا فہ کرنے ہیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یتقیم کلا مسے تعلق رکھتی ہے۔

اہن رہاں ہو اور لفظ الفلام سے افعالہ کرتے ہیں اس بات فیظرف اسارہ ہے کہ پیطیبیم کا م سے فعل رفعتی ہے۔ جیے کہ چوتھی تقسیم دھبی کلام سے تعلق رکھتی سبے ) حیس طرح اول اور نالث تقسیم کلمہ سے تعلق ہے۔ اور مصنت کے

قول ما ظہر کے طور لغوی مراد ہے۔ بیس تعرفی انشی بنف کا اعتباض وارد نہیں ہوتا۔ \*\*\* مرکم السابق میں بہتی تقسیم کے تحت جاروں اقسام خاص ، عام ، مشترک اور تول کو پورٹ فیلیل

سی بی بی بی بی سے حت بی روی سے میں میں بی استرت اور زی ویا ہے۔ کے ساتھ بیان کردیا گیاہیے ۔ اب یہاں سے دوسری تقسیم کا بیان شروع کیا دارہا ہے ۔ مار است نیاز انتہاں کردیا گیاہی کی ساتھ کی ساتھ کی ساتھ کی استراک کیا ہے۔

**200** 

ہوتاہے ادراس پرعمل کا کرنا وا جب ہے اور چونکہ ظاہر کا حکم قطعی اور تقینی ہوتا ہے۔ اس سے عقوبات ، صود و کفارات کو نابت کرنا درست ہے مگریہ حکم ظنی ہوتا تو اس سے ند کورہ عقوبات کو ثابت کرنا درست مذہو تا۔ کیونکہ حدود و کفارات کو دلائل طنیہ سے نابت کرنا صبحے منہیں ہے ۔

ظاً سراور مجاز الكياطا مُرْعظَ حقيقى كے علاده مجاز كانجى محمل بدوشارة عليار تمدنے فرايا "اَتْمَا لَطَا سِراور مجاز المحمل المحكام أن كرياده صرياده ظا سرس مجاند كا حمال بهو تاہد مگريدا حمال

چونکه کسی دلیل سے منہیں بریدا ہو تا بلکہ ناشی بغیر دلیل ہو تاہے لہذا اس کا عتبار منہیں کیا جائے گا۔

اورنص وہ کلام ہے جس بین فلاہر سے زیادہ وضاحت ہو مگریہ وضاحت مکم کیطرف سے توضیح میں ہیں ہو فلاھ ہیں مہیں سہمے گئے تھے۔اس وجہ سے کہ اسمفیل مسئے کیلے متکام اس نظم کولایا ہے نہ اس وجہ سے کہ محفظ نے سے یہ متکام اس نظم کولایا ہے نہ اس وجہ سے کہ محفظ نے سے یہ متنکام اس نظم کولایا ہے نہ اس وجہ سے کہ محفظ نے سے یہ مضابہ میں ہے۔ اور فلام ہیں ۔اور قوم کے درمیان نفس کی تعراف کے بار سے ہیں یہ ہورہے کہ نفس ہی سیاق کلام کی شرط ہے ۔ لہٰذا دولؤں کے درمیان تبائن کی نسبت ہے ۔ بس جب جاءئی القوم کہا گیاتو یہ کلام ورمی محید ہیں نفس ہے اور جب کہا جائے کہ رائیت فلا نا صین جارئی القوم کو کلام اور تب کہا جائے کہ رائیت فلا نا صین جارئی القوم کو کلام اور سے کہ فلا ہراس بات سے عام ہوکہ سیاق کی شرط ہے ۔ بین حال ہے ہراس قسم کا جو اس کے اور ہے جسے سیاق کی شرط ہے ۔ بین حال ہے ہراس قسم کا جو اس کے اور ہے جسے مفت روم کی ۔ ان میں سے بعض دوسری سے اولئ ہے اس طور پر کہ اوئی اعلیٰ میں بائی جائی ہیں ان میں عوم خصوص مطلق یا دوال ہو ہیں ان میں عوم خصوص مطلق یا دوال ہو ہوں کے اور سے اور کی خصوص مطلق یا دوال ہو ہیں ان میں عوم کی خصوص مطلق یا دوال ہو جو سے کا میں مفت روم کی طلق یا دوال ہو ہوں کی خصوص مطلق یا دوال ہو ہوں کی صوب کی خصوص مطلق یا دوال ہو ہوں کی سے دوسری سے اور کی ہور پر کہ اور نے دولئ اعلیٰ میں بائی جائی ہو ہوں کی خصوص مطلق یا دوال ہو ہوں کی حصوص مطلق یا دوال ہو ہوں کی سے دوسری سے اور کی ہور کی دوسری سے اور کی سے دوسری سے اور کی سے دوسری سے اور کی دوسری سے اور کیا ہوں کی سے دوسری سے اور کیا ہوں کی سے دوسری سے اور کی سے دوسری سے اور کیا ہوں کی سے دوسری سے اور کیا ہوں کی سے دوسری سے اور کیا ہوں کی سے دوسری سے اور کی سے دوسری سے اور کی سے دوسری سے دوسری سے اور کی سے دوسری سے د

نص كائبان د دوسرى قسيم ك قسم نان نف بدين وه كلام بي جس برنسبت

ا نالیہ کیسے ہوں دیا جاتے ہے۔

ظاہر کے اس میں وضاحت زیادہ ہو۔اوروضاحت کیوجہ یہ ہے کہ متکلم نے کلاا کو ان معنے کیلئے استعال کیاہے صرف صیغہ سے ہی اس کے معنے سمجے میں منہیں آ صاتے ۔

ظا براورنص كافرق المصنع في فرمايا متأخرين كے نزديك دونوں بين تباين كى نسبت ہے كيونكه الله الله مين كلام كواس مقصد كيك لاياجا أنشرط ہے جب كه

ظاھر میں سوق کلام کی شرط نہیں ہے صرف صیغہ سے ہی مراد ظاہر ہوتی ہے جیسے جاری القوم میرے پاس قوم ہی ۔ یہ مثال قوم کی آمدے بیان کرنے کیلئے لائ گئی ہے اس لئے قوم کی مجیئت کو بیان کرنے بریہ قول نفس ہے ۔ دوسری مثال رایت زیڈ احین جاری القوم "کسی نے کہا ۔ اس مثال میں ذید کی رویت کے بارے ہیں یہ مگام نفس ہے ۔ ا در قوم کی آمد کے بیان کرنے میں یہ کلام ظاہر ہے کیونکہ زید کو دیکھنے کے بیان کیلئے اس کلام کو لایا گیاہے، س کے فاہر سے قوم کی آمد کی نجر بھی معسوم ہوگئی ۔ بہر حال ہوئے کہ نفس میں سوق کلام کی شرط ہے اور ظاہر میں اس کی شرط مہیں

ہے اس نئے دونوں میں مباینت نابت ہوئئی۔ **ظاہرا ورنص کے ما بین دوسرافرق** 

مگر بعض متقدمین کی رائے ہے کہ طا ہراورنف میں عام خاص طلق کی نسبت ہے ۔ ان میں سے نفس خاص اور ظاہر عالیہ ۔ ظاہر

یں عموم اس بنا مربہ سے کہ اس میں سوق کلام پایا جائے جب بھی پائی جائے گی۔ اور سوق کلام نہ پایا جائے تو بھی صادق آئے گی مگر نفس میں کلام کی تشرط ہے۔ اس لیے جہاں سیاق کلام پایا جائے گانص وہاں صادق آئے گی اور سیاق کلام جس کلام جس کلام بیں نہ ہو گانف صادق آئے گی ۔ خلاصہ کلام جس کلام بیں کہ وسری نفوص کا بھی ہے۔ او بر ظاھر ہو وہاں نفس بھی صادق آئے کوئی ضروری نہیں ہے۔ یہی حال او بر کی دوسری نفوص کا بھی ہے۔ او بر کی نفس عام اور اُس سے نیمج کی خاص ہوگی ۔ مثال کے طور برنف سے او بر وضاحت میں مفسر سے اور اس سے کہ اس کلام میں تا ویل و خصیص کا احتمال میں بات سے عام اور کی کوئی کہ نفس سے اور ہوگی کے تو کہ نفس سے اور کہ کہ ہے۔ اس مقتبر اس کلام میں تا ویل و خصیص کا احتمال میں ہوتا ہے۔ یہی حال مفتبر اور محکم کا سے کوئی کہ مفتبر سے اور محکم ہے۔ اس اعتبار سے نفس ما میں اسنے کا حتمال میں ہوتا جبکہ مفسر تا ویل ، تخصیص اور نسیح کا احتمال رکھتا ہے۔ الہٰ ذا اس محکم میں تا ویل و تخصیص یا نسخ کا احتمال میں ہوتا جبکہ مفسر تا ویل ، تخصیص اور نسیح کا احتمال رکھتا ہے۔ الہٰ ذا اس اعتبار سے مفتبر عام مطلق اور محکم خاص ہے۔

خلاصة كلام يه كم متقدمين كے نز ديكے جس طرح فلا حرار رئص كے درميان عموم وخصوص مطلق كى نسبت ب

اسی طرح نف ورمفتر مجرمفتر اورمحکم کے درمیان مجی عموم خصوص مطلق کی نصبت ہے۔

سپھران اقسام ارمجہ میں سے چونکہ ایک دوسری کے مقابلہ میں اولیٰ اورا علیٰ ہے، نیز اونی اعلیٰ میں موجود ہوتا ہے اس لئے ظاهرنص میں اورنص مفسّر میں اور مفسّر محکم میں پائی جاتی ہے۔

وَحَكَمُهُمْ وَجُوبُ العَمَلِ بَمَا وَضَحَ عَلَى اِحْتَمَا لِمَا وَيُلِ هُوَ فِحَ لِرَ المَحَارِ الْمَحَارِ الكَمَالِ الْمَعَلَى الْمَعَلَى الْمَحَارِ وَهِلَ التّاويلُ العَمَلِ بالمَعْنَ الدّخَارِ وَهِلَ التّاويلُ العَمَلِ بالمَعْنَ الدّخَارِ وَهِلَ التّاويلُ العَمَلِ الْمَعْنَ الْمَحَارِ وَهُمِن عَيُومٍ بِأَن يُونَ حَقِيقَ مِعْنِ الْمَحَارِ وَهُمِن عَيُومٍ بِأَن يَكُونَ حَقِيقَ مِعْنِ الْمَعْنَ وَقَلْ يَكُونَ حَقِيقًا لَى الْمَعْنَ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللللّهُ الللللّهُ اللللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللّهُ اللللّهُ اللللللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللللللللّهُ الللللللللّهُ الللللْمُ اللللللّهُ الللل

اس نف کا حکم یہ ہے کہ جو معنے اس سے واضح بہوان پرعل کرنا واجہ ہے تاویل کے احتمال کے سے جواس سے واضح بہوان پرعل کرنا واجہ ہے جواس سے واضح بہوں مجاز کے درجہ میں ہے۔ یعنی نفس کا حکمان مینے پرعمل کرنا واجہ ہے جواس سے واضح بہوں مجاز کے درجہ میں تاویل کے ساتھ یہ تا ویل کھی تو تخصیص کے صنی ہیں ہوتی ہے بایں طور کہ نصطام بہو اور اس کے غیر کے صنی میں ہوتی ہے دیعنی غیر تخصیص کے صنی میں ہوتی ہے ، بہوا در سخت میں ہوتی ہے دیعنی غیر تخصیص کے صنی میں ہوتی ہے ، بایں طور کہ نصص کے صنی میں ہوتی ہے ، بایں طور کہ نص حقیقت ہوجو مجاز کا احتمال رکھتی ہو۔ بس حاجت منہیں ہے کہ یوں کہا جائے تا ویل یا تخصیص کا احتمال اس طور کہ نصص کا احتمال کے سے دیس حاجت منہیں ہے کہ یوں کہا جائے تا ویل یا تخصیص کا احتمال کی دیت ہوں کہا جائے تا ویل یا تخصیص کا احتمال کے سے دیت منہیں ہے کہ یوں کہا جائے تا ویل یا تخصیص کا احتمال کے سے دیت منہیں ہے کہ یوں کہا جائے تا ویل یا تخصیص کا احتمال

رکھتا ہو جبکہ دومرے حضرات نے کہا ہے۔ اور جب نص یہ احتمال رکھتی ہے تو ظاہر اسسے کم درم کا ہے بدرمیاولی

احتمال رکھتاہے لیکن اس قسم کے احتمالات ان کے قطعی ہونے کیلئے مضربہیں ہیں۔

ا نصی کا حکم جومفے نفس نظا ہر ہوں ان برعل کرنا واجب اور صروری ہے مگراحتال اور میں کا حکم جوتے ہیں ان برعمل اور میں کا اور کی کا اس میں ان برعمل کے اور کی معروب میں میں اور کی کا حمال باتی رہتا ہے۔ احمال کی صورت میں ہے۔

كرنس اگرعام بيتواس ميس تحفيص كاا درخاص موتواس مي مجاز كااحمال باقى رسمان و است كان التحال باقى رسمان و ميرم من ا اعتراض ،- اويرك بيان سيمعلوم مواكد نض ميس احمال ما ديل وتحفيص كا باقى رسمان تومير مصنف كيك مناسب بير مقاكد فرمات مطابقت مجي موجات -

دوسرے حضرات نے تاویل کے سائتہ سائتہ تخصیص کالفظ بھی ذکر فرمایا ہے۔

جو اس المنظر آویل ایک عام لفظ ہے جس میں خصیص بھی یا تی جاتی ہے اور مجاز بھی پایا جا آہے کیونکہ اولی لفظ کو اس کے ظاھرے غزظا سری جانب بھیرے کا نام ہے۔ اب یہ غیرظا ہری جانب بھیر نام بھی خصیص کے در مید ہو اللہ لفظ آ ویل تخصیص اور مجاز و و نوں کو شامل ہے در مید ہو اللہ نام باز المعلوم ہو اکہ لفظ آ ویل تخصیص اور مجاز و و نوں کو شامل ہے لہٰذا میں بی سے ۔

من المرح كى راسيع : - شارح ملاجون كي فرايا - نف جوك بنفا بله ظاهر كه اقوى اوراعلى ب - جب وه تا ديل ما احتمال ركم كا - جب وه تا ديل ما احتمال ركم كا -

ا درببرحال محکم وه کلام سیرجس کامطلب منهایت قوی اورمضبوط بهوا ورجس میں نسخ اور تبدیل کا احتمال بالکل نه بهو- اور احکم کا صلوع کالائے جس میں اشاره ہے کہ ابتناظ کے معنے کوتضن

سبے۔ للبذامعیٰ بیہوئے کہ محکمای کام ہو مہر او منہایت مضبوط ایسی صالت میں کہ وہ نسخ و تبدیل کے احتمال سبے۔ للبذامعیٰ بیہوئے کہ محکم ایسا کلام ہے حسکی مراد منہایت مضبوط ایسی صالت میں کہ دو نسخ و تبدیل کے احتمال کا منقطع ہونا ذاتی معنے کیو جہسے ہوجیہے توحید اور صفات ایسی کو گئی اور ایسی کرنے کے اور اس میں کہ اور اس کی خان اللہ مسلم کے اور اس کی خان کا اسلام کو بیان کا مسلم کی خان کا اللہ مسلم کے خان کا اسلام کی خان کا اسلام کی خان کا کہ کہ کا کہ کو کہ کا کہ

باری تعبالے کی آیات ان کومح کم تعییز کہا جا تاہیے یا بنی کریم صلے انٹرعلیہ وسلم کی وفات ظاہریہ کیوجہ سے اختمال منقطع ہو۔اس کا محکم لغیرہ نام رکھا جا تاہیے۔ اور مصنف شئے محکم کی تعرفیت میں لفظ از دراد اس لیے دکر تنہیں

کیا جب کہ ماسبق میں در کرکہ اپنے اس بات برتنبیہ کرنا ہے کہ محکم وہ ہے جومفتسر سے وضاحت میں کچھ طرطا ہوا سے اوراس میں \_\_\_\_\_ بقوت کی قید کا اضافہ کیا اس سے مرادیہ ہے کہ محکم نسخ کا احتمال مہیں

ركمتاللهذاظهورك مراتب مغت ريرختم برويكي

تنع ليت محكى: خكره وكلام بي حس كى مرادمحكم اورمضبوط بهو جس مين نسخ اور تبديل كااحتمال مذبهو بمطلب

یہ ہے کہ آس کلام کانسے اور تبدیل سے روک دیا گیا ہے۔ احتمال سب کی صور تابس: نسخ کے احتمال کی دوفسیں ہیں۔ اوک اس کلام کے داتی معنے ایسے ہیں جن کی بنا رپر نسخ کا حتمال ختم ہوگیا ہے۔ جیسے وہ آیات جو ہاری تعالے کی توحید رپریا صفات ہاری تعالے پرفتمل ہیں کیو تکہ یہ دونوں لازدال اور ایدی ہیں۔ ان میں تغیر و تبدل مکن مہیں ہے اس لیے وہ کلام جو تو خید وصفات پر دال ہو گا وہ بھی کسی قسم کے نسبخ و تبدیل کا احتمال مذرکھے گا۔

مثالُ الطاهِم وَالنَصْ فَإِنَّهُ ظاهِمٌ فِي حِقَّ حَلَّ الْبَيعِ وَحُرْمَةِ الرَبُوانِ مَنْ حَفِهَ بَيَانِ التفوقَ ت

بَيْنَهُمَا لِأَنَّ الكُفَّا مَ كَانُوا يَعُتَقِدُ وَنَ حِلَّ الرَّهُ وَاحَتَّى شَبَهُوُ اللَّهُ بِهِ فَقَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مثل الرَّبُوا فَيَ وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ كَيْفَ يُكُونُ وْ لَكَ وَأَحَلَ اللَّهُ البَيْعَ وَحَرَّمَ الهُوا وَمِثَالَهُ المَه نَكُومُ فِي عَامِّةِ الكَتُب قُولُ وَتَعُوفًا فَلَكُوا مَا ظَابَ لَكُمُ مِنَ النساءِ مَثْنَى وَثُلَث وَمُ بَأَطَ فَانَّمَ ظَاهِرٌ فِي عَامِّةِ النَكَامِ فَصَلَّ فِي العَدُ ولِأَنْ مَالِكُ مَا لَكُومُ لَكُ حَمَّا سَيَا فِي ا

تر جرس المراق المبال المبالي شالين شروع بن اور فرايا كقوله تعالى احل المبيع و حوم المنها اور فروس المبيع و حوم المنها اور فو حرام المبالي المرت كالمراق و من المبيع و حوال كيا اور دولان كي اور دولان كي اور دولان كي منال بن كيونكو بها بت بيع كي ملت اور دلو كي حرمت كي بيان بين فا برب اور دولان كي درميان وق كرف بين نصب اس ليح كه كفار دلو كي حال بهونيكا اعتقاد ركعة عقد يهان تك كه المحول في دلا كي سائة بيع كوت بيد و يا تعالى كم المعال المنالية مثل الرائل المراب كربي مثل دلا كي بيد بين الشرقط للن ان برتر ديد ف المراب المراب كالمول كي المين كم بيع مثل دلا المراب كالمول كي المراب كالمول كالمول كالمول كالمول كي دوسرى مثال ذكري كن بيدا وريد به كه الشرق الماكول كالمول كالمول كالمول كالمول كالمول كالمول كالمول كي بيدا و بين بين المراب كالمول كي الماك كود و دول بين بين المراب كالمول كي الماك كالمول كي المول كي الماك كالمول كي المول كول كي المول كي ال

ظاہر، نص، مفسر، محکم کی منزالیں:-اب بہاں سے ماتن مصنعن نے ظاہر انس وغیرہ کی مثالیں دکر فرمایا ہے ۔ فرمایا حق تقبالے کا قول اُمل الله البیع وحرّم الربوٰ ع دانٹر تعالے نے بیع کو ملال کیاا در ربو کو حیسرام فرایا ہے) یہ ظاہراور نف دونوں کی شال

ہے۔اس مثال میں بیع کا طلال ہونا اور ربا کا حسرام ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ دونوں حکم اس آیت کے لفظاور صیفہ کلا سے ظاہراور واضح ہیں لہٰذا یہ آیت بیع کی صلت کے بیان اور ربا کی حرمت کے بیان میں ظا صربیے۔ نیز خربکہ اس آیت کو بیع اور ربا کے درمیان فرق کو بیان کرنے کے لئے لایا گیاہے۔اس لئے آیت بیع اور دبا کے درمیان نسرت کو بیان کرنے میں نف ہوگی۔

الكه سوال : آپكويد كيف وم برواكر آيت اس مقصد كوبيان كرن كيك لا فك كي ب

جوار سے ، ۔ تواس سوال کا جواب یہ ہے کہ کفار کا عقیدہ یہ تفاکہ ربؤ وسود حلال ہے اور آنکا یہ عقیرہ اس قدر ترقی کرگیا کہ اسفوں نے بیع کو ربؤ کے سائٹ تشنیل شروع کر دیا تھا۔ انکا کہنا تھا" انتما البیع مثل اربؤ یہ کہ بیع توربؤ کے ماندر ہے ۔ توربؤ کے ماندر ہے ۔ توربؤ کے ماندر ہے ۔ اور حلال ہونے میں بیچ بھی اسی کے مثابہ ہے ۔ حق تعالیٰ شانڈ نے ان کے اس عقیدہ باطل کوروف ربایا یہ کہتے ہوسکتا ہے کہ بیع مثل ربؤ کے ہے۔ جبکہ حق تعالیٰ بیچ کو حلال کیا ہے اور ربؤ کو حسرام قرار دیا ہے۔ اس سے

ا ورالله تعالى كاارشا دكربس تمام فرشتون فالتناتمة سجده كيا يدمفت كي مثال بي كيون كه الترتعظ كا قول فسيجك ملائكه كے سورہ كرنے كے بارسے ميں ظاهرہ ور آدم علاليلام كى تعظیم کے بیان میں نفس ہے۔ نیکن مبہر حال تحصیص کا احمال رکھتا تھا مین یہ کہ معض ملائکہ نے سجدہ کیا ہو۔ بایں صور كه آيت مين ندكور" المكلا فكة " عام مخصوص منه البعض بهور اورتا ويل كالجمي إحتمال ركهتا تها به باين طوركه فرشتون نے متفرق طربق پرسجدے کئے ہوں، ایک ساسم مجتمع ہو کرسجدہ نہ کیا ہوسی تحصیص کا حمّال تو اللّرتعالے کے قول "كلهم "ساه درا ويل كا حمال الشرقعاك كول" اجمعون "سه منقطع بوكيا للذايه آيت مفستر بوكئ

دوسری آیت فیک کالم کل مگار کی بستمام فرشتوں نے اُنک ساتھ سجدہ کیا مگراہلیس نے سجدہ سنہیں کیا۔ یہ مفترکی مثال ہے۔ اس میں قول فی بَدَدَ مَا صَیٰ کا صیغہ ہے۔ ملاّ کِکہ نے سجدہ کیا۔ یہ لفظ فرشتوں کے سجدہ کرنے کے بیان میں طا مرسے اورسجدہ آدم کا کرایاگیا

بہر حال اس کلا) فیجک المدلا ٹکت میں تخصیص و تا دیل کا احتسال تھا۔ تو بعد کے الفاظ سے کہم نے تخصیص کے احتمال کو احمدون نے دور کردیا۔ لہذا تابت ہوگیا کہ متمال کو احمدون نے دور کردیا۔ لہذا تابت ہوگیا کہ متمام فرشتوں نے سجدہ کیا اور سے اور احمدون کی تیو دسے احتمال تحقیص و تاویل کا دور ہوگیا اور یہ کلام مفت رہوگیا

اور به اعراض نکیاجائے کہ فرشتے سجرہ کرتے وقت حلقہ تندیجے یا صفیں باند سے ہوئے تھے کوئک کی کوئک سے تعظیم کے بیان ہیں مضربیں ہے۔ علاوہ اس کے ہم اس کا دعویٰ منہیں کرتے کہ ہم ہیت میں ابلیس الوجوہ مفت سہ بہ دعویٰ حارالبض وجوہ سے مفسر سونے کا ہے۔ اسی طرح یہ نہ کہا جائے کہ اس آیت میں ابلیس کوستنیٰ کیا گیا ہے بجر مفت رکیو نکر ہوجائیگا کیونکہ استثناء تو تخصیص کے قبیل سے ہے ہی منہیں۔ بس یہ بہ کلام النہ کہ مفت رہونے میں مضربیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ استثناء منقطع ہے یا بچر تغلیب بر عمول کیا گیا ہے بہرحال بہاں تخصیص منہیں یائی جائی۔ اسی طرح یہ بمی اعراض نہیں کیا جاسکتا کہ مذکورہ کلام تو خرسے اور خرسنے کا احتمال منہیں کوئی جا مختال مون رضی میں ہم ہم کہ منہیں ہے اس کلام کی خرج سنہیں ہے اسی کوئی حرج سنہیں ہے اس کیا من اسٹری میں کہا ہے کہ مفتر کی مثال میں سے بہتر النٹر تعدالی کا قول و قائلوا المشرکین کا فقہ ہے کیونکہ یہ احکام شرح میں سے ہم کا اختال ما کی قول ضعان الکہ لئکہ اور کے کیونکہ وہ اخبار اور قصعی میں سے ہے۔

الايقال انه الخ مفترك بيان كرده مثال برشار جهن عنداعتر اضات واردك بي إوران كجوابا المجى ذكركئے ہیں۔ ان میں سے پہلاا عبراض ۔ اسكى متنال لفظ أجمعون مذكور ہے ۔ كہا گياہے كہ اس لفطسے تا دیل کا حتمال ساقط ہو گیا اور کلام مغترین گیا صحیح مہیں ہے۔ اجمعون سے صرب یہ معلوم ہواکہ تمام فرشتوں نے ایک ساتھ سجدہ کیا مگر مین موسلام ہوسکا کہ حلقہ بنا کرسجدہ کیا یاصف بندی گرے سجدہ کیا تھا۔ یداختمال دویون قیدوں سے ساقط نہیں ہواا ورجب احتمال باقی ہے تو کلام مفتئر کوئی کر کہا جاسکتا ہے۔ **جُواب** ، - اس اعرّاض کا جواب بریرا کرده مذکوره احتمال که فرشتو سنے صعت بناکرسجده کیاتھا یا حلقہ بنا کر۔ اس احمال سے کلام کے مفت رہوئے میں کوئی انٹرمنہیں پڑتا۔ کلام بہرحال مفت رہے۔ کیوبکہ کلام کا مقصد رہتھا كم حضرت آدم علالي للم كى تعظيم وتكريم كوبيان كياجائي اورآدم عليالت لام كى تعظيم بېرصورت موجود سے كم ملائكم ملقبند بون ياصف مين كفوك بهون للبذابيان كرده احتيال آدم كتعظيم كابيان مين حائل منبين منمضر ب اورجب بيان تعظيم كحيك مضربين جس عرض سي كلام كولا بالكياب للزاجب بهاحتمال مذكوره كلام كم مفترسون كے منا فی تنہیں تواس احتمال کے باتی رہتے ہوئے بھی کلام مغتشر ہی رہے گا۔ اور مفتئری شال میں ذکر کرناصیح ہوگا۔ اس اعتراض كالك بواب اوريمى ديا گيله كه بارى لقال كانول فستجر الملكة كارم اجمعون يس بم اسك بالكل مرعى منہیں ہیں كہ مير كلام جمله اعتبارات سے مغترہے ۔ بير كلام اس اعتبارسے مفتر سے كہ تمام فرشتوں نے بيك وقت ایک سائخه حضرت دم علالیتکلام کا سجره کیا نه کهراغبارس بم اس کومفیر کیتے ہیں ۔ بہرحال جب عم تمام اعتبارات سے کلام کے مفتر ہونیکا دعویٰ مہیں کرتے بلکہ حرف بعض اعتبارات سے اس کے منت رہوئے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ توبعض اعتبارات كاباتى رسنااس كےمفت رہونيكے منافي منہيں بوركما للذاكلام بعض اعتبارات سے مفتر ہے۔ أيحر اض ناني اوراسكا جواب :- قول ضجراللائية كليم اجمون الاابليس مي ابليس كوستني قرار دیا گیا کہے بیعنی تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ منہیں کیا۔ ابلیس کااستشنار سجدہ کے بارے میں امکیے قسم کی تخصیص ہے تعسنی ایلیس کو عام ملائکہ کے حکم سے خارج کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہواکہ "کلہما جموری"کے تاکید کو جلوں کے باوجود یہ کلام تخصیص کا احتمال رکھتا ہے۔ اور تخصیص کا احتمال رکھنا اس کلام کے مفت رہونیکے منا فی ہے جیساکہ سابق میں گذر جیکا ہے کہ مفتر میں احتمال تخصیص و تا ویل کا نہیں ہوتا اس لئے یہ کلام مفتری مثال

نہیں بن سکتا۔ شارے نے اس اسکال کے دوجواب بقل کئے ہیں۔ پہلا جواب تو یہ دیا ہے کہ الا ابلیس کے ذریعہ ابلیس کا استشاء بار بخصیص سے نہیں۔ کیونکہ تخصیص کلام موصول اور ستقل کے ذریعہ ہوتی ہے اور استشناء موصول اگرچہ ہے مگر خود ستقل کلام نہیں ہے۔ اس لئے استشاء کو تخصیص کا نام نہیں دیا جاسکتا اور حب استشناء تخصیص نہیں تو یہ کلام تخصیص کا محتمل مجی نہیں اور جب تخصیص کا حمال نہیں رکھتا تو کلام بلاست بر مفت کی مشال ہے اس میں کوئی اشکال نہیں۔

دوس معان من الجن دابلیس تو جنات بین سے تعاعبادت وریاصنت سے اس مقام عالی کم بین استناء میں دیا دے اس مقام عالی کم بین گیا تھا۔
اور حب اس کا اصلی روپ جنیت فلا ہر ہوگیا تو اس فضیلت سے الگ کردیا گیا۔ لہذا الا المیس کا استناء میں متعام سے دیو کی دیا تھا۔
یوستی منقطع ہے کیو کی منقطع وہ سنتی ہے جوستی منہ کی جنس سے نہواس لیے ابلیس از جنس فائک منہ کی جنس سے نہواس لیے ابلیس از جنس فائک منہ کی جنس سے ہولہذا تا بت ہوا کہ آیت مبارکہ میں المیس کا استناء مخصص کے لیے صروری ہے کہ ستی منہ منازم من سے ہولہذا تا بت ہوا کہ آیت مبارکہ میں المیس کا استناء مخصص کے لیے منہ کام مفتر ہے۔
کہ یہ آیت تخصیص کا احمال رکھت ہے لہذا مفتر منہ یں فلط ہے۔ یہ آیت بلا سنبہ کلام مفتر ہے۔

ا بلیس کون تھا ؟ ابلیس فرشند تھایا جن تھا۔ توجیساکد اہلِ علم کی تحقیق سے نا بہت ہوا وہ یہ کدا بلیس نے ا اوراصلاً جن تھا۔ البتہ اس کا رہن سہن اور تربیت فرشتوں میں ہوئی اس لئے تغلیبًا اس کو ملائک میں شمار کرلیا گیا۔ جیسے ابوین ماں اور باپ کو کہا جا تاہے۔ باپ کو ماں پر غلبہ دیدیا گیا اور دو نوں کو محتلف کی جنس کے با وجو د ابوین کہریا جا تاہیے۔ اسی طرح قرین شمسین اور عمرین میں تغلیب کی رعابت کی گئی ہے۔

مُاصَلْ بدکه ابلیس حقیقةً ملائکر میں سے نہیں ملکہ تغلیبًا اس کو ملائکہ کے افراد میں شمار کرلیا گیا اور جب ابلیس حقیقةً افراد ملائکہ میں سے نہیں ہے تو اس کومستنٹی کرنا تخصیصن کہلائیگا اور آبیت اپنی حالت پرمغسر باقی رہے گی

البيس كے استثنا ركا عترات وارد نه بوگا-

ای الن کار است به آیت نسج الملائک کلیم اجمون " یکی کی مثال سے جبکہ آب نے اسے مفتری مثال بردکر کیا ہے۔ عکم کی مثال ہونیکی وجد ہے کہ بدا تیت خرہے۔ حق تعالے شا ذکنے اس آیت میں خردی ہے کہ ملائک نے دخرت آدم علائے کے اس آیت میں خردی ہے کہ ملائک نے دخرت آدم علائے اس کی مثال ہون کی مثال ہیں دکر کرنا چاہئے نہ کہ مفتری مثال ہیں۔ نہ رکھتا ہود و می کم کہلا اس کے کہا ہے اوراس کو محکم کی مثال میں ذکر کرنا چاہئے نہ کہ مفتری مثال ہیں۔ جو اس بے بہام اپنے اصل کیوجہ سے نسنے کا محتمل تھا مگر جو نکہ اس کو خرست عادض ہوگئی۔ اس لئے یہا حتمال رفع ہوگئا۔ معلب یہ ہے کہ اس آیت میں اصلاً حکم دیا گیا تھا کہ وہ اور علی کے اس کے نسخ کے بعد حق اور جائے تھے اور جائے تو ملا نکہ کو سجدہ کرنے سے احتمال رکھتا ہے۔ معتمل میں متال دکھتا ہے۔ معتمل میں متال درجا ہے تو ملا نکہ کو سجدہ کرنے سے منع کی دیم تا

اورجب الانكه نے امرخداوندى كى تعيل ميں آدم علالت لام كوسى وكرليا تو اب يہ امرسے خبر بن گيا اور خبرت عارض بہونسكى وجہ سے نسخ كا حمّال خمّ بروگيا ہے اس لئے كہ نسخ اليسے كلام ميں ہو تا ہے جو كلام كسى مكم شرعى بردلالت كرتا ہو اور اليسے كلام ہيں نسيخ منبيں ہواكر تاجب ميں كوئى واقعہ بيان كيا گيا ہو۔ بہر حال جب يہ آيت اپنى اصل كے اعتبار سے نسيخ كا احمال ركمتى متى تو اس كو محكم كى مثال ميں ذكر كرئ اورست منہيں متعا بلكہ صحيح يہ ہے كہ يہ آبت مفتر كى مثال ہے ۔

مجى منهيں ہے۔ اس ليئ كداس صربيت كيس جہا دى تعيين ولو قيت ذكر كى ممى ہے تعيان تا قيا مت جہا دجارى

200

ا در ما بی رہے گا میعنی فرضیت جہاد کا حکم ما قیامت باقی رہے گا۔ اور جب جہاد کے نسوخ ہونیکا احتمال ختم ہوگیا تو پیکلام از قسم محکم ہوگا۔

كَيْظُهُرُ النّفاوُتُ عِنْكَ النّعَامُ فِر لِيَصِيُّرُ الْأَدِىٰ مَتَوُّوكُا بِالْ عُلْ يَضِحُ لاَيْظِهُرُ النّفاوُتُ بَيْنَ هَٰ لَا مُ اللّهُ اللّهُ النّفَاوُتُ عِنْدَا النّعَامُ فِ الأَمْ الْحَدْ فِي الظّنْفِي وَالْطَافِي وَالنّفَا يُطَهَرُ النّفَاوُتُ عِنْدَا النّعَامُ فِي اللّهُ اللّ

ا دران کے مابین فرق مرات تعارض کے وقت ظاہر سوتا ہے تاکہ اعلیٰ کیو جسے ادنیٰ کوترک کردیا جائے۔

میں طا صربہیں ہوتا کیو بحد سبھی قطعی ہیں البتہ تفاوت تعارض کے وقت ظاہر سوتا ہے بس اعلیٰ پرعمل کیا جاتا ہو نہ کہ ادنیٰ پر۔ لیس جب ظا صراور نفس کے درمیان تفاوت کا ہر سوتا ہے بس اعلیٰ پرعمل کیا جاتا ہو نہ کہ ادنیٰ پر۔ لیس جب ظا صراور نفس کے درمیان تعارض و اقع ہوتونص کے مطابق عمل کیا جائے گا ایکن کے درمیان تعارض ہوتو محکم برعمل کیا جائے گا لیکن یہ عض صوری تعارض ہوتو محکم برعمل کیا جائے گا لیکن یہ عض صوری تعارض ہوتو محکم برعمل کیا جائے کہ تعارض حقیقی دو جحتوں کے درمیان برابر کا تھا دہ بوس سی کسی ایک کوزیادی یا توقیت حاصل نہیں ہوتی اور میں الیسی بار یہ نہیں ہے۔

ایک کوزیادی یا توقیت حاصل نہیں ہوتی اور میں الیسی بار یہ نہیں ہے۔

وی میں کے آجاروں دلیلوں میں اگر تعارض ہو ،۔ مزکورہ چاروں دلائل ظاہر،نص، مفسر اور محکم طنی ہیں یا تعلق منسسر سرک اس سے عیں کوئی فرق منہیں ہے ۔ چاروں دلائل قطبی اور یقین کا فائرہ ویتی ہیں لیکن اگر کسی مقام پر ان میں باہم تعارض واقع ہو توان میں سے جواعلیٰ ہے اس پرعمل کیا جائے گااورادیٰ پرعمل نہ کسیا

جائیگا۔اس نے کہ جودلیل اعلی اور اوضح اور اتوی ہے اس پرعمل کرنا زیادہ بہترہے برنسبت ادنی پرعمل کرنے۔

میں کے اور انتہت بالنص پرعمل کیا جائے کا اور جب نظا ہر اور نص کے مابین تعارض واقع ہو تو ظاہر بریض کو ترجیح دیجائے گی۔اور مانتہت بالنص پرعمل کیا جائے گا۔ اور جب نص اور مفتر کے در میان تعارض واقع ہو تو محکم کیا جائے گا۔ اسوجہ اور نص کو ترک کردیا جائے گا۔ اسوجہ اور نص کو ترک کردیا جائے گا۔اس طرح جب مفتر اور محکم کے در میان تعارض واقع ہو تو محکم پرعمل کیا جائے گا۔ اسوجہ سے کہ ظاہر کے مقابلے میں نفس اعلی اور افضل ہے اور نفس ہے اور نفس کے مقابلے میں مفتر اعلی وافضل ہے اور مفتر سے محکم افضل اور اعظام ہے۔

تعارض كى حقيقت دان كدرميان پايا جانبوالاتعار من كراسيس شارح فرايا يه كوئ حقيق تعارمن بيس

ہے بلا محض صوری تعارض ہے۔ تعارض صوری سے مرادیہ ہے کہ ایک میں حکم اثبات کا ہوا در دوسری میں حکم نفی کا ہو۔ یہ تعارض حقیقی تعارض نہیں۔ کیؤنکہ حقیق تعارض اول تو دواہی جمتوں کے در میان ہو تاہے جو درجیں دونوں برابر ہوں۔ دونوں بی سے کسی کو کوئی فوقیت حاصل نہوا ور مذکورہ نصوص کے در میان یہ بات شہیں پائی جاتی۔ اس لئے کہ چار دں کے مراتب میں تفاوت ہے جیساکہ اوپر گذر کیا ہے کہ نص بمقابلہ مفتر بر مفتر بر مقابلہ مفتر کے اعلیٰ ہے۔ لہٰ دا جب یہ حقیقت ایک درجہ کی نہیں بلکہ اعلیٰ اورادی کی اعلیٰ ہے۔ لہٰ دا جب یہ حقیقت ایک درجہ کی نہیں بلکہ اعلیٰ اورادی کی تعارض بھی نہیں واقع ہور کیا۔ حاصل یہ کہ ہوتیں اور جب دونوں میں مساوات نہیں توان کے در میان حقیقی تعارض بھی نہیں واقع ہور کیا۔ حاصل یہ کہ ان سے کے ما بین تعارض محض صوری تعارض ہے، حقیقی تعارض نہیں ہے۔

مثال مَعَامُ ضِ الطاهِرِ مَعَ النَّقِ قُولُ العَرِ الْحِلَ لَكُمُ مَا وَمُ الِكُمُ اَنْ تَلْبَعُو الْمَ مُعَ قُولِم تعزفا نكي الماطاب لك مُرمِن النِّسَاءِ مَثْنى وَ ثُلْثَ وَمُ الطَّ فَإِنَّ الاَقَ لَ ظَاهِمٌ فِي حَلِ جميع المُحَلِلاتِ مِنْ غَيْرِ قَصْبِهِ عَلى اللّهُ ابْعَتَى فَيَنْبِي اَنْ تَجِلُ النّ ابْلَ لاَ عَلَيْهَا ـ وَالنّافِي نَصَّ فِي اَتَّى لاَ يَجُونُ التعلّى عَن الاَثْم بِعَتِ لاتَم سِينَ لِا جَلِ العَلَ دِ فَتَعَامَ صَ بِينَهُ مَا فَاتَرَجَّحَ النَّصُ وَتَقِيمِ عَلَيهَا وَقيل الاَدَّ لُهِ عَن اللّهُ اللّ

اورنس کے ساتھ فاہرے تعارض کی مثال اللہ تعالیٰ کا توان کا گرائر ڈاکم اورائر ڈاکم اورائر ڈاکم ان بہتنوا
اول آیت اس بات میں فاہر ہے کہ تمام طلال عور توں سے نکاح طلال ہے جس میں چار کا قصر نہیں ہے۔ لہذا مناسب سے کہ چارسے زائد عور تیں بھی حلال ہوں۔ اوردوسری اس میں نص ہے کہ جار پر زیادی جائز نہیں ہے کہوں کہ دہ عدد بیان کرنے کھیا لائی گئی ہے لہذا وونوں آیتوں کے درمیان تعارض واقع ہوا پس نص کو ترجے دی گئی اور اس پر کا اور اس پر کا اور اس پر کا اور اس پر کی شرو کے بارے میں ہے کہوں کہ دوسری نص عدم اشتراط کے بارے میں ہے کو نکر وہ اس کے دکھیا اور کہا گیا کہ اول واجب قرار دیدیا گیا۔ اکتفار کیا گیا اور کہا گیا کہ اول ہوئوں کے درمیان تعارض واقع ہوا پس نص کو ترجے دی گئی اور مال واجب قرار دیدیا گیا۔ اور مطلق ہے۔ پس دونوں کے درمیان تعارض واقع ہوا پس نص کو ترجے دی گئی اور مال واجب قرار دیدیا گیا۔ اور مطلق ہے۔ پس دونوں کے درمیان تعارض واقع ہوا پس نص کو ترجے دی گئی اور مال واجب قرار دیدیا گیا۔ اور مسلم سے کہوں کو ترجے دی گئی اور مال واجب قرار دیدیا گیا۔ اور مسلم کو ترجے دی گئی اور مال واجب قرار دیدیا گیا۔ اور مسلم کو تربی تربی اور جاری ہوں کا تربی تھا ہوں کو تربی تین اور چار جاری تعداد میں نہاں کرتوں کو تربی تین اور چار جاری کی تو تو یہ تھا کہوں کو تربی تین اور چار جاری تعداد میں نہاں کرتوں سے دودو تین تین اور چار جاری کی تو دوسری کی ہور توں سے دودو تین تین اور چار جاری کی تو دین کو تی ہوں تھا ہوں کہوں کو تا ہوں کہوں کہوں کو تا ہوں کہوں کی تیا ہو تو تیں تین اور چار جاری تو دی توں کو تی تھی تھا ہوں کو تا ہوں کو تا ہوں کو تا ہوں جو تا کہوں کو تا ہوں کو تا

دوسری آیت اس بارے میں نف ہے کہ سلمان دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کر سکتا ہے دین چار عور تون کو الکہ اس کے بیان عدد میں یہ آیت عدد کو بیان کرنے کیلئے لائ گئی ہے اس لئے بیان عدد میں یہ آیت نف ہے۔

یہا ای عدو کی ولیل ، ۔ آیت میں لفظ مٹنی وٹلٹ الن فانکوا ماطاب نکم سے حال واقع ہے اور حال اپنے ذوالحال کے

یہا ای عدر کر کر اسے ۔ لہٰ دا آیت میں جو از نکاح مدد کے ساتھ مقید ہوگیا اور کسی کلام میں جو کسی چیز کو تید کے ساتھ ذکر کیا جاتا
ہے تو دو قید ہی مقعود بالکلام ہوتی ہے ۔ لہٰ دااس آیت میں قید سے سی بیان مدد ہی مقعود ہوگا ۔ صرف مقید مین انسان کو ساتھ دار کہ کا حال کورتوں ہوئی اور سیلی آیت تمام محلات ( حال عورتوں ) کو نکاح کے حال ہونے میں ظاہر ہے ۔

اوردوسری آیت چار عورتوں سے زائد کے جائز نہونے میں نفی ہے۔ آباد اظا ہرا درنس کے درمیان بظا ہرتعا من واقع ہوا۔ اس نفی کو ترجے دی گئی اور جواز نکاح صرف چار عورتوں کی محدود دربا۔ اس سے زائد نکاح کرنا درست نہوگا۔
کیارض کی دوسری صورت ،۔ یہ بعض نے کہا بہلی آیت یسنی آبات کی ما درار ذائع افز والی آیت میں مہرکو بیان کیا گیا ہے اورددسری ایسان کیا گیا ہے۔ اورددسری ایسان کیا گیا ہے۔ اورددسری آیت بیان مہرک شرط نہ ہونے میں ظا ہر ہے۔ کیونک یہ آیت بیان مہرک سرط نہ ہونے میں ظا ہر ہے۔ کیونک یہ آیت بیان مہر سے ساکت سے ساکت سے معنی نہ مہرکا شرط ہونا ذکر کیا گیا نہ فیرسٹ رط ہونا مذکورہے۔ توظلا صدید نکا کہا ول آیت مہرک شرط ہونا ور کو کیا گیا نہ فیرسٹ رط ہونا مذکورہے۔ توظلا صدید نکا کہا ول آیت مہرک شرط ہونے در قا مدہ ہے کہ میں نورس ہونے نہونے ایسان کی دونوں میں تعارض واقع ہوا۔ اور قا مدہ ہے کہ حب نفس اور ظاہر میں تعارض ہونونف کو ترجے دی جاتی ہے۔ لہٰ ذااول آیت اصل کم ماورار ڈکٹم ان جتنوا ہا موالکم آفاد راخ اور معول بہا ہو گی اور نکاح میں مہرسے روا جب ہوگا۔

ومثال تعام صالنص مع المفسرة ولك عليه الستلام المستحاضة تتوضّ ليكل صلاة مع قول عليه السلام المستحاضة تتوضّ الوضوء المهديلا عليه السلام المستحاضة تتوضّ الوقت معل صلاة فات الاول نعل يقتض الوضوء المهديلا لكل صلاة أوادا وعن الدفي الوضوء المهديلا الكل صلاة أداء كا ويل اك يكون اللام بمعن الوقت فيكن الوقت فيكن المائم بعن الوقت فيكن المائم المنتر المعتمل الوقت فيكن المنتر المنتر المنتر المنتر المنتر فيكن الوضوء الواحد الفيل الوقت في موعيمًا فا واتعام من بينهمًا يصام المورد والما وعمل في من بينهمًا يصام المورد والواحد المنتر فيكن وقت ملاة من واحدة والشافع الكرية المنتر المنتر فيكن الوضوء الواحد في المحديث الاقلى والمنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر فيكن الوضوء المنتر فيكن المنتر المنتر فيكن الوضوء المنتر فيكن المنتر المنتر المنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر فيكن المنتر فيكن المنتر المنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر المنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر المنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر فيكن المنتر فيكن الوضوء المنتر فيكن الوضوء المنتر المنتر فيكن الوضوء المنتر فيكن الوضوء المنتر المنتر المنتر فيكن الوضوء الواحد المنتر ا

ا ورمنتركسا تدنس ك تعارمن ك شال مديث المشتماضة تتوضأ ككيّ صادّة ومها المائة المستمانة المستمانة ومناكس من المتناص المتناد من المن مناوة المستناد من المن مناوة المنتاد من المناكس الم

12.7

‹ مستما صنه ہروقت کی نماز کیلئے وضو کرے ، کیونکہ پہلی نص تقا صنہ کرتی ہے کہ مستجا صنہ ہر نماز کیلئے وضور حبدید کرے - خواہ نماز قضار ہویاا دار پھریا فرض ہویانفل لیکن بیشک اس بات کی تاویل کا حمّال رکھتی ہے کہ لام وقت کے مصلے میں ہو۔ پس ا مك بى وضور سروقت ميس كافي بوكالبس اس وضوس جونمازي جلب اداكر فرض بويا نفل وعيره . اورووسسرى روایت مفتسرہے جو تا دیل کا حتسال نہیں رکھتی کیونکہ اس میں لفظ وقت موجود ہے۔ بس جب دونوں روایتوں میں تعارض واقع بهواتومف ري ترجيح كواختياركيا جائے كاپس وضور واحدامك وقت كى نما زخيلة كانى بهو كاا وروه بمى عرف ايك مرتب وصوكرنا پڑے گا اورامام شانعي اس پرمتنبهنهي جوئے للنذا اسخوں نے حدیث اول پرعل خرمایا ۔

ون مدر انص اورمفسر کا تعارض . و دون نے تعارض کی شالیں ۔ مدیث المصحاصّۃ تتو ضا لکل صلاّۃ ت تحاصَد عورَت برزك إذ كيك وصوكر . ووسرى حديث بير المتحاصة تتوضأ لوقت كل صلوة بي

💴 مشتماصه ہروقت کی نماز کیائے وضوکرے۔

الآل صديث كامفهوم يدبي كمستما صدعورت برنماز كيك وضور جديد كرس خواه فرص بويا سنت بهو، نفل بويا واجث اورقضار نمازسب كيك الك الك وضوكرك جاب وقت مين كرك يا غروقت مين.

ا وردوستشری صریث کا مفہوم یہ ہے کہ مشتما صنہ نماز کے ہروقت میں وضو کرے جس کا مطلب یہ ہواکہ ایک وقت بیل کی وصوكرنا واجب سے بچروقت كے اندر الدر نماز حوچاہے پڑھے ۔ فرض، واجب، نفل اور قضاء وعیرہ ۔ اول آیت میں لفظ ككل صلوةٍ مي دولام نركور سے وه وقت كيلئ سے معسى لام سے وقت كے عط مرا د ہوں كرمت عاصر كيك اكب وقت میں ایک وصور کافی ہے مجمراس وصورے جوچاہے نماز بڑھ سلے ۔اس کی مثال آتیک لصلوۃ الطبر ہے ۔اس شال يل لام وقت كے مطفين ہے ميسنى ميں ترب باس صلاة اطركے وقت آؤل كا۔

ا عشر اص : - لام وقت كو وقت كے مضاً میں لينے پر ايك اشكال ہے - وہ يدكد لام ايك حرف ہے اوروقت اسم ہے -ا ورحرف کواسم کے لئے مجاز ً ااستعال کرنا درست مہیں ۔

اس اعترامن سے احتراز کیلئے مناسب یہ سے کہ اس بگر لام کو دقت کے معنے میں لینے کے بجائے لفظ دقت کو محذو ون مان ليا جائ ميسى لوقت كل صلوة كما جائد

خلآصَہ یہ کاکہ مستحاصہ عورت پر مبرنما زکیلئے وضو کے واحب ہونے پر یہ حدیث لف ہے ۔ اور دو سری حدیثُ المستحاضة تتوضأ لوقت كل صلاة وسمغت رسير جس بي وقت كالغط صراحة ندكورب - لهذااس يركسى باويل كااحتمال مَنهي - ملكه ايك وقت میں ایک وضو کا فی سجھا جائے گا۔ اور مجراس وقت میں جو نماز چاہے مستما صرفہ بطرھ سکتی ہے۔

حاقتل یدکه اول حدیث نفس ہے ا ورد دمیری حدیث مغترہے ا درمغت رکونف پرتر جیح حاصل ہے ۔ لہذا مفسر پرعمل كيا جائے كا ورست عاصد كے لئے اس حدیث كى روسے الك وقت وصوكرنے كے بعد دو برے وصوكى جا جت نہوكى ۔ بلك ايك إن وضوس اس وقت كے اندرمتعدد نمازيں فرص وا جب، قضاء ، نفل يرصف ك اجازت ہوگا -

ا ام شاخعی کاس مسئله میں افتلات ہے ۔ ان کا قول یہ ہے کہ مصتما صند ایک وقت میں سرنماز کیلئے جدا گا نہ نیا وضو

وضوكرك كى - ايسامعلوم ہو تاہے كه دومسرى حديث ان كے سامنے منہيں تى -

ومثال تَعَامُ صِ المُفَسَّرِمَعَ المُحُكِمَ قُولَ مَنْ عَلَى وَاشَهِ لَ وَاوَعَلَى لِمِ مَنْكُمُ مَعَ قُولَ المُحَلَمُ اللهِ وَالتَّفْكُوا وَوَعَلَى لِمَ مَنْكُوا مِنْكُمُ مَعَ المَعْكُولِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ ال

اورمفتر کے تعارض کی مثال محکم کے ساتھ النٹر تعالے کا تول " کو اشہر کروا ذوی عدل برنئم" داورتم اپنے میں مسلم استی سے دو مادل آدمیوں کو گواہ بنالو) جو لا تقب گوائم شہادۃ ابترا "کے ساتھ متعارض ہے داورتم ان کی شہادت کہمی قبول مت کرو) اول آیت مفتر ہے جو محدو دین فی القذن کی شہادت تو ہر کرنے کے بعد قبول کئے جانے کا تعاصنہ کرتی ہے کیون کہ توب کرلینے کے بعد دونوں عادل ہوگئے۔ اور دوسری آیت محکم ہے شہادت مذہول کرنیکا تھا صنہ کرتی ہے کیون کہ اس میں ابدًا کی قید صراحة موجود ہے۔ پس جب ان دونوں دمفتہ اور محکم یہ میں تعارض واقع ہوا تو محکم کے ساتھ برعمل کیا جائے کہ مفسر کے تعارض کی مثال محکم کے ساتھ موجود منہیں ہے تو وہ محض متبع وجستجو کی دج سے کہا گیا ہے کہ مفسر کے تعارض کی مثال محکم کے ساتھ موجود منہیں ہے تو وہ محض متبع وجستجو کی دج سے کہا گیا ہے۔

مفسر اور محکی کا تقار صن ، ین تعالی کارشاد سے وائشہر کوا ذری مدل منکم دایت میں سے دو استراب کا درائی شہادت ایک شہادت ایک شہادت کمی می

ا تبول مت كرو، جن دركون پر مد قذف مارى كى كئ ہے .

ان دولان آیتوں کے درمیان تعارض واقع ہوا۔ ان دولان یس سے اول آیت مفترہے۔ اس کامطلب یہ ہونے کہ جولوگ تو ہر کر سیکے ہوں حرقدت جاری ہونے کے بعد توالیہ لوگوں کی گواہی تبول کرلو۔ اس لئے کہ صرجاری ہونے کے بعد فول سے کہ جولوگ تو ہر کر سیکے ہوں افراد عادل ہو گئے۔ اور عادل کے بارے میں ارمت اوسے واشہدواذ دی عدل سنگی ہوئے ہوں نے دو عادل آ دمیوں کو گواہ بنائو۔ اور گواہ بنا نیکے لئے لازم ہے کہ ان کی گواہی تبول کی جائے۔ لہٰذا یہ آیت مفترہ جس سے ان دولوں کی گواہی کی تبولیت کا حکم ہے۔ اور دوسری آ بت اس دلا تقاب اور میں معترب حس سے ان دولوں کی گواہی کی تبولیت کا حکم ہے۔ اور دوسری آ بت اس دلا تقاب اور دولی کی گواہی کہمی تبول مذکر و ۔ محکم ہے۔ اور دوسری آ بت اس کو گواہی کی وہ محدود نی القذف ہیں۔ ان کی گواہی کہمی تبول مذکر جائے ۔ کیون کہ آ بت میں امر آ کا لفظ مذکور ہے جو دلات کرتا ہے تا ہیں اور دوام پر میسنی قاذف جس نے تبہت لگائی اس کی گواہی کہمی قبول مذکر جائے تو ہر کرلیا دلات کرتا ہے تا ہیں اور دوام پر میسنی قاذف جس نے تبہت لگائی اس کی گواہی کہمی قبول مذکر جائے تو ہر کرلیا ہویا مذکر ایت بر کے بعد بھی ان کی گواہی مقبول مذہوں نے جست کہ اس کی گواہی کہمی قبول مذکر جائے تو ہر کرلیا ہویا مذکر ایت بر کیا ہو۔ لہٰذا تو بر کے بعد بھی ان کی گواہی مقبول مذہوں نے جست کھائی اس کی گواہی کہمی قبول مذکر ہویا نہ کیا ہو۔ لہٰذا تو بر کے بعد بھی ان کی گواہی مقبول مذہوں نے جست کھائی اس کی گواہی کہمی قبول مذکر ہویا نہ کیا ہو۔ لہٰذا تو بر کے بعد بھی ان کی گواہی مقبول مذہوں نے جائے۔

بہرمال دونوں آیتوں کے درمیان تعارض واقع ہوا۔ دوسسری آیت محکم اوراول آیت مفترہے۔ اور محکم اور اول آیت مفترہے۔ اور محکم اور مفت رکے تعارض کے وقت محکم کوترجے دی جاتی ہے اور محدود فی القذ من کی گواہی تو ہے بعد بھی قبول نہ کی جائے گی ۔

یں ہیں جیسے میں ہے۔ معض حضرات کا قول یہ ہے کہ مفت راور محکم کے درمیان تعارض کی مثال موجود شہیں ہے۔ تو بعول شارح مریب عینرات کا قول یہ ہے کہ مفت راور محکم کے درمیان تعارض کی مثال موجود شہیں ہے۔ تو بعول شارح

یدان کے تلاش اور شیع کی تمی کیوج سے ہوا ہے ۔
جی ای اس اور ان کے جوابات جاست واشہروا دوئی عدل مدل میں مسرقرار دینا صبح بہر اس کی مسرقرار دینا صبح بہر اس کی مسرقران کے جوابات جاست واشہروا دوئی عدل ما دوئی ہے۔ جب کہ آیت واشہروا دوئی عدل من مسرق کے جب کہ آیت واشہروا دوئی عدل من عدل من مسرورا مورکا احتسال رکھتی ہے ۔ لفظ واشہروا صیغة امرہ اور امروجوب کے لئے آتا ہے اور امروجوب کے لئے آتا ہے اور امروجوب کے اسوار بہت سے دوسرے معانی کیلئے آتا ہے - نیزات اللے اس اس کے کہ صفت عدل کے سامة مقصف غلام اور نا بینا ابنے اطلاق کی وجہ سے نا بینا اور فلام کو بھی شامل ہے ۔ اس لئے کہ صفت عدل کے سامة مقصف غلام اور نا بینا میں مورد نیوں آیت میں مراد نہیں ہیں ۔ ان احتمالات کے موجود ہوتے ہوئے اس آیت کو مفت میں طب میں جب کہا جاسکتا ہے ۔

جواب ، - مذکوره اعرّاض کا جواب هم نے اس آیت کوتمام اعتبارات سے مفتر شہیں کہاہے صرف قبول شہادت کے اس کا طریق سے العاظ سے اس کومفت کرمانا سے ، لہذا قبولِ شہادت میں مذکورہ احتمالات مانع شہیں ہیں ۔ لہٰذا اس آیت کے مفسرے

سرونے میں کو فی کلام منہیں ہو سکتا۔

اب رسی یہ بات کریہ آیت اپنے اطلاق کیو جہسے و ویؤں کوشا ملسیے میسی غلام اورنا بیناکو بھی ۔ توجواب میں کہا ، جاسکتا سے کہ آیت مطلق سے کہ مطلق میں فرد کامل مراد ہوتا ہے اورنا بینا اور غلام کمال سے خالی ہیں میسی ، یہ دولؤں ذوبی عدل منکم کے کامل افراد سنہیں ہیں اس لیے آیت ان قسم کے افراد کوشا مل منہیں ۔

آ عمر احض ما فی است که اول آیت اس مم کوبیان کرتی ہے کہ واشہدوا ذوی عدل منا کا بین سے دو عادل آدمیوں منہیں ہے۔ اس کے کہ اول آیت اس مم کوبیان کرتی ہے کہ واشہدوا ذوی عدل منا کا کہ اول آیت اس مم کوبیان کرتی ہے کہ واشہدوا ذوی عدل منا کا کہ اول آیت اس مم کوبیان کرتی ہے کہ واشہدوا ذوی عدل منہادة ابترا "انتی کو ای کہم قبل منہ کو ایس آیت میں کا امرائ کو ای کہم قبل منہ کرو ۔ یعسنی اور کی ایس آیت میں از ایک کو ای کہم قبل منہ کو کہ الفرن کے تبول منہ کرنیا حکم ہے اور کو او بنانے کے لئے میسنی اشہاد کے لئے قبول منہ کرنالا زم منہیں ہے ۔ جنا پی اندسے اور حدود فی الفذ ف کو کو او بنا کا درست ہے اور انتی کو ابی سے نکاح شعد میوم آباد کے لئے قبول شہاد سے ایکن اگریہ شہاد سے ایک استہاد سے اور دوسری کا حکم قبول شہاد سے لئے قبول شہاد سے اور دوسری کا حکم قبول شہاد سے کہ قبول شہاد سے اور دوسری کا حکم قبول شہاد سے کہ اور دوسری کا حکم قبول شہاد سے کہ اور دوسری کا حکم قبول شہاد سے کہ اور دوسری کا حکم تبول کرنالازم ہے تو کہا جا کی کہ میسلی کو تی تعسار من مذر ہا ۔ اور آگر مان مجمل لیا جائے کہ اشہاد کے لئے شہاد سے کہ واک کرنا الازم ہے تو کہا جا گئے کہ میسلی دور دوسری آباد کرنا الازم ہے تو کہا جا گئے کہ ہے کہ واشہدوا ذوی عدل الز میرود فی الفذف کی شہاد سے تو کہا جا گئے کہ ہے کہ واشہدوا ذوی عدل الز کر الز کر میرود فی الفذف کی شہاد سے تو کہا جا گئے کہ استہدوا خوالے پراشار و دالت کر تی ہے ۔ اور دوسری آباد کہ کے جانے پراشار و دالت کر تی ہے ۔ اور دوسری آباد

وَلاَ تَعْبُ كُوالَيْكُ مُ شَهَا وَ الْ الله استهادت كع قبول ندك جان يرعبارة الفي سے دلالت كرتى سے اور دونوں دلالتي الك الگ بس اس کے کوئی تعبارض مذو اتبع ہو گا۔

جواب ، - ممن بيد تميدي عرض كرديا تماكدان چارون دالألك درميان تعارض صرف دورة ب، حقيقة كوئى تعارض تنبِیں سے اور مُکورہ بالا دو تو ں تیوں میں تعسار ص نعیتی یعینا ہر مگر صوری تعارض تو مبر حال موجود ہے۔ لہٰذ ١١ ب کوئی أنسكال واردنه بهوكا-

تُمَرِّ إِن المُصَلِّعِتَ وَكُومِثًا لَا لِتَعَامُ حِرَالَمُنصِ مَعَ المُنسِّرِمِنَ المُسَالِّلِ الفقه يَتِ كَظ سَبيلِ التفهم فقال حَمِّ قُلْبًا إِنَّهُ اذَا يَشَوَدُ مَعَ إِمْرَا ۚ فَمَ إِلَىٰ شَهُ إِلَى اللَّهُ مَتَعَمَّا يُؤِيدُ انَ قولَ مُرَدَّ مَ نَعَنَّ فِي النَامِ لَكُنَّ مَا يُحتملُ تا وِنْكِ أَنْ يَكُونَ لِكَا حَالِكَ أَجِلِ فَيكُونَ مُتَعَدَّةٌ وَقُولُ مُ إِلَى شَهْرِمُ فَتِرُكِ فِ هٰذا المعنولا يحتملُ إِلَّا كُونَ مُ مَعْتُ فِيصِهِلُ عَلَى المُتَعَرَّةِ وَ لَكَن لَا يُخْلُو خَلَّا مِنَ الْمُسَامِحَةِ لاتَ تَوْلِدُ إِلَى شهرِمَعَلَقَ ا بقولِه تَذَوَّ وَ لَين سَعِلا مُامُسْتَقِلاً حِمَّ يكونَ مغيِّرًا يَصْلَحُ معَام ضَّالَة فكأنَّهُ أسّاء أنَّ هذا الكلام دايْرُ الله كونه مكاتفا دبين كونه متعتد فر جَحب المتعداً.

سیرمسنعت فی بلورتفریع نف کے تعارض کی مثال مغترکے سائنہ فقبی مسائل سے دی ہے۔فرایا یہاں مسلم من بم نے کہاکہ جب کسی شخص نے عورت سے ایک مہینہ کیلے دیکا ج کیا تو یہ متعہ ہے کا ح نہیں مطلب يد بيكداس مثال مين اس كاقول تزوي نكاح كمعنى مين نصب سيكن اس بات كى تاويل كا حتمال ركمنا ب كديدكس

مت يمك كيك كياكيا بولبلذايه متعمره جأيكا ودراس كاتول الى شهر اس عف يس مفسرب صرف متعم مي احمال ركمتا ہے۔ لہٰذا اس کومتعدر محمول کیا جلے مگالیکن یہ مثال مسامحت سے فالی منیں ہے کیونکہ الی شہر کالفا تزة جے مقبل بيكون مستقل بنفسه كام منهي سية اكدمفسر موكراس كمعارض بنني ملاحيت ركمتا بوديس كويا مصنع في في مراديد ليدا

ہے کہ یا کا م اکا ح ا ورمتعہ دونو بے درمیان دا رئے بہ متعب کو ترجے دیری می .

ود مرك القرى مسائل سے تعارض كى مثالين . مسئن سابق مي نوايك جبان جاروں ك T درمیان تعارض داتع بولو ان میں سے اعلیٰ کواد نی پرتر جے دی جائے گی اس تعارض کی مشال المسئلة فقبيد القل كما ب عس من نف اور مفت ك درميان تعار من خركور ب

مستقلط : - اکیشفف نے ایک عورت سے ایک ا ہ کی مرت کیلے بھا ج کیا ۔ نکاح موقت شرعًا جا نزمنیں بلکہ بتومت ہے ذک نکاح کیونک مرد کا قول تزویجے باب کا ح یں نف ہے کیونکہ اس کو نکاح منعقد کرنے کے لئے لا یا گیا ہے۔ مگراس میں اس کا حرال ہے کہ نکاح کسی فاض مرت معینہ تک کے لیے کیا گیا ہوئیں یہ نکاح موقت ہے اور نکاح موقت فاسدست - حاتمل بدكر تزوجت كالفالف ب اور الى شهركا تول اس كى تمنسيرب اورنكاح كاموقت بوزا

نابت ہوگیا۔ اب اس میں نکام موقت ہی کا حمّال ہے : نکان کا حمّال باتی منیں رہا اس لئے اس نکان کوموقت پرمحول کیا گیاا دریہ حکمیں متعرکے ہے اس لئے فاسد ہے۔ بقول شارت مصنف نے ایک مثّال ذکر فرما ئی اوروہ تسامج سے خالی نہیں کیو بحدمرد کے قول ترقیعی ولئے شہر میں لفظ الی شہر کوئی مستقل کلام نہیں بلکہ تزوجت فعل بافا عل کے متعلق ہے۔ بیسنی " تزوجتُ الی شہر" پوراایک کلام ہے، اور کلام کے اجزار کے درمیان تعارض نہیں ہواکرتا۔ تعارض تو دو کلاموں کے

یعنی اس مثال کونص اور مفت رک درمیان تعارض میں بیش کرنا صیح منہیں ہے۔ شارح کی جانب اس مثال کی تاویل : ماتن کی اس مثال کی تاویل : ماتن کی اس مثال کی تا دیل میں شارح نے کہا تول تروجتُ الا شہر " نکاح مجی ہوسکتا ہے ادر متعہ بھی گویا تیا نکاح اور متعہ دو نوں کے ابین دائر ہے اور قول الی شہر متعہ کے

درمیان ہوتا ہے جو کا مل ہوں۔ لہٰذا اس مقام بریہ کہنا کہ تزوجت نص اور تزوجت الی شہر میں مفسر میں تعارض ہے

مستحد علی البته دونون کی تورند کی تید کے ساتھ کیا جائے میسنی نکان موقت اور متعہ، دونوں سشر نگا مستحد علی البته دونون کی تعربیات میں لفظ تمتع کا ذکر کرنا صروری ہے۔ مثال جیسے فاسد ہیں۔ البته دونون کی تعربی فرات میں فرق ہے۔ متعہ کی تعربی البت کسی خورت سے کہا" اُئمتع کم بھو اللی شہر البت 'دایک ہزار دوبیہ کے عصل میں تجھ سے ایک ماہ کے الما شہر البت کسی مون اور نکان موقت کی مثال "تروجہ بھی اللی شہر" دیں نے تجھ سے ایک ماہ تک کیلئے نکان کیا، نکان میں لفظ نکان کا میا اس کے ہم معنے دوسرے لفظ کا ذکر کرنا صروری ہے۔ متعہ کو تمام فقہام حرام کہتے ہیں۔ صرف امام مالکے" کا اس بارے ہیں اختلاب ہے۔

متذکے جوازیں امام ملک کی دلیل یہ ہے کہ متد ابترابر اسلام میں جائز تھا اور اس کے بعد اس کاکوئی ناسخ وارد سنہیں ہوا اس لئے متعد کی ابت اس اور سے گا۔ منہیں ہوا اس لئے متعد کی ابا حت اس وقت تک باقی رہے گا۔ جواب دنا من کی جائب سے یہ دیا گیا ہے کہ متعد کی حرمت پر صحابہ کا اجماع منعقد ہو چکا ہے لئے اس کا محاص اس اوت کیلئے کا سخت کے استدالال کا جواب اور یا جائے گا مگر صفرت عبداللہ من عبار منا متعد کے جواز کے قائل ہی اس لئے اجماع کے انعقاد میں سنبہ واقع ہو گیا۔

حضوت ابن عباس رض کارجو عید اکی مرتب مفرت علی نے حفرت عبدالله بن عباس سے فرایاکہ تم کو یاد نہیں۔ فیر کے موقع پر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حرام فرادیا تھا۔ بیر منکر مفرت ابن عباس شند اپنے قول جوازِ تعرب رجوع فرالیا تھا۔ ان کے رجوع کر لینے کے بعد اب صحابہ کے اجماع کے انعقاد میں کوئی سشبہ باتی نہیں رہا۔

یکوهم خیابر؛ خبرکے موقع پرجن چیزوں کوممنوع قرار دیاگیا دہ اول کم ممار معنی پالتو گدھے کا کوشت ا در متعہ دولاں کو حسرام کیاگیا۔ پھرچپز سالوں کے بعد فتح مکہ کے موقع پر متعہ کو صرف مین دلاں کے لئے مباع قرار دیاگیا۔ اس کے لب چوستے دن اس کو ہمیٹ کیلئے حرام قرار دیدیا گیا۔

ا مام ما لله است لال ؛ صرت الم الك فراين كتاب مؤطاا ام الك مي صرت على كل الك صريث

نقل کې سپه که دن رسول ونفرصلی دونځ علی کرلیخنی عن متعبته ولساد دعن فوم ولمحروه هلینټه د خپرمي جناب رسول انترصلے انتر نے پالتو گدموں کے گوشت کے کھانے اورعورتوں سے متعہ کرنے کو منع فرادیا ہے)۔

حضرت ام مالکھروئی عادت یہ ہے کدوہ ابن موکلا میں وہی حدیث نقل فرماتے ہیں جو ان کے مسلکھ کے مطابق ہو-اس سے معسادم بواكر حفرت ام مالك ك نزديك بمى متعد حرام سي

شُرَّبَكَ الغرَاجِ عَرُ بِكِيابِ الأَسْامِ الأَرْبَعَةِ شَرَعَ فِي بَيَابِ مُقَابِلًا تِهَا فَعَالَ وَ أَمَّا الْخَعْيَ فَهَاخِفِي مُوَادُهُ بعًا م ص غيرِالصيغة به لا يَنال إلَّا بالطَّلب بعين إنَّ الغواسُمُ الكَلامِ خَفَى مُوادَّة بسَبَبِ عَام ضِ نشأ مِنْ غَيرِ الصِيغِيرِ إِو لوكان مَنشُورٌ وَ الصِيغِيمَ لكانَ فيرخِعاء مَن اثْلاً ويُسَمَّى بالمشكِّل والمتجمّل فلايكوتُ مُقَا بِلَّا للظاهِرِ، الذى فيدِ أَوْنَ ظهومٍ، فَإِنَّ كُولًا مِنْ لِحَوُّلاءِ مُتَرَبَّ فِي المخفاةِ توقّبُ الاصلِ فالظهور، فأ ذاستات في الظاهِر، أو في ظهوم، فلا بُن اكث يكونَ في الحني الحني أو في خفاء وَ هُكُن القياش فلايسَالُ مُسَرَادة إلا بالطلب فضام كمَن اختعى في المدرينة بنوع حيلة عابر ضرة مِن غيرتغيير لباس وَهَيْأُ يَة فته في قول بعام بعام في عيرالصيغة مسامحة والأظهر أن يعول بعام من مِن غيرالقيغة كهافي عبام وشمس الاثمثة المحكواني وقولة لاينال الابالطلب ليس قيدااحتوازيا بل بيابٌ للواقع وتاكيلٌ الخفاع

ا جاروں قسوں کے بیان کرنے کے بعد ان متقابلات کا بیان شروع کیا چنا کخ فسرمایا۔ اور خن و و کلام ہے رسم ایادون سموں نے بیان ارمے بعد ال معابات ، بیاں سرس یہ بہت ہوں ہواس کی مراد بغیر طلب کے حاصل میں مراد کسی ایسے عارض کے سبب سے پوسٹیدہ بہوجو صیغہ کے علاوہ بہواس کی مراد بغیر طلب کے حاصل اور کسی مراد کسی ایسے عارض کے سبب سے پوسٹیدہ بہوجو صیغہ کے علاوہ بہو صدفہ میں مذہر کو بکہ اگر خضار نه بهومیسن خفی اس کلا م کا نام سپه حس کی مراد پوست یده هونحسی سبب عارض کیو جه سه جو صیغه میں مذہر کیو بُکه اگر خف ار کا نشارنفس صینه ہی سے ہوتا تو اس میں خفار زائد ہوتا اوراس کا مشکل اور مجل نام رکھا جاتا بیس وہ فلا ہر کے مقابل ہز ہو تاجس میں ادبیٰ ساظہور ہو تا ہے کیونکہ مذکور قسموں میں سے ہرا میک خفا میں ترتیب وار ہی جس طرح اصل بیسنی الما برانص، مفتر ، محكم يس سے براك مرتب بي بس صرورى سے كه حنى ميں ادنى درج كا خفار بواسى طرح باقى يس قیاس کیجئے۔ بس خفی کی مراد مغیرطلب کے حاصل مذہو گی بس یہ اس شخص کی المرح ہوگیا جولیاس ا ورہیٹ تب میل کئے بغیرکسی عارضی بہانے سے جھپ گیا ہو مھریہ بات یا در کھنا جاسے کہ مصنف کے تول میں تا ج ہے۔ اور ظاہر بات یہ ہے کہ مصنف یوں کہتے ہمارض عیرالصیغۃ جس طرح پر کہشمس الائمیّہ حلوا بی کی عبارت میں موجو دہے اور مصنف کا قول لاینال الابالطلب یکوئ قیداحرازی سنی ب بلکدوا قع کابیان اور خفام کی تاکید ب

و مرکع ا ظہور کے بعد خفام کا بیان ، مصنع جب سے کے ظاہر ہونے کی جاروں قسموں کو بیان ریکے ۔ تو اب بہاں سے ان کے مقا الما ت کو ذکر کرتے ہیں ۔ ظہور کی چاروں ا قسام کا ہر دنف، مفتر

ادر مسکمیں ۔ اوران کے مقابل خفاریں چاروں اقسام حفی بمشکل ، مجل اور متشابہ ہیں ۔ خرف کر تحقی فقیبیل ، خفی بمقابل ظا صہر ، اور شکل بتعابل نص سے اور مجمل برمقیابل مفت رکے اور

تشابه محكركے مقابل ہے۔

خفی کی مخرفی است و کام سے جس کی مراد پوسٹیدہ ہو کسی ایسے عارض کیوم سے جو صیفہ کے علادہ بہو۔ مطلب یہ سے کہ خفا مرافظ اور صیف میں نہ ہو بلد کسی عارض کیوج سے خفا مراکیا ہو۔

و آب ل ، اگر خارصینه اور لفظ یس بو میسنی لفظ کے معنے ظاهدر نه بول بلک یوشیره بو و توده خی بن بلکم شکل کریائے گا - نیز حب خفا رنفس مسیفه میں بوگا تو اس کا مقابل ظامر سے مجاسے نفس بہوگا - مالانکہ خفی طاحر کے مقابل ہے ۔ اس کا تقاصلہ یہ ہے کہ خفی میں خفا بہت معمولی درج کا ظہور برو اس لئے کہ ظا حرمیں بہت معمولی درج کا ظہور برو تاہے ۔

خصف ارسکے افتنہا مم ، خفام کی چارتسمیں ہیں جس میں ادنی درجہ کا خفا رہو تو اس کے مقابل طا ہے۔ کیو نکہ اس میں اونی درجا کی طرح ہوتا ہے اورمشکل میں خفا مرا دنی سے زائد ہوتا ہے تو یہ نف کے مقابل ہے کیمو نکراس میں طہورمسنی طاعر کے مقابلے میں زائد ہوتا ہے۔ اسی طرح مفسر میں طور رنص سے زائد ہوتا

ي اور محكم مي طبور مفت رسه زائد بوتاب.

اسی طرح خفا رکاسب سے کم درج خفی میں ، پھے۔ اس سے زائد مشکل میں اوراس مسکل سے زائد مجل میں اوراس مسکل سے زائد مجل میں اورست زائد مشکل میں اوراس کا مقابل بھی وہ ہوگاہیں اورست زائد مشا بہ میں خفاء ہو تا اس ہو تا اس بے۔ بس جب خفی میں اونی درجہ کا خفا روہ سے جو صیغہ کے علاوہ میں پایا جائے ، نفر صیغہ میں اونی درجہ کا خفا روہ سے جو صیغہ کے علاوہ میں پایا جائے ، نفر صیغہ میں خفا میں خور نائد ہو تا سے تو اس کا مقابل میں ہو گا کہ ب خفی سے زائد ہو تا ہے۔ اس کا مقابل میں جو کہ نیا دہ خلی سے زائد ہو تا سے اس کا مقابل میں ہو کا کہ ب مقابل میں ہو گا کہ ب کہ مقابلے میں خلور زائد ہو تا سے اس کے مقابلے میں خفا میں خفا میں خفا میں خفا میں ترائد ہو تا ہے اس کے مقابلے میں خفا میں ہو تا ہو ہو ترائد ہو تا ہے۔ اس کے مقابلے میں خفا میں خفا میں خفا میں خفا میں ترائد ہوئی ترشا ہہ ۔

شارح نے فرایا۔ جب خنی میں مراد طا هر منہیں ہوتی بلکہ پوشیدہ ہوتی ہے توطلب کے بغیرم ادحاصل نہیں ہوگی۔
مین خنی کی مراد کو معلوم کرنے کے لیے تلاش اور تنتیج کی صرورت ہوگی۔ خنی کی مثال اس آدمی کے مانز ہے جو
کسی حکمہ چیپ کیا ہو معراس نے اپنالباس اور اپنی صورت تبدیل نہ کی ہو تو اس شخص کو آسان سے ہجانا
اور تلاش کیا جا سکتا ہے ، تتیج و تلاس سے وہ آدمی ہجانا جا سکتا ہے۔

قولهٔ بعاً خواله بعن خوار مارمن جومنس صیغه کے علاقہ ہو۔ شار م نے کہا لفظ بغرصیغہ کو عارض کی صفت بنایا تسام سے اس لئے کہ اس لفظ کیوجہ سے خفی کودوسری اقسام مشکل، مجل اور متشابہ سے ممتاز کرنا مقصود ہم ۔ معنی عارمن غیرصیغہ کیوجہ سے خفام باتی دوسری اقسام میں نہو گا ملکہ ان میں خفار نفس صیغہ کی دجہ سے ہوتا ہ

ادريميح نهيں ہے۔ زيا دہ مناسب يہ تعاكر مصنع يوں كتے بعاري من غيرون مينة مبياكه دو مرے على ان كاسے -جس کا مطلب میسته که خفی میں خفار عارض کی بنا ریر آیائیے اور یہ عارمن عیر صیعہ سے پریرا ہوا کہ تو مصنعت رحمہ الشر مرکز کے کام میں شنام لازم دا آ

مصنف کی جانب سے جواب اسکا دیا جائے گاکہ لفظ عید الصیف تد لفظ عارض کی صفت سیس ہے بلکہ برل ہو اوربرل مان کرعبارت کامطلب یہ ہواکہ فنی میں خفار عادم فسے پینی عیرصینہ کیوجہ سے آیا ہے تو مصنف کی عبارت مسائحت سے محفوظ ہوجائے گی۔

قول آلاينال الابالطلب مراد كوطلب مكي بيرواصل نبين كيا جاسكا - يدول بيان تعريف كياي ب كسى چيزكوفارج كرف المالا الابالطلب مرادي الماري المالي ا

وَصُكَمَ النظرُ ضِيعِ لِعُكُمُ أَنَّ إِخْتِفَاءَ ﴾ لمَنوِيَّةِ أَوْ لْعَصُانِ فِيْعِ ظَهْرَ الْمُوَادِّبِ أَى حُكمَ الْحَنِيِّ الْخَفِيِّ النظرُ فِيْرِ وَهُوَ الطَّهِ الرَّالِ لِيُعَلَمُ أَنَّ إِخْتَفَاءَ ﴾ لِأَجُلِ مَا يَا وَ المَعَنَى فِيهِ عَلَى النظاهِمِ أَ وَ النظمُ فِيْرِ عَلَى النظاهِمِ أَ وَ نتهانب نيبه فعينوبه يغهرالمتزاد ليحكم فجاالؤيادة علاتيثب بما يمعلم مرت الظاجر ولا يمشكم فِ النيْضَانِ تسطَّ -

ا اورخنی کا حسکم بیسیے کہ اس میں عوروفکر کمیا جائے تاکہ بیمسلوم ہوسکے کہ اس میں خفار د پومشید کی ، مسم اصف میں زیادہ کو جسے ہے مامی کی جہ مدے میں مراد اس سے فا سرمو جائے گی میسی خفی کا حکم یہ ہے کہ اس میں تظری جائے اور نظریہ طلب اول ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں مراد کی پوشید گی آیا فل ہر بر مسينے كى زيا وى كيور كرسے واقع ہوئى ہے ياكى كے سبب سے بس اس مبورت ميں مراد ظاہر ہو مارے كى إسلام کے مطابق فا ہرسے جو کچومساوم ہو گا۔ اس سے زیادی پر حکم لگا دیا جائے گا اور فقط لعقمان پر حکم نا لگایا جائےگا۔

🚓 👡 🛚 خفر ركا حكى ويلام بس عود فكركيا باسة ا ورمعلوم كيا جائة كه اس كلام كى مرادكس بنار برخى پورٹ بدہ سے خفار کی ایک صورت یہ ہے کہ ظاھر کے مقابلے میں اس کے معن میں کچھ زماد تی یا نئ جاتی ہے؛ یا ظاهر کے مقلیلے میں اس کے معنیٰ میں کی پائ جاتی ہے ۔ لہٰذا اس عور وفکر اور

طلب معدضی کی مراد ظا ہر مو مائے گی اور زیاد تی معنے کی بنا رپر خض میں وہی حکم ما ری کیا مائے گاتو ظاہر کا حکم ہے۔ ا ورمضے کے نقصان دا در کمی ی کی صورت میں خفی پرکوئی ظاہر کا حکم نہ لگا یا جائے جیساکہ آینوالی دواؤں مشالوں کو

يه قا عده سجه مين أبائي كا-

سَعَآيِدُ السَّرَسَةِ فِي حِقِّ الطرِّ إِبِ والنبَّاشِ فَإِنَّ قَو لَهُ تَعَالَىٰ ٱلسَّابِ قُ والسَّا يَ قَلَعُ فَا فَعُلَعُوْ ا

آئيلاِ بَهُ مَا ظاهِ وَ فِي حَقِّ وُجُوبِ قَطِعِ المدي لِكُلِ سَابِ قِي حَقِّ الطَّنَّ ابِرَ وَالنَبَاشِ النَهُ المَّانِ فَتَا مَّلُنَا فَوَجَلَ نَا اَنَ إِخْتَمَا مَلَ الطَّوَ ابِ إِنْ المَّتَمَا فِلَ اللَّا الْمَعْ الْحَدُ فَلَ اللَّا الْمَعْ الْحَدُ الْمَالِ الْمَعْ الْحَدُ الْمَالِ اللَّا اللَّهُ وَ الْحَدُ مَالِ مُحْتَرَ مِ مُحُنُ بِ لِمُخِتَدِ وَ هُو الْحَدُ الْحَدُ الْحَدُ الْحَدُ الْحَدُ الْحَدُ الْحَدُ الْحَدُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمَعْ الْحَدُ الْحَدُ اللَّهُ اللَّ

و السّال الماری الماری الماری الماری الماری اور المان ہور کے بارے میں کیونکہ السُّرِف الی السّاری والسّاری والسّال الماری والماری الماری الماری الماری الماری الماری والماری الماری الماری الماری والماری والماری الماری الماری الماری والماری الماری الماری الماری الماری والماری والماری الماری والماری والماری الماری والماری والماری الماری والماری الماری والماری والماری والماری والماری والماری والماری والماری الماری الماری الماری والماری والماری

السارق سے بات کا کاٹا جانا ظاہرہے کیونکواس آیت سے چورکے ہا تھ کا کاٹا جانا بغیر تا مل وغور وفکر کے واضح ہوجا تا ہور اورجس کلام سے مراد بغیر تا مل وغور وفکر کے معسلوم ہوجائے وہ ظاہر کہلا تاہے۔ اس لیے السارق والسارقة جور کے تطع پر سے جائے ہور کے قطع پر سے بارے ہیں طاحب رہے و مگر جیب کا طبغ والا معسنی طرار اور و مرا بناش کعن کی چوک کر نبوالا دونوں کے حق ہیں آیت خفی ہے میعینی جو حکم سارق کا دیا گیا ہے معینی قطع پر ان دونوں ہو جو دہے کیونکہ المی بناء بر آئی ہے جو طرار اور بناس کے نفلوں ہیں موجود ہے کیونکہ المی نبان بر آئی ہے جو طرار اور بناس کے نفلوں ہیں موجود ہے کیونکہ المی نبان دونوں چوروں کو سارق کے بجائے دوسرے نام سے یا دکرتے ہیں۔ میسنی جیب کا طبخ والے کو طرار کہتے ہیں اور کعن چوری کر نبوالا چور ہوتے تو اہل عرب ان کو کمی لفظ سارق سے یا دکرتے ہیں۔ اورجب سارق منہیں تو سارت تو سارت منہیں تو سارت تو سارت

فلا صدید ہے کہ نباش ادر طراد کے حقین سازی کا حکم محفی اور پوٹیدہ ہے لہٰذاہم نے طرارا در نباش کا حکم معلوم کرنے کیلئے ان دولوں کے معانی میں غور و فکر اور تا مل کیا تو یہ سب میں ہواکہ سارت کے معنے کے بہنست طرائے لفظ میں زیادتی بائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ سرقہ کے معنے ہیں کسی کے ایسے مال کو خفیۃ کے لینا جو مال محفوظ ہوا ور مال محتر آگر کسی سلمان نے شراب کی چوری کرلی تو اس کا ابتہ منہیں کا ٹا جائے گا۔ کیونکہ شراب اگر جو مال متقوم صرور سے مگر شرعا وہ انتقاع کے قابل منہیں ہے۔ اسطر ح اس منہیں کا ٹا جائے کا کیونکہ شراب اگر جو اس کا باتھ منہیں کا ٹا جائے گا۔ اس لئے کہ چوری کرنیوالے لئے محفوظ میں خوری کرلی تو بھی جو رکا ہا متھ منہیں کا ٹا جائے کہ جوری کرنیوالے لئے جو نے قطع یہ کھیائے۔ مال کی چوری کرنا شرط ہے۔ بہر حال جوری کی تو بھی چور کا ہا متھ منہیں کا ٹما جائے گا۔ کیونکہ قطع یہ کھیائے۔ دس در مع کی چوری کرنا شرط ہے۔ بہر حال جوری کے اصطلاحی معنے ہیں چیکے سے کسی کے ایسے مال کو لینا جو مال

کم محت رم اور محفوظ مور - اور کم از کم دس در مم کی تعداد میں ہو۔ اور طریم کے معنے ہیں ایسے مال کو لے لینا جس کا مالکہ بریار ہوا وراس مال کی صفاطت کا ادادہ رکھتا ہو، مالک

توسستی یا غفلت میں یاکراس سے ال سے لیا ہو۔

نباش میں چوری کے معظیم کی ہوتی ہے۔ اس کا مون و نام کفن چورہے۔ کی کیوم یہ ہے کہ کفن چورا کیے ال کی چوری کا ارادہ کرتا ہے جس ال کاکوئ مالک نہیں اور وہ اس کی حفاظت کا ارادہ مجی منبی کرتا اور ال بھی غرعفظ ہوتا ہے اور سادق ال محفوظ کو لیتا ہے۔ اس لئے سارق کے معظے کے مقابلے میں نباش سے معظے میں کی ہے۔ الکی احداع ،۔ طرادیں سارت کے مصفے سے زائد اور نباش کے مصفے میں سارق کے معظے ہے۔ اسلیے طاربیں سارق کے مصفے کے زائد ہونی وجہ سے واللہ النص سے سارق کا حکم طرار کودیدیا گیا اور کہا گیا کہ سرقہ کا حکم سے سی باتھ کا شنا جب اولی معنی سارق میں نابت سے تو اعلی بعدی طراد میں برم اولی حکم نابت ہوگا۔

بالفاظ دیچر تجعو ملے مجم کی برسزا ہے تو اس سے بڑے مجرم کی سزا بررجۂ اولی ہوگی اور نباش میں سارت کے معنے یونگی کم بس است سفستبد برواكه سارق كا حكم نباش كوديا جائ يا منبس اورست بكيوجرس حديثرى ساقط بوجات ب-اسى لے نباش کے حق میں حتر سرقہ ساقط ہو جائے گی۔

الله مستثلاث : شارح يزكم الركون فركسي كرب كانديد اوركموس الابند مواس كره ساكن جوري تحركيا جاسئ توبعض علاء كے نزديك اس صورت بي بحق نباش كا بائت منہيں كا ال الحديم كاكيونك نبائش ميں سرق کے معنے ناقص بائے جاتے ہیں۔ دوسری وجریہ ہے کہ زیارت مجرکے نام سے مرکس و ناکس اس بجرہ کے اندرجاسکا سے اس کے جرہ کے اندر بوتے ہوئے بھی قبر غیر محفوظ سے۔

دوسرے علما مری بدرائے سے کہ اس صورت میں نباش کا بھی ہائے کاٹ دیا جائے گا کیونکہ مکا کے دریعہ

حفاظت كاساً مان موجود سبع الرحريسي محافظ ك دريعية مال في حفاظت سنبي يا في جارتي سبع - و معافظ كالمراء المراء ا وهاذا اصفار عند فأ - نباش كفن جورك بإسمة كا مذكا شراً الم الوصيفة عمر ادرامام محروم كا تول سبع - ادراماً شأتى اورا ام ابولیسمنگ نزدیک نباش کا با ته کا ماجائے گا خواہ قرکسی ایسے کمرہ کے اندر واقع ہو جب ال دروازہ پر الابنديو، يا ايسكروك اندر بروجهان الاندبند بود نباش كالم تع برحال بي كالماجائ كاد

انکی دلیل یہ سبے - صریت من نبش قطعنا ، جس نے کفن کی چوری کی ہم اس کا ہا تھ کا اوری کے مؤطا کی شرح محلی ای کتاب میں ابراہیم اور شعبی کی جانب منسوب تول یہ ہے کہ یقیلع سارتی اموا تناکساری ا حیار ہا یہ ہمارے مردوں کے اموال کے چرانے والے کا ہاتھ اسی طسمین کا اما جائے گا جس طرح ہمارے زندوں کے اموال کی

بحورى كرميواكا إلة كالماجا ماسيد

يج جا ح كا قيول بيس في عطاء ما مى كفن جوكم تعلق دريافت كياتو المول فرايك اس كالم تعد كالما ملك كا ا ش کے متعلق حضرت عمر<sup>مز</sup> کا فرمان ،- صرت عرف نے بین میں مقیم اپنے عامل کو فرمان بھیجا کہ الیسی قوم سے اعتما سلام کیں جو میروں کو کھود کرکفن کی جوری کرتے ہیں۔ در معنف عبدالذاق ) احناف كاجوات :- ان اقوال كاجواب ارضاب ي جانب سه يه ديا ما له كر ميش كرده اوبر وال يور مرفوع سيس بالديعض خصرات فياس روابيت كومنكر كباسيد روايت خواه منكربو ياغر مرفوط ان دوان

**چواسے منا کی جراحنات کی جانب سے دوسراجراب یہ دیا گیا ہے کہ ان آ ٹار اورا توال کونکم اورسیاست پر** مِعمول کیا تجائے محو آیا انتظامی مصالح کی بنا پر نباش کے باستہ کے آٹنے کا حکم دیا گیا ہوگا کیونکہ فران رسالت ہے کہ لأقطع على كفتنى - مختفى كے مصلے نباش كے ہيں - مطلب يہ ہے كہ نباش پر والح يرمنهن كہذا س طرح دونوں شم كى روايات ميں تعليبي دى جاسع كى كہ شروا تو قطع يرمنهيں البتہ سياسة يا منه كا قا جاسكتاہے -

وَأَمَّا لَهُ سَكِلُ فَهُوَ الدَّا خِلُ فِي أَسْطَالِمِ أَى الكُلَامُ المُسْتَبَى فِي الْمَنْ لَهُ وَكُرَجُلِ غُويبِ اخْتَلُطُ بِسَاسُوالنَّا سِمْ وَهُمُوا كُرَجُلِ غُويبِ اخْتَلُطُ بِسَاسُوالنَّا لِمِنْ النَّالِ النَّالِ النَّالِ النَّالِ النَّالِ النَّالِ النَّالِ النَّالِ النَّالِ الْمُلْبِ مِنْ التَّامِلِ عَلَى النَّالَ لَهُ وَيُهُ الْمُلْكِ مِنْ الطَّلْبِ مِنْ التَّامِلِ عَلَى الْمُلْكِ مِنْ الطَّلْبِ مِنْ التَّامِلِ عَلَى الْمُلْكِ الْمُلْكِ مِنْ التَّامِلُ عَلَى الْمَالِي الْمُلْكِ مِنْ التَّامِلُ عَلَى الْمُلْكِ مِنْ الْمُلْكِ مِنْ التَّامِلُ عَلَى الْمُلْكِ الْمُلْكِ مِنْ المُلْكِ مِنْ النَّامِلُ عَلَى الْمُلْكِ مِنْ الْمُلِكِ مِنْ الْمُلْكِ مِنْ الْمُلْكِلِي الْمُلْكِلْكُ مِنْ الْمُلْكِمِي الْمُلْكِ مِنْ الْمُلْكِمُ الْمُلْكُولِ الْمُلْكِمُ الْمُنْ الْمُلْكِمُ الْمُ

اور شکل وہ کلام ہے جو اپنے جیسے مبہت سے کلاموں میں گھل مل جائے۔ پس براس مردکیطرہ کے اس براس مردکیطرہ کے سے جوکسی پردلیس میں ہوا ورمیئت بدل کردوسرے لوگوں میں گھل مل جائے لہٰذا مشکل میں خفا ر

خفی سے زائر سبے اس لئے کہ شکل نف کے مقابلے میں سبے جس میں ظا ہر سے زیادہ وضاحت موجود سبے بس اس دم سے دونظروں کے محاج ہوتے ہیں ۔ اولا طلب کرنا ، ثما نیا اس میں عوروفکر کرنا جسیا کہ خود مصنف نے بھی فرایا ہے ۔

مشکل کا برای ، متعابات اربعه میں سے دوسرامقا بل مشکل ہے ، اورمشکل وہ کلام سسر رک ایج جواب بی جینے کا میں شامل ہوگیا ہوجیے ایک مسافرا بخ لباس کو تبدیل کردے اور صورت

ا کے مہند وستان کا رہنے والا جو ڈا اوم میں میں کہتے اور وہاں کے رہنے بسنے والوں کے ساتھ مل جل کر رہنے لگے۔ مثلاً ایک مہند وستان کا رہنے والا جو ڈا اوم منہیں رکھتا پاکشتان جاکر ڈاؤمی رکھ لے اور پاکشتان ہیں رہنے والوں کا لباس بین نے اور انعیں کی زبان اور لہج میں بات کرنے لگے تو حلدی سے اس کے مہند وستانی ہونیکا پتہ نہ جل سکے گا بجز اس کے کہ خود اس سے دریا فت کیا جائے۔

اس مثال سے معلوم ہواکہ شکل میں باعتبار خنی کے زیادہ خفار پایا جا آ اسے تواس کا مقابل بھی وہی ہو گا

جس میں طاحبے مقابلے میں زیادہ ظہوریایا جاتا ہے۔ مفرین طاحبے مقابلہ وہ اللہ ماریاں اللہ مقابل ہے۔

مشکل کی اصطلاحی تعرف : علماء اصول نے یہ بیان کیا ہے کہ مشکل وہ کام ہے جو بہت سے معانی کا حتمال رکھا ہو مگر ان متعدد معنی فی سے صوف ایک مطاف مراد ہوں ، اور وہ معنی مطلوب ان ہی معانی میں مائی میں اور اس شمولیت کی بنام پر مطاف کے اندر خفا میریا ہوگیا ہو۔

وَحُكُمُ اعْتَفَادُ الْحَقِيقَةِ فِيهَا هُوَ الْهُوَادُ ثَمَّ الاقْبَالُ عَلِى الطَّلَبِ وَالتَّأَمُّلُ فِيهِ إلَيٰ أَنْ يَبَيْنَ اللَّهُوَادُ اللَّهِ الطَّلَبِ وَالتَّأَمُّلُ فِيهِ إلَى أَنْ يَبَيْنَ اللَّهُوَادُ اللَّهِ تَعَالُمُ اللَّهُ الْمُلْكُولُ اللَّهُ اللَّلِمُ اللَّهُ الْ

ا ورشکل کا حکمیہ ہے کہ مبہلا اعتقادیہ ہوکہ اس کلام سے جو الٹر تعلیے کی مراد ہے وہ حق ہے۔اس مے است کے بعد طلب کیطرف متوجہ ہونا بھراس میں عور وفکر کرنا حتی کہ کلام کی مراد ظاہر موجلے۔ یسنی

المجار

**03**5

مشكل كا حكمست ببهلايد ب كرجواس سدالته تعالى كى مرادب وه حق ب يه كلام سنته بى بهونا چاست مجعر طلب كيطرت توم كرناميسى يه جا نناكه لفظ كن كن معنے كيلئ استعال كيا جا تا ب مجران معنى بين عوركرنا با بين طوركه ان معاني بين سے كون سے معسى ميان مراد ليئ كئے بين بين مراد واضح ہو جائے گئ

من کی کا تشری گائی کا تشری گئی : کلام کوسنے کے بعد سب سے پہلے یہ اعتقاد رکھنا کہ اس پاک کلام سے حق المسمور کی میں کا مرکز کی جو مراد ہے وہ حق ہے اور واقع کے مطابق ہے۔ بعدازاں اس کلام کے مراد کی جانب توجہ معنی میں اور دیکھے کہ بیکن کن منظ کے لئے آتا ہے اور بھر غور کرے کہ ان متعدد اور کشیر معانی میں سے کون سے معنی میہاں مناسب ہو سکتے ہیں اور اس طلب اور تامل کے بعد کلام کی مراد ظا حر سوجاً میگی۔

رَمِثُالُهُ وَلُهُ تَعٰرِفَا تُوَاحُرُنُكُمُ الْقُ شِبْتُمُ فَإِنَّ كَعَلَمُ الْفَيْ مُشْكِلَةٌ فَحَى ثَا مَ اللهِ عَلَى اللهِ مِنْ اَيْنَ اللهِ هَلَا اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ الله

اس کی مثال الٹرتعالی کول منظم الله تعدالے کا تول منظم الله الله علی الله کی معنی اس کی معنی کا معنی کی معنی کی معنی کا معنی کی معنی کا کہ اس میں کا کہ ان مشکل کی شال ہے کہ می تومن این کے معنی میں آتاہ جیسے الله تعالیٰ کے اس قول میں کہ ان لک بنا آباد تو میں این لکھی لنہ الرق د متہارے پاس پر رق جوروزاندا آتا ہے کہاں سے آتا ہے اور آئی کہی کیف کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے الله تعالیٰ کے اس قول میں ان کی سیکون کی غلام ورمیرے اولاد کیسے ہوگی ، لہذا ای میں اشتماہ ہوا کہ یکس معنی میں ہے ۔ بس اگر ای معنی میں این معنی میں این شکم قبلاً او دُبرا الله المت عورت سے طال ہو جائے کے سید توا بت مذکورہ کے معنی ہوں گے۔ میں ای مکا بن شکم قبلاً او دُبرا الله المت عورت سے طال ہو جائے

وَالاَجْمَا رَطْ عَلَى مَا كُتُبْنَا كُلُ ذَ إِلَى فِي التفسِيرِ الاَحْمِدِي فَمِثْلُ هَٰذِا المشكِلِ يُمَكِن أَن يلخَل

فِي المِسْتُركِ الَّانِي رَجُّحُ أَحَلُ مَعَانِي بِالسَّاوِيلِ فَصَاحَ مُؤَ يَ لا-

Ασκασοράσος το Επίσο και στο Επ

کے معنے میں ہے ۔ اور آیت کا مغہوم جماع کے احوال میں عموم ہوگا ۔ اس لئے کم باری تعالے نے عورتوں کو مرتث کہا ب جيس نساؤكم حرث كم" مين مواضع حرث لكم- بين الترتعاك في عورتون كو كميتيون ساتشبيد دے كرادراس نظف كوجورهم ادرمين والا جاتاب بيج ك سائق كشبيه ديجريه واضح كرديا كممقصد اصلى طلب نسل يدكوففائ شہوت - لہٰذا عور توں کے پاس اس محل میں آوجس سے یہ مقصد بورا ہوتا ہو - اوراس کا مہیں افتیار ہے کہ حبطرت ماہے آو کھڑے ہوکر آؤ یا بیٹو کر آؤ یا بہلو کے بل لیٹ کر آؤ۔اس کی تائیداس صریت سے بھی ہورہی ہے کہ میرو دکا یہ گلمان مقیاکہ آگر کوئی شخص اپن بوی سے فرج میں جماع و ہرکی جانب سے ہوکر کرے تو بیٹھی گاہوا كرتاب سيودك اس كمان كى ترديد كيلية الترتعاك في فأتوا وريح ائى شئم " نازل فرائ اوريون رايك نرره میں جماع جس کیفیت سے بمبی درست سے اورسیو دکا خیال باطل ہے۔ اوررہ مسئلہ وَ برکا تو دہر ہر شرکا محل منہیں ہے بلکہ فرٹ اور گندگی کا محل ہے لہٰڈا دبر حب محل حرث منہیں تو اِس میں آسے کی ا جازت بھی نہ ہوگی۔ اس سے بیوی سے لواطت کا حرام ہونا تا بت ہوا مگر اس کی حرمت ظنی ہوگی اِسی وجہسے اس کو حلال سمجنے والا كا فرئه بوهكا ورحس لواطنت كو علت اذى كيو جه سے دلمی فی حالة الحيض پر قیاس كيا گياہيے يه وي لواطنت سيے۔ ا درجو ہ المئت مردوں کے ساتھ ہوتی ہواسِکی حرمت قطمی سے کتا ب اللہ، سنت ، اجماع تینوں سے تابت ہے ۔ اسکی بوری تفصیل تنسیرا حدی میں ذکر کی گئی ہے۔ ببرحال جب دبرمین آنے کی اجازت منہیں ہے تو آیت میں محل کے اعتبارسے عموم نہ ہو گا اور حب آیت میں محل

کے اعتبارسے عموم منہیں ہے تو کلمہ ان این این کے لئے منہیں مراد لیا جا سکتا بلکہ کیفٹ کے مصلے کیلئے ہو گا۔

شارح على الرحمة فرات بي كراس قسم كامشكل مين كلمة ائل ممكن بيركه اس مشترك بين داخل بهوجس ك چندمعانی میں سے کسی ایک مصفے کو تا ویل کے ورمعہ را ج کرے مؤل کر دیا جائے بیعنی مشکل ہونیکی ایک شکل یہ ہے کہ ایک کلمہ کے چند مصنے ہوں مگر تا دیل کے ذریعہ ایک مصنے کو ترجیح دیکراسے معمول بہا قرار دید مائے۔ للذا اول كے بعد مشترك مؤل مو جائے گا۔

وَقَدَى مَكُونُ الاشكالُ لِا بَجِلِ إِسْتِعَامَ يَ بَلِ مِعَةٍ غَامِطَ يَا كَتُولَ ، تعْر قَوَا بِر يُرَفِظُ بَ فِحِيضَعبِ أَوَابِي الْجَنَّةِ فَأَنَّ فِيهِ إِنْهَ كَالَّا مِنْ حَيُتُ أَنَّ العَارُوْمَ ةَ لَايكُونُ مِنَ العَضَّةِ بَلُ مِنَ الزِّجَاجَ فَإِذَا طَلَبِنَا وَحَبَلُ نَا لَلْقَامُ وَمَرِةٍ صِفَتَانِ حَمِينِكَ لَأَ وَهِي الشفَافةُ وَذَمِيهُ سَدُّ وَهِى السّواهُ وَوَجِنْ نَا لِلْفَضَّةِ حِسَفَتَكُنِ حَمِيتُ لَا كُؤْهِى البِيَّاضُ وَدُ مِيْمَةٌ وَهِى عَدَمُ الصّفاء فَكَيَّا ثَا مَتُكُنَا عَلِمُناً اكَّ أُوا فِي الْجَنَّةِ فِي صِغَاءِ العَام وم وْصِاصِ الفَفَّةِ فَالْ

ا درا شکال کمبی ایسے استعارہ کیوجہ سے پریدا ہوجا نا ہے حس میں اورا درگہرے بوٹ یرہ میے

مرادک عابی جینے الدتعالے کے تول تواریر من فضہ " میں کیونکہ تواریر من فضہ سے جنت کے برتنوں کا وصف بتایا گیا ہے۔ اشکال س میں بہت کہ قارورہ جاندی کا مہیں ہوتا لمکر شیشہ کا ہوتا ہے۔ بس جب ہم سے قارورہ کے معنی میں طلب کیا تو با یا کہ قارورہ میں دووصف ہوتے ہیں۔ ایک وصف حمیدہ ہے اور وہ صفائی ستھائی ہے۔ اور دوسرا دصف مذمومہ ہے اور وہ سوا دسے اور اسی طرح فضہ میں بھی دووصف ہم نے بایا۔ ایک وصف جمیدہ اور وہ سامن دسفیری نہ ہونا ہے۔ بس ہم نے عوروفکر کیا ومعلی میں باص دسفیری نہ ہونا ہے۔ بس ہم نے عوروفکر کیا تومعلی میں مواکہ جن کے برتن صفائی میں قارورہ کے ماند ہوں کے بس تم وزرد کے اند ہوں کے بس تم فورکود میں استعارہ کی بنا مربر اشتباہ اور اشکال جب ا

ہوجا آب جونا درجمی ہوا ورضی بی ہو جیسے حق تعالیٰ کا قول جنت کے برتنوں کے اوصات کے مسلوم ہواکہ قارورہ جاندی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ حالانکرون فضیة "قران سے معلوم ہواکہ قارورہ جاندی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ حالانکرون

یں قارورہ شیشہ کا ہوتا ہے، چاندی کا منہیں ہوتا۔ اہندااس اشتباہ کو دور کرے کے لئے ہم نے عوروفکر کیا تو ہم اس نتیجہ پر سیج کے کارورہ کے اندر دواوصا پائے جاتے ہیں۔ داء اس کا اس قدرصاف شفاف ہوناکہ اندر کی چیز با ہرسے نظر آجائے وہ ووسری صفت ندوم ہے۔ اچھی منہیں اور دہ ہے اس کا کا لا ہونا۔

اسی طسرح چاندی کے اندریمی دواوصاف موجود ہیں۔ دا، چاندی کاسفیر ہونا اور بیا چی صعنت ہے۔

ددترى صفت اچھى منبي بلكه مزموم سے اور وہ سے اس كا صاف وسفيد منر ہونا-

اب هم نے عور وفکر کیا توسیوم ہواکہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں جنت کے برتنوں کو صاف شفا ف ہونے میں قارورہ کے سا مختشبید می ہے اور ان برتنوں کے سفید ہونے میں چاندی کے سام تشفید دی ہے ۔ بیسنی جنت کے برتن قارورہ کی طرح اس قدرصاف ستھرے ہوں گے کہ ان کے اندر کی چیز با ہر سے نظر آئے گی اور چاندی کی طہرہ سفید ہوں گے ۔

ما صن برکہ للمذااب یہ اشکال نہ ہو گا کہ قارورہ توسٹیشہ کا ہوتا ہے چا ندی کا سنیں ہوتا۔ اور قرآن با تواریر من فضتہ کہ رہاہے۔ قارورہ چا ندی کے ہوں گے۔

استعارہ کے اقسام ،۔ حقیقی اور مجازی معانی کے درمیان اگر علاقہ تشبیہ ہو۔ بیسی دولاں معنیٰ کسی ایک وصف میں شریک ہوں تو اس مجاز کو استعارہ کہتے ہیں۔ اور اگر دولوں کے درمیان علاقہ تشبیہ کا نہ ہو تو مجاز مرسل ہے۔ اس مقام پرجنت کے برتنوں کے لئے ایک نادرصورت ثابت کی گئی ہے بینی دومتضاد جیزوں کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے مشیشہ بعینی قارورہ ، اور چا ندی سے مرکب ہے۔ تو جنت کے برتنوں کی صفت ورجیزوں سے انتزاع کر کے ثابت کی گئی ہے۔ زجاج کے مصنے سشیشہ ۔ انا روسی جمع انیم اور اوانی آئی دوجیزوں سے انتزاع کر کے ثابت کی گئی ہے۔ زجاج کے مصنے سشیشہ ۔ انا روسی جمع انیم اور اوانی آئی

اور محل ده کلام میں مراد اس معالی مراد اس معالی مراد اس مار کر کہ موں اس منار پر کہ اس کی مراد اس کی کئی مراد اس کی کئی مراد استعسار کی مراد کا کا برخ کا کا برخ کا کا برخ کا المار در مرا برخ کا باب اور کہ میں ترجیح کا باب اور کہ میں مانی کا زوجام لفظ کی عزابت کی وج سے ہوجا تاہ ہے۔ جیسے لفظ ہو ہو جو الشرف الا کے قول و و کو لوث کا خوات کو اسے دی کا باب اور حب کو وی معلی کا زوجام لفظ کی عزابت کی وج سے ہوجاتا ہے۔ جیسے لفظ ہو ہو کی اس سے ہوگئی ہوگئی

<u>, σου συναστορία στο συναστορία στο συναστορία συναστορία συναστορία συναστορία συναστορία συναστορία συναστορία σ</u>

8

واتفیت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ لوگوں سے مخت وم نہ کیا جائے۔ لہٰذااس میں خفار شکل سے ریادہ ہے۔ کیسر جب بین طلب اور کی ریاد ہی ہوتی ہے ۔ بھر جب بین طلب کے مقابلے میں طہور کی زیاد ہی ہوتی ہے ۔ بھر جب بین طلب کے بعد مجل جان لیا گیا تو اور کسی بھی طلب کے بعد مجل جان لیا گیا تو اور کسی بھی طلب اس کی حقیقت نہیں معسلوم ہوسکتی۔

مرب المجاع كالبيكان ، عرب كامقولة أنجمل الاكمر" معامله كومبهم كرديا، لفظ مجل اسى سے ماخوذ المسمر الله ميان كا بيت بين ما من منارف ان لفظوں سے بیان كی ہے ۔ مجل وہ الك كا م ہے جس معنی جمع ہوں اور اس

کی وجہ سے متعظم کی مراد مشتبہ ہوگئ ہو۔ اور کلام کا شتباہ ایسا ہو کہ مراد نفس عبارت سے معلوم نہ ہوسکتی ہو۔ پہلے متعلم سے دریا فت کرنا پڑے بھراس کے بعد اُس میں عوروفکر (طلب و تا ویل) کرنا پڑے۔ تب مراد کا و ماریک

معانی کا ازده می است درات بین که کلام میں معانی کے از دحام کے معنی بیمین کہ ایک لفظیں وضع کے اعتبار سے معنی برراج مزبوں - اور کا اعتبار سے معنی برراج مزبوں - اور میں ایک معنی دوسرے معنی برراج مزبوں - اور

معانی کا یہ اجماع مجمل کی حقیقت میں داخل ہے۔

ار د حام کی صورتیس: پر بداز د حام نبی حقیقهٔ هو تا ہے۔ شلاً ایک لفظ ہے جس کے متعدد معانی ہیں اور لفظ ان متعدد معانیٰ کے درمیات مشترک ہے اور اس اشتراک میں ترجے کا در دازہ بند ہوگیا ہو۔

ا زدحام کی دوسری صورت یہ ہے کہ از دحام تقدیرًا ہو۔ جیسے وہ لفظ جونا مانوس الاستمال ہو۔ جیسے لفظ حلوع کہ عقلاً اس کے بہت سے معنیٰ ہیں اور چونکہ بہت سے معانی کا پدلفظ احتمال رکھتاہے اس لئے گویامعانی کاازد حام ہوگیا۔

اس تمهید کے بعد آیت اِن الانسکان خُلِق مَلُوعًا " میں هلوع مجمل تھا۔ جس کی مراد معلوم نہیں تھی۔ پھر بعد والی آیت اِذا مَسَدَّ الله اِن واقع ہوئیں۔ بعد والی آیت اِذا مَسَدَّ مَا الشرِّ جَوُوعًا وَ إِذَا مِسَدُّ الْحَاثُومُ منوعًا " دوبوں آیتیں بلوع کا بیان واقع ہوئیں۔ مطلب یہ ہے کہ حب انسان کوکوئی صرر لاحق ہوتاہے تو وہ بیغراد ہو جا تاہی اور جب اس کوکوئی مجلائی بہنچتی ہے تو دہ سرتا یا بخیل بن جا تاہے ، مال کوروک لیتاہے ، خداکی را ہیں خرج شہیں کرتا۔

ما صل یہ نکلا کہ معانی کا ازد مام مجل کی حقیقت میں داخل ہے اور بیاز د مام معانی کا حقیقہ ہویا تقدیرًا ہو۔

بعض کا تول یہ ہے کہ ازد مام معانی مجل کی حقیقت میں داخل ہیں ہے۔ ان کے نزدیک مجل کی اصطلاحی متعرفیت یہ ہے

\* اُمّالِم کُلُ مَا اَسْتَبَهِ المراد بِهِ اَسْتَبَا مُعَا الوّ اَن کے نزدیک از دھت فیہ المعانی "کالفظ مجمل کی تعرفیت سے خارج ہے۔

مجل کی افری م اور مجل کی ذکورہ بالا دولوں تعرفیوں کے لیا طسے تین تسمیل نکلتی ہیں وائ لفظ میں معانی کا ازدهام حقیقہ ہو دون انفظ کے عزیب ادر عیرمانوس الاستعال ہونے کی بنام پرمعانی کا ازدهام تقدیرًا ہو۔

<u>Αφάρα αποτροφορία στο προσφορία στο προσφορία συν προσφορία συν προσφορία στο προσφο</u>

O COC

وس کلام کرنیوالا بشکلم، لفظ سے اپنی مراد کومبہم رکھے ۔ گولفظ کے لغوی معنے متعاری ہوں۔

فو ایر قبو و : مجل کی تعربیت میں لفظ مااز دھت نیہ المعانی "کا جمد ندکورہے۔ یہ جنس کے درجہ میں ہے جس میں خفی مشکل اورمث ترک سب واضل ہیں ۔ اور واست بہ المراد بداشتبائا " بمنزلہ نصل کے ہے۔ جس سے یہ تینوں مجل کی تعربیت سے نما رج ہو گئے اسلے کہ خفی تو حرب ملک اورمث ترک تینوں خارج ہو گئے اسلے کہ خفی تو حرب ملاسب معلم میں جا آل ہوں درمث ترک میں جا تا ہوں جا تا

طلب سے معلوم ہو جا تاہے اور مشترک اور مشکل دونوں طلب کے مجد تا مل سے معلوم ہو جاتے ہیں۔

البته مجل تواس کے افدر تین طلب بائی جاتی ہیں۔ اول مجل (یم کاکسرہ) یعنی متکام سے دریافت کرنا دم) لفظ کے اوصا ف معلوم کرنا دسی مراد کومتین کرنے کیلے تا مل اور عوروفکر کرنا ۔ لہٰذا مجل کلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پر دلیسی آدمی کھی جا کرلوگوں کے ساتھ گھل مل گیا اور و دسری حکہ معلوم مجبی نہ ہو تو اس آدمی کا بہتہ معلوم کیا جائے کیمراس بتہ پر اس کو تلاش کیا جائے ہمراس کیمشکل ہوتوں میں عوروفکر کیا جائے کیمراس کیمشکل ہوتوں میں سے کون ساآدمی ہے جس کی ہم کو تلاش سے ۔

لہٰذامعدوم ہواکہ مشکل کے مقابلے میں مجمل کے اندرخفاء زائدہ اس لئے مجل اس مفسر کے مقابل ہوگا جس یہ بدنسبت نص کے وضاحت زائد ہوتی ہے ۔ مجھڑین مرتبہ طلب مذکور کے بعد مجل معلوم ہوگیا تواس کی دعبل کی ، تعرفیت سے مشابہ نکل گیا کیونکہ مشابہ میں طلب کی مالغت ہے ۔ جس کی حقیقت کسی می طلب سرمعلوم منبس ہوسکتی ۔

حاً مشیکا به مصنف کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بھل استفسار ، طلب اور تامل تینوں کا محاج ہے ۔ حبکہ واقع میں ایسا منہیں ہے ملکہ مجل کے بیان کے بعد اگر بیان شافی ہے تو قلب وتا مل کا محاج نہ ہوگا۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ عور وَ فکر کا بھی محاج ہوگا اور شکلم مجل کا بیان شافی ہے تو طلب وتا مل کا محاج نہ ہوگا۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ مصنف کا کلام "بل بالرجوع الی الاستفسار من الطلب نم التابل "اس وقت ہے جب شکلم مجل کا بیان عیر شافی ہو۔

اورمجل كاحكم يهب كداس كى مراد كے حق ہونيكا عقاد ہوا دراس ميں اس قدر تو قف ہوكہ جمل ذكل كرمسم الله كريان ساكام كى مرادفا مرسو جائے جيے صلاة ، زكاة وغيره ، برابر سوك بيان شافى بوجيے ملاق ، زكاة وغيره ، برابر سوك بيان شافى بوجيے ملاق ، زكاة ، الله الله الله عارك بير -ا ورمعسادم نہیں ہے کہ کو ن سی د عا مراد ہے ۔ پس ہم نے استفسار کیاتو بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے افعال مکر سے بیان شافی کے دریعہ ازادل اا خریبیان شافی فرادیا مجسر بم نے طلب کیاکہ یہ صلوۃ کون سے معنی پرمشتل کے ية بالكرية قيام، قعود اركو ظام مجود اور تخسر مير، قرارة السبيحات اورا ذكاركو شامل سه يس حب بنم في الل كيا يوّ جان لياكه ان افعال بين سے بعض تو فرص بي، بعض واجب، بعض سنت اور بعض مستحبّ بين. توصلوٰة مجل ہونے کے بعد مفتر مو گیا۔ اوراس طرح آرکوہ ، اس کے معنے لفت میں بنو کے بین اور یہ معنے مرادمنیں ہیں۔ بس انكونى كريم صلے الشرعليه وسلم نے بيان فرا يا اپنے قول مكانوا كر بع عُشر، اموا ليم يُوم اپنے اموال وحاليوا خصة لاوًى أورحضور صلى الترمليدوسلم كا قول ليسك من الذا هب شئ من عني يبلغ عشوي مثقالاً " رسو فيركي رزكوة ، واجب مني بيهال كك كربيل مثقال كى مقداركوميني ماسك ، وليس عليك في الفضة شي حلى يسلغ ماً متى دى هم داورىم برماندى ميں كچه واجب نبين سے يہا نتك كه وه نتيو در م كومبرو يخ جائے ، ايسے ہى سوائم كى زکو ہ کے باب میں بھی آئی نے فر مایا ہے۔ بھر م نے اساب شروط، اوصات اور علق کو طلب کیا تو ہم نے ماناکم ملک نصاب تو علت ہے اور دولانِ تول دبورے سال کاگذرجا نائ اس کی شرط ہے۔اسی طرح باتی اور کوقیاس کر لیج **ا مجمل کا تشریعی حکمہ :۔اس سے باری تعالے کی جو بھی مرا دہے وہ حق ہے اوراس پرجمال** عل الرنيكانك التي يو تو تعن كيا جائي الله عن كم منظم يسني مجل كي جانب سن اس كابيان طاهر سو جاسة وا در منكم كيطرف سه يه بيان كبى تو بالكل كأفي وشانى بوكا-

اور کسی تشم کاکوئی خفار کام میں باتی نفر سے کا اور کسی ایر بیان ایسا ہو گاکہ جوشائی نہ ہو۔
اول کی مثال بر باری تعالیٰ کا تول آتھ ہواالقبلؤ ہ و اُتو الزکوٰ ہ سی لفظ صلوٰ ہ اور زکوٰ ہ ہیں۔ دونوں اصل میں مجل سے ۔اس لئے کہ لفت میں صلوٰ ہ کے معنے دعام کے ہیں مگریم عبوم نہیں کہ میاں کس قسم کی دعام اد سے ۔ المہذا جب ہم نے اس کے متعلق استفسار کیا ہے جناب رسول اگرم صلے الشر علیہ تیلم نے صلوٰ ہی پوری وضاحت کے سائد تفصیل فرادی کہ کسی قسم کاکوئی خفار باقی منہیں رہا۔ اس کے بعد ہم نے عور کیا توسعوم ہواکہ صلوٰ ہ ، قیام ، سائد تفصیل فرادی کہ کسی قسم کاکوئی خفار باقی منہیں رہا۔ اس کے بعد ہم نے عور کیا توسعوم ہواکہ صلوٰ ہ ، قیام ، قدود ۔ رکوئ سیود ۔ تحریم ۔ ترام ہ ۔ تسبیحات اور مختلف اذکا رئیٹ تمل ہے ، آپ کے بیان میں ان جملہ امور کی قدود ۔ رکوئ سیود ۔ تحریم ۔ قرام ہ ۔ تسبیحات اور مختلف اذکا رئیٹ تمل ہے ، آپ کے بیان میں ان جملہ امور کی

6.

رعایت موجود ہے۔ اس کے بعد ہم نے تائل کیا تو معسلوم ہوا کہ ند کورہ امور میں سے بعض توصلوٰۃ کے اندر فرض ہیں جیسے قیا م، تعود ، رکوع اور سجود ۔ اوران میں سے مبعض وا جب کے درجہ میں ہیں جیسے سور ہُ فانچہ کی تلاوت اوران میں سے بعض سنت ہیں جیسے رکوع اور سجود کی تسبیحات ۔ اور لبض مستحب ہیں جیسے قعدہ اخیرہ میں درود کے بعید والی دعاء۔

لبزالفظ صلاة جوکہ مجمل تھا۔ رسول الترصل الترصل التر عليه وسلم کے بيان کے بعد مفتر ہوگيا۔
سارح کا ايک اعتراض ، صلوة کی تفسيہ جب رسول اگرم صلے الترعليه وسلم کے بيان شافی سے ظاہر
ہوگئ تو پر طلب، عور وفکرا ور تا مل کی کيا ها جت تھی اور ان کی صورت منہیں تھی تو بلا و جا ہی بیماں کیوں وکر
کيا گيا ہے۔ دوسری مثال زکوة ہے جس کے لغوی معنے اضافہ اور بڑھوتری کے بیں مگر اس مگر مطلق زیادی
مراد منہیں ہے مگر جناب رسول اکرم صلے الترعليہ وسلم نے زکوة کی پوری وضاحت سے تفصیل بیان فرادی ہے
منانچ آپ کا ارشاو ہے ہاتو اگر بع عشر اموالکم " دتم اپنے مالوں کا جالیے ہیں ہوگئ قی الدرب شنی محتی ہوا
مزون جالی ارشاو ہے۔ دوسرا بیان تقود کے سلسلے ہیں ہیں علیک فی الذہب شنی محتی ہانی مقدر کی ہے واجب بنہیں بیان
عشرین متعالا ولیس علیک فی الفضة شی عصاری باخ مائی درھم دیتر ہے اوپر سوسے میں کوئی چیز واجب بنہیں بیاں
ہے بیا تک کہ وہ دوسود راھم کی مقدار کو بہو بخ جائے ، اور تیرے اوپر جاندی میں کوئی چیز واجب بنہیں بیاں
ہے دوسود راھم سے کم مقدار کو بہو بخ جائے ، اور تیرے اوپر جاندی میں کوئی چیز واجب بنہیں بیاں
ہورسود راھم سے کم مقدار کو بہو بخ جائے ، مطلب یہ ہواکہ سوسے میں بیس متعال سے کم اور جاندی میں
ہورسود راھم سے کم مقدار میں زکو قو واجب بنہیں ہے ۔

سوسنے جا تگری کا تصاب بونے کا نصاب دوسو دراهم ہے ۔ دو مری حدیث بین نظران اور باللہ بین مثقال اور جا ندی پر آز کو ہ کے واحب ہونے کا نصاب دوسو دراهم ہے ۔ دو مری حدیث بین فرکورہ سے کیس فی اقل من عشرین دینا راصد قد و فی عشرین دینا را انصف دینا را دمیسی بیس دینا رسے کم سونے میں زکوہ واجب منہیں ہیں دینا راصد قد واحب ہونے کی مقدار بیس دینا را موجہ کا دوسری حدیث آپ منہیں ہے اور جب سونے کی مقدار بیس دینا راحد قد واحد کی مقدار بیس دینا راحد قد واحد کی مقدار بیس دینا رصد قد واحد کا مائی در ہم حداد میں جب جا ندی ووسود را ہم کی مقدار بر ہوتو ان سے پاپنج در ہم صدقہ وحول کرنا یعیٰ وہی جالیسواں حصد درا حم میں جب فراق و واجب ہے۔

دونوں روایتوں سے زکوۃ کی مقدار کا علم ہوا ورسائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کے متعلق ارشاد فرایا ۔" فی کل

اربعین شاق شاق سی در برطالیس بجریوں میں ایک بجری واجب ہے۔ در کو ق کے اسباف علل کی تلاس : آپ صلی الله علید وسلم کے اس داضح بیان کے بعدامت سے اس کے اسباب وعلل پر عزرد فکر کیالو آول بات یہ معسلوم ہوئی ، مال کمانصاب کی مقدار کا مالک ہونا وجوب زکوۃ کیلے شرط ہے اورا دارزکوۃ کا سبب حق تعبالے کا حکم ہے بیسنی انواالی ہے تا اور ادام زکوۃ کیلئے سال

الفرس ركوه كى فرضيت ؛ تواس كيك زكوة دين واله كا عاقل دبا لغ بهوناسه اور آزاد وسلمان بوناسه و الفرس المواسع. اسى طرح زكوة كى وصول كرنيوالے كيليم حزورى به كه اوسط درجه كا مال زكوة بيں وصول كرے ذاعلى درج كا مال وصول كرے نه بالكل اوئ درجه كا - خلا تعديد كاكم وتولاز قوة كى مرا د چؤ كة حضوراكرم صلے الله عليه وسل كے بيان شانى سے واضح بوگئ واس لية يهاں بى طلب كاذكر كرنا مناسب نہيں -

آوُلَمُ مَكُرُ البِيَانُ شَا فِينَا كَالْمَ وَ فَى لَمْ تَعُو وَحَوَّمَ الرِّبُو اَفَإِنَّهُ مُجْمَلٌ بَيَّنَهُ البِيَّ عَلَيْهِ السَّدِ وَالبِيَانُ شَا فِينَا البِينَ عَلَيْهِ وَالنَّمَ وَالنَّهُ وَالنِيلَةِ وَالنَّا الأوصَاتُ لاَجلِ اللَّهُ وَالنِيلَةِ وَالنَّهُ وَالنَّهُ وَالنَّهُ اللَّهُ وَالنَّهُ وَالنَّهُ وَالنَّهُ اللَّهُ وَالنَّهُ وَالنَّالُ النَّا النَّهُ وَالنَّالُ اللَّهُ وَالنَّالُ اللَّهُ وَالنَّالُ اللَّهُ وَالنَّالُ اللَّهُ وَالنَّالِ النَّالِ النَّالِ النَّالِ اللَّهُ اللْمُ اللَّهُ وَالنَّالِ اللْمُ اللَّالِ اللْمُ اللَّهُ وَالنَّالِ اللْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَالْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَالْمُؤْمِلُ اللْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ الللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُولِمُ اللْمُ

استندار کرنے کے بدا گرفت کے بدا گرمتکم کی جانب سے بیان شانی دسن بخش ، نہوجیے اللہ تعالیٰ کا قول حرکم بالنظم والشعیر بالنظم والم النز الله بالمل والذهب بالذهب والعفة بالفضة مثلاً بشل یڈ بید والعفل رائو ؟ بالنظم والشعیر بالشعیر والتقار بالمروالملی بالمل والذهب بالذهب والعفة بالفضة مثلاً بشل یڈ بید والعفل رائو ؟ وفرون کردم کی برلے ، موری کو برلے ، نمک کو نمک کے بدلے ، سونے کوسونے کے بدلے ، فرکورہ اشیاری کو جاندی کو بدلے برابر سرابر بائت ور بائت اور زیا دی سود ہے ، پھر ہم نے اس حرمت کی وجسے ان فرکورہ اشیاری اوصا ف معدم کو تاکہ ان چہ چروں کے علاوہ ما بقی کی فرید وفروفت کا حال معدم ہو جائے ۔ قرار دیا اور بعض شوا فعنے کھانے کی چروں میں طعم کو ، اور قیمت تو بعض فقہا مرفقیہ نے قدروجن کو علت قرار دیا اور بعض شوا فعنے کھانے کی چروں میں طعم کو ، اور قیمت والی چروں بی کا بین بخری کے دیا ہوئے تو با ایمال جو رئیات کے احکام متفر رائے گئے ۔ حاصل کلام فرکورہ وضا حت تسلی بخش نہ بوٹ کی وجرسے کا افرا الم بارکرتے ہوئے فرایا تھا ہوئے کہ میں رائو کے متعلی ترین وضا حت نہ کہ آئونرت صلے الشرطیہ وسلم ہم سے رفصت ایسے عالم میں ہوگئے کہ ہمیں رائو کے متعلی ترین وضا حت نہ در سے علی ایمان کرمی شانی ہوتا ہے۔ در سے علی اور کلام کی مراد کلام کے متکلم سے واضح اور ظاہر ہوتی ہے مگر متکلم کا بیان کبھی شانی ہوتا ہے۔ واضح اور ظاہر ہوتی ہے مگر متکلم کا بیان کبھی شانی ہوتا ہے۔

اورکھی غیرشانی۔ بیان شانی کی مثال زکوۃ اورصلوۃ کی بیہے تفصیل گذر جی ہے۔ اب اس جگہ مصنف بیان غیرشانی کوبیان کرتے ہیں۔ جی تعالیٰ کا قول ڈی تو تھ مالد ہو" (اللّہ نے ربا کوحسرام کیاہے ) اس قول ہیں لفظ و ربا "مجل سے ۔ کیونکو اس کے مضا مطلق زیادتی حسرام ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ مطلق زیادتی حسرام ہے۔ طالع کہ ہوزیادتی حسرام نہیں ہے۔ جنا کچہ بیت نفع کے لئے مشروع اس لئے بیع کے ذریعہ جو فضل اور زیادتی حاصل ہوگی وہ حال ہوگی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ فضل کو حوام ہوگی۔ اس لئے محت ماربوا ہیں جس فضل کوحرام ہوگی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ فضل صلال بھی ہوتا ہے اور حسرام بھی۔ اس لئے حوام الربوا ہیں جس فضل کوحسرام کیا گیا ہے وہ کون سا فضل سے جو نکہ اس فضل کا ہم کو علم شہیں ہے۔ اس لئے حوام الربوا ہیں جس فضل کوحسرام کیا گیا ہے وہ ہیں معلوم نہیں اس لئے رباؤ مجل قرار دیا گیا ہے اور اس کی وضاحت رسول اگرم صلے الله طلیہ واسلام النہ بالذہب نے این بیان سے فرادی ہے۔ چنا مخبر فرمایا "الحفظۃ بالحظۃ والشور بالشور التم بالتم بالتم واللہ بالملے والدہب بالذہب والفقۃ بالفقۃ مثلاً بمثل ہدا ہی والفقت مثلاً بمثل ہدا ہی والفقت ربائے اور خت کو دی کے بدلے اور جاندی کے بدلے برابر سرابر باسے دربائے اور فضل ربائے اور فضل ربائے اور فسل ربائے اور فعل دی کے بدلے برابر سرابر بائے دربائے اور فعال دی کے بدلے برابر سرابر بائے دربائے اور فعل ربائے اور فعل ربائے اور فعل دی کے بدلے برابر سرابر بائے دربائے اور فعل ربائے اور فعل ربائے اور فعل ربائے ہو کہ کو بیا میں کے بدلے برابر سرابر بائے دربائے اور فعل ربائے اور فعل ربائے اور فعل ربائے اور فعل ربائے اور فعل دی کے بدلے برابر سرابر بائے دربائے اور فعل دی کو بو می کے بدلے برابر سرابر بائے دربائے اور فعل کو بیا کو بو کا میں کے بیا کی میں کے بدلے برابر سرابر بائے اور فعل کے بدلے برابر سرابر بائے اور فعل کی کو بائے کا دربائے اور فعل کے بدلے برابر سرابر بائے اور فعل کے دربائے کا دربائے کی کو بائے کی کو بائے کی کو بائے کی کا دربائے کا دربائے کے دربائے کا دربائے کی کو بائے کی کا دربائے کا دربائے کا دربائے کا دربائے کا دربائے کی کی کی کے دربائے کا دربائے کی کی کی کے دربائے کا دربائے کے دربائے کی کے دربائے کی کی کے دربائے کی کی کو بائے کی کے دربائے

یہ کل چھ چیزیں ہیں۔ان میں سے جس چیز کو اس کے ہم جنس کے بدلے فروخت کیا جائے تواول دونوں چیزیں برابر سرابر ہوں ۲۰) دونوں پراسی مجلس میں قبضہ ہو۔گویا اگر کسی جانب میں کوئی جنس زائد ہوتو وہ ربواہے۔ اور شرعًا حرام ہے۔ حدیث میں جن چھ چیزوں کو بیان کیا گیا ہے ان کا حکم تومعہ اوم ہوگیا مگران کے علاوہ بے شمار میں میں

چيزى بي ان كا حكم كيا بوگا جديث سعد عدادم مني بوتا-

کہذاآ گراہ باکولو سے کے بدلے کمی زیادی سے فروضت کیا جائے توفضل جائز ہوگا۔

مرمیب امام مالک ، ربلای حرمت کی علت نقدین میں ان کا نقدی ہونا ہے میسنی سونے اور چاندی میں ان کا نقدی ہونا ہے می میں ان کا نقو دمیں سے ہونا ربلا کی علت ہے اور ان کے علاوہ میں قوص اور از دخار علت ہے میعنی جن چیزوں کو روزی کے بطور استعال کیا جاتا ہو۔ اور جن چیزوں کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہو ان میں ربل حسرام ہے اور ان کے

اسواریں دبوحسدام نہیں ہے۔ بھران کے اصول کے مطابق مسائل جزئیہ ہیں جوانکی کتابوں میں تعفیل سے ذکور ہیں۔
بہر مال ائد صفرات نے آنخفورصلے اللہ علیہ وسلم کے ہس بیان کو شافی سنیں ہجما اور جہاں تک جمل کا تعلق ہے
توجل کا بیان ہو چکا مگر ان کے نزد مکے شکل صرور ہوگیا۔ چنا بخہ صفرت عرفا روق رصنی اللہ عند نے ایک مرتبہ
ارشاد فرمایا کہ جنا ب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہو گئے مالانکہ دبوسے متعلق تشفی بخش وضا صت منہیں
فرمائی ۔ اس سے بھی افرازہ ہواکہ آپ کا بیان ربوسے متعلق عیرشانی ہے۔

وَا مَّا الْمُتَشَابَهُ فَهُوَ اسْتُ لِمَا الْقُطَعَ مِهَاءُ مَعُرِفَةِ السُّرَادِ مِنْهُ وَلَا يُرْجِى بَكُ وَ لا اصْلاً فَهُو فِي عَالَمُهُ الْمُعَلَمُ الْفَهُوي فَصَائِ كَرَجُلِ مَعْتُودٍ عن بل ١ وانقطعُ الْوُكَ فَا يَتِ الْحُلَمُ اللهُ وَالْقَطِعُ الْمُكُلِّ مُعَلِّدًا مِنْهُ وَجِيدًا مِنْهُ .

اور تشابر السے کا کا نام ہے جبی مراد کے سیجنے کی امید بالکل منقطع ہوگئ ہو، اوراس کے فاہر موسے کی امید بالکل مذہوبی وہ خفاء کی انتہام پر ہے کہ جس طرح محکم ظہور کے انتہام پر ہے بس ایس ایس ہوگیا کہ جسے کوئی شخص اپنے شہرسے فائب ہوگیا اوراس کا نشان جا تار با ہوا وراس کے ہم عمر اور

سمسایرلوگ مرتبطی بون- ر

مون میں کی ختی ہے گئی میں متعلق ہوگئ ہو اصطلاح بیں متن ابداس کلام کو کھتے ہیں جس کلام کی مراد کے معلوم ہوئے کی منتسل کی امید بالکل منقلع ہوگئ ہو اور مراد کے ظاہر ہونیکی کوئی تو قع بھی نہ ہو۔اورانقطاع امید مسیر کی امید منظ کوئی کلام بمل متھا اوراسکی مراد کے بیان کرنے سے بیلے انحفرت صلے الشرطیہ وسلم کی وفات کی بنامہ بردی وفات کی بنامہ بر

اميرمنقطع بيوگئ ـ

دوسری صورت : کلام بیرماد کے مساوم ہونی امید ذاتی طور پر منقلع ہو۔ مثال کے طور پرکسی مراد کے معلی ہو۔ مثال کے طور پرکسی مراد کے معلی ہونے کی امید کا منقطع ہونا خودرسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان سے منقول ہواگر و بھل اس میں متردد ہو۔
یاامیداس کے منقطع ہوکہ انسان اس کی حقیقت کے بیجنے سے قا صربوجیے تقدیر کا ذکر کیا جائے تو ہم سکو ت بیجھنے سے قا صراور ما جز ہے تو آپ نے فرایا \* ا ذا ذکر القدر فا سکتوا " جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو ہم سکو ت افتیار کرو ۔ حاصل یہ ہے کہ جس کلام کی مراد معلوم ہونے کی امید منقطع ہوجائے اس کلام کو تمشا بہ کہتے ہیں۔
یس تشاب میں آخری درجہ کا خفام ہوتا ہے جس طرح محکم میں آخری درجہ کا ظہور ہوتا ہے۔
منتھا ہم کی مثال : اس آدی کی طرح سے جو اسے وطن سے فائٹ ہوگیا اور اس کے نشانات بالکل

منتشا مہمی مثال :-اس آدی کیطرہ ہے جواب وطن سے غائب ہوگیا اوراس کے نشانات بالکل مٹ گئے، اس کے ہمسا یہ لوگ بھی ختم ہو گئے توجس طرح اس آدمی کے معلوم ہونے کی امید منقطع ہوجات ہو

کلام متشابه کی مراد کے معملوم ہونیکی امیر بھی خستم ہو جاتی ہے۔

وَكُمُكُمُ اعْتِفَاهُ الْحَفِيْقَةِ قبلُ الْإِصَابَةِ أَى اعْتَفَاهُ أَنَّ الْمُرَاءَ بِهِ حَقَّ وَإِنَ لَهُ لَغُهُمُ الْحَهُ الْحَامُ الْحَامُ الْحَامُ الْحَامُ الْحَلَمُ الْحَلَمُ الْحَهُ الْحَمْلُ الْحَلَمُ ا

اور بشناب کا حکم ہے ہے کہ اس کے صبح معنے سیمیے اس کے حق ہونے کا اعتقاد ہو۔ یہی اس کو تی ہونے کا اعتقاد ہو۔ یہی اس کو قیامت کے بعد توسیمی کو معلوم ہو جائیگا ان اللہ تعالی ۔ اور بشابہ کی مراد کا بقتی طور پر معلوم نہ ہو نا اس کا مس کے حق میں ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں مت بہ معلوم المراد متفا ور نہ تو خطاب کرنے کا فائدہ ہی بالحل ہو جائے گا اور تخاطب (العیاذ باللہ) مہل کا م کے ساتھ اللہ تعلیہ مسلم معنی منظم اللہ معلوم المراد متفا ور نہ تو خطاب کرنے کا فائدہ ہی بالحل ہو جائے گا اور تخاطب (العیاذ باللہ) مہل کا ام کے ساتھ اللہ تعلیہ کا منظم اللہ اللہ اللہ ہو فاصل کے ماد کا تعلیہ کا معلوم المراد منہ ہو فاصل کے اللہ میں گفتگو کر نا اور متشابہ کا معلوم المراد منہ ہو فاصل اللہ تعلیہ کا مطلب کے میں کہا کہ علمار راسخین فی العمل مقترالہ کے کہا کہ علمار راسخین فی العمل کے میں کہ ہم اس پر ایمان اللہ تو با اس کا اور السخین فی العمل میں العمل کے بین کہ ہم اس پر ایمان الائے ہمارے نزدیک کوئی سہم سے اور الراسخون فی العمل مجلم سے الفرائی علمار کے دینا کہ ہم اس پر ایمان اللہ کے جہارے نزدیک الاللہ پر وقعت وا جب ہے اور الراسخون فی العمل مجلم سے الفرائی علمار کا تعلی کے میں کہ ہم اس پر ایمان اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تو یہ کہ کہ تو یہ ہے کہ تو یہ تو یہ ہے کہ تو یہ تو یہ کہ تو یہ تو یہ کہ تو یہ تو یہ تو یہ کہ تو یہ تو ی

XXX

مقابے میں راسخین کاحقہ تسلیم والقیاد ہی ہوگا۔اوردوسری دلیل یہ ہے کہ ایک قرارت ہیں واراسنون " بغیرواد کے بھی ہے۔الہٰ الن قرار توں کے تفاضے کے مطابق "الم اسخون کا عطف الله پر بہیں ہے۔ الہٰ الله پر بہیں ہے مطابق "الم اسخون کا عطف الله پر بروقف منہیں ہے ملکہ ان سکے نزدیک والراسنون کا عطف الله پر برے۔اور کی تفاون وارسنون کا حال ہے۔ بیس کے نزدیک آیت کے معنے یہ بہوں گے کہ الا الله والواسنون فے العبلم بینی مشابہات کا مطلب الله تعبالی جا نما ہے اور وہ علما رہمی جانتے ہیں ہوں اس کے کہ الا الله والواسنون فے العبلم بینی مشابہات کا مطلب الله تعبالی جا نما ہے اور وہ علما رہمی جانتے ہیں ہوں اس کے کہ اور اسخین ما ویل سنوں مشابہات کی تاویل جانتے ہیں۔ انکی مراد تاویل طی ہے اور اسخین آویل جانتے ہیں۔ انکی مراد تاویل طی ہے اور جب ہے۔ جنموں نے کہا کہ علمار راسخین تاویل جانتے اس کے حس پر اعتقاد رکھنا وا جب ہے۔

میں میں اسٹی اس کا مشرعی حکم :- اور بنشا بہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے صبیح صبیح مصنے کو سیمینے سے اس کے اس کے مسلم مسلمرک احتیاد کرنا ۔ الیسن الشرق الله کی جومراد اس کلام سے ہے وہ حق ہے اوروا تھے کے مسلم مطابق ہے اگر جہ اس کا علم ہم کو قیامت سے پہلے نہ ہوسکے گا اور قیامت کے بعد متشا ہہ کے منظ

ہرشخص پر فا ھرسو ہی جائیں گے۔

اعتقادے مراد اجمالی اعتقادہ ہے اور منے کے سیجے لینے کے بعدتفصیلی اعتقاد صروری ہوگا۔ مصنع ہی کا اہری عبارت سے مفہوم ہوتا اس کے حتی ہوئیکا اعتقاد رکھنا صروری نہیں ہو۔ عبارت سے مفہوم ہوتا کہ مصنعت سے معلی معلی معلی سیجے اس کے حق ہوئے کا اعتقاد ہوجس کے منتے یہ ہوئے کہ صحیح منتے سیجے اس کے حق ہوئے کا اعتقاد ہوجس کے منتے یہ ہوئے کہ صحیح منتے سیجے اس کے حق ہوئے کا اعتقاد ہوجس کے منتے یہ ہوئے کہ صحیح منتے سیجے اس کے حق ہوئے کا اعتقاد ہوجس کے منتے یہ ہوئے کہ صحیح منتے سیجے منتے سیجے کے بعد اس کا اعتقاد مالکل نہ ہو حالا نکری یہ بالکل غلط ہے۔

سن ارح کی رائے :۔ شارح نے فرایا مشابری مراد کا یقین طور پر تعلق نہ ہونا است کے لئے ہے۔ بین است میں سے کسی امتی کواس کی مراد معلوم نہیں ہوسکتی اور جہاں تک جناب رسول اکرم صلے الشرطیہ دسلم کا تعلق ہو آپ کو مشا بہات کی مراد معلوم نہیں ہوسکتی اور جہاں تک جناب رسول اکرم صلے الشرطیہ دسلم کا تعلق ہو آپ سے مشابہات کی مراد معلوم ہیں ہے فائدہ اور باطل ہوتا اور بدائیسائی ہوتا جیسے کسی فائدہ اور باطل ہوتا اور دنو فربائیس ہوتا جیسے کسی سے فرمولوم المراد کلام کے سامتہ خطاب کرنا باطل ہے۔ و کلام تخاطب میں میں میں میں ہو۔ اس سے نابت ہواکہ مشابہات سے آپ کو خطاب کرنا باطل ہے۔ و کلام تخاطب کیلئے وہ ہونا چاہئے ہوتا ہو۔ اس سے نابت ہواکہ مشابہات سے آپ کو خطاب کیا گیا ہے۔ للم ذا آپ

توان می مراد مساوم می تر می می می تر در آپ نے فرمایا \* فی کل کتاب سِرُ وسِرُ فی العت آن مخذ والحروث می می حضرت صدّر فی العت آن مخذ والحروث می می حضرت صدّر فی العت آن می اور قرآن مجدمی رازی باتین حروف مقطعات بین بس رسول الله صلح الله طلبه وسلم راز دان اس وقت بهو سکته بین حب ان حروف کے معانی اور مراد سے آب با خبر بهوں مطاوم الله می کوم اور مراد سے آب با خبر بهوں۔ حاصل کلام یہ کہ متشابہات کی مراد عوام الناس، علمار متحربیٰ میں سے کسی کوم اور منہیں منگر حضور کو اسکے حاصل کلام یہ کہ متشابہات کی مراد عوام الناس، علمار متحربیٰ میں سے کسی کوم اور منہیں منگر حضور کو اسکے

معياني أورمرادكا علمتفأ

شوافع اورمتزله کا مذرب یہ ہے کہ تخضوص الشرطیہ ولم کے سامۃ علما ررائین بھی آئی مرادسے واقعت ہیں۔ دونو فرنت کے ابین اس اختلات کا منشاریہ آیت ہے حوالت کا افزل علیا الکتاب مفسر آیات کھا ہے ہمن ام الکتاب و افرر منشا بہائ فا ما الذین فی قلوبہم زیخ فیقبی ما الشاب کرنا الفتنة وابتفار تا ویلہ و الیک کم تا والیا الفروالواسی ن فی الولم نیولون ا مقابہ ۔ موجب کا داشتو تعالیٰ وہ واسے جس نے آپ پر کتاب تا ورک الکی واضح ہیں اوروہ کتاب کی اصل ہیں ۔ اور قاری سے بعض محکم آیات ہیں جس نے آپ پر کتاب اور ما المان میں سے بعض محکم آیات ہیں جس نے معنی نہیں ہیں یا معلوم منہیں ہیں ۔ توجب لوگوں کے دلوں میں کجی ہے دوسری متشا برآیات ہیں جن کے مصلے متعین نہیں ہیں یا معلوم منہیں ہیں ۔ توجب لوگوں کے دلوں میں کجی ہے توجہ منہیں جا تا میں کہا ہے دلوں میں کہا ہے توجہ منہیں جا تا میں اور ایکا مطلب کوئی منہیں جا نتا سوائے اندارے ۔ اور مالمان کی میں ہم اس برایمان الاے ۔

ممارے نزدیک اس آیت کے لفظ الا انگی پر وقف سے آوریہ وقف واجب ہے۔ اور تول والواسخون فی العبلم یقولون امناجہ بیرستقل جملہ ہے لفظ ادائی پر اس کا عطف نہیں ہے۔ لہٰذا آیت کا مطلب پہوا کہ مشابہات کی مراد خداوند تعالیٰ کے سوار کوئی شہیں جانیا۔ اور جن کا علم راستے اور کامل ہے وہ کہتے ہیں کہم اس کی مراد پر ایمان لاسے۔ مطلب یہ ہے کہ متشا بہات سے جو بھی الٹر تقل لانے ارادہ فرمایا ہے اس پر معادا ایمان ہے۔

أكرحياس كي مرا د كالبم كوعلمنس.

تفظ الاادلاه بروقت کے وجوب اوراس بات کی دلیل که علما وراسین کو ان کا علم بہیں۔ دلیل بیسے کہولوگ مشابہات کی مرد معلوم کرنے اورانی کھوج لگانے والے ان مشابہات کی اتباع کرنے والے ہیں قرآن ہے ان واقعین فرفایاہ بعینی بیکروہ با فلس کی جانب اکل ہونے والے ہیں۔ جنا پخدار شادر بانی ہے۔ فا ماالذین فی قلو ہم زیع فی تبدیون ما تشابہات کی کھوج کرتے ہیں تاکہ فتنہ کو الاس بہر حال جن کے دلوں میں کی ہے۔ تو وہ ان آیا ت کے مشابہات کی کھوج کرتے ہیں تاکہ فتنہ کو الاس کریں اور حسب مشابراس کی تا دیل کریں۔ اس سے اس سے اس جماعت کے مقابلے میں واسی نے حصرت کیم وائقیاد ہی ہوگا۔ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ملما مواسیون مشابہات کی مراد کوم ساوم کئے بغیراس برایان کے آپنی اوراس کو ابوا کمراد من الشرخصوص ملما مواسیون مشابہات کی مراد کوم ایک قرادت میں المواسیون نے وادے بھی ہے اور بیش ہوگا اور جب الله موسیون کی دوسری دلیل بیمی ہے۔ ان دونوں قرادتوں میں الموسیون کا عطف الدیک سابھ شرکی بھی نہوں گرواسیون کی مراد کو جائے میں الموسیون کی علما در اسیون کو مشابہات کی مراد معلوم منہیں ہے۔

اغراص الترصي الترم المراد صرف التركوم ساء توسوال بيرك جناب رسول الترصط الترعليه وسلم كومبى أسى مراد معلوم منى يامنين - لفظ التربيروقعت ك مجوب كا مطلب تومبر حال بيم سيركه اسكى مرا د حرف التركومعلوم سير

اس کے ملاوہ محسی دوسرے کو اس کی مراومعلوم نہیں ہے ۔ حالا نکہ یہ سابقہ بیان کے خلاف سے حبکہ سابق میں گذر بیکا بے كە تشابهات كى مراد جناب رسول الشرصلے الشرعلي وسلم كومسلوم على ورند تحاطت كوئى فائده بى ند بوگا-جوات بد بارى تعالى كافران وماسيلم تاويله الااللها "كمعنى بين وماسيلم تأويله بداون الوى الاالله -معنی مشابهات کی مراور می کے بغیر ضدا کے سواکوئی منیں جانتا اور صفور کو دی کے دربعہ انکی مراد معلوم متی اس تاویل کے بعد لفظ الٹرکا اسٹنٹا مہمی درست ہوگا ۔ اورجناب رسول الٹرصلے الٹرعلیہ دسلم کا مراد پرواقف ہونا بھی ثابت ہوجاً میگا. ا ما م تشافعي مم كا قول : امام شانعي في فرايا - لغظ الله بردف مُدَياما مي كاللَّهُ الراسخون في العلم الله بر عطعت ہے۔ اور آیت سیخولون امزا براار اسخون سے مال واقع ہے اور یوری آیت کا مطلب برہواکہ تشابہات ک مراد کوئوئی سنیں جانتا سوائے خدا و ندتعالے کے اور علمار راسخین کے اس مال یں کدوہ علمار راسخین کہتے ہیں۔ كريم مشا برات برايمان لاست يعن ان سي جرى تعليك كمراد سير اس برها دائمى ايان ب -وشمارح مى راست : - صاحب ورالا وادف فرايا بهاراء ادر شوا ففركم ما بين جوا خلاب رائ به وه يه ب كمم يجتية اين الراسخون في العسل تشابهات كي مرادسه وأقع بنهير. اورشوا فع كيته إين علماء راسخين مرادسه واقعت بين أ الختلاف كي حقيقت به مركريه اختلاف محف زاع تعلى ب اس كي كم جولوك كتية بي كه علماء راسخين ان کی مرادسے واقعت ہیں انکی مرادیہ ہے کہ راسخین تشابہات کی ملی مرادسے واقف ہیں کیونکم حضرات صحاب اور تابعین نے جوتفاسیر متشابہات کی فرائی ہیں وہ تمام طنی ہیں اور اس بات کے شوا فع بھی قائل ہیں اورا مات بھی۔ اور جوحضرات کیتے ہیں راسخین میشا بہانت کی مراد سے واقعت منہیں اب کی مراد مشا بہات کا علم لیتین ہے جس پراعتقاد كرنا صروري بهو- للذا معلوم بهواكدان كا با عمى اختلات محض نزا ظِلفلى سبيء حقيقت بين كوني اختلاب شبي -

فإن تُلتَ فَهَا فَا مَنَ لَا إِنْ الْمُتشابِهَاتِ عَلَى مَنْ هَبَهُ وَلَتُ إِلَابِتلاعُ بالوَقفِ وَالتَسكيم إِذَنَ الناسَ على ضَرَ بَهُنِ ضَرَبُ يَبُتَكُونَ بالجهُ لِ فَإِستِلا وُ حَمُ اَنَ يَعَلَّهُ العِلْمَ وَيَشْتَغِلُوا بالعَصِيلِ وَ ضربٌ هُمُهُ عُلماء وَ السّلا وُ حَمُ اَنْ لا يَتفكر وُ إِفِى مَتشَابِهَا تِ القهان و مُستَو دعاتِ اسْمَاس ؟ فَإِنهَا سِرُّ بِنِ اللهِ ومَ سُولَ لا يَعْلَمُهَا احَلُ عَيْرَة لِأَنَّ إِنْ تَالَمُهَا وَحَدُونِ عَلِي عَلِي متمنا ٤ وَعَكسِ هَوَا ٤ فَهُوَا ءُ الْجَاهِلِ مَنْ لَى التَّحْقِيلِ وَ الْحُوضِ فَيُبتَلَى بِهِ وَهُوَاء العَالِمِ إِظَلاعَ مَعَلَى الْمَارِورَ الْعَالِمِ إِظَلاعَ مُعَلَى مَا يَعْلَى فَلَا عَلَى اللهِ الْعَلَى مِنْ اللهِ الْعَالِمِ إِظْلاعَ مُنْ اللهُ وَالْمَ الْعَالِمِ الطَّلاعَ مُنْ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ اللهُ الْعَلَى اللهُ الْعَلَى اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ

کون مو کے ایر آگرتم اعرام کرد کہ متہارے ندیب کے مطابق متشا بہات کے نازل کرنے سے نائدہ کیاہے۔ تومی ایر مسلم کی است کے نازل کرنیکا فائدہ توقعت دستیم کی آز مائش میں توگوں کو متبلا کرناہے اس لئے کہ تو جہالت میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ پس ایک آز مائش یہ ہے۔ اس لئے کہ توجہالت میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ پس ایک آز مائش یہ ہے۔

200

وہ علم سیکھیں اور حصولِ علم میں مشغول ہوں۔ اور دو سری قسم علما دک ہے۔ بیس انکی آزمائش یہ ہے کہ قسر آن جی کی تشابہات اوراس ارکی تلاش اور فکر میں نہ بڑیں جوان میں و دیعت رکھی گئی ہے کیو نکہ وہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلے اللہ علائے کے درمیان راز ہے جس کو رسول کے سواکوئی دو سرا سنہیں جانتا کیو نکہ ہرایک کی آزمائش اسکی تمنا کے خلاف اور اس میں عور دخوض کو ترکھ کرنا ہے۔ کے خلاف اوراس میں عور دخوض کو ترکھ کرنا ہے۔ لہٰذا اس کو اس میں آزمایا جاتا ہے۔ اور عالم کی خواہش ہر چیز رپاطلاع پانا ہوتی ہے لہٰذا اس کو اس کے ترکھ کرسے سے آزمایا جاتا ہے۔

شارح نے اس عبارت میں شوافع کیطرت سے پہلے ایک اعتراض نقل فرمایا ہے۔ میعرا حناف کی

مانب سے اس کا جواب ذکر کیا ہے۔

انع المراب المارات من المراب المراب

ووسری قسم علما مرک سے توانکی آز ماکش یہ ہے کہ وہ متشابہات میں مذیریں اور راز ونیازی باتیں معلوم کرنے کے دربے نہ ہوں کیوں کہ متشابہاتِ قرآن التر تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلے التر علیہ وسلم کے در میان راز کی ہاتیں ہیں۔

جن كوالتُّر تعالىٰ اوررسول التِّر صِلْ التَّر عليه وسلم كَ سواتيسرا كوني منهي جانتا -

ایک سروال اوراس کا جواب الجب آپ کے نزدیک آن اما داستین فی العبام و مشابهات کا علم نوبین فی العبام و مشابهات کا علم نہیں تو بیم ان کے نازل کرنیکا مفاد کیا ہوا کیونکہ قرآن کریم توعمل کرنے کیلئے آناراگیا ہے اور دب علم نہیں ہوگا توان مشاببات برعمل کس طرح مکن ہوسکے گا۔

چوا ب استاد کو بین کارل کرنیکامقصد بہ ہے کہ لوگوں کو تو قت اور شیم کی آزائش میں بھلا کیا جائے کہ لوگ یہ اعتقاد کو کھیں کہ ان سے باری تعلیا کی جومراد ہے وہ حق ہے اگرچہم کو آئی مراد کا علم منہیں ہے ۔ اس لئے کہ انسانوں میں ایک بوع جا ہوں کی ہے جن کو حکم دیا گیا کہ وہ شریعیت کا علم حاصل کریں اور بھر اس پرعمل کریں - دومری قسم علمار کی ہے کہ وہ اپنے عسلم کے باو جود تعشابہات میں بہو پٹے کر اپنے آپ کو سرنگوں کردیں - اور ان کے پوشیدہ دانے معلوم کرنے کے درہے نہوں - ہروہ واز ہے جو خالق کا گناست اور جناب رسول اکرم صلے الشرعلیہ وسلم کے درمیان را زہے ۔ آز مائٹ مراکب کی اس کی خوام شس کے خلاف ہواکرت ہے - جا ہل علم سے مجالگا ہے لہا ذا

<del>ζουμανικό το συμματού α το προσφαρία με το προσφαρία το προσφαρία το προσφαρία το προσφαρία το προσφαρία το πρ</del>

استحصیل علم کی جانب متوجہ کیاگیا اور عالم کی جا ہت ہوتی ہے کہ اس کو ہرجیز کا علم حاصل ہو۔اس لیے اس کو سمبہ دائی کے جال میں بھنسنے سے روک دیا گیا۔اس طرح دونوں کی آزمائٹ ہوگئ، ہرایک کو اپنی اپنی صرود میں ریمزعل کرنا چاہئے۔

ثُمَّ المُتشَابِ مُعَلِّنُوعَيْنِ نَوَظَّ لا يَعَلَمُ مَعْنَا ﴾ أَصُلا كَالمُقطَعَاتِ فِي آوَ أَعِلِ السُّوَبِ مِثَلُ الْمَ حَمَدَ فَانَهَا يُعَطَّعُ كُ كُلَّ كَامَةٍ مِنهَا عَنِ الأَخْرِ فِي التَكْلُمُ وَلا يَعْلَمُ مَعْنَا ﴾ لِأَنَّ لَمُ يُوحَةً فِي كلام العَرَبِ لمعنى مَّا إلَّا لِعَرْضَ الترعِيبِ ونَوْع كَيْعِلَمُ مَعْنَا ﴾ لِأَنَّ لَكِنَ لا لَعُنَا مُورَا وَاللهِ لِأَنَّ ظَاهِمَ ﴾ يُخَالِفُ المُنْحَلَمُ مثلُ قولَ ، تغريكُ اللهِ وَرجُهُ اللهِ وَاللهِ عَلَى اللهِ وَالْمَوْلُولِيَا وَوجُوهٌ يومَعِينِ الْ خِرَةٌ إلى لِبَهَا الْظِيرَةِ وَامْتَالُ أَولِيمَى هَا لَا إِلَى الصَّفَاتِ وقَلْ لَولنَا الكلامَ فِي تَعْقَعْهَا وَتَا وُيلًا بَهَا فِي القسير الأحمَد في فليطالِحُ نَتَهُ لا مَدِيدًا

یومنشین ناضمهٔ قالی سبهها ناظه به اوران جبیبی دوسری مثالیں ، ان کا آیاتِ صفات نام رکھا جا آسہے۔ اور خمانگی تحقیق اور تا ویل میں طویل گفتگو اپنی کتا ب تفسیراحمدی میں کی ہے ویل اس کا مطالعہ کر نیجے ہم۔ ویر کم اس

منتنابرک اقسام ، اصولی طور پر متشابهات دونوع کے ہیں قیم اول وہ متشابہی جن ارکی معنی بالکل معلوم ہی ہوں ۔ اخوی معنی بول یا مرادی معنی کوئی بھی معلوم ہر ہوں جیسے وو

مقطعات جوبعض سورتوں کے شروع میں موجود ہیں ۔ جیسے ٹھ 'الیسی ، ن وعیزہ وہ حروف ہیں کہ ا ن کے لغوی اور مرادی کوئی بھی مصنے امریت کومعلوم منہیں ہیں ۔ اور مرادی کوئی بھی مصنے امریت کومعلوم منہیں ہیں ۔

دوسرى قسم د تشابهات ك لغوى معفى معلوم بول مكرحى تعالى كى مرادمعلوم نه بوكيوبكم متشابك ظاير

عطے می کے خلاف ہیں جیسے یک اللہ داللہ کا ماہت کے کہ اللہ داللہ کا جہرہ ) الرحلی علی العوش استوی در دلی میں اللہ کا بھر اللہ کے جہرے اس دن تروتا زہ ہوں گے اور اپنے پرورگار کو دیکھ رسے ہوں گے ۔ ان آیتوں میں لفظ نیآ ۔ وقیم ۔ استویٰ کے لغوی معنے ماہم کے خلاف ہیں ۔ اسلے کہ ان سے باری تعالیٰ کی کیام او سے بعلوم منہیں ہے ۔ کیونکہ ان کے ظاہری اور لغوی معنے محکم کے خلاف ہیں ۔ اسلے کہ آیت لیس کھنلہ نتی کا دائلہ کے مشال کوئی چیز خال کے مشل میں جیرہ کی اس بارے میں محکم ہے کہ مخلوق کی کوئی چیز خال کے مشل منہیں ہے ۔ اس بارے میں محکم ہے کہ مخلوق کی کوئی چیز خال کے مشل منہیں ہے ۔ اس لئے معلوم ہوا ان آیا ہے میں انسان کے جہرہ کی طرح انٹر تعالیٰ کا جہرہ یا باسم ، اور انسان کے بیٹھے کی اور س سے کھا ور میں ہے جس کا قطعی علم صرف حق تعالیٰ شا مذکو ہے اس کا بیٹھ نام اصل منہیں ہے۔

شارے گراکے یہ ہے کہ ان آیا ہے کو آیا ہے صفات کہا جا تاہے اوران آیا ت معفات کی تحقیق وتغییرو تاویل انکی مشہور کتا ب تغییر احدی میں مفصل فرکورسہے ۔

وَلمَّا أَمُ الْمُصَنِّفُ عَنُ السَّامِ التقسِيمُ الشَّانِ شَرَعَ فِي بيانِ أَسَامِ التقسِيمُ النَّالِفِ فَقَالَ
أَمَّا الْحَقِيقَةُ فَا سَمُ لِكُلِّ لَفَظِ الْمُرَادُ الْمَهُ لَكَ فَاللَّفَظِ مِهَ الْحَالِمُ اللَّهُ لَكَ اللَّهُ لَكَ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللْ

اور مصنع عرفی حابیان شرد و فایا است می بیان سے فارغ ہوئے تو تعیم الث کا بیان شرد و فایا است کے درجہ میں ہے اس کا موضو م لؤمراد ہو بین لفظ اللہ میں سے درجہ میں ہے جو مہمل ، مجاز و عیزہ کو شامل ہے۔ اور اس کا قول اس میں بہ ما وضع لئ "فصل ہے۔ ان وان کو حقیقت سے فارخ کر دیتا ہے اور وضع سے ۔ اور اس کا قول اس میں کر دیتا اس طور برکہ وہ لفظ ان مصنے پرکسی قریبنہ کی صرورت کے بغیر دلالت کرے۔ بس اگر بتعیین واضع لغت کیلے متعین کر دیتا اس طور برکہ وہ لفظ ان مصنے پرکسی قریبنہ کی صرورت کے بغیر دلالت کرے۔ بس اگر بتعین واضع لغت کیلے مت سے ہے تو وضع عرفی خاص کہا اور اگر شارع کیلے من مام کہا جائے گا۔ الغرمن حقیقت میں ان مختلف وصنوں میں کسی آگی وضع کا اعتبار کیا ا

گیاہے۔ اور مجازی اس کے عدم کا ۔ بس یہ دونوں در حقیقت الفاظ کے عوار صن ہیں اور کبی کبی معانی اور استعال می ان کے ساتھ متصف ہو جاتے ہیں مجازا یا عوام الناس کی غلطیوں سے ۔

مصنع تقسیم اتن کے اقسام اور ان کے احکام کے بیان سے فراعت کے بعد سیسری تقسیم کے اقسا) اور ان کے احکام کو بیان کرتے ہیں۔ اس سیسری تقسیم کے تحت بھی چارہی قسیں ہیں۔ اس سیسری تقسیم کے تحت بھی چارہی قسیں ہیں۔

الم حقیقت داری مجاز دس مرکل دیم، کنایه ب

بهرمال معیقت بروزن فعیلہ ہے۔ حق یحق حقاسے اخذ کیا گیاہے - حق بمعنی ثبت ۔ حقیقت صفت اور اللّفظ اس کا موصوف ہے بعین ثبت ۔ حقیقہ ۔ ، س لفظ کو وصفیت سے اسمیت کی جانب نقل کیا گیاہے ۔ جو لفظ ابنے معنیٰ موصوع کہ میں استعال کیا جائے اس کو حقیقت کہتے ہیں ۔ اسکو حقیقت اس لئے کہا جا آ اہے کیو بحد وہ اپن حگر پڑاہت ہے ادھرا و معر تجاوز سنہیں گیا۔

شارح کے نزومکے تفیقت کی تعربی ، حقیقت اس تفاکو کتے ہیں جکوبول کراس کے معنے

موصوع لهٔ مراد کیر جائیں۔

تعرفین میں لفظ اُریکی می فرکورہے ۔اس کا مفادیہ ہے کہ استعال حقیقت وجاز کیلئے شرط ہے کیونکہ لفظ وضع کے بعد استعال سے بعد استعال کے بعد استعال کیا گیا تو وہ مجاز ہے ۔ اور استعال کے بعد استعال کیا گیا تو وہ مجاز ہے ۔

متعرکف میں لفظ کالفظ بمنزلہ جنس ہے جومہل، مجازا درجس میں استعال کیا جائے یعنی ستعل فیہ سب کوشا مل ہے اور آئرید بہ اُوضع لئ بمنزلہ فصل ہے جس سے مہمل اور مجاز دونوں فارج ہو گئے کیوں کے مہمل معنے کیلئے مؤوع شہری ہوتا اور مجاز میں استعال کیاجا تاہے۔ شہری ہوتا اور مجاز میں استعال کیاجا تاہے۔ لہٰذا آئرید بہ اوضع لؤکی قیرسے دونوں کے دونوں حقیقت سے خارج ہوگئے۔ وضع کے معنے یہ ہیں کہ لفظ کوکسی المہذا آئرید بہ اوضع لؤکی قیرسے دونوں کے دونوں حقیقت سے خارج ہوگئے۔ وضع کے معنے یہ ہیں کہ لفظ کوکسی المہذا آئرید بہ اور معنی سمجھیں کرنا کہ حب وہ لفظ بولا جائے تو بلاکسی قریبہ کے وہ معنی سمجھیں کا جائیں، قریبہ کے دلالت

و صنع سے افسام ، بھروضع کی چارتسیں ہیں دا، وضع لنوی دیں وضع شری رہ، وضع عرفی خاص دہم، وضع عرفی خاص دہم، وضع عرفی عام - کیونکہ لفظ میل منط کی تعیین پاتو واضع لفت کی جانب سے پاکسی میں اور کان میں میں میں میں کی جانب سے پاکسی میں میں میں میں میں میں ہوگی ۔ اول وضع کو وضع لنوی طالفہ کی جانب سے ہوگی ۔ اول وضع کو وضع لنوی

كها جا لكب و جيسے لفظ انسان كى وضع حيوان ناطق كمے ليے۔

دوسرے کی مثال لفظ صلوٰۃ سبے جس کو ارکان مخصوصہ کے مجوعہ کیلیے و صنع گیاہے ۔ اور تبیسرے کا اا وضع عرنی خاص ہے ۔ جیسے نحاۃ کی اصطلاح ہیں لفظ فعل اور اسم اور حریث وغیرہ ۔ اور چوہتی قسم کا نام وضع حرفی عام سبے ۔ جیسے لفظ دابۃ کی ولالت جا رہیروں والے جانور کیلیے کی مخی سبے ۔

كما به صرورى بي كرلفظ مذكوره جاروس وصفول كريئ وضع كياكيا بهو شارط نے كما جاروں اوضا ر كيلي لفظ كا وضع كياجا نا صرورى منبس ب ملكه صرف ايك وضع كايايا جاناكا في بيء - اورجهات كُ بجاز كاتعلق بي تواسيس وضع کا نہ ہونا صُروری ہے میٹ کی معنے مجازی کھیلے ہے کا فی ہے کہ وہ کسی ایک وضع کیلئے موضوع نہ ہو۔ ایسامہیں بے كەلفط اگرچاروں وصعوں كيلئے وضع مذكيا گيا ہوتو وہ مجاز نہو كا . جيسے لفظ صلاۃ تمقنی د عار حقيقتِ لغويہ ہے ا ورجب اس سنے مخصوص ارکان کے شعنے مراوسائے جا تیں گے بقوہ مجاز لغوی ہوگا جبکہ شریعیت والوں کے بہاں یہ تعظِ صلوۃ ارکا نِ مخصوصہ تحییائے حقیقت شرعی ہے اور دعا کے معنے میں مجا زہیے ۔ اہلِ لفت صلوۃ کے منظ اركاب مخصوصه كے لئے مجاز مرف اسوم سے كہتے ہيں كه ان معنے كيلئے اہل لغت في اس كود ضع منہيں كيا ہے اگر م اہلِ شرط نے اس کوار کا ن محصوصہ کیلئے و تنع کیاہے۔ معتب اوم ہوا مجاز ہو نے کے لیے کسی ایک وضع کے لحاف سے موضوع نہ ہونا کا نی ہے چاروں وصنو سسے دصع نہ کیا جا نا صروری مہیں ہے۔

حقيقت ومجاز لفظ لي صفت بين .- مجاز اور حقيقت دويون لفظ كي صفت بنت بين اور الفاطان کے ساتھ متصف ہوتے بیسنی موصوف بنتے ہیں۔ اسی وجہسے محاورہ میں بولا جاتا ہے کہ لفظ اپنے معنے میں حقیقت سے۔ پرلغط اینے معنے میں مجازی سے۔

وقد آيوصف بهها الز- اوركبهي ان دولؤل ميني حقيقت دمجاز كے ساتھ منے ادراستعال دولؤل متصف يہم میں میسنی مصنے اوراستعال معنے دوبوں می کو حقیقت و مجاز کے سائھ متصف کیاجا تاہے یہ عوام النابس کی غلطی سے ہوتا ہے یا محرمجاز اایساکیا جا آاہے۔

وَحَكُمُهَا وُجُودُ مَا وُضِعَ لَـمَا خَاصَّاكَ أَوْعَا مَّا فِاتَّ الْحَقِيقَةَ تَعِمِّعُ مَعَ الْخَاصِر ف الْعَامِ جَيْعًا كُواتٌ قَوْلَ اللَّهِ مِنَا أَيُّهُمَا اللَّهِ مِنْ أَمَنِوُ الرُّكِعُوا وَقُولُ اللَّهِ وَلا تَقُرُ بُوا الرّ مَن كَاحِرُ المَاكِعُوا وَقُولُ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ مِن كَاحِرُ المَّالِمِ الْفِغُولَ وَهُوَ الركوع وَالرِّهَ فَا وَعَامَ الْمَاعِدِ إِلَى الفَاعِلِ فَم المُكَلِّقُونَ

ا ورحقیقت کا حکم بیر ہے کہ اس کا موضو ط لؤیایا جائے خواہ خاص ہو یاعام ہو کیو کیر حقیقت خاص ا ورعام دوبوب كي سائمة جمع بهوجات بيد اس كي كه الترتب الى كا قول يا إيها الكذيك أمنوا أركعوا داسے ایمان والورکور کرو) اورالٹرتعبالے کا قول وکا تقریب الذبی داور تم زناکے قریب میت جاؤی فعل کے اعتبا

رسے خاص ہیں اور وہ بہلی آست میں رکوع ہے اور دوسری میں زنا سے اور فاعل کے اعتبارسے عام ہیں - یہ وہ لوگ ہیں جوشرمیت کے مکلف ہیں۔

مري المحقيقة كاحكم: ما وضع له ميسى من موضوع له كاموجود بونا ليني موضوع له فاص بو یا عام ہوں۔ کیوں کہ اُحقیقت دونوں کے سائھ جمع ہوجاتی ہے میسنی حقیقی مصلے خاص بھی مہوتے

ہیں ۔ اور عالم معنی بھی حقیقت ہوسکتے ہیں ان میں باچم کوئی منا فات نہیں ہے۔ معنے کے خاص اور عامم ہوسے کی ولسل :۔ شار ن نے اس سے ثبوت ہیں ۔ آبیت یا اُتکو کا کوپیش کیا ہے۔ اور فاص کے اعتبار سے فاص ہیں ۔ ہم ہی آبیت اذکھو کا کوپیش کیا ہے۔ دوسری آبیت وَلاَتَقَوْدُ کا او ہی تھی میں خاص ہے ۔ اور فاعل کے کاظ سے عام ہے ۔ بعنی مسلمانوں رکون کے معنیٰ میں خاص ہے ۔ اور دوسری آبیت زنا کے معنی میں خاص ہے ۔ اور فاعل کے کاظ سے عام ہے ۔ بعنی مسلمانوں میں جو دوگ افعال کے مکلف ہیں وہ تمام کے تمام ان کے مخاطب اور مکلف ہیں ۔ رکون کے حقیقی معنیٰ ان نما یا ور جھکنے کے

وَامَّا المَهِ الْهُ عَلَى الْهُ الْمُرْتِيلُ الْهِ عَيْرُمَا وُضِعَ لَ الْمُنَاسَبَةِ المِنْ الْمُوْضِوعِ لَ وَالْمَا الْمُوضِوعِ لَ وَالْمَا الْمُوضِوعِ لَ وَالْمَا الْمُوضِوعِ لَ وَالْمَا اللهُ اللهُ وَالْمَا اللهُ وَاللهُ وَاللّهُ وَالّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّه

اورمبرحال مجازوه لفظ ہے جس سے اس کا غیر موضوع لہُ منے مراد ہواس مناسبت کی وجسی جوان دولاں من اسبت کی وجسی جوان دولاں میں پائی جاتی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مجاز ہراس لفظ کا نام ہے جس سے غیر موضوع

ترجمته

لا مرادلیا جائے بموصوط لا اور عیرموضوط لا کے درمیان کسی مناسبت کیوج سے ۔ اورمناسبت کی قیدسے مثلاً لفظار فن اس است میں ہوں ہے ۔ احتراز کیا گیا ہے نیزاس قیدسے ہزل ہے ہزل میں اگرم الفظ سے غیرموضوط لا معنے مراد لیا جا تاہے مگر کوئی مناسبت اصلی معنے اور ہزل کے معنے میں نہیں ہوتی مگر مصنف بعض اور ہزل کے معنے میں نہیں ہوتی مگر مصنف بعض اور ہزل کے معنے میں نہیں ہوتی مگر مصنف بعض اور کی متاکم کے اداد سے مجازی تعرف میں معنود ہے اور یہ مقدم مصنف کے ذکورہ بیان سے پورا ہوجا تاہے اور قرید کی عزوت سام کے احتماد کے معنے کیلئے ہوتی ہے اور یہ زائر چیز ہے ۔ اس کے علاوہ اس کا بیان مجازی احتراب میں آجائے گا۔

مجار کی متحر لیک :- ماتن نفرایا جازاس لفظ کانام بے حبکوبول رعیر موصوع له ا معنے کا ادادہ کیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ معنے موضوع لهٔ اوران معنے کے درمیان جن معنے استراز میں لفظ کو استعمال کیا گیا ہے کو فئ مناسب موجود ہو۔ لاجل مناسبہ کی قیدسے احتراز

میں اور حقیقی میں میں اور حقیقی معنے میں کو بی منا سبت مرہو۔ کرنا مقصود سرے اُن مصفے سے جن میں اور حقیقی مصنے میں کو بی منا سبت مرہو۔

σοσορομοικού συμμα το συμμα το

جیسے نفط اس حن بول کرآسان کے محظ مرا دلینا۔ اس لیے اگر نفط ارض بولا جائے اور سام کے معظ مرا دلئے جائیں تو یہ مجازی معظ نہ ہوں گے۔ کیونکو زمین اور آسان کے درمیان کوئی منا سبت نہیں ہے۔ ماتن نے اس مگہ عندقیا ترین سیار کی میں کہ اس مگہ عندقیا ترین سیار کر بھی سنہیں کیا ہے حالانکہ قرینہ کا پایا جانا مجازی معظ کے صادق آنے کیلئے مشرط ہے۔ تواس کا جواب شارح نے یہ دیا کہ بحسب ارادہ المتعلم "کہ اس مگہ مجازی معظ مراد ہیں جن کا ارادہ مرک کے قرینہ کیا ہوا وریہ مقصد تعرف کا ارادہ کر کورہ الفاظ سے پورا ہوجا تا ہے کیونکہ متعلم مجازی معظ کا ارادہ کر اور مینہ کا محتاج ہونا کہ مورث سے اور سام کا قرینہ کا محتاج ہونا یہ مجازی تعرفی سے خارج ہے کہ اور میں مصنف تفصیل سے ذکر کریں گے۔ یہ مجازی تعرفی سے خارج ہے کہ کر کریں گے۔

وَمَ كَاللَمْ عَالَمُ الْوَيْدُ وَمَثُلُ قُولَ مِنْ كَالسَّلُ اللَّهِ الْحَدُّ فَيَصُدُ فَ عَلَيْهِ الْحَرُّ الْمَا يُورُ الْمَا الْمَعَ لَمُ الْمَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمَا اللَّهُ ا

ا درببرطال مجاز بالزیادة جیسے الله تعلیا کا تول ایک کمشله شی ہے ۔ تواس بر بمی سیصاد ق آ تاہے که اس سے غیر موصوع کا مراد لیا گیلہ اس لیے کو اف کا موصوع کا تشہیہ ہے ۔ تواس بر بمی سیصاد ت تاکید یا زیادہ ۔ لہٰ نام جاز بالزیادت مجازی تعرفی میں داخل ہے البتہ حقیقت اور مجاز دولوں کی تعرفیوں میں حیثیت کی تیرضردری میں بعب بی بوں کہنا چاہیے تعاکم من حیث ان ما دصنع لیداد غیر ما دضع کی تاکم دولوں تعسریفیں جا مع ادر انع ہوجائیں اور منتقض نہ ہوجائیں کیونکہ لفظ الصلوۃ لفت میں دعاد کے لئے

وضع کیاگیاہ اورشرع میں ارکان محفوصہ کیئے ہیں لفظ ولافتگانی بحیثیت لغت کے دعار کے عفظ میں حقیقت ہے کیونکہ اس پرصادق آ تا ہے۔ یہ معسیٰ اس کے موضوع لا بیں اور لفظ ولفتگانی ارکان محفومہ برمجازہ کیونکہ یہ غیر موضوط لا بیں۔ اور لفظ ولفتگانی ارکان محفومہ برمجازہ کیونکہ د ماراس کا ن محقیقت ہے کہ وہ جلہ میں غیر موضوط لا بیں۔ اور لفظ وفصلوۃ د عاکے صف میں مجازہ کیونکہ د ماراس کا موفوع لا بیں۔ اور لفظ وفصلوۃ د عاکے صف میں مجازہ کیونکہ د ماراس کا موفوع کا بین اور محاز کا محکم یہ ہے کہ وہ جن مصفے کہ لئے استعارہ کیا گیاہ اور مجاز کا محکم یہ ہوئی مطلقاً وضع منہیں کیا گیا۔ اور مجاز کا محکم یہ ہوئی کہ وہ جن مصفے کے اور موسوط کی ایس موسوط کی محاز استعارہ کیا گیا۔ اور مجاز کا محکم یہ ہوئی محل اور موسوط کی محاز استعارہ کیا گیاہ ہوئی معلق اور اس محل اور وہ ہوئی معلول وغیرہ سارے امور ایک ساتھ مراد لئے جائیں۔ بلکہ محاز کی عام ہوئی کا محلول وغیرہ سارے امور ایک ساتھ مراد لئے جائیں۔ بلکہ مجاز کے عام ہوئیکا مطلب یہ ہوئی میں ایسا عمر مہارے تردیک جائز ہے۔

وامآالمبجان الز- اورببرمال مجاز بالزيادة جيدالترتسالي كاقول ليركمشله شي راسك المنذكوي في السرك المراسك المنذكوي في منون بي المراسك المنذكورة لغظ التسديد المراسب المرادنين بي مادنين بي م

سوال ، سوال یہ سے کہ مجاز بالزیادہ مجازی معظی تواس کے معلی حقیقی میسنی تشبید کے معظے کے درمیان اتصال ہونا چلست جبرات براور تاکید کے درمیان کوئی اتصال منہ با یا جاتا۔

8

فاتّ لفظ الصّلوّة الوزاس لئے کہ لفظ صلوّة کے معنیٰ لغت میں دعام کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اور میں لفظ صلوّة شرع

میں ارکان معلومہ محضوصہ کیلئے وضع کیا گیاہے۔ بس لفظِ صلوٰۃ لذت کی حیثیت سے دعار نے معنے میں حقیقت سے ۔ اس حیثیت سے کہ لفظ صلوٰۃ کے معنے دعاء کے اس کے دوموضوع لؤ ہیں۔ اورموضوع لؤکی حیثیت سے معنے مراد لئے گئے ہیں ، اور صلوٰۃ کالفظ ارکان کے معنے میں مجاز ہے اس حیثیت سے کہ لغت میں ارکائِ محضوصہ کے لئے اس کو وضع سنہیں کیا گیاہے۔

اورصلوۃ کے مصنے ارکانِ مخصوصہ کے حقیقت ہیں، شرع کی حیثیت سے کیونکہ صلوۃ کوارکانِ معلومہ کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ کیا گیا ہے ۔ لہٰذا اس حیثیت سے یہ معنے اس کے موضوط لؤ ہیں اور دعاء کے مصنے میں شرط کی حیثیت سے مجاز ہیں کیونکہ شرع میں اس کو دعا رکے لئے وضع سنہیں کیا گیا ہے ۔

و حکم و جود ما استعاد آلا الرمي الركاحكم : وه معنے جن كے ك اس لفظ كواستداره كيا گيا ہے ديسى مجاز استمال كيا گيا ہے داس ميں كيا گيا ہے وہ موجود ہوں خواہ وہ معنے خاص ہوں ۔ خاص كى مثال اولا مستم النسا و "ہے ۔ اس ميں كيا گيا ہے جاع مرادليا گيا ہے اور يہ معنے خاص ہوں ۔ مثال عام كى حديث شريف لا تبيعوا الله هم بالله هميائن و لا الصاع بالصاع بالله هميائن و ما ايك در مم كودو در مع كر برلے فروخت مت كرو، اور د اكب صاع كودو صاعوں كے برلے ميں افر خت الله الصاع بالله ميائن كى جات ہو اور د اكب صاع كودو صاعوں كے برلے ميں افر خت مين ميں افر كى مقيقت اكب بيما برا رصاع ) ہے جس سے بيمائن كى جات ہے ۔ اور ماع كوبازى مين فران ميں افر كى مقيقت اكب بيما برا رصاع ) ہے جس سے بيمائن كى جات ہيں ۔ اور معنی مظود و ن مراد ہے ۔ اور ميا م ہے ۔ تما ) اس جگہ نفس برتن مراد مہد اور يہ عام ہے ۔ تما ہو يہز ميں واض برين مراد مہد ۔ اور يہ عام ہے ۔ تما ) وہ جہز ميں واض بريں جن كو اس ظرف كے اندر مجرد يا جائے ۔ فلہ ہو يا اس كے علاوہ چيز ہو۔

فلاً صَدُكام يدكر جس طسرح حقيقت عام اورغًا ص دوبؤں بهوئی سبے اسی طرح بمجازی معنے بھی عام اور خاص

وولون ہو سکتے ہیر

می ارکے عام بہو نہا مطلب :- شارح نے فرایا " لیس العداد بکون الدکھان عام الد عبارک عام ہوں کا منے یہ ہر گز منہیں کہ مجازے جت علاقے ہیں تمام علاقے ایک لفظ میں پائے جاتے ہوں - مثلاً ایک لفظ ذکر کیا جائے اس سے حال اور محل دونوں مراد ہوں اور ماکان علیہ کا علاقہ بھی مراد ہو اور مالاک کا علاقہ بھی اسی طرح لازم و ملزوم ، علت و معلول سب کے سب مراد ہوں ایسا نہیں ہے - بلکہ اس کے عام ہوت کا مطلب صرت یہ ہے کہ لفظ ہو لکر ایک نوع کے تمام علاقے مراد الئے جاتیں ۔ اور وہ لفظ ان تمام افراد کو عام ہو جن میں وہ علاقہ با یا جا تاہی ۔ جیسے لفظ صاح کے حقیقی معنی ظرف اور برتن کے ہیں جس سے چروں کی بھائش میں جن ہے ۔ اور صاح کے صفح مجازی " ما یہ خل فی الصاح " کے ہیں ۔ وہ چیزیں جو اس برتن کے اندر بھری جاتی ہیں اس جگہ لفظ صاح ہول کرد ما یہ خل فی الصاح " مراد لیا گیا ہے ۔ یعنی حال وراس کے تمام افراد بیال مراد لئے گئے ہیں جسے غلہ اور تمام وہ چیزیں جو اس برتن میں بھر تری اور ہی اور اس کے تمام افراد بیال مراد لئے گئے ہیں جسے غلہ اور تمام وہ چیزیں جو اس برتن میں بھر تری کا وراس کے تمام افراد بیال مراد لئے گئے ہیں جسے غلہ اور تمام وہ چیزیں جو اس برتن میں بحر تری بی مار دیا گیا ہے۔ بعنی حال وراس کے تمام افراد بیال مراد لئے گئے ہیں جسے غلہ اور تمام وہ چیزیں جو اس برتن میں بھر تری بی اور ایس کے تمام افراد بیال مراد لئے گئے ہیں جسے غلہ اور تمام وہ چیزیں جو اس برتن میں بھر تری بی وراس کے تمام افراد بیال مراد لئے گئے ہیں جسے غلہ اور تمام وہ چیزیں جو اس برتن میں بھر تری بھر تا بی جات ہوں کہ بھر تا ہوں کہ بھر تا ہوں کے تمام افراد بیال مراد لئے گئے ہیں جسے غلہ اور تمام وہ چیزیں جو اس برتن میں بھر کی کہ دور بھر کی دور بھر کی مارد کھوں کے تو بھر کی کو برتن میں بھر کی کھر کو کی کھر کے دور بھر کی کو کھر کے دور کی کھر کی کھر کے دور کھر کی کھر کی کھر کی کھر کی دور کی کھر کی کھر کھر کی کھر کی کھر کھر کے دور کھر کر کھر کھر کی کھر کھر کے دور کھر کی کھر کی کھر کے دور کھر کھر کے دور کھر کی کھر کھر کے دور کھر کھر کی کھر کے دور کھر کے دور کھر کی کھر کھر کھر کے دور کھر کے دور کھر کھر کے دور کھر کے دور کھر کھر کے دور کھر کے دور کھر کھر کے دور کھر کھر کھر کے دور کھر کے دور کے دور کھر کھر کے دور کھر کھر کے دور کھر کے دور کے دور

جاتی ہیں۔اس ایک علاقہ کو لوظ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ علاقہ تو حال ومحل کا ہے اور محل بول کر حال مرا دلیا گیاہے۔ اب آئندہ جوجیزیں بھی حال بنیں گی وہ اس حکم میں داخل ہوں گی۔یہ مجاز کے عام ہونے کا مطلب ہے۔ مینی اس بوع کے تمام افراد کوشامل ہونا۔ اور یہ عموم جارے نزدیک درست ہے۔

وَقَالَ الشَّافِئُ لاعمُومُ المَعَابِ لاَنَهُ ضووى فَيُ يُصَامُ إلَيْهِ فِي الكُلَامِ عِنُدَا تَعَلَّمُ مِ الْحَقِيمَ وَإِنَا لَقَوْلُ إِنَّ الْحَمُومِ وَلا يَثْبِثُ الْعَمُومُ وَإِنَا لَقَوْلُ إِنَّ عَمُومَ الْحَقِيقَةُ لَكُونِ الْعَيْقِةُ فَي اللهِ الْحَقِيقَةُ مِلْ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ عَلَى اللهِ اللهُ اللهُ

ہے۔ حالانکریک اب الشرمیں بخترت واردہ اور باری تعالی صرورت سے منزہ اور باک سے۔ یہاں پر بداعراف من کریا جائے کہ مقتضائے نص قرآن کریم میں بکترت واقع ہے باوجود بحد مہارے اور بہارے نزدیک بالاتفاق صروری سے کیونکہ ہم جواب ویں گے کہ مقتضی استدلال کے اقسام میں سے ہے۔ نبس دہاں پر منورت استدلال کرنے والے کی طرف لومی ہے ۔ متعلم کی طرف نومی ، اور جاز نفظ کی قسوں میں سے ہے ۔ نبس اگر بیم وری موتا تومزورت میں کم طرف دراج ہوتی ۔ اور جاز نفظ کی قسوں میں سے ہے ۔ نبس اگر بیم وری ہوتا تومزورت میں منظم کی طرف دراج ہوتی ۔ اور متعلم کی طرف راج ہوتی ۔ اور مقلم کی طرف دراج ہوتی ۔ اور مقلم کی طرف دراج ہوتی ۔ اور مقلم کی مقلم کی طرف دراج ہوتی ۔ اور مقلم کی مقلم کی طرف دراج ہوتی ۔ اور مقلم کی مقلم

بوری ہوجاتی ہے اس لئے عوم کی صرورت منہیں ہے اس لئے کہ عوم کے جمیع افراد کوشا مل ہونا صرورت سے زائد ہے ا درصرورت بقدر صرورت ہی مقدر مانی جاتی ہے۔

ا حناف کا قول ، مم محتے ہیں کہ حقیقت میں مذکورہ عمد میت نوعد کولازم مہونا اس وجہ سے منہیں ہے کہ وہ خبن اس کی حقیقت سے ورند لازم آتا کہ برحقیقت عام مہوئی ہے۔ خبن اس کی حقیقت سے ورند لازم آتا کہ برحقیقت عام مہوئی ہے حالائکہ ایسا منہیں ہے، حقیقت خاص ہوئی ہے۔ ملکہ حقیقت کے عام ہونے میں ایک دلالت ہوئی ہے جو حقیقت سے زائد ہوئی ہے۔

وہ علامتیں جوعوم پردلالت کرتی ہیں وہ یہ ہیں دا، اسم بحرہ پر الف لام کا داخل ہونا ، ۲۰ بحرہ کا تحت النفی داخل ہونا ،۳۰ صیفہ ہیں جمعیت کے معنے یا کے جاتے ہیں۔ وہ اگر چر لفظوں میں مضرد ہی کیوں سا ہو۔

المنزاكسى لفظ ميں حب فركورہ علامتين پائى جائيں گى تو ان علاموں كيوجہ سے اس لفظ كے بجازى مين على عوميت بيدا ہوئى ہے۔ اس لئے كہ حقيقت عوم كيك شرط مهيں - اور ندہى مجازعوم سے مابغ بقيا ہے كوما مينے عام كيئة شرط مهيں - اور ندہى مجازعوم سے مابغ بقيا ہے كوما مينے عام كيئة لفظ كا حقيق ہونا مشروط مہيں اور ندہى مجازى ہونا عوم سے مابع جائد فراہ حقيق ہوں يا جازى ہوں ميں سے جب كوئى علامت پائى جائے ہوئى او وہاں عوم پايا جائے كالفظ كرمط خواہ حقيق ہوں يا جازى ہوں مر يدبر الله كرشار مقرف كي جائد كي من الم شافعي يہ كيسے كہتے ہيں جازتو خواہ دو سے مارو تو صورت ما جز ہونيكى علامت ہے - اور حق تعبالى كتاب ميں مجى اس كے تحت استعال كيا جا تا ہے - جبكے مارى تعبال كيا مارى تعبال كيا مارى تعبال كيا من اور پاكھ ہے - جسے كا استعال بجنزت موجود ہے - اور يہ تسليم شرہ ہے كہ بارى تعبال الم خى وجارت نوح والیات کا م كے واقعہ میں فرایا " کیا طفى الحمال فى وجارت کو حضرت نوح والیات کا م کے واقعہ میں فرایا " کیا طفى الحمال فى وجارت کو حضرت نوح والیات کا م کے واقعہ میں فرایا " کیا طفى الحمال فى وجارت کو دوب پائى نے مسرت نوح والیات کا م کے واقعہ میں فرایا " کیا طفى الحمال م حقورت نوح والیات کا م کے واقعہ میں فرایا " کیا طفى الحمال م حقورت نوح والیات کا م کے واقعہ میں فرایا " کیا طفى الحمال م حقورت نوح والیات کا م کیا دور ہوں کے واقعہ میں فرایا " کیا طفى الحمال کے والے الم کیا کیا کیا کھروں کے والے کیا کہ کیا کہرائی کیا کہ کیا کہ کا کھروں کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہرائی کا کھروں کیا کہ کو کیا کہ کیا کہ کو کیا کہ کو کھروں کے کو کھروں کو کھروں کیا کہ کو کھروں کے کھروں کے کھروں کے کھروں کو کھروں کیا کہ کھروں کے کھروں کو کھروں کے کھروں کے کھروں کے کھروں کیا کھروں کے کھروں کو کھروں کیا کہ کھروں کیا کہروں کے کھروں کے کھروں کیا کھروں کے کھروں کے

ی توهم نے تم کوکشتی میں سوار کردیا ،اس حکد لفظ طَنی اپن حقیقت بر نہیں ہے ملک طنی کے معنے عجا زی مراد ہیں ۔ جب یانی کثیر سوگیا تو مسلخ او می اور انکی قوم کوکشتی میں سوار بونیکا کم دیریا ۔

اسی قرط حفرت موسی اور صفرت محفر علیهاال کام کے قصد میں سی حکا فیھا حلاا ما اید دید اک سفت نی فاقات کا می قرص در کرد ہور دیوار کے فیزی دوج پر سے اس کے اندر نہ ص در کمت ہے ما ادادہ کی کوئی چیز میکر قران نے میریدان نیقف و فرایا ہے کہ دیوار سے تو بوسیوں نے میریدان نیقف و فرایا ہے کہ دیوار سے جو بوسیوں کے میریدان نیقف کی نسبت جداد کی جانب میکٹی میں ہے ملکہ کا زی ہے۔ میریدات جداد کی جانب میکٹی میں ہے ملکہ کا زی ہے۔

معلوم ہوا مجاز کا استعمال خود کلام النٹرمیں موجود سے مجرع اور صرورت کے کیا مصلے بلکہ یہ توصفت سے اور قسا در الکلامی کی علامت ، اور تفنن فی الکلام کی لشیانی کہ موقع محل کی نزاکت کے لحاظ سے لفظ میں پڑ تا ٹیر مصلے کا

استعال كما جاست ـ

لاَيقال الع اساحات تمن مع الكو صروري بوف سے خارج كرف كے لئے كيا - مجاز كا استعال قرآن مجدي مي مجترت موجود ہے جواس بات کی دلیل ہے کہ مجاز ضرورة کا بت مہیں -اس لئے کرحی تعالیٰ عرورت اور مغدور کی سے پاکسیں ۔اس پرتفض واردہو تا سے کہ قرآن پاکے میں اقتضارالنص کا بھی مکٹرت استعال کیا گیا ہے اوراقضارالنص کا مِزوری ہونا سِب اسْتے ہیں کہ مقتفہ کے نفن کو صرورت سے ہی مقدر انا جا تاکہے ۔ مثلاً حق تعطے کا فران ہے فقے در رَقَبَ تِهِ كَاسِ مُ اللَّهِ غلام كُو الدَّكُرو - اس آیت میں كفارهٔ ظهار كا حكم ہے اور رقبہ عام ہے ملوك اور عیر ملوك كو . كفاره بي منطا حرايي مكيت سيم زادكرسكماسيه-إس حزورت سي اس مقام پر رقبه كي بعد ملوكه كالفط مقدر ما نا جائي اوركما جائ كاك كفارة طب رمي مظامرا پناملوك غلام آزادكرد. ثابت بوكياكم اقتفاء مزورت س فابت ب اورقرآن مین ندکورسید - البذاید کنیا درست نبی که ملام خداد ندی مین مزورت کاکوئی موقع نبی سید -البحوات وشارح في عراض نقل كرف ك بعد إلا نا نقول الهناء اس السكال كود فع كيام. فرمايا- مقتفا رنف كاتعلق استدلال سيري تومقتضائ نص استدلال كى اقسام مي سي بوا -اس الي جواستدلال كريكا مزورت اس *کوپیش آسنے گی نه که شکلم کو- ا وراستدالل کر نی*والا محتسم*ت*ال ا ورمجته *دسی ن*و د و مرسے تفاوں کو مقدر ما سنے کی صرورت مجتبد كى سي جوبوقت استدلال اس كا صرورت مند بوتاسيد فدكرت كلم كواس كى ضرورت بيش آسي كا -استِدلال كرنبوالا بنده بي اور شكلم بارى تعدا لى بي - للذا فردرت بندر ي وليوى مذكر شكلم بيدى بارى تعدا كور اس كا قرآن من مقط كرواقع بوك سے اللرب العزت كى تقديس اور تنزيه بالكل منا ترمنين بوتى بكداس كا منزوبونا اور پاك بونا برحال من ابت رب كا اس ك مقتضام كو قرآن من مذكور موسا كولمكر اعتراض كرنائبي ورست بذبروكا

اورجہاں کک مجاز کا تعلق ہے تووہ لفظ کی ایک قسم ہے۔ جس طرح لفظ کی ایک حقیقت ہے اسی طوح مجاز مبی ایک قسم ہے اورمتکلم فلاکی ذات ہے جکہ خلاکی ذات حزورت سے بری اورمنزہ ہے ہیں "ابت ہواکہ مجساز

صروری منبیں یعسنی جاز خرورہ تابت منہیں ہوتا۔ عیا رکیم تعلق شرار کے بھی رائے ،- اورانعا ن کی بات یہ ہے کہ حقیقت پر قدرت رکھنے کے با وجود مشکم عباز کا تکا کر تاہے اوراس میں اس کی بہت میں مصالح بیش نظر سوت ہیں مثلاً کہمی فصاحت و بلاغت مقصود ہوتا ہے یا مجاز میں اسبی مناسبت ہوتی ہے جو حقیقت میں نہیں ہوتی اسکے مشکم ان مناسبتوں کیوج سے مجاز کا تکم کرتا ہے مگر کلام کے سننے والے کے لئے ضروری بات ہی ہے کہ اوّ لا وہ کلام کو اس کی حقیقت پر محمول کرے ۔ اور جب حقیقت برمحمول کرنا وشوار ہوتب مجازی جانب رجوع کرے بعدی کلام کو مجاز پر محول کرے تاکہ کلام افوہونے سے محفوظ ہو جائے۔

وَلَهُ نَا اَجْعَلُنَا لَنَظُ الْفَهَا عَ فِي الْهِ الْمِنْ عُمَرٌ عَا قَافِعا عِمُلُدًا ثَى لِأَجَلِ اَنَّ الْمُجَاعَ لَكُونُ عَالَمُ الْمُعَلِ اللّهُمَّ وَهُوَ وَلُ اللّهُ اللّهُمَّ الْفَلَالِقَهَا عَلَى اللّهُ الللللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللللّهُ اللللللّه

مروح سر اس سے تعزت عبداللہ بن عرائی روایت میں ہم نے لفظ و صاع ہو جہ ما کیل فیہ ہیں فہول ایسے مردی ہے ۔ ہم نے اس روایت ہیں ہو تعزیت ابن عمرض النہ عنہ مردی ہے کہ مجازعام ہوتا ہے ۔ ہم نے اس روایت ہیں ہو تعزیت ابن عمرض النہ عنہ مردی ہے کہ لا تنبیع و الدی در ہم کو دو در مہوں اورایک مماع کو دوصاعوں کے بدلے مست فروفت کرو) ہیں صاع کو عام بانا ہے ۔ یعنی ہروہ چیز ہوصاع ہیں ہمری ہو ۔ کیونکم اس مدیث میں حقیقت قبالا تفاق مراد نہیں ہے ۔ کیوں کہ مکوی کا بنا ہوا ایک صاع کو دوصاعوں کے بدلے بہن اس مدیث میں حقیقت قبالا تفاق مراد نہیں ہے ۔ کیوں کہ مکوی کا بنا ہوا ایک صاع کو دوصاعوں کے بدلے بہن اس میں دوصاع ہو کہ ما بحل فی العمام محذوف استے ہیں ۔ یعنی وہ فراتے ہیں کہ وہ صاح ہو کہ دوصاع ہم کر کھانے کے بدلے مست فروفت مات ہو کہ وہ از اس لئے کہ مجاز ان کے نزدیک خاص ہوتا ہے ۔ اور ہم ہروہ چیز مقدر مانتے ہیں کہ ہو صاح ہیں دافل کرو۔ اس لئے کہ مجاز ان کے نزدیک خاص ہوتا ہے ۔ اور ہم ہروہ چیز مقدر مانتے ہیں کہ ہو صاح ہیں دافل

ہو یعنی تم اس چیز کو جوالک صاح بحرکر ہود وصاع مجر چیز کے بدلے مت فردخت کرد- برابرہے کہ بحری جا بنوالی چیز طعام ہویا طعام کے علاوہ دوسری چیز ہو۔ بی ہا رہے علما دسے کہا ہے۔ لیکن تلوی میں اس پراعتراص کیا گیا ہے کہ عموم مجازے قائل نہ ہونیکی نسبت جناب امام شافعی کی عرف خالص بہتا ن ہے۔ انکی کتا بون میں ہم نے کہیں منہیں بایا۔ اور بہر حال حدیث نترلیف میں طعام مقدر ما ننا تو اسکی دجہ یہ ہے کہ ربوائے حرام ہوست کی اس وجہ سے کہ مجاز میں وجہ امام شافعی کے نز دیک طعام ہی سے لہذا گی ، چونا میں تفاضل حرام منہیں ہے اس وجہ سے کہ مجاز میں عموم منہیں ہوتا۔

اسی لئے معنرت ابن عرض کی روایت میں حم نے لفظ صا تھے کو ما پھلۂ پر حمل کیا ہے ۔ اس اجال کی

تفصيل يه سيه

ابن عرض کید ویش شارط نے وکر فرایا ہے ۔ حدیث التبی الدرمین ولا العماظ والعما بین می کہ ایک درمسم ابن عرض کید ویش شارط نے وکر فرایا ہے ۔ حدیث التبی الدرمین ولا العماظ والعما بین می ایک درمسم کو دو درم کے بدلے ادرایک مماظ کو دو مماظ کو دو مماظ کو دو ماظ کے عوض مت فروخت کرو یہ بیں حقیقت بالاتفاق مراد نہیں ہے ۔ کیوکھ مماظ کے حقیق معنے اس برتن کا دو برتنوں کے بومن فروخت کرنا بالاتفاق جا کڑے جب کہ حدیث میں صراحت سے اس کو منع کیا گیا ہے ۔ جس سے معلوم ہوا کہ حدیث سے نفس برتن کی بیع مراد منہیں ہے ۔ لہٰذالفظ مماع کے مجازی منی مراد ہوں گئی جو مماظ کے افرر وافل ہو اور مراد ہوں گے ادر وہ معنیٰ میں المحل فی العماظ " ایس بی مطاوعت اور وہ شنی جو مماظ کے افرر وافل ہو اور اس بیاے دریے دریعہ اس کا افرازہ کیا جا تا ہو ۔ بیم منظ مجازی میں اورا حنا ن کے نزدیک یہ معنے عام ہیں ۔ اس بیاے ان کے نزدیک یہ مورد ہیں بین اجا س

امام شافعی کے نزدیا کھے مجازی منعفہ خاص ہیں۔ اس کے ان کے نزدیک خاص منفے مراد ہیں بعنی اجاس ملاب یہ ہے کہ وہ غلہ جوامک صاع ہو اس غلہ کو اسی طرح کے دو صاع کے عومن فروخت کرنا منع ہے ۔

اخا ف کے نزدیک مجاز چونکہ عام ہے اس لئے ان کے نزدیک مروہ چیزمراد سے جس کا صاع کے دائیم

لین دین کیاجا تا ہو۔ اب وہ خواہ غلاہو یاکونی دوسری جینے ۔

صاحب نلوم می کا اعتراض : - فرایا - آام شانعی پرید کمناکه وه مجازیس عموم کے قائل سنیں بی ان پریدائی طرح کا مبتان ہے کر کھنے اس کا کوئی در مبتان ہے کہ اور کا مبتان ہے کہ کہ اور کا مبتان ہے کہ کہ اور اس کا تذکرہ منرور کیا جا ا - مگر اس پریداعترام ن ہوگا کہ اگر امام شافعی مبازیس عموم کے قائل ہیں تو صاح والے مسئلے میں صاح کو صرف طعام پر کھوں مجمول کیا گیا ہے - جب کم مبازیس عموم کے قائل ہیں تو صاح والے مسئلے میں صاح کو صرف طعام پر کھوں مجمول کیا گیا ہے - جب کم مبائل فیہ توہر منظروف مراد ہونا چا سے طعام ہویا غیر طورام -

جواج، ومدين ميں صاع سے مرف طعام اس كے مراد ليا كيا ہے كه طعام ربواكى علت ہے اورطعام ميں جؤكم مرعلت ربواكى موجود ہے -اسى طرح الك صاح طعام كو دوصاع طعام ك وربعه بيع كرنے كونا جائز قرارديا

اورجن بیروں پرعلت طعام نیں پائ مائ ۔ میسے جونہ ، گج وغرہ تو امام شافعی کے نزدیک ان چیزوں میں ربوا اور تفاصل نامائز نہیں ہے۔ البتہ اگر ایک صارع کج ، جسنے کو دوصارع بوسنے اور کج سے بیسے بیچام اسے تورکت وال

وَالْمُعْيِعَةُ لَاتَسْقُطُ عَمِرَالِمُهُمَى بَخِلَاتِ الْمَهَاجَ الْمَا عَلَامُهُ وَلَهُ مُعْرِافِةٍ الْحَقِيْقَةِ وَ الْمَهَاذِ وَالْهُزَادُ أَنَّ الْمُعُوالِحِقِيةِ لَا يَسُقُطُ وَلَا يِنسَفِي عَمَّا صَدَقَ عَلَيْهِ عِنلافِ الْمُعَىٰ المكجأ زِيّ فَأَتَّكُمْ يَكِمِهُ أَنْ يَكُولُ ثَلَكُم وَلِيمِهُ أَنْ يَنْفِرَ عَنْهُ يُعْرَالِانِ أَبُ وَلايمِهُ أَنْ يَقْرَاكُمُ لِيرَ مِأْبِ بَغِلَا بِالْجُهُ فَإِنَّهُ يَصِيحُ أَنْ يُقَرِّ إِنَّهُ أَبُ وَيَصِيحُ أَنْ يَعْرَ إِنَّهُ أَيْسُ بِأَبِ وَكَنَا ٱلْهَنْكُلُ المَعْلُومُ يَجِيعُ أَنْ يَعْرَ عَلَيْءِ إِنَّ لَينَ بِأَسَدِ عِزِلَافِ الرَّجُلِ السَّجَا خِ فانَّهُ أَ أَنْ يُكَالُ إِنَّهُ السِّكَ وَأَنْ يِتَالُ إِنَّهُ لِيسَ بِأَسْدٍ وَمَتَى آمَكُنَ الْعَمَلُ سُقَطَ المتجائ من اصل كعبي لنايتفي عرصي كتير من الاخكام اي ما دام الكن العل بالمغنى الحقيعي سقط المعنى المهجائن كألائن مستعام والششتعام لأيز احمر الاحت فَيكُونُ العُقُلُ لِمَا يَنعُولُ وُونَ العَرْمِ أَى يكونُ العَقْلُ المَدنُ كُوسُ فِي قُولِم تَعَالَى وَلَكِن بُوَّا خِدْ كُمُرِبِمَا عَتَكُ سُمُ الْآئِيمَانَ عَنْهُولًا عَلى مَا ينعَقِدُ وَهُوَ المنعَقِدَ أَ فَعَط إِلاَسِكِمَ حَقيْقَاةً هُلْ اللَّفظِ وُونَ مَعنَ العَرْم حَتَّى يَشْمُلَ العَمُوسَ وَالمُنعِقِدَ وَجَمِيعًا لانَّ عَمَا مَن وَالْمُجَانُ لَا مُنِزًا حِمُ الْحَقِيقَةَ وَيَخْقِيقُكُ أَنَّ الِمِينَ ثَلْثُ لَعْوُ وَعَمُوسَ وَمُنعَقِدَ وَأَلْعُو أَنْ يَعْلِمَ عَلَى فَعَلِ مَا حِن كَاذِ كَا ظَانًا أَن مَا حَرَّ كَا لَا الشَّمَ فِينَهِ وَلا كَفَّامَ } وَالعُمُوس أَنُ يُحُلِّكَ عَلِى فَعِلِ مَا خِي مَحَاذِ كَا عَمُلُا وَفَي بِوَالا شَمْ وُونَ الْكَفَّامُ وَعِنْ كَا وَعَن الشَّافَيُّ فيه الكفَّام ﴾ أبيم و المُنعُول لأ أن يحلِف على فعل أب فإن حنث في بديجب الاسم وَالكَفَاءَةُ جَمِيعًا بالاتفاق وَ ذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهُ تَعَيَّرُ ذَكَ وَهُ مَا الْمُسَأَلَةُ فِي الْمُوضِعَانُ نِعَالَ فِيسُوْمٍ وَالبِعْرَةِ لَا يُوَاخِدُ كُيمُ اللَّهُ بِاللَّهُ إِللَّهُ اللَّهُ اللّ كُسَبَتُ كُلُومَكِمُ وَقَالَ فِي سُوُى وَ المَا مُنَا وَعِوَمَنَا وَلَكِن يُوَ اخِذُ كُمُ بِمَا عَقَلَ سُمُ الْآئِمَا نَ كُكُفًا مَ ثِينَ الِانِيَةُ فَالشَّا فِعِي مِيْول بِأَنَّ قُولَ أَبِهَا عَقَلُ شُمُ الابْسَانَ مَعْنَا كُو معنى بدس ( كُسَبَتُ قُلُوبَكُمُ وَاحِنُ فِيشِمُ لُ صِحَلَ الْهِ يَسْتَيْنِ الغَمُوسُ وَ المُنعَعَلَ لَأَجميعًا وَالْمُواخِلَةُ فِي الْمَاثِنَا وَ مَعْيَنَ فَ وَ إِلْكُفَّا مَرْ فَتَكُولُ عَلَيْهَا الْمُوَاخِذَةُ الْمُطَلِقَةُ الْمَن حُوسَةُ سِف البقرة فيكون الاشم والكفائرة وين سعليهما فيطبق بين الايتاني بهلدا المهط وعن نَعُولُ وَنَ مَعَى الْعُذَمِ وَالْكَتَبِ مَجَاً مَ الْمُ الْمِعَةُ وَلَم تَعُولُمُ الْمُعَلِّلُ الْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُونِ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعِلِّلُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعِلِّلُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعَلِّلُ وَالْمُعِلِّلُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُلْكُلُولُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِّلُونُ وَالْمُعَلِيلُ وَالْمُعِلِّلُولُ وَالْمُعَلِّلُولُ وَاللَّهُ مُعْلِمُ الْمُعِلِيلُ وَاللَّهُ وَالْمُعِلِّلِ اللَّهُ الْمُعِلِيلُونُ وَالْمُعِلِيلُونُ وَالْمُعِلِيلُولُ وَاللَّهُ الْمُعَلِّلُ وَاللَّهُ وَلِلْمُ اللَّهُ الْمُعِلِّلُ وَاللَّهُ وَالْمُعِلِّلُ وَاللَّهُ ولَا لَالْمُعِلْمُ اللَّهُ الْمُعَلِّلُولُ وَاللَّهُ الْمُعِلِّلُ اللَّهُ الْمُعِلِّلُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ الْمُعِلِّلُ اللَّهُ الْمُعِلِّلُ اللَّهُ الْمُعِلِّلُ اللَّهُ الْمُعِلِّلُ اللَّهُ الْمُعِلِّلُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعِلِّلُ اللَّهُ الْمُعِلِمُ اللّهُ وَالْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ اللَّهُ الْمُعِلِمُ الْمُعِلِمُ اللَّهُ الْمُعِلِمُ اللَّهُ الْمُعِلِمُ اللَّهُ الْمُعِلِمُ اللَّهُ الْمُعِلِمُ اللّهُ الْمُعِلِمُ اللْمُعِلِمُ اللْمُعِلَى اللّهُ الْمُعِلِمُ اللْمُعِلِمُ الْمُعِلَّالِمُ اللْمُعِلِمُ اللّهُ الْمُعِلَى الْمُعِلَّالِمُ اللْمُعْلِمُ الْمُعِلِمُ الْم

اليضًا إن شاء الله تعالى

المَّاكَسَبَتُ تُلُوبَكُمُ فِي الْمُقِينِ الْمُؤَاتَّمُ عَا مُ لِلْغَمُّوسِ وَالمُنْعَقِدَ وَجَمِيْعًا وَالمُؤَ المُطلقةُ فَتُصُوّفُ الحالِفِي دِ الكَامِلِ وَهُو المُؤَاخَذَةُ الدُّخُرُوبِيَّةُ فَيَكُونُ الْإِنْمُ فِي الْعَمُوسِ وَ المُنعَقِدَ وَجميعًا هٰذَا هُوَ عَاكِمُ التَّوْرِيْرِ فِي هٰذَا المُقَامِ وَسَيَجِي ُ هٰذَا سِفِي بحثُ المِعَامِ

او حقیقی معنی اینے منتمی (مصداق) سے ساقط نہیں ہوتے بخلاف مجاز کے حقیقت اور محاز کے معلوم کرنے کی بیمبترین علامت ہے۔عبارت سے مراد یہ ہے کہ معنی حقیقی لفظ سے ساقط نہیں ہواکرنے ۔ نہی اینے مصداق سے جدا ہوتے ہیں ۔ بخلاف معنی مجازی کے کہ وہ صادق بھی آجائے ہیں اور مدائبی موصلتے ہیں۔ پینا بخے۔ ہاپ کو باپ کہاجا تاہے مگراس کوئیس باپ کہنا صیح نہیں ہے (میدمعی حقیقی کی مثال ہے) برخلاف وادا کے کہ اس کو اف کہنا میج ہے۔ اور اپ نہیں ہے کہنا بھی میجے ہے (میعنی مجازی کی مثال ہے ، اس طرح ایک معلوم شکل کو اسد کہنا میج ہے ۔ مگریس باسپر کہنا میج نہیں ہے (معنی حقیقی کی دومری مثال ہے ) اس کے برخلاف ِ رحل شجاع کے لئے اسد کہنا بھی صحیح ہے اور اسد نہیں ہے کہنا بھی درست ہے۔ اور دب حتیقت برعمل کرنام کن موکا تومعنی مجازی ساقط مو جائیں گئے ۔ بیممارا رامناف کا ، بڑا قاعب دہ ہے۔ اس پرمہت سے احکام مرتب ہوتے ہیں ۔مطلب بہ ہے *کہ جب تک معنی حقیقی پرعمل کر زا مکن ہو گا تومعنی محازی کا* اعتبار کر ناساقط ہوگا کیوں کہ معنیٰ مجازی مستعار ہوئے ہیں ۔ اورمستعار جزاصل کے مقابل اور مزاحم نہیں پر کئی بِس عقد کے معنیٰ ماینعفد کے ہوں گے ۔ • عزم " کے مذہوں گے ۔ بعنی وہ لفظ « عقد " جواللّٰد تعالیٰ کے قول وَلکونج يُوُ اخِنْ كُمُرِمِهَا عَقِل تَشَوُّ الْكُيْمَان مِين مَرُورَجِ " مَا يَنْعِقُكُ " برمول بوكا يبني اس كمعنى حرف يمين منعقده ك ہوں گے ۔ اس لیے کہ اس لفظ کے یہی تقیقی معنیٰ ہیں ۔عزم کے معنیٰ منہوں گے ۔ تاکہ یمبن غموس اور منعقدہ دونوں كوشائل بوصائے كيوں كه به اس كے معنی مجازى بیں ۔ اورقاعدہ ہے كہ مجاز حقیقت كامزاح مہیں ہوسكتا ۔ اوراس سح بلدى تحقیق و تفصیل په به کرین کی مین تشمیل میں بیمین کنو ، عنوس اور منتقدہ - بس یمین لنو بدیے کہ فعل ماضی پرحق گمان کرتے قسم کھائے '۔ اس میں گنا ہ وکفا رہ دونو ں نہیں ہیں ۔ یمین عنوس نیہ ہے کہ فعل اِ منی پرقصدُا تجھوٹی تسم کھائے ۔اس تسمیں صارے بز دیکے گناہ ہے مگر کفارہ نہیں ہے اِدراہ م شافعی کے نزدیک گناہ اوركفاره دولان بي اوريمين متعقده يهيه كم تعلى تقبل برقتم كمائ بين اكراس مي حانث بوكيا تواس كو بالاتفاق گناه اور کفاره دو بول لازم ہوں گئے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تب الی نے اس مسئلہ کو دو حکہ ذکر فرمایا ب يس سورة بقره مين فرايا" لعروو فركم وله باللغوني وكيانكم وكلن يووفر تم بالسبب فلوبج" اورسورة ما مُرّه ين اس كرعوض مين فراياً ولكر بيواخذ كحدم بما عقد بسم الايها ب وكما م تلا والأبية - لهزا الم شافق ا نے فرمایاکہ سرتعبالے کے قول" بما عقدتم الایمان بمانسبت فلوسم کے مضے ایک ایں ۔ لبزادو آیتین میمین عنوس اور

9

یمین منعقده دونوں کوشا مل ہیں۔ اور مؤاخذہ سورہ ما مکرہ میں کفارہ کے ساستہ مقید کیا گیاہے۔ بس اسی مؤاخدہ مقیدہ پر مؤاخرہ مطلقہ کو ممول کیا جائے گا۔ جس کا ذکر سورہ ہم ہم ہیں آیا ہے ۔ جبنا بچہ دو نوں قسموں میں ریعن عنوس و منعقدہ بیں ، گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ بس اس طریقہ بردونوں آبتوں میں تطبیق ہوجائے گا۔ اور ہم حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ بماعقد تم الایمان میں عزم اور کسب کے معنی مجازی ہیں ۔ اور تعقیق معنی حرف اور کسب کے معنی مجازی ہیں۔ اور تعقیق معنی حرف اس سے مون میں منعقدہ والی المناسورہ ما کہ ہوائی ہے کہ کفارہ حرف میں منعقدہ میں ہے۔ اس کے برخلاف سورہ بعقرہ والی آبت ہے۔ اس سے بماکسبت قلو بکم سے کہ کفارہ حرف مواخرہ مواخرہ مواخرہ مواخرہ میں ہو ۔ اندا گاناہ میں عنوس اور منعقدہ دونوں ہیں ہوگا۔ انسار النہ تعالی اس میں جنی تربر مکن ہے وہ بیش خدمت کی گئی ہے۔ یہ بیان معارضہ کی بحث میں بھی آبیکا۔ انسار النہ تعالی اس میں جنی تربر مکن ہے وہ بیش خدمت کی گئی ہے۔ یہ بیان معارضہ کی بحث میں بھی آبیکا۔ انسار النہ تعالی

ما تن نے کہا چیقت ومجاز کی پہان یہ ہے کہ حقیقت اپنے مسئی اور معنیٰ سے کبھی جدامہیں ہوتی ۔ اپنی یہ درست نہیں کہ لفظ کے تعیقی معنی کو اس سے معنیٰ موضوع لؤسے جدا کردینا درست ہو۔ اجبکہ مجاز اپنے مصداق سے جدا ہوسکتا ہے ۔ بعنی مجاز اپنے مصداق ہر حیادق آبھی سکتا ہے۔ اور

ساقط بھی موسکتاہے۔ مثلاً لفظ اُبُ اس کے معنی حقیقی ماب کے میں۔ اوراس کا مصداق وہ مخص ہے مس کی جانب ابوہ منسوب ہو۔ المذا اس شخص کی مانب ابوہ منسوب ہو۔ المذا اس شخص کی مانب ابوہ کی نسبت تو درست ہیں۔ اور لفظ اب کے مجازی معنیٰ دادا کے میں۔ دادا کو مجازاً باپ کہریا جا تا ہے۔ اس سئے مذکورہ قاعدہ سے۔

مطابق داداکی جانب اب کی نسبت کرنا بھی درست ہے ۔ اور یہ کہناکہ باب نہیں ہے یہ بھی جائز ہے۔ دوسی مثال میں لفظ اسد سے ۔ اس کے حقیقی معنی حیوان مفترس کے بیں ۔ وراونی شکل کا بھال کھانے والا جانور ۔ بینی

شاں بی تھا استرہے یا جانے 'بنی کی یواق سر جائے ہیں۔ دراوی مس ہ بھار تھانے دانا ہا ور ۔ بنی شیر۔ا در اس کے مجازی معنیٰ رحل تجارع کے میں ۔ یعنی بہا در آدمی کیے ۔ ِ لہٰذا لفظ اسد کا حیوان مفتر س بیر۔

اطلاق حتیقت ہے اس سے شبیری تفی کرنا درست نہیں ۔ مگررطب شجاع کومجاز آ اسد کہنا بھی جا ئز اور اسد کرنیوں مقاعد سے اس سے شبیری تفی کرنا درست نہیں ۔ مگررطب شجاع کومجاز آ اسد کہنا بھی جا ئز اور اسد

و مراد العبك العبك العبك المعرفي المراكم كالمهم المرجب تك حقيقت برعمل كرناممكن بهو تو مجاز برعمل كرناساقط معرفة العبك المراكم المراكم المراكم المركم المركم

بل سم المستم المستعار المراس كى يه سے معنی حقیق كے كئے تو لفظ كو وضع بى كاكيا ہے ۔ اور معنی مجازى كيك لئے لفظ كو وضع بى كاكيا ہے ۔ اور مقابل يعنى توت لفظ كو وضع نہيں كيا كيا ۔ اور مستعار موست اس برا بر نہيں ہو سكے ۔ دو مرسے لفظوں ہيں حقيقت اصل ہے ۔ اور مجازاس كا خليف اور نائب ۔ خليف كم مماوى نہيں ہو اكم الله ۔ اس برا بر نائب ۔ خليف كم مساوى نہيں ہو اكم الله ۔ اس برا بر نائب ۔ خليف كم مساوى نہيں ہو اكم دائل ۔

اس کی مثال : \_ یمین کے قابل مواخذہ ہونے نہ ہونے کے مسئے میں تی تعالی کاارشاد ہے ۔ والک يُواخِنْ كَكُورُ بِهَا عَقَدَ لَهِ مِهِ الأَيْهَانِ \* دُنيكِ التُرتِيكُ التَهِ الْمُوافِدُهُ وَرَبِيكا اس فتم ريعب كاتم عقد كروحٌ - يعسني عرم كرو-اس آيت ميس لفظ عقد مذكورسم يسيك معن حقيقي يمين منعقده كييس واوراس لفظ كم عجازى معنى عرماور ارادہ کے بیں۔ اس سے نفظ کو اس کے تقیقی معنی پرقمول کیبا جائیگا۔ اورعزم ہو دونوں کو شامل ہے۔ یعنی بمین منعقاً ہ اوريمين عموس دويون كوشامل سے اس بر عمول مهيں كيا جائے كا كيوں كر مجاز حقيقت كامزاح منهيں موسكتا -السكام كابن ١- درصيفت يمين كي تين تسميل بي - مايمين منعقده - ملايمين عنوس - ملايمين لغو-منعقدة - وه كام جس كے كريے ذكريے كاعبرز اندستيقبل پركياجائے مثلاً كہا جا تاہيے ۔ النزك قسم بس كل صبح كحدا نانبيس كمعا ؤل كأ ـ يابيس فلاں چيزحزود كمعاؤ ش كا -آكر پيخص ما نىٹ ہوگيدا توصنت كاكفارہ بھى واجبب ہوأگا۔ اور كندگار بحي بوگا - دومرى قسم قسم غوس بيئ زمان مامى برجان بوج كرجور صفتم كمان جائ دمشلاكس كومعلوم سير كه اروسہ ور ماری در ہے ہے۔ زیر مہن آیا ۔ میرسم کے ساتھ کہنا ہے کہ والٹرزید آیا ہے ۔ اس تیم کا حکم یہ ہے کہ نسم کھانے والاگن کار ہوگا ۔ مگر کھارہ ، نهو کا تیسری قسیر تسم تعلی ماضی برمان بوجیر جور ف تسم کھانا - مثلاً قسم کھانے والے نے بھی کہ زید آگیا۔ <u>جا</u>لانحہ وہ نہیں آیا تھا تے گرکھایا کہ والٹرزید اکیا ۔ تو اس قسم پرگناہ اور کفارہ دو نوں ہی واجب نہوں گے ۔ معيل إ- إس الجمال ي تفعيل به مي كران فجيد من المردوم فرمايا سے - اول سوره بقره ين لِايُواخِذُ كِكُرُ اللّٰهُ بِاللَّغُوفِ أَيْهُ الْكُورُولِكِنْ يُوَاخِلُ كُورُهُمَا لَسَبَتُ قُلُولِكُمْ نهيں مواحذُه كرنے كا الله تعالى تمها ركا نو موں پرنیکن موافزہ کرسے گاان قسموں پرحن کانمبرارسے قلوب نے کسب وارادہ کیا ہے۔ دومری جگرسورہ مائدہ مِي قَسَم كَا ذكراس طرح فرماياسي - وَلكِنَ يُواخِنُ كُوْمِنًا عَقَدٌ تُعُمُ الْأَيْمَان فَكَفّا رَيُّك الح ليكن في تعالى تمهاراموافذه كرييے كا ان قسموں كا جن كوتم بارى قلوب بے مضبوط باندھا ہوگا يس اس كاكفارہ ۔ ا مام شافي سے نو دؤنوں آيا میں تطبیق اس طرح فرمایا کہ بُراعقدتم الایمان کے معنیٰ قصدت وکسبت قلومکم کے ہیں ۔ اور نودعقد کے معنیٰ بھی عزم وادادہ کے ہیں۔ دورودعقد کے معنیٰ بھی عزم وادادہ کے ہیں۔ محاورہ میں بولاجا تاسع عقدت علیٰ قلبی ان انٹرک العویٰ ۔ میں نے ادادہ کر لیا ہے کہ تو ایش نفیٰ ا گوئٹرک کردونگا۔ اس لئے انہوں سے دونوں آیتوں میں کسب وعقد کے معنی قصدوارادہ کے لئے ہیں ۔ اورع م وارادہ میس غیس یس بمی آتاہے اور پمین منعقدہ میں بھی ۔ ابذا دو بوں آیا ت بمین تموس اور بمین منعقدہ کو شامل میں ۔ مگرسورہ ما مُدہ میں مواخاہ کوکفارہ کے سائغ مقید کیا گیاہے۔ جبکہ اول آیات پین سورہ بقرہ میں مواخدہ کومطلق رکھا گیاہیے۔ اورقاعدہ یہ ہے کہجب دوایتوں بیں ایک بی حکم ذکر کیا گیا ہو۔ اور دونوں بیں سے ایک ہی حکم کومقید کیا گیا ہوا ور دوسری میں مطلق رکھا گیا ہو۔ ومطلق كومقيد كريباجائے كا- الذا مورة مائدہ كے مقيد حكم كومورہ بقرہ كے مطلق حكم برعبى تيد بناديا جائيكا يعنى جس طرح مائره مين يمين تنوس اورمنعقده برمرتب بوسن والاموافذه كف ان سم ـ اسى طرح سوره بعره مين بمي موافذه سے كفاره مرا دبوگا - للاامام شافی رحم النرمليدك نزديك يميلي فرس اوري نين منعقده دونون بركفاره واجب بوكار ا حياف كا استندلال به ب كسوره مائده من آيت بِمَا عَقد في الأَيْمَان بس منعقده كمعن حنيق من -

VOX.

اورع واداده کے معنی مجازی ہیں۔ اور قاعث ہے کہ جب تک معنی تقیقی بڑمل کرناممکن ہوگا۔ مجازی معنی مراد نہ لئے جائی معنی مراد نہ لئے جائیں گے۔ اور بہاں آئیت ہیں حقیقت بعنی منعقدہ کے معنی مراد لینا ممکن ہے۔ لہٰذا سورہ مائدہ والی آئیت ہیں مرت منعقدہ کے معنی مراد لیئے جائیں گے۔ اس ہیں بیان کیا گیا ہے کہ کھارہ مرف بمین منعقدہ میں واجب ہوگا۔ دوسری منعقدہ سے اجب نہ قدموں ہیں واجب نہ ہوگا۔ اور سورہ بقرہ والی آئیت بماکسکیٹ فلو جھی تھیں موافذہ افردی مراد لیا جائیگا۔ اور قسم کھانیوا لے کو گذی الذم ہوگا۔

وَالنَّكَا مُ لَوطِ وُونَ العَقْبِ أَى لَكُونُ النكامُ المَدُ حور في قول تعرولاً تَنْكِوُ ا مَا لَكُمَ آ با و كُمُ مِنَ النِسَاءَ عِنْهُ لَا عَلِالُوطِي وُونَ العَقُلِ فيشَمُلُ الوطَى الْحَلَالَ وَالْحِرَامَ وَالوطى بملك اليهاين اليَضًا لِأَنَّ النَكَا صَ فَ الْإِصْلِ النَصِمُ وَهُوَ انتَهَا يكونُ بِالْوَطِي وَ العَقْلُ إِنَّهَا سُمَّى نَكَاحًا لأَنْتُهُ سَبِبُ الضبم فين حيثُ اللَّغَ بَ حقيقهُ النكاري الوطئ والعقلُ عِبَانَ ومِنْ حَيْثُ السَّوع بالعكسِ فِالشَّافِيُّ حَمَلَ النَكَا رَحِ هُمُنَا عَلِّ مَعُنَاءُ المتعَامَ فِ وَلا يثبتُ حُرْمَةَ المُصَاحَرَةِ بَالدِّنَاوَ عَنَ نَعْمِلُهُ عَلَى حَقِيقِهِ اللغوتِيِّةِ فَنَتْبِتُ حُرْمَةً المُصَاهَرَةِ بِالزِنَا وَيُسْتَحِيُنُ إِجْتَمَا عُهُمَ مُرَادَيُنِ بلغظٍ وَاحدٍ مِنْ تَمْتَةِ السَّابِقِ أَى يَستَعِيْلُ إِجتماعٌ المَعنى الحقيقِي وَ المَعنى الهُ كَازى حَالٌ كُونَهُمَا مُرًا دَيْنِ بلفظٍ وَأَحِدِ باكَ يكونَ كَي مُنطَّهُما مَتعَلَقَ الحكمركَ أَن تقولَ لانقلِّ الاسك وَشُرِيْكُ السّبعَ والسَّجُل الشّبَاعُ عَلَى مَعًا وَانْ كَان اللفظ بالنظي إلى هذا الاستعالِ عَيَا مُوا وَقَدُ صَحَّمُ الشافعيُّ كَمِيثُ يُمكِنُ الْجَمُّعُ بَينَهُما كَمَا فِي هٰذاالمثالِ بخلافِ مَاإذا كُمْ يُهِكِنُ كَالُوجِوبِ وَالْإِبَاحُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَا مَزَاعَ فِي جُوَّانِ إِسْتَعْمَالِ اللَّفَظِ في مَعْسَ كَجَابِ فِي تَكُونُ الْعَقِيقَةُ مِنْ أَفَرُادَ إِنْ عَلَى سَبِيْلِ عَوْمِ الْمَجَابِ وَكُمَّا سَيَا فِي وَلا فِي إِمْتَنَا إِلَّا إستعمَالُه في المَعِينَ أَلِحقيقي والمُرْجَانِ ي مَعُّا بِحَيْثُ يَكُونَ اللفظ متَّصُفًّا مَكُونُهِ حقيقتُهُ وعان امعًا وكالانزاع في جُوان إجماع مِما يحسُب إحمال اللفظ إيّا مُمَا أوبحسُب التناؤل الظاهيري بشبمتة من غيرالاتها وقصماسياتى وإنتما الناط في إنها وتهدك مَعَابِا سُتَقَلَالِهِمَا فعننَ لا يجومُ وعنن نا لا يجومُ فقِيل للاستَعالَةِ العقليّةِ وقيل لِعُـنُم العُرِّفِ وَالاسْتِعْمَالِ.

اور دکاح کے معنی وطی سے ہوں گے عقد کے نہیں سینی وہ نکاح جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے قول ولائنکو ما تکے آباؤ کم من النساء بیں سے روہ وطی پر محول ہوگا، عقد برمة ہوگا ۔ لہٰذا وطی حسلال

ترجرته

DOC

وطی حرام اوروطی بملک یمین کو بھی نشامل ہوگی کیوں کہ اصل میں نکاح کے معنیٰ ضم (ملانے سے میں ۔ اور بیمعنیٰ وطی میں با جاتے ہیں۔ اورعقد کونکاح اس سے کہتے ہیں کہ صم کاسبب ہے ۔ المذا بحثیت لغنت کے نکاح وطی کو کہتے ہیں ۔ اورعقد اسے مازی معنیٰ ہیں۔ اور شرع میں اس کاعکس ہے۔ یہیٰ نکا ن کے تعیقی معنیٰ عقد میں اور مجازی معنیٰ وطی میں ۔ لیس المام ننا فی ایسے آیت نرکورہ میں نکاح کو اس کے متعارف معنی (عقد پرممول کیا جائے گا۔ اس سے وہ حرمت معاہرت زنا سے ٹابت بہیں کرتے اورم لکام کواس کے تعیقی نوی معنیٰ برقمول کرنے ہیں ۔ اس ہے ہم زناسے حرمت مصام رِن ثابت کرنے یں ۔ اور دو اوٰں کا اجتراع اس حال بیں کہ دونوں ایک ہی تفظ ہیں مراد ہوں محال سے پیھینعنٹ اور مجاز کے سالفہ اسکام کا تتر۔ بعن معنى متبقى برمعى جازى كااس حال ميس جع بونامال بي كدو تول معنى ايك لفظ مع مراد بوب -اس طور بركه ان دو الأب بسسع برایک حکم کامتعلق می - جیسے تم کیو لاتقتل الاسد رست برکومت قتل کرو۔ اور اس سے درندہ اور رحل شجاع دونوں ع دونوں کا ایک سالتے ارادہ کرے - اگرم بفظ اس استعمال کے لحاظ سے مجاز ہوگا۔ اور اہام شافی سے دونوں کے اجتماع كوضيح كهاسبت بهاں يركه ابتماع دونوں ممكن ہو۔ جيسااس مثال ہيں بخلاف اس صورت سے كرجهاں اجتماع دونوں كامكن نہو۔ صیغہ امریس وبوب کے معیٰ مراد ہیں اور ابا صت کے بھی۔ اس بات میں کوئی اختلات نہیں ہے کہ لفظ کیسے معیٰ مجازی مراد کے جابیں کرتیتے گا سکا ایک فرد ہو یکوم مجاز کر جمیسا کہ عنقریب ایسگا۔ اور اس میں بھی کوئی نزاع نہیں ہے کہ لفظ کو اس معن کے حقیقی و مجازی دولوں میں ساتھ ساتھ انستعمال کرہں ۔ بایں طور کہ لفظ تنقیقت و مجاز دولوں کے ساتھ متصعب ہو۔ ایسے بی اس میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ دونوں کا اجتماع احتمال کے درجہ میں ایک ساخہ جا نزیسے ۔ یا اس اعتبا رہے کہ بغیر اداده ظاہری طور پر دونوں کوشا مل ہونیکا تشبہ ہوجیپ اکھنقریب آئیگا۔ البتہ افتلات اس باڑہ میں ہے کہ دونوں معنوں كومستقلاً ايك وفت مين مراد لے سكتے بين كنهين بين امام شافئ كے نزديك مائز اور بمارے نزديك نامائز سے -لیس کماگیاکداستحالبه عقلیه یا یا جاتا ہے۔ اور ایک تول رہے کرعرف اوراستعمال اس کے خلاف ہے۔

بر تعلید یا یا جانا ہے۔ اور ایک ہوں دیہ ہے کہ عرف اور استعمال اس کے تعلق ہے۔ اور ایک معنی مراد دوسری مثال ۔ ندکورہ اصول ہر کہ جب نک لفظ کی حقیقت برعمل کرنا ممکن ہوگا ۔ نجازی معنی مراد اسرے جائیں گے ۔ اس اصول ہرید دوسری تغریع ہے ۔ آیت وکا تشکی امان کی آبا گاؤ ۔ تم نکل مت کروان تورتوں سے جن سے تمہار سے آباد نے نکاح کیا ہے ۔ اس آیت میں نکاح سے وہی مراد ہے۔

عقدنکار مراد ہمیں سے ۔ لین تم ان عوران سے نکا ح مت کردین سے بنہارے آباء سے دطی کہ ہے بہکہ وطی عام ہے۔ وطی حلال، وطی حرام اور وطی ملک کمین کی ،سب مراد میں ۔ کبونکہ نکا س کے بنوی معنیٰ بلانے سے بیں ۔ اور ایک کو دومرے سے خم کرنا اور ملانا صرف وطی میں پایا جا آ ہے ۔ توگویا نکا س کے تقیقی اور ننوی معنیٰ وطی سے بیں ۔ اور اس کے مقابلے میں

عقد نکار سے معنی ۔ یہ مجازی ہیں۔

• کاح کا مشرعی معنظ ہ۔ گرشرہست ٹن نکاح کا تقیقت عقد ہے۔ اورنکاح کے مجازی معنیٰ وہی ہے ہیں ۔ امام شاخی رہ سے معیقت شری کا اعتبار کیا۔ اور نکاح کوعقد برقمول فرمایا ۔ ان کے نزدیک مذکورہ آئیت کے گئوں گے۔ کہن ٹورنوں سے تمہارے آباد سے نکاح کیاہے۔ تم ان ٹورنوں سے نکام میت کرو۔ اورعقد نکام یعنی ولمی حلال سے

مأن يكون معل منهما الم شارح كى رائے يہ ب لفظ وامد سے مالت وامدہ حقیقت و مجاز كامراد لینا ناجا نزمے۔ گفتھيں ، ماتن نے اس سے بہلے حقیقت و مجاز كى تعریف ادر حكم بیان فرمایا ہے۔ یہ اس كا ایک تقسیم ہے۔ حس كو

اسی موقع بربیان کیا جارہا ہے۔ وہ میں وجاری کام اور لین کیسیا ہے ، دونوں معانی کاس طرح مرادین اکسیسیا ہے ، دونوں معانی کاس طرح مرادین اکسیسیا ہے ، دونوں معانی کاس طرح مرادین اکد دونوں ہے ہوا کہ مائد مکا مستقل خور بر متعلق ہو۔ دونوں کے جوعے بر حکم متعلق نہو۔ اور نہ ان بس سے کسی برحکم کا تعلق ہوائی ایسا کرنا جا کہ اختا ہے ۔ اسارت ہے۔ اس ایک دونوں سے میک دونوں سے میک دونوں معانی کا بحکم کا تعلق ہو۔ ناجا کر ہے۔ شوافع کے نزدیک ایسا کرنا درست ہے۔ البتہ نظر طریع کے دونوں معانی کا بحکم کرنا حمل اور جار کہ ہو۔ اور اگر دونوں کا اجماع مکن نہ ہوتو ان کے نزدیک بھی جعم کرنا حقیقت اور مجاز کو ناجا کر ہے۔ مثلاً امر کے ایک شیخ وجوب کے ہیں۔ دوسرے معظ اباحت اور ندب کے ہیں توایک وقت میں استباحت اور وجوب دونوں معانی کا جوم کرنا مکن منہیں ہے اور اگر دونوں معانی کا جوم کرنا مکن منہیں ہے اور اگر دونوں معانی کا جوم کرنا مکن منہیں ہے اور اگر دونوں معانی کا جوم کرنا مکن منہیں ہے اور اگر دونوں معانی کا جوم کرنا مکن منہیں ہے اور اگر دونوں معانی کا جوم کرنا مکن منہیں ہے اور اگر دونوں معانی کا جوم کرنا میں مراد کے تو اور کہ کرنا میں مراد کے تو اور کرنا ہے کہ کو دوست ہے کہ دونوں ہی مراد کے تو اور کرنا کرنا ہے کہ کو دونوں ہی ہو سکتے ہیں خوا ہ اس دحقیق ہویا دولوں ہی ہوئی کو دونوں کہ کہ کو دونوں ہی مراد کے تو تعلی ہو ہوں کے بی خوا ہا میں مراد کے تو ہو ہونے کردیک کو دونوں ہی ہوئی کو دونوں ہی ہونا کرنا کہ کو دونوں ہی ہوئی کرنا کہ کو دونوں کو دونوں ہی ہوئی کو دونوں کو دونوں ہی ہوئی کو دونوں کو دونوں کرنا کے ایک والم کرنا ہوئی کو دونوں ہی دونوں ہی خوا دونوں ہی دونوں کو دونوں کو دونوں ہوئی کو دونوں کو دونوں کو دونوں کو دونوں کو دونوں کو دونوں کی دونوں کو دونوں کو دونوں کو دونوں کو دونوں کو دونوں کے دونوں کے دونوں کو د

تنسوا فغ كا اعثر اصن ، حب الي لفظ الك وقت من دولؤ المعنى برمينى حقيقى ومجازى برستدل بوگا تو حقيقت رسيمًا بلكه مجاز بهو جائع كاكيونك لفظ كى وضع صرف حقيقى منظ كيديم بهوى به داور دولؤ ال معانى مين استعمال اس كيموضور ع لؤك خلاف بهو ليسنى غير موضوع لؤ مين لازم آسيه كا اوراسى كانام مجازي -اورجب غيرموضور كاؤ مين لفظ كا استعمال كرنا مجازيه ، حقيقت منهي سيد لؤ دولؤن معظ به يك وقت مراد ليينسى جمع حقيقت ومجازك ورميان كس طرح لازم آسيم كا وه توصرت مجازى معنى بهون معظى منظ و

<u>agarawakan rakan kanan angan angan</u>

چو اب اس استعال میں لفظ اگرچ مجازے مگراس کے باد ہود ہمارے نزدیک ایک وقت ہیں تیتی وجازی معنی کامراد لیزا جا گر نہیں ہے۔ عمرم مجازے طور پر اگر لفظ کو الیے معنی پراستعمال کیا گیا - کوس کا ایک مراد مخالی تھی معنی کامراد لیزا جا گر نہیں ہے۔ ایس اکرنا جا مخرے ۔ اس بارے ہیں اتناف اور شوافع کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دولوں ہیں ہی متفق علیہ ہے کہ لفظ کے تعقیقی و مجازی ہیں اس طرح جمع کیا جائے کہ لفظ معقیقت و مجاز کیساتھ ایک ساخذ متصون ہوتھ ہے الی ساخذ متصون ہوتھ ہے گائے اور ایسا کرنا ہم گرنا جا گرہے ہے۔ اس لئے یہ کہ لفظ ہوتے کہ اللہ وقت ہیں ۔ اس لئے یہ کہ اللہ اور میں مقیمت ہی کہ ہو اس میں مقیمت ہیں ۔ اس لئے یہ کہ متنا ہوت ہوتے ہیں ہو سکتے ہیں ۔ اس لئے یہ کہ متنا ہوت کا موان کے دولوں کے دولوں کے دولوں کے متاب کے دولوں کا موان ہوتے ہیں ۔ وولوں کا موان ہوتے ہیں ۔ اور لفظ ہولوں کے دولوں کے

احناف اورستوافع كأاختلاف بدالبته اس صورت مين دونون مين اخلاف جدودن عانى احناف المرستوافع كأاختلاف بدالبته اس صورت مين دونون مين اخلاف مازكساته مرستقل معلق بهود اسى طرح مجاز كساته مستقلاً حكم متعلق بهود به صورت مهارے نزد كي جائز ہے مگرامام شافعي كنزد كي جائز ہے .

فقيل لا يجون لا ستحالة العقلية الح حقيقت وجازك ايك سانفهم ذهوك كاعلت بعض في استحالة العقلى بنايا معنى به مستقلاً مراد بوس عنى علت بعض في استحالة العقلية الح حقيقت وجازك ايك سانفهم ذهوك عن علت بعض في استحالة العقلية الحرج المعنى بوسا عن بهوكا - باحقيقت بحكا - باحد في المرج المربح المربع المربع المونوع الكوترج دينا الازم الميكا دونوس مين متعل معنى المربح المربح المربح فواستعمال برمعنى موضوع الكوترج دينا الازم الميكا اوراكر لفظ كوجازة الردي كي تومعنى غير موضوع الكوترج دينا المربح المربع الموضوع الكوترج دينا المربع المونوع الكوترج وينا المربع المربح المربع الموضوع الكوترج وينا المربع الموضوع الكوترج المربع المولي المربع المورث المربع المربع

قیل لعدم العرف والاستعمال الزبعش لوگوں نے کہاہے کر مقیقت ومجاز دونوں مستقلام اوم وناعون اور استعما مزمونے کیوم سے باطل ہے۔ اس لئے کہ اہل زبان کا استعمال اور ان کاعون اس بات کی دلیل کہے کہ لفظ جب بغیرنہ

00

کے لفظ ہولاجائے تواس سے مرون معنیٰ موضوع لڑک جانب ذہن منتقل ہوتا ہے۔ ادرجب کوئی قریبہ موجود موتو قریبہ کی وجہ سے اس کے غیرموضوع لڑکی جانب زمن منتقل ہوتا ہے۔

وَالهُمَةَ مَنَ وَالْكَ مَكُا وَ فَالِكَ مَعْتُ لِا لَهُ عَقُولٍ بِالمَحْسُوسِ فَقَالَ كَمَا إِسْحَالُ اَنْ يَكُونَ المُوْ المُوسِ الْوَالِ اللهِ عِلْمَا وَعَامِ رَيَّ فَعْ مَا فَ واحِدٍ مِعِي اَنَّ اللّفظ للمَعْنَى بمنزلة اللّباس المُستعارية المُستعارية والحقيقة كالثوب المَمْلُوكِ فَكَمَا أَنَّ استعمال النوب الواحِد فِي حَالَة و المَمْلُوكِ فَكَمَا أَنَّ استعمال النفط الواحِد بطميق الحقيقة والمَمَا مِعانِ المِلكُ والعام يَة جميعًا محال كان يقول كها الستعمال النفط الواحِد بطميق الحقيقة والمَمَا بطميق المعقبة والمَمَا بطميق المعلَّق والأحمُ بظميق العام يترليون المَعْمُ مَمَا بطميق المعلَّق والمحامن معالى المنفط بمنزلة الله الله بسكن والحقيقة والمحامن معنولة العام يترليون المنافي والعام يتراكب المنفط بمنزلة الله الله بسكن والمحامن من المرتب والمحامن معنولة المالي والعام يتراكب المنفط بعن المنافي والعام يتراكب المنفط والمنافي والعام والمنافي والمنا

άα:ααα, <u>Ιαααααααας,ααααααααααααα τουσσόσο</u> α<u>σασοσόδ</u>

یہاں ابھی ان دونوں کا کوئی موقع مہیں ہے۔ صرف عاربةً عارضی طور پر اس نے کیڑا بیہنا ہے لہزا ملک اور عاربیت کا اجتساط لازم مہنیں آئے گا۔

شُمَّ شَرَعَ المُسَمَةِ فَقُولُهَا تِهِ هَٰ المَسْئَلَةِ فَقَالَ حَوَّ قُلْنَا إِنَّ الرَصِيَّةُ للمُوالِي لاتناوَلُهُ مِن النَّمَوَ الْيَحْوِقِ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقُ وَلا يَستَعِقُ مُعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتِقُ وَلا يَستَعِقُ مُعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتَقِ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقِ وَلَا يَستَعِقُ مُعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتَقِ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقُ وَلا يَستَعِقُ مُعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتَقِ الْمُعْتِقِ وَلَا يَستَعِقُ الْمُعْتَقُ وَلا يَستَعِقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتَقِ الْمُعْتِقِ الْمُعْتَقِ الْمُعْتَقِ الْمُعْتَقِ الْمُعْتَقِ الْمُعْتَقِ الْمُعْتِقُ وَلَا يَعْتَقُ الْمُعْتَقُ الْمُعْتَقُ وَالْمُعْتِقِ الْمُعْتِقُ وَالْمُعْتِقِ الْمُعْتَقُ وَالْمُعْتِقِ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقِ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ الْمُعْتِقُ

<u>Χάρια αραφορά αρα το στο αραφορά αραφορό αρα αραφορό το χ</u>

ا در غیر خر، خرکے ساتھ لاحق مذکیا جائے گا۔ یہ دوسری تغربع ہے۔ اور ان الوصیۃ " پراسکا عطف سے۔ مطابع تیک ہے کہ غیر خراوراس کے اخوات مثلاً انگور کا وہ رس جس کو دو تہائی بکا دیا گیا ہو

الرجريم

بٹرانا اور حماک پیدا ہوجانے اورنٹ ہیدا ہو جانیکے ہوکہ والے اس رس کا نام خریعے۔ حمر کا حصہ ہے ،۔ اس کا شری حکم یہ ہے کہ پنجسس ہے اس کے ایک قطر دکا بینا یا استعمال ہیں لانا حرام اور دوجب حد ا ورشعبر، گیہوں وغیرہ سے بن ہوئی شراب پر حقیقت منہیں کہے۔ لہٰ ذاان کو خمر کا حکم مبی منہیں دُیا

ان کے بینے والے کو صدشرعی بھی جاری نہ ہوگی البتہ اشطاعی سزا ، تعزیر وغیرہ جاری کرنا درست سے ۔ اس بارے بیں امام شافتی جھی افت ہے۔ وہ نہ کورہ تمام کے تمام کو بعی انگورسے بن حقیقی خمر ہو یا شدیز بیب ا اور تمرسے بنی ہوئی شرابیں ہوں۔ سب کو نشہ کیوجہ سے کہ رہ بھی عقل پر بردہ ڈالدیتی ہیں۔ میعنی جس طرح خمر حقیقی عقل پر بردہ ڈالدیتی اوراس کو فرموک دیتی ہیں وسکوا شیا ہوسے بنی شرابیں بھی عقل پر بردہ ڈالتی اوراس کو ڈوھک لیتی ہیں اس لئے وہ ان تمام کو خمر کا نام دستے ہیں کیونکہ خمر مخامرہ العقل سے مشتق سے مینی جوعقل کو ڈوھک لے اور کیفیت اور وصف بقیہ دوسری شرابوں میں بھی بائی جاتی ہیں۔ لہٰذا دوسری اشیار سے بنی شرابوں کو بھی خمر نام رکھتے ہیں اور اس کا حکم ان بر بھی عائد کرتے ہیں۔

إنها تراضع ، الم شافي كم اس قول سے حقیقت و مجاز كاجع كر نالازم آیا جواحنات كے نزدمك جائز منبس ہے -

اوربوت مرادسیس بوس کے بیٹوں کو وصیت کرنیکی صورت میں -اس عبارت کا عطف بھی ماسبق مرحم بھی اس الوصیت ہیں ہوں کے بیٹوں کو وصیت کرنیکی صورت میں -اس عبارت کا عطف بھی ماسبق میں اور عیب کے بیٹوں کے داخل ہوں کے اس لئے کہ لفظ ابن بیٹے کہلے وصیت میں ابنار دبیٹے کی واضل ہوں گے ۔اس لئے کہ لفظ ابن بیٹے کہلے وصیت میں ابنار الابن میں مجاز ہے لہٰذا مجاز حقیقت کے ساتھ جمع مذہوں کے ۔اس ما حبین نے فرما کا کہ فرکور و وصیت میں ابنا رالا بنار مجی

وصونه ہوگا تاکہ تیم اس کانا تب اور قائم مقام ہو نکہ وہ فقط جنا بت کا قائم مقام ہے۔ مصنعت مذکورہ مثال حقیقت ومجازے میک وقت مجع ہونیکے ناجائز ہونے اور جب تک حقیقت پڑل مسمسر مسلم میں محمد کے مثال میں میں میں مثال ہے جس کو ماتن نے بطور تفریع میان فرائی ہے۔ حسمسر میں کا حاصل میں ہے کہ مثلاً اگر کسی نے بحرے میٹوں کیلئے کوئی وصیت کی جبکہ بحرے بیٹے میں ہیں اور

بیطوں کے بیٹے مین پوتے بھی ہیں تو ا بنار کی وصیت میں ابنارالا بنار ڈبیٹے تبیٹے لینی پوتے ) شانی مذہوں گے ۔آسکے کہ ابن کا لفظ بیٹے کیلئے حقیقت ہے اورابن الابن لیسنی پوتے کیلئے مجاز ہے اور جبکہ بپہلے گذر بچاہے کہ حقیقت ومجاز دونوں ایک وقت میں ایک ملکہ جمع مہنیں ہوتے ۔ وو مراقا عدہ یہ بھی گذر پچاہے کہ حقیقت پر حب تک مل کرنا ممکن ہو مجاز کی طرف رجوع مہیں کر میں گے ۔ لہٰ زااس مثال میں بھی چونکہ حقیقت برعمل کرنا ممکن ہے اس لیے مجاز کی طرف رجوع م کرمیں گے ۔ اور وصیت میں صرف ابن ( بیٹیا ) مراد لیا جلائے گا جو کہ ابن کی حقیقت ہے ۔ یوتا و صیت میں د اخل نہوگا جو کہ ابن کے مجازی مصلے ہیں ۔

اس بارے میں صاحبین کی رائے ، حضرت امام محدُّا و رامام ابوبوسمن کا قول یہ ہے کہ ذکورہ وصیت میں آبن کے ساتھ ابن الابن سبھی مشر کی مہوں گے کیونکہ ابن کالفط بنتے اور بنتے کے بنتے (بوت ) دونوں پر اطلاق کیاجا آ اہے۔ اس لیے بطور عوم مجاز ابن کالفط بنتے اور بوت دونوں کو شامل ہوگا۔

وَلابِرِادِ اللَّمِسِ بَالْدِينَ الزِرِ مَا مِن فَيْ يَهِال چُومِقَ تَفْرِيعَ بِيان كَيدِ اصول وبي ب كرامك لفظت اس كے حقیق اور مجازی ووبوں معسیٰ كو امك وقت میں مراولینا جائز منہیں ۔

ا ختالات فداً مبت : - اگرگوئی شخص عورت کو با سمة سے جھو کے تو اس کا دمنو دوج جائے گایا منہیں ۔ لیسنی امراز قرارت کو مارمند لکانے اور میں ۔ امام شافعی کے بزد کھٹ ناقض سپے وصنو دوج جاسے گا ۔ اصاف جسے کے کہا عورت کو مارمند لکانے اور میں نے سے وصوفہیں تو شا ۔ متن میں جواست و کرکمیکٹی سپے و و لوں امام اسی

222

آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ آیت " اُولاً مُسَمَّمُ النساءَ فَلَمُ تَجِرُونُ الْمَرْا فَتِمُوا صَعِیدًا طَیّبًا " دیا ہم عورتوں کولمس کرو اوریا بی نہ یا و تو پاکش می سے تیم کرلو) لاکمستم النسار ہیں کمس کے دومعنی ہیں۔ ایک حقیقی مصنی بیسی لمس بحب یا مس بالید ( با تقد سے چیونا) دوسرے معنے مجازی ہیں بعینی جماع اوروطی کے۔ ایا م شافعی ہے اس حکیونا بھی۔ اور با تقد سے چیونا دونوں مرادلیکر فرمایا دونوں ہی ناقض وضو ہیں۔ جاع بھی اورعورت کو با تقد سے چیونا بھی۔ احتا من کے نزد کیا اس لئے ایس اور چونکہ جاع کے معنے بالاتفاق مراد ہیں اس لئے مقیقت کا اعتبار ساقط ہوگیا تاکہ جمع ہیں الحقیقت والمجاز لازم نہ آئے۔

فالت<u>ت بمهم منیبی لاحل الجناب</u> الا و للهذا آیت میں مذکورہ تیم کا حکم وہ جاع کی صرورت پوری کرنے مینی خابت کیوم سے جواز کا نبوت ہوگا کہ اگر حبنی بابی نہ پاسے ، پابی کے موجود مذہبونی کی وجسے یا پابی موجود ہے مگراستھال کرنے پر قادر منہیں ہے ہیماری کیوجہ سے بو دونوں صور لوس میں یاکے میں سے تیم کر سکتا ہے ۔

فلا كيون اللمس بالكين ما قضاً الا- آيت سے حقيقي معنى كا عتبار اس لئے ساقط ہوگيا كيونكہ جمع بين الحقيقت و المجاز جائز منہيں - للبذالمس باليدعورت كوما تقدسے جيونا ناقض للوضور مذہوكا تاكہ باتى مذيلنے كي صورت بيں تيم متر مرازا دم

مِل انها هو خلف عن الجنابلة الا- بلكة تيم خبابت كے نتيجہ ميں يانی نه ملنے كی بنار پرغسل پر قادر نہيں اس لئے تيم كا حكم ديا گيا گويا تيم جنابت كا خليفہ ہے مذكر وصنو كا-

ا ورجب آلیت میں لمس البیدمراد منہیں تومس مرا ٔ ۃ ناقض وضوعی منہیں ہو گاا درتیم اس کا نائب بھی منہیں ہو گا ملکہ تیم میاں پرصرف جنابت کا نائب اور قائم مقام ہے۔

كَالاَمَتِكُ الشَّلْتُهُ الاُوكِ الْحَقِيقَةُ فِيهَا مُتَعَيّنَةٌ فَلاَ يُصِامُ الْحَالَى الْمَجَانِ وَالْمِثَالُ الْآخِيُرُ الْمَجَانِ فَلا يُصَامُ إِلَى الْحَقِيقِةِ وَهِلْ الْمَعَىٰ قولِم لِلاَنَّ الْحَقِيقة فيما سِوَى الْآخِيرُ وَالْمَحَالُ في مَرَا وَ فَلَمُ يَبَقَ اللَّحَرُ مُرًا وَاللَّهُ عَلَى اللَّهُ وَالاَمْتُ اللَّهُ وَاللَّهِ اللَّهُ وَاللَّهِ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَاللَّهُ وَالْكُولُ وَاللَّهُ وَاللَّالِمُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللْمُو

Ας αραστιστιστος συστοριστος συ

إِنَّمَا مَنْ خُلُ الفُرُهُ وَعُ فِي هٰذَا الاستيمانِ لِأَنّ ظاهِمَ الْإِسْمِ صَائَ شُبُهَةً فِي حَقَنِ الدَّهِم مَنْ خُلُ فِي الْإِنَ ادَةٍ فَالامَادَةُ بِالدّاتِ إِنتَمَا هُوَ الاكبنَاءِ وَالمَوَالِي بِلاَ وَاسِطِهَ لَكِنُ لسَّاكَ ان لفظُ الاَبْنَاءِ يَتَنَاوَ لُ ظاهِمً الاِكبنَاءِ الابناءِ فِي قِيلِمِ تَعَرَيا بَهِ لَحَ مَ وَكُنَ الفَظُ المَوَ الْي تُعلَّقُ عُرُفًا عَلَى مَوَ الِي المَوَالِي فَلِاَجُلِ الْإِحْتِيا طِ فِي حِفْظِ الدَّمِ مَن حُلُونَ بِلاَ إِنَ ادَةٍ

الغرض بيلى تين مثالوب مين حقيقت متعين سي للذا مجازي معنى كي طرف مذر ورع كيا جائي والرزخري الم مثالَ میں مجازمتین ہے بس مقیقت کیطرف رجوع مہنی کیا جائیگا۔ اورمیی معنظ ہی مصنعت کے اس قول " لان الحقيقة فيما سوى الاخيروالجاز فيه فلم يتب الاً خرمرا دًا "كَـ مُيُونِكُما وَ خريك سوا باتى تمام مثالون مين حقیقت مراد ہے - اور اخیروالی میں مجازمراد سے المهذا دوسرے سے مراد لینے کھیلئے باقی منہیں رہے بعی معنی مجازی ا ول تین مثّالوں میں اور معنی حقیقی آخروالی مثال میں جیساکہ ہم نے ابھی بیان کیاہیے۔ اور جب مصنّعتُ تغربعیات کے بیان سے فارغ ہو بھے توان اعتراضات کا رو شروع کررسے ہیں جواس قاعدہ کلیدیر وارد ہوتے ہیں۔ بس فنسرمایا « و في الاستيمان علي الابنار والموالي فدخل الغروع" اورا مام سنة بييون اورموالي تحيك امن طلب كرنتكي صورت مين فروع داخل موں مے . پایک سوالِ مقدر کا جواب ہے اس کی تقریریہ ہے کہ جب حربی سے امام سے امن طلب کیا ا ورَكَهُا أمنو ناعلی ابنار نا وموالینا" كه بم كومهارسه ابنار وموالی سمیت امن دو تواس امن میں ابنار کے ساتھ ا بنارالابنار اورموالی کے سائھ موالی کے موالی بھی داخل بہوں گے باوجود کید لفظ ابن میں ابنارالا بنار مجاز ہے۔ ا ورلفظ موالی میں موالی کے موالی مجاز ہیں۔ بیس اس میں مقیقت و مجاز کا اجماع لازم آتا ہے۔ بیس مصنع ہے ا جواب دیاکداس امان طلب کرنے میں اصول کے ساتھ ان کے فروع تھی داخل مانے جائیں گے۔ اس لیے کہ ظاهري اسم حفظ دم مين اشتباه كا باعث بهو كا مزيبكه فروع ارادة أمانٍ مين داخل بين بسي ابنار اورموال ملا واسطه ہالذات مراد میں نیکن ابنار کالفط بطا ہرا بنار الا بنار کو بھی شامل ہے جیسا کہ الٹر تعالیٰ سے قول یا بنی اُ دم " میں - اور اسى طرح مواتى كالفط عرف ميس موالى كيموالى بربولا جا ماسيه بس حفظ و م سيمليس احتياظا بلااراده يه واخل مي ـ م فالا متلة الاول بيان كرده شالون مي سيم بيني من شالين وه مين جن مين حقيقي معين معين ہیں لہٰذاان میں مجازی معنے مراو مذہبے جائیں گئے تاکہ جمع بین الحقیقت والمجاز لازم مذاہبے واور

\_\_\_\_\_\_\_ الآخرى مثال اليسى بيرجس من مجازى منظ متعين ہيں۔ بس اس مثال بين حقيقي مُنظ مراد نه كئے جائيں گے - ندكوره بالا مفہوم اور وضاحت ہے مصنف كم آئنده اس تول كى حب برما تن نے فرما يا۔ لان الحقيقة فيما سوى الوحقيقي معظ آخر والى تفريع كو جيول كرمتعين بي آخر والى تفريع ميں مجازمتعين ہے تو دوسرى كے مراد كينے كاكوئي موقع ہى باقى ننہيں رہا۔

شارح سے کہا مطلب یہ ہے کہ بہلی میں تفریعات میں حقیقی معنے متعین ہیں اور آخری تنفرنے میں مجازی معنیٰ شارح سے کہا مطلب یہ ہے کہ بہلی میں تفریعات میں حقیقی معنے متعین ہیں اور آخری تنفرنے میں مجازی معنیٰ

متعین ہیں۔ اکلے دوسے منے کے مراد لینے کاموقع ہی باقی منس رہا یعینی پیلی تینوں مثالوں میں چونکہ حقیق مینے مراد اور تقسین ہیں اکتے ہے مجازی مصنے کا موقع تنہیں اور آخری مثال میں مجازی معنی متعین ہیں لہٰذا معنی حقیقی کا عتب ار یہ کیا جائے گا تاکہ جمع بین الحقیقت والمجاز لازم نہ آتئے ۔

وَلَمْ اَ فَرَعْ عَنَ الِيَقَرِبِهِ أَتَ اللهِ مَعْرِبِعِاتِ ارْمِعِهُ سِي فَرَاعِتَ سُكِ بِعِي اِنْ پِرْحِواعِرَ اِضَاتِ وَارِدَ ہُوتَ ہِي اَ مَنْ فَانَ كَا مِرَادَ كَا اِللّٰهِ اِنْ مُنْ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهُ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ

اعتراضات كا ذكر كرت إي فرايا-

ورو و تبیمان علی و تعرب آور به بیمون ورموالی پر امان طلب کرنے کی صورت میں فروع بھی داخل ہوں گے۔
معمول : مذکورہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض کوشار ح نے نقل کیا ہے۔ حرب نے دارا کور بیں
امام وقت سے امان طلب کی اورامان طلب کرنے کیلئے یہ الفاظ استعال کئے" امنونا علی ابن اثنا وموالین "
ہم کو صارت ببیوں اورموالی سمیت امان دو تو الا آبناء میں ببیوں کے ساتھ ابنا رالا بنا رائیب نی پوتے بھی شام ل
ہوجاتے ہیں اورموالی کے ساتھ ان کے آزاد کردہ غلام بعینی موالی کے موالی کھی داخل مہوجاتے ہیں لہٰذا ہوت اور آزاد کردہ کے آزاد کردہ فلام کیسے بیم حقیقت ہے اورموالی الموالی یعنی آزاد کردہ ہے اور بوٹے کیلئے
مجاز ہے ۔ اسی طرح موالی کالفظ آزاد کردہ غلام کیسے بیم حقیقت ہے اورموالی الموالی یعنی آزاد کردہ کے آزاد کردہ کے اور اور ایک کورا خل ما ناہے اس سے جمع بین اکھ قیقت والمجاز لازم آتا ہے۔
ایک مجاز ہے ۔ ہے امان میں دولوں کو داخل ما ناہے اس سے جمع بین اکھ قیقت والمجاز لازم آتا ہے۔

قا جاہب بانس رغا متر خل الله - تواس اعراض کے جواب میں ماتن نے فروایا - مذکورہ بالاطلب امان میں دلین اسما مزکون میں فروع بھی داخل ہیں بعسنی بیٹوں کے سائحہ ان کے بیٹے یعنی بوتے - اور موالی کے سائمۃ ان کے موالی بھی داخل میں۔

یں فروں ہی واص ہی عصفی بنیوں نے ساتھ ان کے بنیجے تعنی پونے ۔ اور توانی کے ساتھ ان کے موانی می داخل ہی۔ لفرق ظاھر زرنسی صارشبھتی فی حقن (زبرہے الا - جواب کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں حقیقت و مجاز کو جمع نہیں کا گار زمیرین کے حقرق میں میں مون میں مون قترین سے ایس کا مرکز کی جس سے الا سے سردیم کرمیں موسوع قب رکھا ہے۔

کیاگیا نہ ہی ان کے حقیقی اور مجازی معنی قصدًا مراد لئے گئے بلکہ صورت حال یہ ہوئی کرمسئلہ ہے حقن دم کا آفر حفاظتِ دم کا کیونکہ اگرامان مذملے گا تو یہ قتل کر دسیعے جا تئیں گئے لہٰذا بالذات اور براہ راست لوّا بنا رسے بیطے

ہی مراد <u>کیے گئے ہیں</u> اور موالی سے آزاد کردہ غلام ہی مراد *سے گئے ہی*ں۔' ولکن کمیا <u>قان لفظ (ل</u>ف مبناء ال<sup>و</sup>۔ مگر چو بھر لفظ ابناء بظاہراً بنا برایا بنار کو بھی شامل تھا۔جیساکہ قرآن پاک میل رشاد

ہے یا بن آرم اے آدم کی اولاد۔ اس کلام پر بن آدم میں آدم کے بنیٹوں کے ساتھ ابن اولادیسنی پوتے وغزہ بھی شامل ہیں اور نفط موالی عرف میں آدم کے بنیٹوں کے بیٹے میسنی پوسے شامل ہیں اور نفط موالی عرف میں موالی کے موالی پر بھی بولا جا کا سے لیاز اندکورہ امان میں بیٹوں کے بیٹے میسنی پوسے اور اور موالی سے موالی بھی داخل ہوگئے سے بدکی بناد پر کیونکہ اس کا سٹ بدیریا ہوگیا۔ بیٹوں کے بیٹے لیسنی پوسے اور

موالی کے موالی میسنی آزاد کردہ کے آزاد کردہ مبھی امان کے تحت داخل ہوں گئے جبکہ امان کا مسئلہ جان کی حفاظت

کا اہم سئلہ ہے اکسے اس ارا دہ سے بھی تابت ہو جا تاہیے اور سنبہ سے بھی تابت ہوجا تاہے اکسے کہ امان کے ذرایعہ انسان کے خون کی حفاظت مقصود ہے اور خون کا محفوظ رسنا اصل ہے۔

ختک کھنے کام یکہ مان میں بیٹے اور موالی اراد ہ وافل ہیں اور پوتے اور موالی کے موالی ہنیرارا دہ صرف سنب ہدی بنار پرا مان کے تحت داخل ہیں اور فاعدہ یہ سبے کہ حقیقت و مجاز کا جمع ہو ناقس وقت محال سبے جبکہ دونوں کاارادہ کیا گیا ہواور مذکورہ صورت کی حقیقت کا ارادہ کیا گیا ہے اور مجازی معسنی صرف شبہ سے نابت ہوتے ہیں ہ عرف کیوہ ہے۔

وَيَرِوُ عَلَى صَلَا البَهُوا بِ اعْتَوا صُّ وَهُو اَتَ مَن يَنْ بَيْ اَنُ يُعْتَبَرَ مِثْلُ هَا وَالشّبه مِ الإَ عَبَا الاَعْتَاطِ فِي حَفْظِ اللّهَ عَلَا اللّهُ عَمَا اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَا اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَا اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَا اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَا اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللّهُ الللللّهُ ال

ا دراس جواب پرامک اعتراض دارد ہے۔ دہ یہ ہے کہ حفظ دم کے بابیں احتیاطًا سنبہ کی بنار پر اس صورت میں کہ جب مسئل من امریسے آبار اورام مہات پرا مان چاہی تواحداد وحرّات کو بھی داخل ہونا چاہی تواحداد وحرّات کو بھی داخل ہونا چاہی تواحداد ورامہات میں داخل ہونا چاہی ہونے کے اس اعر من کا اپنے اس تول سے جواب دیا فرمایا بخلاف الله ستیمان علی الآبار والا مہات حیث لا میرخل الا حداد والحرّات لان دالطری یہ التبعیۃ فیلیتی بالفروع لا بالا صول " بخلاف امن چاسیے آبار اورامہات کے کہ اس صورت میں احباد اور حبات امان میں داخل مذہوں کے اس لیے کہ وہ تو تا رہ ہونی وجہ سے تھا اور تا رہ ہوکر داخل ہونا فروع کیلئے مناسب ہے میں داخل مذہوں گے اس کے کہ دہ تو تا رہ ہونی وجہ سے تھا اور تا رہ ہوکر تھا پس ا بنارالا بنارا ورموالی الموالی کھیلئے کہ اصول کیلئے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ فدکورہ بالا تناول طاہری تا ہے ہوکر تھا پس ا بنارالا بنارا ورموالی الموالی کھیلئے۔

مناہ ہے کیونکہ اطلاق میں بھی تابع ہے اور سریائٹ کے کافاسے بھی تا بع ہے نہ کہ وادے اور وادیاں۔ اسے کے یوک گھیے افغ کے اطلاق میں آبار اورا مہا ت کے فرد ما ہیں لیس سریائٹ میں یہ اصول ہیں لہٰذالغطیں وہ تا بع ہوجائیں گے۔ اور بیشک کتا بت باپ کی طرف سرایت کرتی ہے د منسوب ہوتی ہے ، اس صورت میں کہ مکانت اپنے باپ کو خرید ہے۔ اس لیے کہ سہاں کوئی ایسالغطہ ہے ہی بہٰ میں اسوج سے بہٰن کہ ہر اور سے سے ۔ اس لیے کہ سہاں کوئی ایسالغطہ ہے کہ بہٰ کہ اور احسان کو ہر دوے کا راا سے کھیائے کو بحدا زاد و جس سے بینا والی بیدا ہو۔ ملکہ یہ سرایت صلا رحی اور احسان کو ہر دوے کا راا سے کھیائے کو بحدا زاد و بحد مال ہوجائے ۔ اور مہر طال اس کو خریداتو باب کو خریداتو ہے کہ و بحدا اللہٰ اللہٰ اللہٰ ہوجائے ۔ اور مہر طال باب کو خریداتو باب ہوجائے گئے ہوں۔ والیت النص سے نام ہوجائے ۔ اور مہر طال داور ہو تا ہے ۔ اس کے حسب حال ہوجائے ۔ اور مہر طال داویوں سے نکاح کی حرمت کا خروت اللہٰ تعرب اللہٰ کے اس تول محرسمت علیائم مہائے میں ہوجائے ۔ اور مہر طال داور ہوتا ہے ۔ نہورہ اللہٰ کہ ہمائے کہ ہے ۔ نہورہ اللہٰ کہ ہمائے کہ ہیں۔ والت النص سے نام ہوجائے کہ ہیں۔ اللہٰ معرب اللہٰ کہ ہمائے کہ ہمائے کہ ہیں۔ اللہٰ کہ ہمائے کہ ہمائے کہ ہمائے کہ ہمائے کہ ہمائے کہ ہمائے کہ ہیں۔ اللہٰ کہ ہمائے کہ اس کی دورہ وتا ہے ۔ نہورہ اللہٰ کہ ہمائے کہ ہ

ہوناً چاہیئے تھا اسلے کے لفظ آبار احداد کو، اور ماں حرات کوسٹامل ہے حالانکہ امان میں یہ داخل سہیں۔ فاجاب المصنف عنھا الا۔ فرکورہ اعراض کے جواب میں مصنعتُ نے فرمایا۔ آبار کی طلب کردہ امان پرا حداد کا دخل

ی با مناب منابط میں معلق کا معامر ہوئی امان پر نانی کا داخل نہ ہونا اس وجہ سے ہے۔ نہ ہونا ، اسی طرح امہات کی طلب کی ہموئی امان پر نانی کا داخل نہ ہمونا اس وجہ سے ہے۔

ادپری مثال میں باپ کا مان میں اولاد کا واض ہونا ، موالی کی امان میں موالی کے موالی کا داخل ہونا تا بع ہوئیں وجسے تھا کہ بیٹا باپ کے اور موالی الموالی موالی کے تابع ہے اور تبعیت فردع کیلئے تو مناسب ہے ۔ ہول میں تا بع ہوئی شان نہیں بائی جاتی کیو نکہ لفظ کے اطلاق پر اگر جہ آ بار کے ساتھ احداد ادرامہات کے ساتھ جرآ تابع اور فرع ہیں مگر پیدائش میسی اصل طفت میں تابع نہیں بلکہ دہ تو اصول ہیں ۔ دا داسے باپ بیدا ہوا ہے اور نائی سے ماں بیدا ہوئی ہے تو وہ لفظ میں کیو نکر تابع ہوسکتے ہیں اور تابع کرنے میں اصل کو تابع کرنالازم آتا ہو فرع کے جوکہ عمر عیر معقول ہے ۔ اس غیر معقول بات سے احتراز کرتے ہوئے کہاگیا کہ اگر آ با مرکیلی امان طلب کی گئی تو موادشا مل نہوں گی۔ اور امہات کیلئے امان مانگی گئی تو جوادشا مل نہوں گی۔

اس کے برطاف اول مثّال میں بیٹوں کے بیٹے اور موالی کے موالی لفظ کے اطلاق پر بھی تا ہے ہیں اور طفت میں ہمی تا ہع ہیں اور طفت میں ہمی تا ہع ہیں۔ اسی وجسے تبعیت کے طریق پر بیٹوں اور موالی الموالی کو امان میں واخل مان لیا گیا تھا۔ اسی بیان سے دونوں کے درمیان فرق بھی سامنے آگیا اور اسنے بڑے و ق کے ہوئے ہوئے ایک کودوسرے پر قیاس کرنا صبح اور درست نہ ہوگا۔

<mark>χας συρφοροίας αραφοράς α</mark>

کانهانسی الکتا با الله البی الزمین کتاب باپ میں سرایت کرجاتی ہے۔ یہ بھی ایک سوالِ محذوف کا جواہیے، مسئلہ یہ ہے کہ مکا تب سے اپنے باپ کوخرید لیا تو خرید سے کے بعد خریدا ہوا با پ ایپنے مکا تب بیٹے پر مکا تب بن جا اسے اور بیٹے کی کتابت باپ میں سرایت کرجاتی ہے۔ اس سئلہ میں مین کتابت سے سرایت کرنے کے مسئلہ میں شرایت نے بیٹے کو اصل مانا اور باپ کو اس کا تا بع قرار دیدیا ہے۔ تولازم آیا کہ اصل تا بع ہوگیا اور فرع اصل بن گیاجس کو اوپر آپ ایک عیر معقول بات کو کہ کر آئے ہیں۔

چواب لالان دخول بالتبعیت آن اس حکه باپ کو اپنے الیے کا تابع منہ بنایا گیا نہ تابع ہونی وج سے بیٹے کی کتا باپ کے آندر مہوئی - ملکہ صورت حال یہ ہے انسان اس بات کا پابندہ کہ وہ اپنے ماں باپ پرسن سلوک اوراسان وصلدری کرے اورائٹو بری حالت سے انجی حالت کیطرف نکال کرلائے - اسی صلدری اورا حسان وصن سلوک کو ناست کرنے کیلئے بیٹے کی کتابت کو باپ تک بہنچایا گیا اوراس کو مکا تب بنادیا گیا ہے کیونکہ اس حکہ کوئی ایسالفانو جو

سنہیں۔بیے کرجش میں باپ اپنے بیٹے کی تبعیت میں داخل ہو جائے۔ فان الحقیّ ا ذااشتری الح ۔اس نے کہ حب آ زاد بیٹے نے اپنے غلام باپ کو خرمیرا تو وہ باپ خرمدے جانبیکے بعد بیٹے کالکیت میں آتے ہی آ زاد ہو جائے گا ابو ۃ کے حق کی ا دائنیگی کی بنا رپر ۔ لہٰذا جب مکا تب بیٹے نے اپنے غلام باپ کوخرمد لیا تو اس کی سند تب بریں ہے۔

ملک میں آتے ہی مکاتب ہو جائے گا تاکہ اِس کی حالت اور قوت نے مطابق صدر حی کاحق پوراکیا جاسکے۔

وا ما محومَة نكاج الجدات الاسب به بهي الك سوال مقدر كا جواب بيد اعتراض كى تقرير بيب كه آيت مح مت عليم موات كي فهرست ميں شامل اور داخل بيں العجب في الله المرائخ الا بين الله به كوكر جدات بهي محرات كي فهرست ميں شامل اور داخل بيں العجب في الله الله الله بين الله بين الله بين مال سے نكاح كرنا محصوام بيداسي طرح داديوں سے نكاح كرنا محل موام سے الله الله بين حالانكم بقول آب كے اس آيت بين بين مالانكم بقول آب كے اصول كا فروع كے تابع بين حالانكم بقول آب كے اصول كا فروع كے تابع بين حالانكم بقول آب كے اصول كا فروع كے تابع بهونا معقول نئيس بيد بكه غير معقول بات ہيں ۔

بنراس اعتراض کا دوسرا جواب بیمی ہے کہ ہم نے اس بات سے بطور عموم مجاز کے اصول کومرا دلیاہے میں مسلمان پر اس کے اصول کے مرام منوع ہے اوراصول میں حب طرح اس کی مال ہے اس کی دادی بھی شامل ہے۔ لہٰذا کو جو اس کی الرح ہم تا ہے ہو نالازم منہیں آتا۔ لہٰذا کو جی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

وَإِنَّهَا يَقَعُ عَلِ الْهِلْكِ وَالْإِنجَارَةِ وَالدُّحُولُ حَافِيًّا أَوْمُتَّنَقِلًّا فِيمَا وَاحَلَفَ لَا يَضُعُ قَلَ مِمَهُ فِي حَابِر، فَلَا بِي جَوابُ سُوَالِ أَخَرُ تقريْرُ ﴾ أَنتُهُ إِذَا حَلَفَ شَعْضُ لَا يَضَعُ قَدَمَ مَ فَي دَابِهُ لَانِ فَإِنَّ حَقِيقَةً وَضِعِ القَدَامِ فِي السَّاسِ أَنْ يَكُونَ حَافِيًّا وَعَجَامٌ لا أَنْ يَكُونَ مُتنعِيلًا وَقَدْ تُلْمَرُ إَنَّ يُغْنَثُ بِكُلِّ الْاَمُزُنِينِ فَيَكُزُمُ الْجَمْعُ بَينَ الْحُقيقةِ وَالمَجَازِ وَالنَّهُا أَنَّ حَقيقة دَا برا فُلانِ أَنْ تَكُونَ بِطِهِ بِقِ المِلْكِ لَهُ وَعَجَامُ ﴾ أَنْ يَكُونَ بِطَهِيقِ الْاجَارَةِ وَالعَارِ، يَتِر لُهُ وَقَلَ عُلْمُمُ انتَهُ يَعنَتُ بكلامِ الأَمْزَنِينِ فيكُرُمُ الْجَهُعُ بَينَ الْحَقيقة ِ وَالنَهَجَائِ مِنَ وحُبِ الْحَسَدَ فَاجَابِ بِأَنَّهُ إِنَّهَا يِقَعُ هِذَا الْحَلَفُ عَلِى الْمِلْفِ وَالْاجَارَةِ جَبِيعًا وَكُنَ اعْلِاللَّ وَإِنْكَا ٱوْمتَنْقِلًا فِي لَهُ لَا يَضِعُ قَدَ مَمَّ فِي دَابِ فَلا بِي بِإِ عَنْبَابِ عُمُومِ الْمَجَانِ وَهُو اللَّ خولُ وَ نِسُبَهُ ٱلسَّكُىٰ فَكِرًا \$ مِنْ قَوَلِم لَا يَضَعُ قُكَ مَمُ لا مَيْ خُلُ وَهُو مُعَفَظُ عَبَاذِي شَامِلُ لِلخولِ حَافِيًّا ٱوْمُتنَعِّلًا فِيَعْنِنَتْ بِعُمُومِ المَجَآنِ لَالْجَنْعِ بَيْنِ الْحُقيقَةِ وَالمَجَانِ هُ ذَا وَالنُمْ تَكُنُ لِلْ منِيَّةً فَانَ كَا نَتُ لَمَا نِيتَةً فَعَلَامًا فِي كَا فَيُ أَوْمَتَنَعِّلٌ مَا شِيًّا أَوْمَ الْقَلُ فقُط مِنُ غَيرِدُ حُولِ لَـمُريَحُنَتُ لِاكْنَا حَقيقة مُ مَهُ جُوسَ الله لَا تَعْنَمَلُ وَمُيرَادُ مِنْ قولِ في داب فلان فِحِ شَكَىٰ فلا بَن وَهُوَ مَعُیٰ عَبَا بَرَیُّ شَامِلٌ للمِلُكِ وَالاجَاءَةِ وَالعَا بِر يَةِ فِيعَنَثُ بعُمُومِ المَهَجَاذِ لُكُ بِالْجِنْمُ جِ بَيْنَ الْحَقِيقَةِ وَالْمُتَجَابِ لَكِنْ يَتَوِدُ عَلَيْهِ أَنَّهُ ذُكِورَ فِي الفناولي أَنَّهُ إِنْ لَمُ تَكُنُ وَ تِلْكُ اللَّالَّ مُكَانَى لَفِلَا بِ مَلْ كَانَتُ مِلِمًا عَا طِلَةً عَنِ السَّكُونَةِ يَخْنَتُ ايضاً إلاَ أَن يقال إِنَّ السُّكَىٰ اعتُمُ مِنْ أَنْ يكونَ تحقيقًا أَوْ تَعْنُ مِنْ أَنْ يكونَ تحقيقًا أَوْ تَعْنُ مِنْ أَر

اورت کا اطلاق ملک ، اجارہ اور گھر میں نیکے پیروں یا جوتے ہیں کر داخل ہونے پر ہوگا اس صور ایک دوسرے سوال کا جواب ہے جس کی تقریب ہے کہ جب کسی شخص سے قسم کھائی کہ فلاس کے گھر میں قدم منہ رکھے گا۔ مصنف کی ہے جارت ایک دوسرے سوال کا جواب ہے جس کی تقریب ہے کہ جب کسی شخص سے قسم کھائی کہ فلاس کے گھر میں قدم منہ رکھے گا تو اس قسم میں وضع قدم کا ذکر ہے تو دار فلاس میں وضع قدم کی حقیقت یہ ہے کہ جوتے ہیں کر داخل ہو۔ اور اس اخاف می محقیقت یہ ہے کہ خوت اس بالوں والوں باتوں میں جا منہ ہو جائے گا اس لئے بھی بین الحقیقت والحجاز لازم آتا ہے۔ یز اس میں دو سرااع اص یہ بھی ہے کہ دار اس کی ملک میں ہو اور دار فلال کا مجازیہ ہے کہ دار اس کی ملک میں ہو اور دار فلال کا مجازیہ ہے کہ وہ گھے۔ خواہ اجارہ کی میں الحقیقت ہو یا عاریت کا۔ اور ہے کہا کہ وہ شخص ہرصورت میں حانت ہو جائے گا تو دوسے طریق پرجمع میں الحقیقت والمجاز لازم آیا۔ تو مصنف کے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یقسم ملک اور اجارہ دولؤں پر لاگو ہو جائے گا۔ ایسے می خواہ دخول نے پاؤں موجائے گا۔ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یقسم ملک اور اجارہ دولؤں پر لاگو ہو جائے گا۔ ایسے می خواہ دخول نے پاؤں میں بازے اعتبار کا میں کہوں دخول نے پاؤں ہو جائے ہیں کے قول لایضع قدم کی دار فلان کے پرعموم مجازے اعتبار اس کے خول لایضع قدم کی دار فلان کے پرعموم مجازے اعتبار

äää

سے بن مطلق دخول اور طلق رسنے کی مجد کے لحاظ سے ۔ پس اس کے قول لا یضع قدمہ سے مراد لا پرخل سنے دسیسی داخل نہ ہوگا > اور بیر مجازی مصنے ہیں جو نسکے پیروں اور جو تے بین کر دونو سطر لتی سے داخل ہو ہے کو شا اس بیس عموم مجازی موجہ سے حانت ہو جائے گا ، جمع ہیں الحقیقت والمجاز کیوجہ سے منہیں ۔ یہ تقریر ہو نااسوقت سے جبکہ اس سے توئی نیت کے مطابق ہو گا جسیسی نیت ہوگا جسیسی نیت ہوگا و سیا ہی حکم ہو گا و اگر منیت حافیا کی ہے یا جو تے بین کر کی ہے یا سوار ہو کر کی ہے یا بیدل جل کر سے اور کرکان کے اندر د اخل منہیں ہوا تو حانت نہ ہوگا۔ اور کہان کے اندر قد اخل نہیں ہوا تو حانت نہ ہوگا۔ کیونکہ ایس کے قول دار فلا ب سے مراد کیونکہ ایس کے قول دار فلا ب سے مراد کیونکہ ایس کے قول دار فلا ب سے مراد سکنی فلان ہو ہم جو مجور ہے اس کے مطابق علی نہیں کیا جاتا کی اندر د اخل میں بو ملک ، اجازہ ، عاربت سب کو شامل ہیں بیس عموم ہواز کو جہ سے حانت ہوگا فائم کہ جمع ہیں الحقیقت والمجازی ہو جسے ۔ لیکن اس پراکیا عزامی وارد ہو تا ہے کہ فائن ہیں مذکور ہے ہو اس کا رہائشی گھرنہ ہو ملک کا ہو مگر سکونت چھوٹر کھی ہو۔ فارد ہوتا ہے کہ فاوی میں مذکور ہے ہے یہ گھر کے دیا ہو مگر سکونت چھوٹر کھی ہو۔ فائن ہو یا تقدیر او و مائے کا کہ رہائشی گھرنہ ہو مباد اعم ہے ، سے دست اس میں حقیق ہو یا تقدیر او ہو ۔

وانها یقع عُلِالْمِلُا<del>فِ</del> الزسابق میں قاعدہ بیان کیاگیاہے کہ حقیقت دمجاز کا ایک طکرجمع ہونا نا جائز ہے اس پر دوسراا عتراض وارد کیاگیا ہے۔ اعتراض کی تقریبہ سے کہ اگر تحسی نے قسم کھانی کہ میں فلاں کے گھرمیں واخل نہورگا ، اس کے بعد قسم کھا نیوالا آ دمی فلاں کے گھر

میں برسمنہ پا داخل ہواتو جا مٹ ہو جائے گااور آگر جوتے مین کرداخل ہواتب بھی لھانٹ ہو جائیگا۔اس صورت سے جع بین الحقیقت والمجازلازم آتا ہے کیوبکہ وضع قدم دبیر رکھنا ،اس کی حقیقت برسمنہ بیراس گھرمی داخل ہو معرف میانہ میں اس گے ہوں جب ترسم کی اخل میں است کا اس کی حقیقت برسمنہ بیراس گھرمی داخل ہو

اور مجازیہ ہے کہ اس گھر میں جوتے بہن کرداخل ہو اور مانے کہاہے کہ قسم کھانے والا دونوں مبورتوں میں مقار ہوجائیگا۔ خوا ہ نینگے داخل ہو ایاس گھر میں جوتے بہن کرداخل ہو۔ تو اس صورت میں بھی حقیقت ومجاز کا امک

عكه جمع بهو بالازم آتاسي -

دوسترااع اص اس مثال پر دارفلان کا ہے۔ دارای نسبت فلاں کی جانب دوطرلقوں پر بہوتی ہے۔
گھراس کی ملک ہو۔ بیعیٰ فلاں شخص اس گھر کا مالک ہو، حب دارفلان کہا جا تاہیے۔ اور اگرفلاں شخص اس میں اگردار
گھر میں کرا یہ بریا عاریت کے بطور تقیم ہو، شب بھی داری نسبت فلاں کی جانب کی جاتی ہے جبکہ اس میں اگردار
اس کی ملک میں ہوتو دارفلان میں داری نسبت فلاں کی جانب حقیقت ہے اور اگر لطریق عاریت یا کرا یہ داری
ہوتو یہ نت ہوتا دی ہے ۔ اور ہمنے دولوں صور توں میں فلاں کے گھر میں داخلہ کو حذث کا سبب ما ناہے۔ فلاں
ادی اس گھر کا مالک ہے تب بھی قسم کھا نیوالا جانت ہوجائے گا اور کرا یہ بر ہے تب بھی حانث ہوجائے گا تو دوسرا
جمع بین الحقیقت والمجاز کا اعتراض وارد ہوگیا۔

نلجاب بانه إنه إنه الا - مركورة اعر اص كاجوات ،- وَالله لا إضع قَدَ مِي فِي دَارِ فُلا بِ الله کی متم میں فلاں کے گفر میں اپنے قدم مذر کھوں تھا۔ اس بات کی قسم سے کہ فلا ک کے گفر میں داخل مذہوں گا۔ اور دخول کی دوصور میں ہیں۔ ننگے بیروں گفر کے اندر داخل ہونا - جوتے کہن کریائسی سواری پرسوار ہوکر گفر کے اندر دا خل بہونا ۔ ان دویؤں صورتوں میں اول دخول حقیقت سبے ۔ اور دوسٹری صورت مجازاً داخلہ کی سبے ۔ احمال نے ہر دوصورت کے داخلہ پر حنث کا حکم دیا ہے جس سے جمع بین الحقیقت والمجا ز کا اعتراض شوا فیج کی جانب سے عائز كَيْلَكِيائِدِ اس اعتراصٰ تَح جواب بر اتن كَ فرايا" با عَبَارعوم الجاز" اس تسمير عموم مجاز كااعتبار كيا گياہے۔ يعنى وضع قدم بر مصفے وہ لے ملكے ميں جس ميں معنى حقيقى اور معنى مجازى دو يؤ سِ پاسے جاتے ہيں بعن وخول کے خوا ہ دخول ننگے بیروں سے ہو حو کہ حقیقت ہے، اور خوا ہ دخول فلاں کے گفر میں جوتے تیبنکر مایسواری پرسوار مبوکر کیا جائے جو کہ معنی مجازی ہیں۔ بہر حال دوصورت وخول میں وہ حائزے ہو جائے گا۔ وهذا اذال مركين لدُ نعست الخريه حكم إس وقت سي حب قسم كها نبوالاكوني نيت مذكي مهوميعن ننگ بيرون داخل ہونے یا جوتے ہین کر داخل ہونے کی نیت نہی ہو، تبعموم مجاز کا اعتبار کیا گیاہیے اور اگراس نیٹ سمبی کی سبے تووضیع قدم نے معنے و ہ لئے جائیں گے جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔ اگر ننگے یاو ّ ب د انصل ہونے کی نیت ك سبع تومر بهنه یا د اخل بهو نے میں جنت لا زم آئیگا اوراگر جوتے بہن كر داخل بهو نیكی نیت كی ہے تو حوتے سنگر واخل بوسے بین حانث ہوگا۔ تبیرل چل کر داخل ہونے کی نیت کی تھی تو پیدل حیل کر دا خل ہونے میں حانث موگا - اسی طرح اگر سواری پرسوار موکر داخل مهونیکی منیت کی تقی - تو حب سواری پرسوار مهوکر د اخل مهوگا ش<sup>ی</sup> حانث ہوگا۔ ماصل کلام جس قسم کی نیت ہوگی اس کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا اوراسی پر حکم مرتب ہوگا۔ وان وضع القدم مغایر دخول الز- اوراگراس لے دِ اخلہ کی صورت بیرا ختیار کی فلاں کے گھر راس نے بیر واخل كرويية مكر بورابدن اس كالكوس بابرس مثلاً ليط كيا اورليك كرصرف بيراس في كفرتْ اندردِافْلُ مردسيع توشارح من فرمايا حانث منهو كاأس كي كروضع قدم كي مصلے اس اندازكے وا خله پر حقيقت توہ مكر حقیقت مجوره ہے۔ اس برگوئی عمل در آ مدن کیا جائے گا مذاس برکوئ حکم مرتب ہوگا۔ دوسرا قول دار فلان كاسب يعني فلا ل كا كفر اس كريمي دوعني بي والك مصفى اس كرحقيقى بس يعني ده گھر اس شخص کا داتی اور ملکیت میں ہو۔ دو سرے معنے اس گھرسی فلاں شخص بطورِ عاریت کے رہتاہے یا کرایہ

کا مکا ن ہے ۔ تیپنوں صورتوں میں دار فلاں کا اطلاق ہو تاہے ، گر ملک کی صورت حقیقت ہے ۔ اور عارست اور مرايه دارى كا مكان مجازيه ـ مگرسنا رح سيخ فرمايا ‹ فيحنت تعموم المجازلا بالجع بين الحقيقة والمجاز ، بس لااضحُ قدمی فی دار فلا پن "کی نسسه کمها نیوالا هردوقسم کے گھروک میں داخل ہوگا بو حانث ہوجائے گا ۔ خواہ وہ گھر فلاں کی ملک بہو ماکرا یہ اور عاربیت کا مکان ہو۔ یہ حکم بھی بطور عموم مجاز کے ہے۔ اس پر بھی حقیقت و مجاز کو جع منہیں کیا گیا کیو بکہ دار فلان سے مطلق دار کے معظے لئے گئے جو عام ہیں ملک اور عاربیت کے گھر کو۔

200

لکن سرد عکرتی الا - شارح اس جواب براعترا صن وارد کرتے ہیں - اعتراص کی تقریر سے کوفیا وئ کی شہورترین کیا بینی فت وئ قاضی خال ہیں لکھا ہے کہ قسم کھا نیوالا جس گھرسی و اخل ہواہے وہ گھرفلاں کا دارسکو نہ نہ ہو بعین وہ شخص اس گھرسی رسبتا نہ ہو ولیے ہی پڑا ہے ۔ مگر فلاں کی ملکیت کا مکان ہوتیسی فلاں اس گھرکا مالک ہوتو قسم کھانے والا اگر اس گھر میں واخل ہوگا تو اپن قسم میں حانث ہو جائے گا جبکہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس گھر میں واخل ہونے وہ فلاں کار ہائش گھر منیں ہے تو اس میں واخل ہونے نہونے میں واخل ہونے نہوئے وہ فلاں کار مائش گھرمنیں ہے تو اس میں واخل ہونے نہوئے سے مالک مکان کاکوئی نفع ونقصان یا کسی قسم کاکوئی تعارض وغیرہ مہیں ہے حالائک لکھا یہ ہے کہ اس گھرمین اُن کے مواث ہو جائے گا۔ ایسا کیوں ؟

الان یقال ان السکنی اعم الزرشارح نے تاویل فر مایا اور کہا دارِ فلال عالم ہے سکنی اور غیرسکنی سے ۔ خواہ دہ گھراس کا مسکو نہویا عزم سکو ند دو سرے نقہار گھراس کا مسکو نہویا اور نہ دو سرے نقبار مثلاً شمس الائمہ سرخسی کے نزدیک اس ضم کے خالی غیر آباد مکان میں داخل ہوئے سے قدم کھانیوالا حانث نہوگا۔ کیونکہ سکنی کی نشہ بیت مالک سے جدا ہے جب کہ وہ سکو ست اختیار کئے ہموئے سہیں ہے ۔ اس لیز کہ قسم کھانے والے نے کہا تھا دار فلان بعنی دارسکو نہ قلاب کے رہائشی گھر میں داخل نہوں گا۔

وَإِنَّهَا عَنَكُ اِ فَاقَدِمَ لَكُلّا اَوُنَهَا مَّا فِقُولِهِ عَبُلُ الْحُرُّيُومَ يَقُلَ مُ فُلاكُ فَالْاَنْ مَكُولُ الْمَارِي مَقَلَ مَكُولُ الْمَارِي مُ فَلاكُ فَالْلِي مُ حَقِقَةً وَالْهَا مِ وَمَكَ اللّهُ فَلاكُ فَالْلِي مُ حَقِقَةً وَالْهَا مِ وَمَكَ اللّهُ فَلاكُ فَالْلِي مُ حَقِقَةً وَالْهَا مِ مَكُولُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ اللّ

## فَالمُعْتَبُوهُو الْعَامِلُ دُونَ الْمُضَامِ الكَيْهِ بِالْاتَّفَاقِ.

ا درقسم كها نيوالا اينياس قول معيدة حريك اذا قدم فلا نُ " مِن حانث بروجائي كاجب كدوة تخص لات <u>]</u> میں ایکے یا دن میں ۔ یہ عبارت بھی ایک سوال مقدر کا جواب ہے ۔ سوال کی تقریریہ ہے کہ جب \_ تحسی تخص نے قسم کھا تی اورکہا میراغلام آزا د ہے جس دن فلاں آ دی آ جائے ۔ اس مثال میں 'الدیوم'' منہا ڈیرح تیفت ہے اور لیل کے معنیٰ میں مجاز ہے ۔ اور تم نے اسے اسے احات ووٹوں کے درمیان جمع کر دیاہیے ۔ اور کیتے موکہ اگر فلاب آدى رات بي آگيا يادن مي تو غلام آزاد بو جائے گا - تومصنع سے جواب دياك يه شك و وضخص اس مثال میں اس شخص کے رات یا د ن کو آنے میں جانت ہو جائیگا۔ اس لئے کہ یوم سے مراد اس مثال میں وقت يها ورده عاميه ومطلب يرب كر الوقت معنى مجازى بي جودن اور رات دونون كوشا بل يد يب مسلم کم انبوالا عموم مجاز کے طور پر حانت ہے ہو گا، جع بین انحقیقت والمجاز کے طور پر حانث مذہو گا پر دو تسرا جواب پیردیا گیاہے کہ یونم شترک ہے نہاراور مطلق وقت کے درمیان ، بس بہاں وقت نے معنی مرا دیائے گئے ہیں ۔ العنتر من یہاں پر ایک ضابط کی ضرورت سے جس کے دربیہ یہ ساوم ہو سکے کہکس موقع پر نہا رہے معنے اور کس **موقع پر** مطلق وقت کے معنی مراد لئے ما میں گے۔ بس معنی کا قول یہ ہے کہ جب فعل ممتد ہوں اس حکہ نہار کے معنے مراہروں كے كيونكه نهارميں ممتدزمان يا يا جاتا سي حس ميں كام كرك كا كتخالئت اور صلاحيت ہوتى ہے اور وہ فعل كے الے معیار مو ناہے ۔ اور اگر فعل عیر ممدم وہ اس موقع پر وقت سے مطلق وقت مراد لیا جائے گاکیو نکہ اس فعل كيك وقت كاجزى حصر كافي بهو ماسيد ركين اس ك بعد دوسراا خلا من ان مين أبس مين يه بيدا بهو كياسيد كراس باب میں کون سافعل معتبر ہوگا و ونعل جو مضاحت البیروا قع ہے یا عامل مرا د ہوگاتو ضابطہ یہ ہے کہ جب مضاحت البہ ا در عامل دونوں ممتد ہوں جیسے امرکٹ سیدکٹ یوم پر کرٹ زیر کو تو یوم سے تنہار مراد ہو گا اور دونوں غیرممتد سور جیسے عبدی حریج یوم نیدم فلا ای میں تو یوم سے وقت مراد ہو گاا وراگر دونوں میں سے ایک ممتد ہو دوسرا غیرمُتد ہوتو جیسے امركثِ سيدكثِ يوم يقدم فلان، يا . انتِ طابعٌ يومُ يركثِ زيرٌ توعا مل كا اعتبار كياً جليهُ كا-مضاعتُ اكبيركا اعتبار

مون مرتبی است و جاز کاجمع ہونا ایک جگر محال اور نا جائز ہے۔ اس فاعدہ پریہ میسر اعتراض ہے۔ صوتر مسئلہ ایس میسر میں ہوئی۔ استخص اجائے۔ اس مثال میں مذکور لفظ الیوم کے دو مصلے ہیں۔ اول مصلے منہار (دن) دوسرے مصلے لیل (رات) اس مثال میں مذکور لفظ الیوم کے دو مصلے ہیں۔ اول مصلے منہار (دن) دوسرے مصلے لیل (رات) ان میں سے الیوم کے مصلے دن کے حقیقت ہوناں کے معلی مجازی ہیں۔ اے احال میں مجل محتمقت اور مجاز میں ایک حکمی وقت آ جائے گا تو غلام اور مجاز میں ایک حکمی وقت آ جائے گا تو غلام اور مجاز میں ایک حکمی دوت آ جائے گا تو غلام

ا روہ ہوجائے گا۔ اس مگر رات اور دن دو او ل معنے الیوم کے لئے گئے ہیں جوجع کر نام حقیقت اور مجاز کو۔ آزاد ہوجائے گا۔ اس مگر رات اور دن دو اول معنے الیوم کے لئے گئے ہیں جوجع کر نام حقیقت اور مجاز کو۔

فا بجاب با ندم انتما یعنت الد خروره بالا تیسرے اعراض کا اس عبارت میں جواب دیا گیلہ ۔ جا بخش رخ کے فرایا سرانا یعنت فی الم الشال اس مثال میں دن اور رات میں سے کسی میں دقت فلاں کے آجائے پر غلام کا آزاد ہوجانا ۔ اس المعانی و ن اور رات میں سے کسی میں دقت فلاں کے آجائے پر غلام کا آزاد ہوجانا ۔ اس المعانی کہ اس مگر گفظ الیوم سے مراد مطلق دقت ہے اور مطلق وقت و مصفے میں جوحقیقت و مجاز دو نوں معانی کو عام ہیں ۔ منہار میں وقت ہے ۔ اور المیل می وقت ہے ۔ تو وقت ان دونوں کو عام اور شامل ہے ۔ لہذا قسم کھانیوالا عوم مجاز کے طور پر اس قسم میں حانت ہوگا نہ کہ حقیقت و مجاز کے جمع ہونی کی منان مرحانت کھاگا۔ سر

جواب ثانى به شارح نے ذکوره اعراض کا دور اجراب بی تحریکیا ہے۔ چنا کی فرایا وقیل ہوشترک "بعض لوگوں کے اسے کہ لفظ الیوم کے دوموس الیوم کے اکی معنیٰ منہا رکے ہیں دوسرے معنیٰ وقت کے ہیں اور لفظ الیوم کے الک معنیٰ منہا رکے ہیں دولوں معنیٰ یعنی مطلق کے درمیان مشترک ہے جبکہ اس جگہ دو معانیٰ ہیں سے ایک معنیٰ یعنی مطلق کے مراد لئے گئے ہیں۔ وبالجلۃ لوبور همان آلا ۔ اعراض دجواب نقل کرنے کے بعد شارح فاصل دفع اشکال کیلئے ایک ضا بط بیان کررہ ہیں۔ فرایا ۔ صاصل بہ ہے کہ میں اور ضا بط بیان کرنا عزوری ہے جس سے بیعلوم مواب کے لفظ الیوم کے معنیٰ موں گئے ، اور کہاں مطلق وقت ہو جائیں گئے ۔ چنا بخد فرایا ۔

<u>ا خلکان الفعل مستک</u>نًا الد عبد لفظ الیوم ایسفل برداخل بوجس میں امتداد پایاجا تاہیے اوروہ متد بوسکتا ہی تواہیے موقع پریوم تکمینے نہارکے لئے جائیں گے کیونکہ نہار میں زما ندامتداد کا پایا جاتا ہے ، اس کی صلاحت رکھتا

سے کونعل تحیائے معیاروا تع ہو۔

حَاثِهُمَا فَ غَيْدِ مَمْتَقِ اللهِ اوراگر لفظ اليوم اليه نعل برواخل بوجس مين امتداد كي شان سنين پائي جاتي اوروه نعل متد سنين بوسكتا تو اليه موقع برلفظ اليوم سے مطلق و قت كے معظ لئے جائيں گے كيونكہ جن ميں امتراد منبي پاياجا ما وہ نعل اس كے ايك جزر ميں واقع ہو جائے گا۔

وككنهم اختلفوا الزليكن اس باريمي اخلاف سد وجريه به كريةم كسائة دونعل ذكرك جاته والله والله والله والله والله و فعل جويدم كامضاف اليه بهو تاسيد ووتم و وفعل جويوم كاعامل بهو تاسيد - دونون مين سدكس فعل كااعتبادات الده وعدم امتداد مين كيا جاسية كاراس باريمين ايك ضا بطريح بن كوفاضل شارح سن بيان كياسيد

و المنابع المنطق المرادي المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنظم المنطق المن

مثال جواعترامن میں پیش کی گئی ہے عمری حری<sup>مو</sup> یوم بیترم فلان میں حربیت عبد عامل ہے اورعیٰرممتدہے۔اس تا عدہ مذکورہ کے بحت یوم سے مطلق وقت مرا دلیا جائے گا ۔ اور دقت کا اطلاق رات دن دولوں پر ہو تاہیے اس لئے وہ شخص خواہ دن میں آسئے یا رات میں ہرصورت میں غلام آزا دہو جائیگا ۔حقیقت ومجاز کے جمع ہونیکا اعترام نمبی دارد مؤگا

وَانَهُا أُسِ يُكَ النَّهُ مُ وَالْكِينُ فَهَا إِذَا قَالَ لِلْهِ عَلَى حَوْمُ مَ حَبَ جَابُ سُوَالِ الْحَرَتَقُرِدُهُ اَنَ يَعَمَّا أَرَا وَالْكِينَ الْوَى الْكِينَ الْوَلَى الْمَعَنَا اللَّهُ الْحَقِيقَى وَالْمِينَ الْمَعَالُ وَلَا الْمَعَالُ الْمَعَالُ الْمَعَنَا اللَّهُ الْحَقِيقَى وَالْمِينُ الْمُعَالُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ الْمَعَنَا اللَّهُ الْحَقِيقَى وَالْمِينُ مَعَالُا اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ الْمُعْالِي الْمُعْلِي الْمُ

سے کہاگیاہے کاس جگرعبارت ہیں رجب کوغیر منصر ف بغیر تنوین کے طرحنا چاہئے تاکہ اس سال کا رجب متعید مراد ہوجا۔
اور اس کا بخرہ قضاء کی صورت ہیں ظاہر ہو۔ برخلاف اس کے کہ رجب سے عربحر ہیں کوئی بھی رجب کا مہینہ مراد لیا جائے تو اس کا بخرہ فا ھرنہ ہوگا سواسے موت کے وقت کے کدہ فدید اور اکرنے کی وصیت کرجائے ۔
اور یہ اعتراض حضرت امام ابوصنیفرہ اور امام محرم پر وار دہو تاہیں بخلاف امام ابویوسف کے کیو بحد ان کے نزدیک بہلی صورت ربیب کی صورت ربیب کی صورت ربیب کی صورت ربیب کی مورت ربیب کی مورت ربیب کی مورت ربیب کی میں بندر کردی ہیں بالا تفاق بندر کردی یا بلا فنی نذر کی منیت کی اور ساتھ ہی کیون کی فلی ہی کردی یا بلا فنی نذر کی منیت کی اور ساتھ ہی کہا ورساتھ ہی اور ساتھ ہی اور ساتھ ہی کہ وردی ہو اور اس کی منیت کی اور ساتھ ہی کہ نزر کی مورت کی اور ساتھ ہی کہ نزر کی مورت کی مذرک ہی نفاق بین مراد ہوگی۔ بہر حال سوال کا ورد و صرف بہلی دونوں صورت فل کی بناویر طرفین سے کے مذہب برسے۔

کے جاسکتے ہیں۔ تو تعقاقت و جاز کا اجتماع ناجائز ہے۔ اس قاعدہ پراخان نے اوپر یہ چو تھااہ و اص ہے کا کری اسکا میں میں کہا تھے۔ اس کا مدہ پراخان نے اوپر یہ چو تھااہ و اص ہے کا کری تحق نے کہا کہ میرے و مہ الشرکیلے کو ترب کا روزہ ہے۔ اس کا مرکزے والے نے نذراور ہیں و دونوں کی سنت کی یا صوت ہیں کی اور نذر کا کو کی و کر مہیں کیا تو یہ کام اس کا نذر بھی ہو گا اور بین بھی اس اگراس نے درج بیں روزہ منہیں رکھاتو نذر کو جرسے روزہ کی تعقار وا جب ہوگی اور بین کی جرسے اس پرقیم کا کھا ہوت کی اور بین کی حصے اس پرقیم کا کھا اوپر نذر کا کو کی و خرب کی اور بین کی حصے اس پرقیم کا کھا ہوت کا اعتبار کیا گیاہے جب اس کا م میں نذر اور بین کو جرسے اس کا م میں نذر کے مصفے اس کو تحقیق بین کیونکہ اس کا م میں نذر کے مصفے اس کا م میں نذر کے مصفے اس کا میں اوپر کو کی تقار کو کہی کی نشون کی درجہ اس کا م میں نذر ہی کے مصفے اس کا میں اوپر کو کی تقار کو کہی کی نشون کی نشون کی میں اس کا آئی ہوئے کہ اس کا آئی ہوئے کے این کا میں ندر کی کے مصفے اس کا آئی ہوئے کی اوپر کی جائے ہیں۔ یہ سب لفظ کے حقیق بین کی نشون کی اوپر کی بھوئے کے اور بھوئی کے میں اس کا آئی کی حقیقت نذر سے اور بین وہ کو ن کی بڑت یا میں اس کا آئی کی نشون کی نشون کی نشون کی نشون کی نشون کی نہوں کو کہی میں اس کا آئی کی نشون کی نشون کی نہوں کو کونوں کی نشون کی اس کا آئی کی نہوں کو کونوں کی نشون کی میں کو کونوں کی نشون کی اس کو کونوں کو نہوں کو کا درخ کی نشون کی اور کی کا کام جو نکو کی نشون کو کی نشون کو کونوں کی نشون کی اور کونوں کی کونوں کو کونوں کی کونوں کی کونوں کونوں کی کا کا میں کونوں کی کونوں کونوں کی کونوں کی کونوں کی کونوں کونوں کی کونوں کونوں کی کونوں کونوں کی کونوں کی کونوں کی کونوں کی کونوں کی کونوں کی کونوں کونوں کونوں کی کونوں کی کونوں کی کونوں کونوں کی کونوں کی کونوں کی کونوں کونوں کونوں کونو

اس کویمین کا کفساره بمی دینا پڑسے گا۔

رجب کواگر تنوین سے پڑھا گیا تو کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ سوکسی بھی غیر معین رحب میں روز ہ رکھے گا اور موت کیوقت تک اس کوروز ہ رکھ لینے کی ا جازت ہوگی ۔ مرتے دقت تک اگر روز ہنہیں رکھ سکا تو اس کو وجوب کے میں سیر سے رکھ چاہ میں کے زار اور جب رکھا

كفاره سي بحي كيا وصيت أنا واحب بوكار

شارح علیالرحم نے فرایا کہ اگر شکانے اس کلام کے کہنے سے کوئی نیت نہیں کی یا صرف نذر کی نیت کی اور مین کی نفی کو یا نذر کی نیت کی بمین کا نفی اورا شات میں کوئی ذکر نہیں کیا تو ان تینوں صور توں میں کلام بالا تعاق نزر ہوگا بمین نہ ہوگا۔ اوراس وقت اگر اس سے رجب کے روزے نہیں رتھے تو اس پر ماہ کے روز وں کی قضار وا جب ہوگی مگر بمین کا کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اوراگر اس کلام کے کہتے وقت اس نے یمین کی نمیت کی اور نذر پنہوں نے کی نیت کی تو بالا تعاق یہ کام کی بین ہوگا اور وز در کے تو اس پر مین کا کفارہ وا جب ہوگا اور وز در ک

قضا واحب نه بوگی۔

ناحاب المقنف بانه انها أمري النه م واليمن جميعًا في فانه الصوم والنه في بهين الموسود والمائة الموسود والمائة الموسود والمراب والمراب

جَاءَ بصيغَة اللَّفظِ وَلَكِنَّ هٰ النِّمَا يَصِحُّ إِذَا لَوَى الْمَينَ فَقَط وَ امّا إِذَا نواهُ مَا فَقَلُ دُخُلُ النَّذُ وُ تَعَمَّ الاَمَادةِ وَاكُ اللَّهِ صِيغَةُ مِما الكَّي وَولا عَتَ الاَمَادةِ وَاكُ لَكُم يَكِن عِمَا جُالكِي وَقِلا عَلَى صَيغة اللهِ مَعَىٰ وَاللهِ صَيغة مَمانٍ وَولا عَلَى صَيغة اللهِ مَعَىٰ وَاللهِ صِيغة مَمانِ فَلا يَجَمَعانِ فَا لَفَظِ وَلِحَدِد

جوآب ،۔ ندکورہ بالاا عراض کا جواب ماش نے دیا ہے کہ اس قبورت میں نذراور میں دولو سر مرکعی ہے اور میں مگراس کی صورت جمع میں الحقیقت والمجاز کی شہر ہے بلکہ تفصیل اس کی ہد ہے کہ یہ کلام میں لفظ علی مذکورہ جوکسی چیز کے واجب کرنے کیا ہم آیا ہے اور اسی کا نام نذرہے کیونکہ نذرا پنے اور کسی چیز

کو وا حب کرنے کو کہتے ہیں لہٰذا تا بت ہُواکہ یہ کلام اپنے صیفہ کے لحاظ سے نذر ہے بعین نذراس کلام کاموصوع المہہ۔ یہ کلام موجب کے لحاظ سے بین ہے کیونکہ رمضا ن کے علادہ دوسرے تمام مہینوں میں روزہ رکھنا مباق ہے۔ کوئی روزہ رکھے یا خرکھے - مگر کسی ہے کسی ہا ہیں روزہ رکھنے کی نذر بان لی تواس ہا ہ کا روزہ اس پر نذر کیوج سے واجب ہوگیاا ورروزہ ترک کرنا نا جائز دحسرام ہوگیا اور اباحت حرمت سے بدل گئ کہ مباح کو اطروری یا حرام قرار دینا ہی بیس سے - حدیث میں وارد سے کہ حضرت ماریہ قبلیرصی السّر ضنہانے اسینے اوپر شہر کو حسارام قرار دیدیا مقانوی تعالی

علی مطال اورمباح فعل کوحرام کرنیکی وجسے اس کا نام یمین رکھا۔ فرمایا لیخریخم کم ما اکھنگ الله لکھ جس کواللہ انے تمہارے لئے طال ورمباح فعل کوحرام کرنیکی وجسے اس کا نام یمین رکھا۔ فرمایا لیخر تحرام کمار شاد ہے کئم کفارہ بمین ادام کرکے اپنی قسم کو کھول دو مین تسر کے خلاف عمل کرو اور قسم کا کفارہ اوار کرد و۔ اس سے بھی ثابت ہواکہ کمی ھلال کوترام قرار دینا بھی یمین ہے لہٰذا یہ کا موجب ہے۔ قرار دینا بھی یمین ہے افراد شام سے معین کے معنے موجب کیوج ہے افراد مینا کا مار سے مین کے معنے موجب کیوج ہے سے مراد لئے گئے ندکہ مجازی معنے ہوئیکی وجسے مراد لئے گئے اپنی اس کلام اسپنے هیذکے کیافاسے نذر ہے اور سے مراد لئے گئے ندکہ مجازی معنے ہوئیکی وجسے مراد لئے گئے اپنی المحقیقت والمجازی اور معین کے معنے موجب و اور موجب اور موجب اس کا اجتماع لازم میں انتہا کہ کہنے کو جب سے اس اعتبار سے ان کا اجتماع لازم میں انتہا کہ کہنے کو جب سے اس کا معنے اور دوجب و ارد ہوتا ہے کہ کمین کو آپ سے اس کا محلے لازم اور موجب و ارد ہوتا ہے کہ کمین کو آپ سے اس کا محلے لازم اور موجب و ارد ہوتا ہے کہ کمین کو آپ سے اس کا مرد میں اس کو تا ہم کرنے تا ہم کا کہ تا ہم اس کو تا ہم جو تا کہ خارد یا اس کو تا ہم حدی ہوتا کہ الم کمین میں موجب کے مال کا خارا میں کا خور سے اس کا خور سے اس کو تا ہم جو تا کہ خور سے اس کو تا ہم ہوتا ہے کہ کمین کو آپ سے اس کا موجب ہوتا کے در دو ہوں میں میں دولوں موجب کو تا ہم کا موجب اس کو تا ہم ہوتا کے جائے مالانکہ نیت کے بعنے راس کا موجب اس کو تا ہم ہوتا کہ خور سے دولوں موجب کی در دو ہوں میں دولوں کا موجب کا موجب کو تا ہم کو تا ہم کر کھوں کے در دو ہوں میں میں دولوں کا کھوں کے در دو ہوں میں دولوں کا کہ کھوں کے در دو ہوں میں دولوں کا کھوں کے در دو ہوں میں کو تا ہم کو تا ہم کو تا ہم کو تا ہم کے در دولوں کو تا ہم کو تا

الجواب :- جواب کا طاصل بہت اس کلام میں پمین حقیقتِ مہجور و کے درج میں ہے اور عادۃ اس سے بمین کے معنے سلب کر لئے گئے میں اور حب کے معنے سلب کر لئے گئے میں اور حب عادت کی دلیل سے اس کر میں کیا جا تا تو یہ بمین حقیقت مہجورہ کیطرح سوگی اور حقیقت مہجورہ کی میں کیا جا تا تو یہ بمین حقیقت مہجورہ کیطرح سوگی اور حقیقت مہجورہ برعمل کرنے کیلئے مہی نیت کی احتیاج ہوگی ۔ کیلئے میں نیت کی احتیاج ہوگی ۔

وقیل إن الیمین هی الموادة من اللفظ الا- صاحب توضیح نے اصل اعراض کا یہ جواب دیاہے کہ ذکورہ بالا کلام الله علی صوم م حب سے نذر کے بجائے ہمین مراد ہے تعین اس سے صرف ہمین کا ارادہ کیا گیاہے اور نذراس کلام سے مراد نہیں کی کم بلکہ صیغہ اور لفظ علی سے نذر آگی ہے۔ المذا ارادہ میں دو بوں کا اجتماع نہمیں لازم آیا مینی حقیقت و مجاز کا اجتماع نا جا کرنہ ہی مذہوگا اس لئے کہ ارادہ ہی حقیقت و مجاز کا اجتماع نا جا کرنہ ہے۔ اس کے علاوہ نا جا کرنہ نہیں بلکہ جا کرنہ مگر یہ جواب نا قص ہے اور بورا جواب می منہیں ہے کو نکہ جب متکلم نے است اس کلام سے صرف یمین کی نیت کی ہواور نذر کا دل میں خیال مجی نہ آیا ہو۔ اور اگر متکل نے اس کلام سے نذراور میں دونوں کی نیت کی ہو تو اس صور میں نذر کا دل میں خیال مجی ندارا دہ کے سیخت جمع ہو جائے گی اور حب نذراور میں دونوں کی نیت کی ہو تو اس صور میں نزر کی طرح یمین میں ارادہ کے سیخت جمع ہو جائے گی اور حب نذراور میں دونوں ادادہ میں آگئے تو بھر سالفہ اعتراض جمع میں الحقیقت والمجازعود کر آئے گی اسلیے جواب نا منہل رہا۔

شہ سالائمہ سرختی کا جواب :۔ متکلم کا قول ؒ بشرعلی صوم رحبَبَ بعنیٰ والنّر ؒ ہوکر صیغة ؑ بمین ہے اور لفظ علیٰ یہ نذر کا متعین صیغہ ہے۔ بیس ایک لفظ سے نذر کا اور دوسرے لفظ سے بمین کا ارادہ کیا گیا ہے لہٰذا حقیقت دمجا زکا ایک حکمہ جمع ہونالازم نہ آئی کا ملکہ دولفظ ہیں اور دولوں کے الگ الگ مصنے ہیں۔

فَهُوَّ كَشُواءِ القَهْبِ فَإِنَّهُ تَمَلُّكُ بِصِيغتِ تَحْرِثُرُّ بِمُوجِبِهِ تَشْبِيُّمٌ لِمَنْداً كَرِ السَّنْ يَرِ بِهِ تَوْضِيكاً رَتَا بِيْدًا فَا نِي مَنْ شَرَى الْقَرِهُي مِيكَ مَا تَعَلَكُما بَا عَتْبَابِ صِيعَتِ، لِآتٌ صِيعَتَ موضوعة كليلُكِ وَلَكِن بَيُونُ عَرِيرًا وَإِعَا قُا بِمُوجِبِهِ، لاتَّ مُوجِبُ الْمِلْكِ مَعَ الْقَرَابِةِ هُوَ الْعِتَى قَال عليه السيلامُ مَنْ مِلك وَاسَ حعمه مِ مسنم عُرِّقَ عَلَيْهِ وَإِلَّا فِبِينَ الشَّرَاءِ وَ الْتَوْرِيرِ مِنا فَا تُأجسُب الظاهر فترلما فَيُ عَالِم مَنفُ عَنِ التغريعاتِ شرع في بيابِ علاقاتِ المبجا برا مقال تطريق الاستعامَةِ الاتصالُ بَنُي السِّيمُينِ صُومَةً أَوْمَعُن والاستعامة مِي عُربِ الاصوليين يُوادِثُ المنجاع وعندا على البيان فسمر من المرجاع فات المنجاع عندا مم وأن كا من في وي عَلاتُهُ الشَّبِيهِ يُسِيِّى إِسْمَامَ لا أَباقسامِهَا وَإِن حَالَتُ فِيهِ عَلا لَتُ عَيرِ الشَّبيهِ مِن علاقات المغمس والعشمين مثل السببيّة والمسببيّة والعال والمحرّ والمكرّ وَغَيرِهَا بِسَتِّى هَيَا مَّا مُرْسَلًا وَالمُصَنفُ مُ عَتَرعَنَ عَلا قا تِ المنجَامِ المُرْسَلِ كَعَلَّمَا بعولِه صُورًا وَعَنَ عَلاقت الاسْتِعَامَ وَالمُسَمَّا وَ بالتشبيعِ بعولِم مَعُنُ فكاستُمَ قالَ وَطربقُ الْمَجَانِ وُجُودُ العلاقة بين المَعُن الحقيقي وَالمَجَازى بعَلاقاتِ المَجَازِ المُوْسَلِ أَوْبِعِلاقَةِ الاستَعَامَةِ الأولَ هُوالصِّيجَ وَالنَّانِي هُوَ المَعْنُونَ وَأَمَادَ بَالصُّومِ يَ أَن تَكُونَ صُومَ لا المَعْنى المَجَائِري مُتَصِلاً بصُوم والمعنى المحقيقي بنوج عبا وم إن بكون سَببًا لَهُ أَوْعِلْمٌ أَوْشِهُ ظَا احْجَالُ أَوْ عَكْسَهَا وَبَالْهِ عنوي ان مكونا متشاب كَيْن ف معنى واحد خاص مشهور به في العُرْف -

پس وہ قریب کی شرار کی طرح ہے کیونکہ یہ شرار اسٹے لفط کے لحاظ سے تمک ہے اورا بنے موجب کے قور مرح کے اور اسٹے موجب کے تعارف کی شرار قریب کے ساتھ تشہد دیے کا مطلب اسے واضح اور قوی کرنا ہے ۔ اس لئے کہ جس نے اس کے کہ خوال سے تعربی واضح اور موجب کے لحاظ سے تحربی واضا تا ہو گا کہ بوئکہ ملک مقتضے اور موجب کے لحاظ سے تحربی واضا تا ہو گا کہ بوئکہ ملک مقتضے اور موجب کے لحاظ سے تحربی واضا تا ہو گا کہ بوئکہ ملک مقتضے اور موجب کے لیا اسٹر موجب کے لیا اسٹر موجب کے لیا اسٹر موجب کے لیا ور مزیس شرار اور تحربی موجب کے درمیان کا مرک و اسٹر کے احتربار سے منا فات ہے ۔

کیرجب مضف تغربی مسائل کے بیان سے فارغ ہو گئے تو مجاز کے علاقات کا بیان شروع کیا اور فرمایا - اوراستعاد کا طریقہ یہ ہے کہ دوجیزوں کے درمیان انقبال ہو خواہ صوری ہویا معنوی اور علمارا صول کی اصطلاح بی استعارہ مجاز کے مراد دن ہے اور اہل بیان کے نزد کیے مجاز کی ایک قسم سے کیونکہ ان کے نزد کیے مجاز میں اگر علاقہ تشبیہ کا ہوتو آس کا نام استعارہ دکھا جا تا ہے جس کی بہت سی قسمیں ہیں ۔ اور اگر علاقہ تشبیہ کے علادہ و و سرا علاقہ بجیس علاقوں ہیں کا نام استعارہ دکھا جا تا ہے جس کی بہت سی قسمیں ہیں ۔ اور اگر علاقہ تشبیہ کے علادہ و و سرا علاقہ بجیس علاقوں ہیں کا

پایجائے تواس کوجازم سل کے ساتھ موسوم کیا جا تاہیے۔ بیس علاقے بہیں جیسے علاقہ سبب و مسبب کا، حال وی کا کا،
الذم و طروم کا اوران کے علاوہ مصنف کے جازم سل کے تمام علاقات کو اپنے قول صور ڈ سے تعبیر فرایا ہے اور علاقہ استعارہ کو بین تشہد کے علاقہ کو مصنف کے سے دورایا جا رکا طریقہ یہ ہے کہ اس کے معنی حیقی و جازی کے ورمیان علاقہ کا ہوا صروری ہے۔ نواہ وہ مجاز مرسل کے علاقوں میں سے کوئی علاقہ ہویا علاقہ استعارہ ہو۔
قسم اول دلیسی جس میں مجاز مرسل کا کوئی علاقہ ہوی صوری ہے ۔ اور دوسری قسم د جس میں علاقہ استعارہ ہو ) معنوی ہو۔
اور مصنف شریف موری سے بدالا وہ کیا ہے کہ مصنے مجازی کی صورت مصنے حقیقی کی صورت کے ساتھ مجاورت کو جسے تعلق اور مصنفی ہو اور معنوی سے ادادہ کیا ہو بابس طور کہ مصنے مجازی کو صدی ہو یا صلاح ہو با اس کا عکس ہو۔ اور معنوی سے ادادہ کیا ہو بابس کو شہرت ہو۔

و کی مسیح اسابق میں مذکورہ کلام حس کے ہا رہے میں کہا گیا ہے کہوہ اپنے صیفہ کے اعتبار سے نذر ہے اور اپنے موجب ا کسیمیہ مسیح اس ازار سے اور ایک میں مذکورہ کلام حس کے بارسے میں کہا گیا ہے کہوہ اپنے صیفہ کے اعتبار سے نذر ہے ا

کے لحاظ سے میں ہے۔

سر المسلم المحاسم المحاسب الموسة المراب الموسة المواد المستناكي نظر بيان كي سد - حبب كسى نه البيغ كسى عزيز قريب كو خريدا تواسية صيغه كه اعتبارسة تملك سبه يعنى الك بهونا بميؤ كد لفظ شراء وضع كيا كياسيد ملك كريدا ورمي شاء البيغ موجَب كي ملك كاموجب آزاد و بهونا سبه يعينى الركوئ شخص البينة ذي رحم محرم كامالك بهوها تاسبه تو ملك بين آت بي وه مؤك قرابت كيوج سد آزاد بهوجا تاسبه جيساكه حديث سبه والمستنال الله بهوكياتو وه سبه والمستنال الك بهوكياتو وه المستنال الكريد المستنال الله بهوكياتو وه السبه المستنال المستنال المستنال المستنال الكريد المستنال كرون المستنال المستنال

شدلها فرع المه صنف عن التقريعات الا يجرجب مصنف اتن جمع بين الحقيقت والمجازك اجائز بونيكا قاعده بيان كرف كم بعداس برجارون تغريبات الإركروارد شده اعتراضات اوران كرجوا بات سے فارغ ہوگئے تواب يہاں سے مجازك علاقات كو بيان كرنا جاستے ہيں اس سليلميں اتن نے فرايا استعاره كاطريقه برہ كروں كے درميان اتصال بوخواه اتصال صورةً ہويا معنى - اور استعاره علماء اصول كى اصطلاح ميں مجازك مرا دون ہے بيكر علماء بيان كے نزديك اس ميں علاقہ سے مگر تف بركا علماء اس كانام مجازك الم استعاره سے كيونك علماء بيان كے نزديك اس ميں علاقہ سے مگر تف بركا ہے ۔ تو اس كانام مجاز ہے مداس كى تمام اقسام كے - اور اگر كيس علاقات بركوئى علاقه الي ہو تشرب كے علاوه سے جيسے علاوه سے اس كانام مجاز مرسل ہے ۔ ان علاقہ سبب كا سے حال محل كالازم اور ملزوم كا سب يا ان كے علاوه كسى اور كالواس كانام مجاز مرسل ہے ۔ ان علاقہ سبب كا سب حال محل كالازم اور ملزوم كا ہے اور استعاره كے تف ہے علاقات محال محال معنى سے تعبير كيا ہے .

ماتن کے تول کا ماحصل بہہے کہ حقیقی مینے اور مجازی مینے کے درمیان علاقہ مجاز مرسل کے بجیس علاقوں میں سے کسی کاعاق با یا جا باہیے یا علاقہ استعارہ کا پا یا جا تا ہوئیں۔ بی تشبیہ کا علاقہ ہو۔ اول کو اتصال صوری ا در ٹانی کو اتصال معنوی کہتے ہیں ۔ اتصال صوری کی تمغیبے شارح سے فرایا ۔ صوری سے ماتن کی مزادیہ ہے کہ معنی مجازی کی حقیقی معنیٰ کی صورت کسی نوع کی مجا ورت کیوجہ سے متصل ہو مثلاً مجازی معنے حقیقی مصنے کھیلتے سبب ہو یا علیت ہو یا مشرط ہو یا حال ہو

اسی طرط اتصال معنوی سے مرادحقیقی اور مجازی دونوں معانی کسی ایسے معنیٰ میں مشرکی ہوں جومعنیٰ مست. ہمیں زیادہ مشہور ہوں بمقابلہ ووسرے معنے اور اوصاف کے ب

ا فشیام استغیاره ، استعاره کی چارتسین مین داداستعاره باکنیایه دی، استعاره تصریحیه دسی استعاره تخییباییه -

استعام ۱۷ بالکت یدگی تعم یعن ۱۰ دل ہی دل میں ایک چیزکو دوسری چیز کے سائے تشبید د سیر مشبہ کو در کرکردیا جائے اور ارکان تشبید میں سے تام کو ترک کردیا جائے۔

استعاره کی افزی تسم تصریحیه سه اس میں مشب به کوذکر کیا جا تاہید اور مشب مرادلیا جا تاہیہ جیسے رأیت استفاره کی افزی سیرکو دیکھا تیر حلار الم ہے۔ اس مثال میں اسد مشب برسیم ممکر مسند بعنی بها در آو می در را در الم میں موال میں اسکا قرینہ ہے۔ جس سے معلوم بہو تاہیے تیر حلا می الاحقیق در را در الم میں اسکا قرینہ ہے۔ جس سے معلوم بہو تاہیے تیر حلا می الاحقیق میں مواد ہے اور بومی دیتر حلا میں اسکا قرینہ ہے۔ جس سے معلوم بہو تاہیے تیر حلا میں الم

بنيس بلكشيرس جس كوتث بيددى كمى بيعينى منب إوررجل شجاع مرادس مجا زِهرسل ، بر کرجن محبیس علا تو اس کا اجالاً او پر ذکر کیاگیاہے اس جگہ ہم اسکی تفصیل بیش کرتے ہیں ۔ ملاحظ ہو۔ بوك كرمسبب مرادليا جائ عيب رعينا ألغيث واس مثال مين غيث سبب سي اور كماس وعزه مسبب س مثال میں غیث کیعت نی سبب کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور سبب بعی نگھا س وغیرہ مراد لی گئ ہے اسی کئے سبز ں وغیرہ کو حرایا جا ماہیے، بارش کو نہیں حرایا جا تا ملکہ گھا س وعیرہ زمین میں بیدا ہونیکا سبب بارش ہو ہی ہے۔ بول زرسب مرادلیا جائے جسے اصطورت الستماع نبات الاسمان نے تھاس کوبرسایا ہیں بارش سبب نمات سے اور نبات اس کا سبب سے ۔ اس حگر نبات بیسنی مسبب بولا گیاہے اور سبب عیسنی بارش مراد لی ئی ہے ۔ دس، کل کیااطلاق جزء پر کیا جائے معسنی کل لولا جائے اور جز ، مرا دلیا جائے ۔ اس کی مثال قرآن مجید کی تبت ہے بعدوت اَصابعہ ہے اُ ذانہ ہے۔ منافقین کے متعلق ایک طالت کا بیان ہے کہ حب اسمان بریجلی کڑا کتی ہے یو شدت خوف اور گھرار بط کی بنار پر بیادگ ابنی انگلیوں کو اپنے کا لؤں میں داخل کر لیتے ہیں۔ اس بت مباركه مين لفظ اصابع . اصبعة كي جمع سيِّ معيسي انظيال كل بولا گياسيدا ورجز برمراد ليا گياسيد . ديم ، جز برولا جلسة ا ورکل مرا دلیا جاسے مصے فتعرموم اقب بھ دگر دن کا آنزاد کرنا پر تعبہ جزیر ہے مگرکل مرا دسے بعد بی صا وہے قبہ دِغلا) ، پورے غلام کے آ زاد کرنیکا حکمہے - (۵) مقید بولا جائے اور مطلق مراد لیا جائے جیسے مِشْفُرُ اونٹ کے ہونٹ کو کہتے بین مگرمیشفتم بولاجا ماسهه اورلمطلق بهونٹ مرا دلیا جا <sup>ت</sup>اہیم بعیسی مطلق بهونٹ خواہ اونٹ کا بهونٹ مہو پاکسی دوسر جاً زاركا ٤٦٠ مطلق بولاجلسة اورمقيدم إدلياجاسة منالاً مطلق بوم ابولا جلسة اوربوم القيامة مينى قيامت كادن مرا دلیا جلئے جوامک مقیداور مخصوص دن ہے۔ دے، مضا ف مضا ف الیہ میں سے مضاف کو حذوت کر دیں اورام مگهُ صُرف مضاف اليه كود كركرديا جلئے جيسے واسٹ الغماية وقريہ سے سوال سجيے > مراد ساگرِن قريہ ہيں بعنی قريہ والے سیسی اہل قریہ تو اہل کو حذف کر دیا گیا اور القرہے، مضافِ الیہ کو اس کی جگہ ذکر کر دیا گیاہیے دہ، کسی چیز کا آئندہ کے بیعنی مستقبل کے لحافہ سے نام رکھدینا ۔بیعنی جو جیز ملکرائس وصف کے سائمہ متصف ہوگئی اس کو حالی ً ہی میں مصف سمجھ کرنام دیدین اجسے مبلی جماعت میں بڑھنے واکے ارائے کو مولوی کے نام سے پھارنا جدرہ و مولوی كاكورس دس سال بعب ربيسيط كا- ياخ كااراده كرنيواليا ج ك جانيوالي كوحاجي كهركيكارنا حالانكه حاحى تووه تج سے فراغت کے بعد بنے گا مگر پہلے ہی سے اس کو حاجی کہ کر بیکارا جانے لگے ، ۹ ، ماضی اور زمانہ گذر شنہ کے حال کومیش نظر دکھ کرمستقبل میں اس گواس وصعت سے متعہد کردینا جیسے وابو االیتی امکو الہشدیم دیم ایوالیتمول توديدوى اس محكم حب كا باب اس كے بالغ ہونے كے بعد انتقال كيا ہو آيسے بالغ بغير باب والے شخص كويتيم كها ي كيوبكه بالغ مونيك مجديتيون كا مال يتيون كوديد ما جا المسير - بالغ بهون يصييل ان كوان كا مال منهير ديا جا ما حالانکه و ه بیچ بالغ موس<u>نه سیل</u> توبیتیم سخته بالغ موس<u>ه نیم بو</u> بعد میتیم منهی رسیه مال ملنه کمیوجه سه و ه مالدار موسک<sup>و</sup> منظرا منى كے لحاظ سے تعین اکمان نے لحاظ سے ان كويتيم كماكيا سب درا محل بول كر حال مراد لينا جيسے فليدع نادية

gag gag

یس چاہئے کیروہ نا دیہ کو ملائے میسنی مجلش کوملائے ۔ مرا دا صل مجلش ہیں بعن محلی والوں کو ملائے ۔ تو محل **بولا گ**ماا در عال مراد ليا كياسي - داا، حال بولا جلسة اورمل مردليا جاسة - جيرة أمّا الّذِينُ ابْيضَتْ وجوهم م فوم هم الله ببرطال جن کے چبرے سفید ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت ہیں ہوں گے۔اس مگدر حت سے جنت مراد سے۔اور جنت اللہ کی وحت كامقام اورمحل ب. تووه رحمت مين بول كي بعين محل رحمت معنى جنت مين بول كي درايكس چيز كا آله بولا جاست المرادليا جائے يعن آلة شي بولا جائے اور آلمرادليا جائے جيے واجعل لى لسات صد ف ألاحوين - اے الشرمي كوسي زبان عطاء كروك - اس حكرزبان سے ذكر مراوليا كيل ہے۔ دست و متضاد چروں ميں امك كا اطلاق ووس برجيب بضيركا إعني (نايينا ،كيلي استعال كيا جائے ، اسى طرح اعنى كالفظ بصير كيلية استعال كيا جائے ورون زيادة جے ایس کمٹلہ شی ۔ اس کے اند کوئی چیز نہیں ہے ۔ اس مثال میں تھے اور مثل ہم معظ ہیں اور اے زار ہے تواس مقام بركا ن كازائد بونا مجاز مرسل كالك علاقه ب (١٥) بحره منبت كلام بن عموم كيك بولناجيس علت نفس - قیامت میں ہر رنفس مان لیگا جواس نے دنیا میں عمل کیاہے کام موجب ہے اورنفس برو سے حس سے عموم مرادلیا کیاہے۔ دان مجاورت مینی قرب اور بڑوس کیو جہسے ایک چیز کا اطلاق دوسری چیز برکر دیا جا ہاہے صي حرى المديزاب برناله جارى بوكيا - ميزاب لفظ بولا كياا ورجارى بوك والا يعنى بان مراد كياكياب -د١٤> اصرالبدلين ميسى برلين مي امكير كا اطلاق دومرك يركزنا - جيسے فلاكُ اكت ك اللهُ م اس مثال مين دم سوديت مرادست و لفظادم بولاگیا اور دیت مرادلی کئی سے کیونکه دم کا برل دیت ہے۔ د۸۱) معرفه کا اطلاق کرنا واحد نکر ہیر۔ جیسے اللُّهُ بِمِ لِيمُ معرف باللام سِهِ مكرًاس مكر غير متعين كميذ مراد لياكياسيد و١٩ صدف ركسي چيز كو حذف كردينا مجاز مرسل سب عطي أنما الاعمال بالنيات واس مثال مين تواب كالفظ محذون سد واصل عبارت يدب النما تُوابِ الإِعمالَ بالنيات - ٢٠٥) مضاف اليركو صرف كردينا جيسے عَلَمُ أدَمَ الاسْمَاءُ - اس بي اساركا مضاف الير مذف كرد ما كياب اور الاسمار كاالف لام مضاف اليدك مرتى مين لاياكياب - اصل عبارت يوسب وعلم أيم اسمار السميات - دام مروم بول كرلازم مرادليا جامات جي فرزوق ك اس قول بي سه ساطلب بعدالدارعت كم لتقربوا وتسكب عيناى الدموع لتجمر

کرنا - لوگ فلاں فلاں غلطیاں کرتے ہیں۔ عام لفظ بولاگیا مگر مخصوص و ہنخص مرا دے جس کو تنبیہ کی جارہی ہے ۔ نمکورہ بالا چوہیں علاقات مجار کے ہیں اور پجیسواں علاقہ استعارہ کا ہے اسٹے پجیس علاقے بیان کردیئے گئے مگریہ تعداد غوروفکرکے بعد مبیان کی گئی ہے ۔ اہل مبیان اس میں اضا فرمبی کرسکتے ہیں ۔

كَمَا فِي اللّهُ وَاللّهُ وَهُوَ السّجَاعِ اسكَا والمعطى المَاعَةُ نَسْمُ عَلَا عَيُرِ سَرَيْ اللّهَ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ وَالّهُ وَاللّهُ وَل

ا پنے سبب کے ساتھ متصل ہواکر اسبے اور صورة اس کا مجاور ہونا ہے۔ ایسے ی معلول مجی اپن علت متصل اوراس کا مجاور ہوتا سبے متصل ہوتی ہے اور ملک متعملک رقبہ کے متصل ہوتی ہے۔

ا وپر بیان کیا جا چکاہے۔ مجاز مرسل کے جیتے علاقے اتصاب صوری کے ہیں اور ملاقہ تشہید کو اتصال معنوی کہا تھا۔ اس عبارت سے بلا ترتیب لف ونشر مرتب کے ماتن سے ان دو یوں کی مثالیں تقریبہ فرایا۔ان دویوں مثال اتصاب صوری۔ فرایا۔ان دویوں مثال اتصاب صوری۔

تشريح

کی ہے حالانکہ ما تن ہے ان میں اتصال صوری کو پہلے دکر کیا تھا اور اتصال معنوی کی اور دوسری ممال الصال طوری کی ہے حالانکہ ما تن ہے ان میں اتصال صوری کو پہلے دکر کیا تھا اور اتصال معنوی کو بعد میں ذکر کیا تھا۔ بہر حال مثال تسمیۃ الشجاع اسرکے کسی بہادر آدی کا نام شیر رکھ دینا۔ یہ اتصال معنوی کی مثال ہے کیو نکہ رجل شجاع اور اسد و و بعد ایک مشال ہے کیو نکہ رجل شجاع اور اسد کہدیا و اور مشیر کا صند خاص موان موان موان موان ہو اور میں اسی وجہ سے بطور استعارہ بہا درا دمی کو اسد کہدیا جا تاہے اور را جوان ہونات صرف شیری کے ساتھ حوانیت خاص مہیں ہے۔ اسی طرح جس آدی کا مندگذرا ہو اور بدبو آتی ہو اس کندہ دہن کو جسے رجل شجاع کو اسد منہیں کہا گیا ہے۔ اس لئے گذرہ دہن ہونے میں شیر ہرخاص و عام میں مشہور مہیں ہے۔ مسام در نہن ہونے میں شیر ہرخاص و عام میں مشہور مہیں۔

دوستری مثال القبال صوری کی ہے۔ میسئی تسمیۃ المطرسماء ۔ بارش کا نام آسمان رکھ دینا کیونکہ مطریعی بارش کی صورت سام میں بارش کی صورت سے متصل ہے اور مثال میں سما دبولا گیاہے مگر با دل مراد لئے گئے ہیں کیو بکہ عرب کے عرب میں برادیر کی چیز کوسما و سے تعبیر کیا جا تاہے اس لئے عرب کے عرب میں برادیر کی چیز کوسما و سے تعبیر کیا جا تاہے ہوئی استماء کی میں ہو تاہے اس لئے بادل کو بھی سما دکھ کی خوب کے مسلمان سے موسلا دھا رہا بادل کو بھی سما درج بادل مراد ہیں اور جو نکہ بارش ہمیشہ بادل ہی سے برستی ہے اس لئے مطرکا صورتی کیوجہ سے مجازا مطرکو انقبال سما درج براد میں سے سے تو اس اتصالی صوری کیوجہ سے مجازا مطرکو

سمار د بادل ، کهر پاگیاہیے

درمیان اتصال صوری با یا جانامتحق ہوگیا۔ مثال کے طور برشراء علت ہے اور ملک معلول اوراس سے متصل ہوتی ہے کیو بحہ خریداری تام ہوتے ہی فوڑا خریر نبوالے کے لئے کمک ثابت ہوجاتی ہے۔

دوسرى مثال ملك رقبه سبب به ملك بضع كيام اور ملك بضع مسبب ب اوردو بول الك دو سرے كمقل

ور قرمیب ہوئے تہیں۔

علم المجار المحروب المحروب المحروب المحروب المورك المورك المحروب المح

وَالاَتَمَالُ فَمَعَ الْمَسُوعِ كُيْفَ شَرِعَ نظيرالَمَعَ اى العلاقَ مَ فَ المَعَوالَ نَى شَرِعَ المَسْرِعِ المُحَلِي عَلَى المُعَنَى فِالْمَعُوى فِالْمَعُوسَاتِ كَالاِتَمَالِ الْمَعْوَى فِالْمَعُوسَاتِ كَالاِتَمَالِ الْمَعْوَى فِالْمَحُسُوسَاتِ كَالاِتَمَالِ الْمَعْوَى فِالْمَحْسُوسَاتِ كَالاِتَمَالِ الْمَعْوَى وَالْمُجَرِي الْمَعْلَى الْمَعْوَى وَالْمُحَرِيقِ الْمَعْوَى وَالْمُعَلَى الْمَعْوَى وَالْمُعَلَى الْمَعْوَى وَالْمُعَلَى الْمَعْوَى وَوَحُورُ الْمُعْلَى الْمُعْوَى وَالْمُعْلَى الْمُعْمَى وَالْمَعُلَى الْمُعْلَى الْمُعْلِى الْمُعْلَى الْمُعْلِى الْمُعْلَى الْمُعْلَى

اسی طرح صدقہ اور مہد و ونوں اس میں شریک ہیں۔ دونوں میں سے ہرا کی مغیر عوض کے مالک بنائیکا ذرائیہ ہیں۔ مہمی اورصد قدیمی لہٰذا دونوں میں اس التصال اورا شتراک کی بنار پر بہم کالفط صدقہ کے لئے اور صدقہ کما نفط مہد تحیلے مستعار مسکے طور پر استعال کیا جا سسکتا ہے بعنی صدقہ بول کر مہد اور مہد بول کرصد قدم ادنیا جاسکتا ہے۔

جینے ایک خص نے صدقہ کرنیکے ارا دہ سے کہا۔ میں نے یہ چر تحد کو مہر کردی تو یہ صدقہ شمار مہو گااور دینے والے کواب اس چنز کے والیں لینے کاحق نہ ہو گا اس و صب صدقہ کا والیس لینا جا گرز منہیں ہے۔

القبال صوری کی مذکورہ دو توں اقبام میں سے اول قسم بر سے کہ حکم علت کے ساتھ متصل ہوجی طرح ملک شراء کے ساتھ متصل ہوجی طرح ملک شراء کے ساتھ متصل ہوتی ہو۔ شراء کے ساتھ متصل ہوتی ہو۔ اور علت سے کیونکہ شراء اس لئے وضع کی گئی ہے۔ اور علت سے کیونکہ شراء اس لئے وضع کی گئی ہے تا کہ مس پر

مصنفُن شنے فرما یا اس قسم میں استعارہ جانبین سے درست ہے۔ لہذا علت بول کر حکم اور حکم بول کرعلت مراد کے سکتے ہیں کیونکہ استعارہ میں محتاج الیہ کو دکر کر سے محتاج کو مرا دکیا جا کہ ہیں اور حکم اور علت دونوں محتاج الیہ ہیں تو ایک کو ذکر کرکے دوسرے کو ہم ااور محتاج الیہ ہیں تو ایک کو ذکر کرکے دوسرے کو مراد لیا جاسکتا ہے۔ اور حین حکم خابت کرنا جائز نہ ہواس حکمہ علت ہی بیکار ہوتی ہے جیسے کسی نے حرکم کو خرمیا تو یہ شراد کیا رہوتی ہے۔ تو یہ شراد کیکا رہوتی کے حکم معنی ملک حرمکن منہیں ہے۔

خلاصه به نکاکه مکم اور علت دوبون محتاج ا در محتاج البه بین اسلیم ایک بولکر دوسراا ورد دسرا بولکر اول مرا دلیا جاسکتا ہے ۔

حِنْ اذَا ثَالَ إِنِ اشْتَرَيْتُ عَبُدًا فَهُوَ حُرُّو نَوَى بِهِ الملك اَوَقَالَ إِنْ مَلَكَ عَبُدًا اَفَهُوَ حُرُّونِى بِهِ الملك اَوَقَالَ إِنْ مَلَكَ عَبُدًا اَفَهُوَ حُرُّونِى بِهِ السّعَا ثَاقِ العِسْكَةِ للحُكْمَ وَكَلْبِ فَاتَ النّواءَ عِلَّةُ بِهِ السّراءَ وَيَعَلَّ اللّهِ الْعَلَيْ مِعْلُولُ وَالْاصِلُ فِي الشّراءَ اَنُ لَا يَسْتَرَكُا إِجْمَا عَ الْكُلِّ مِعْ الْمِللُ وَالْاصِلُ فِي السّراءَ اللّهُ اللّهِ اللّهُ وَالْاصِلُ فِي السّراءَ اللّهُ الللللللّهُ اللّهُ

المِلْكِ إِنْ يَشْتِر كَا الاجتماع عُرُفا فان اشْتَرَى نِصِعتَ عبدٍ وبَا حَمَّ نُثُمَّ إِشْتَرَى النصف الأَخْرَ يَعِتَى هٰ لَا النصف في صُورٍ وَ الشراء لا في صُورٌ وَ المِلكِ باعتبار المعنى الحقيقي لا في صُورٌ المِلكِ باعتبار المعنى الحقيقي فإن قال أمّ ذ ث با حلاهِ مَا الأَخْرَيُصِلَ تُ فَي فِالسَّواء بالمِلكِ وَ لَمْ يُعتِى المِحتَّةِ الاستعام وَ في السِلكِ وَ لَمْ يُعتِى المَاعِ مَا وَى الشراء والمُلكِ وَ لَمْ يُعتِى فَعْمَوْم وَ مَا وَى الشراء والمَن العَبُ المباقى في صُورٌ وَ مَا وَى الشراء والمِلكِ وَ لَمْ يُعتِى فَعْمَوْم وَ مَا وَى الشراء والمُلكِ والمَن العَام والمَن العَلْم والمَن المُلكِ والمَن العَلْم والمَن المَا في المُن المُن

ان ملک عدار ان ملک کو گرکی تخص ان استوب عبداً انهو و می ان دون سر ملک کی شت کرے۔ با

ان ملک عبداً ان ملک عبداً انہو کو گئے کے اوراس سے خریس کی منت کرے قان دونوں صورتوں میں دیا نہ اس کی تصدیق کی جائے گئی یہ طت کا استعادہ حکم کے لئے ہے اور حکم کا استعادہ علت کے لئے تفریح ہے کیو بحد شرار علت سے اور ملک اس اصل یہ ہے کہ کم کا ملک میں جمع ہونا شرط نہیں ہے اور ملک میں اصل یہ ہے کہ عزفا مل کا اجماع ضرط برا احراس کے بعد لفصت اخر میزانوں سے دور مدام اوراس کوفر و خت کردیا اس کے بعد لفصت اخر میزانوں سے اور ملک میں اصل یہ ہے کہ کم کما کہ کہ کی صورت میں اور ایس کے دور لفصت اخر میزانوں سے اور ملک کی مقدیق کی محتوظ میں اور اور اور اوراس کو مورت میں جبکہ اس نے ملک بول کر شراء کی جلائے گئے کہ و کہ کہ اس نے ملک بول کر شراء کی سے تصدیق میز کہا کہ کو میں اس کی میزانوں کا مین کی ہو لیکن قاضی میں آزاد در ہوگا گئی کہ مین کی ہو لیکن قاضی اس اس کے خصوص ہے کہا کہ اوراس صورت میں میت کر ہوگا کہ کہ اوراس صورت میں میں اس کی میت کر میں کہا کہ اوراس مورت میں میت کر میا علیاء نے الیسا ہی کہا ہے ۔ اور مذکور ہو اس آزاد ہوجائے گئی اوراس کی میت کی ہو تصدیق میز کر کا کہو تک اس نے اپنی ذات میں مین اس کے میت کی ہے تصدیق میز کر کا کہو سے دار مذکور ہو اس کو اوراس صورت میں میں میک ہولیکن قاضی میں ہوتا کہوں کہ میا ہو سے شراء ہو کہ ہوسے میں ملک ہول کر شراء مراد لیا تھا ، میں ہی اس پر تخفیف کر کر کا الی میں میں ہوتا کہوں کہ اوراس صورت میں بھی قضا تو اس کی تصدیق کی جائے لیکن بیا عزاض مصند ہوتا کہوں ہوتا کہوں کہ اوراس صورت میں بھی خصوص ہے لہذا مناسب بر ہوتا کہوں کہ اوراس صورت میں بھی خصوص ہے لہذا مناسب بر ہوتا کہوں کہ اوراس صورت میں بھی خصوص ہے لہذا مناسب بر ہوتا کہوں کہ اوراس صورت میں بھی خصوص ہے لہذا مناسب بر ہوتا کہوں کہ اوراس صورت میں بھی خصوص ہے لیکن اس میں موت اس میں ہوتا کہوں کہ اوراس میں موت اس کو کرکور میں موت اس کی تصدیق کی جائے کہ کہوں کے کہو کہ کو اس موت سے جب کو اگر میں کو کرکور میں موت کو کرکور کو میں کو کرکور کو میں کرکور کو کرکور کو کرکور کو میں کو کرکور کی کرکور کو کرکور کرکور کو کرکور کو کرکور کرکور کو کرکور کرکور کو کرکور کرکور کرکور کو کرکور کرکور کو

كونكره كمها بهوليكن أكرانه العبد كم كم تعين كرديا تواس باريمين لمك اور شراء وونون برابر ببي كداس مين اجتماع كل عبركا شرط منهين ہے كيونكه تنفريق اوراجتماعی طور بر ملک مين آنجا نا وصف ہے اور وصف حاضر ميں لغوا وربيكار ہوتا ہے البتہ غائث ميں اس كا اعتبار كيا جا تاہے۔

اتصال کی اول صورت برہے کہ کم علت کے ساتھ مصل ہو۔ جیسے ملک شراء کے ساتھ مصل ہوتی ہے اوراس میں استعارہ دونوں جانب سے درست سے داس اصول پر بطور تفریع کے فرایا۔ اگر کسی نے کہا دو ارمِث قریت عبر فعوم تا اگر میں نے غلام کو خریدایس وہ آزاد ہے۔ ادرائ وق ملات

عبدُ لِفُوحِ ﷺ کہ اگر میں غلام کا مالک ہواتو دہ آزا دہبے مرادلیا۔اسی طرح اگر اس نے دِن ملکت عبدُ لِفِهوسی مہا ا وف دِشتیت عبدُ لِفُعومِ مرادلیا۔ نوان دونو ںصورتوں میں قائل کی تصدیق دیا نہ کیجائے گی۔ مگرا ول صورت میں قاضی کے بہاں قضاءً ''سلم نہ کجارئے گی اور دوسری صورت میں دیا نۂ اور قضاءً وونوں ہیں قبول کی جا نئے گی۔

مذكوره بالا قاعده كے مطابق اگر كسى ك ان اشتر سي عبد افہو و ما كہا۔ يہ كہنے كے بعد اس نے يہ كہا كہفت غلام خريدا اوراس كوفروخت كرديا اس كے بعد لضف آخر كوفريدا تو يہ دوسر ابضف حصداً زاد ہو جائے گائيونكو غلام كة زاد ہو ابنى منظر على الله على الله كائيونكو غلام كة زاد ہو ابنى كائي ہے خلام كة زاد ہو ابنى كائي ہے لئے اللہ على الله الله على الله الله على الله الله على الله على الله على الله على الله على الله على الله الله على الله الله على الله على الله الله على الله على الله على الله الله على الله الله على الله على الله على الله على الله على الله الله على الله على الله على الله على الله على الله على الله الله على الله الله على الله على الله على الله على الله على الله الله على الله على

ہیں ہوتی۔

اوراگر کہنے والے نے کہا ان ملکت عبد افہو صور اگریں غلام کا مالک ہواتو و و آزا دہے اس کے بدر نصف غلام کوخر بدلیا اور بھراس کوفروخت کردیا اس کے بعد باتی نصف حصد کو خریداتو یہ نصف آخر آزاد منہو گا اسلے کہ آزاد ہونیکے لئے شرط یہ سے کہ وہ غلام کا مالک ہوا در ملک میں اصل یہ سے کہ وہ پورے غلام کا مالک ہوا در میاں

بوراغلاً اس كى مكب ميسنين آيا اسك شرطسني بان كئ لن اغلام آزاد نه ہوگا

شادے علی الرح فراتے ہیں ان اختریت بول کرجب اس نے ان ملکت کا ارادہ کیاتوقاضی اس کی تصدیق ند کریگا بلکہ ان اختریت عدمًا اللہ کی بنیا دیر غلام کے نصعت آخرے آزاد ہونیکا نیصلہ کرے گاکیوں کہ اس صورت ہیں اسکا سے اسٹوریٹ تخفیف کا ارادہ کیا ہے اور نبیت اپنے مفاد میں کی ہے اس طور برکہ اس نبیت کی صورت میں غلام کا کوئی حصد آزاد مہو ما اور سنیت نہونیکی صورت میں نصف نائی غلام کا آزاد ہو جا آ اسے لہٰذا شرار بول کر ملک مرادلینا بالکل مسلم کے حق میں اور مفاد میں ہے اور اس سے غلام کا نقصان سے اسلیم مسلم مہم مالکذب ہوگیا۔ اس سے قامی اسکی نبیت کی تصدیق بذکر گا۔

اس دلیل سے بیمبی واضح ہوگیا کہ مشکانے اگر ملک بولا اور شرار مرادلیا توقا صنی مشکل کی تعدیق کرے گاکیونکہ اس صورت میں مشکلے سے ایپنے لئے تخفیف کا ارا دہ منہیں کیا ہے ملکہ ایک درجہ میں تشدید کی نیت کی ہے کیونکہ اس موتز

میں غلام کانصف حصد زاد بوجا اسبے جس میں متکام کا نعصان سے۔

ا درملک بول کرشرارمراد نه لینے میں غلام کاکوئی حصه آزا دمنہیں ہوتا جس میں متکا کا بورا بورا فائڈہ ہے۔خلاصہ یہ کہ حب متکلم ابنی نیت میں متہم منہیں ہے تو اس صورت میں قاضی اس کی تصدیق کر دکیگا اور ان ملکٹ بران اشتریتُ مرد برسر

وَاعْ وَمَ عَلَيْهِ اللهِ مَكُواسِ بِرائيهِ اعرَاضِ كِالْيَاسِهِ . وه يه كُنتكم نے اِنْ طکت بول کر إِن اشر بت کاادا ده کیا اس حورت بیں بحی متکلم کے حق بیں تخفیف کی منیت موجود سبنا دراس بیں بھی متکلم کامفاد سبے کیونکہ ملک عالی ہے جو متعدد طریقوں سے حاصل ہوسکتی سبے مثلاً شراء بہہ ، وصیت ، میراث وغیرہ دیسنی اِن ملک مے کہ کی صورت بین کم کا غلام کا خالک ہو نااس دقت بھی جب کمی نے شکم کو جریدا ہو اور اس وقت بھی جب کمی نے شکم کو بہہ کردیا ہو اور اس وقت بھی جب کمی نے شکم کو میں اور ایر اور شراء ان اسباب بیں سے مون ایک سبب کے ساتھ مخصوص سبے جس سے شکم کا فائد ہ ہی فائد ہ سبے اور اِن ملکت کم کر اگر شرار کی منیت بذکر تا تو ذرکورہ و میکڑ صور تو سے خلام کا مالک ہونے سے خلام کا مالک ہونے اور دو اس وقت خلام کا فائد ہ ہوتا اور مشکم کا فائد ہوتا اور مشکم کا فائد ہ ہوتا کا فائد ہ ہوتا کا فیصور توں میں آزاد منہ ہوگا۔ اس می مشکم کا فائد کہ تضافر اسکی منبت کی تقدیق نہ ہونا چاسیت میں متم میکھ کیا تو قضافر اسکی منبت کی تقدیق نہ ہونا چاسیت منام کا فائد کا فائد کی خطافر اسکی منبت کا آب اعتبار کر نے ہیں۔

جوآب ، شارح ن اس اعترام كر مواب من فرمايات والكر لابود على لمعنف لانه لمحيت وفل لذكر الما المتعدم لذكر العنام التعديق الفاكم الفضاء " شارح له كما اتن بريه اعترام اسك واردنهو كاكيونك مصنف ك دونون مي صورة سيس ديانة تقديق كريكا تذكره كياس كريكا تذكره كياب مكر تفاركاكوني تذكره منيس كياتواس ب

کو ئی اعتراض تھی دارد منہوگا۔

من ارت کا فول ، دندگوره بالانفصیل اس صورت میں ہے جب سم کے لفظ عدکونکوہ ذکر کیا ہو یعنی إن اشتریت عبّرا ، من کلک عبّرا کا کلک ہوائی ہو ۔ اوراگر بحکر ہو کے بجائے خدکورہ مثالوں میں عبرا کو معرفہ ذکر کیا ہے اور کہ اہمے ہو ان ملک ہؤالعبر فہو ہو گئے ، بان ملک اختراع سے شرط نہوں نہوں نہوں کا اور اجتماع کے شرط نہوں نہیں ملک اور شراء وویوں ہی برا برسیے ۔ اور دویوں صور توں میں فلام کے جمیع افراد کا ملک کے اندرجع ہونا اشرط منہیں ہوتے ہیں ۔ امراح مائون اور اجتماع ایک منبیں ہے ۔ الہٰذا فلام کا فری تفعید حصد دویوں میں آزاد ہوجائی کا کیونکہ تعرق حدا ہونا اور اجتماع ایک مجمع ہونا یہ اور اس میں وصف کا اعتبار میں معتبر مہوستے ہیں ، حاصر اور جو دوجو دہوا س میں وصف کا اعتبار منہ کی ماہ میں کیا جاتا ہے۔ انہوں کیا اور اس میں وصف کا اعتبار منہ کی کہا جاتا ہے۔

أدر مبذا بحره والى صورت ميس غلام ما صراور موجود بنبي بلكه فاثب سيداس اليح اس بي اوصات تفرق واحمال

مر ان گفترین کامطلب: به به که سکه اور فرا و نر تعلیات در میان اس کا تول معتبر سوگا بعن مفق اس کی نیت کے مطابق فتوں کے مطابق نور کی نیت کے مطابق نور کی نیت کے مطابق نور کی نیت کے مطابق نیست کے موانق فیصلہ صادر کردے گا اور قضام تصدیق ند کرنیکا مطلب بیست کہ تاصی اس کی نیت کے مطابق فیصلہ نہر کیگا۔

كَالْتَا فَإِلَى الْمَكُونُ الْمُكُورُ السَّبِ السُرَادُ بالسَّبِ مَالاَيُونُ عَلَّمَ أَصْنُعِنَ إِلَيْعَا الْحُكُمُ وَوْ الْصَطلاحِ مَا يَكُونُ كُلِم يَقًا إِلَى لَحَكُمُ وَلاَيْضَا فَ السَّكِم وَجُوبٌ وَلاَ وَجُودٌ وَلاَ تَعَقَلُ فَيْ مَعَافَ الْعَلَى مَا يَكُونُ كُلُم يَقَالُ الْمَكُمُ وَلاَيْعَالُ اللَّيَ الْحُكُم وَ لِلْمُ الْمُكَافِ اللَّهُ اللَّيَ الْمَكُورُ عِلْمَا فَ الدَّهَا فَ الدَّالِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ الْمُلْكُ اللَّهُ الْعُلِمُ اللَّهُ ا

توملک رقبہ زائل ہوجائے گی تواس کے زوال کیو اسطہ سے ملب متع بھی زائل ہوجائے گی بس اس کے بعد وطی طال منہ سے بہال تک کہ وہ نکاح کرلے۔ اسی طرح ملک متع کا ثبوت ملک وقبہ کے ثبوت سے متصل ہے۔ مثلًا یوں کہا \* اشتریت المجہ سے نہوت کے واسطہ سے ملک وقبہ ابت ہوجائے گی اس ملک شوت کے واسطہ سے ملک

متعهم نابت بروجليج كي-

والت فى الصال المسبب الخ دوسرى قسم يه به كرمسبب البين سبب ك سائه متصل بود يداتعال شرى صورى كى دوسرى قسم بهد وه ش بيع جو علت نديوا وراس كى جا نب حكم براو

تشريح

اوره کما براصول فقد کی اصطلاح میں سبب وہ چیز ہے جو مکی کہ جانیوالا ہاستہ ہوگو یا سبب اس واسطے کا نام ہے جو حکم تک جاتا ہوا وراس کی جانب وجوب حکم اور وجو دھکم میں سے کوئی بھی نسوب نہ ہو اور نہ طت کے مطنے پائے جلے ہوں - ہاں اس واسطہ اور حکم کے درمیان ایک ایسی علت ہوجسکی جانب حکم نسوب ہو۔ اس مقام ہرشا رہے نے وجوب کی قید کا اضافہ کیا ہے جس سے علت خارج ہوگئی کیو بچ علت کی جانب وجوب حکم نسوب ہو اسبے اور واسری قیروجود کی لگائی ہے اس قید کی بنا پرسٹ رط خارج ہوگئی کیو بچ وجود حکم مشرط ہی کی جانب نسوب ہو الہ اور وہاں کے سبب کا تعلق سے تواس کی جانب وجود حکم اور وجوب حکم میں سے کوئی نسوب نہیں ہوتا ۔

ے انصاک دوال ملا المتحق الو - جس طرح مک بضعه کا زائل ہو نا ملک رقبہ کے رائل ہونے کے سائے متعلی ہوا اسے متعلی المتحت الو - جس طرح ملک بضعه کا زائل ہو نا ملک رقبہ کے رائل ہونے کے سائے متعلی ہوتا ہوں ہے ۔ اس قسم کی مثال اتصال بب السبب کی مثال سے متعل ہونی مثال اتصال بب السبب کی مثال سے جواس طرح ہے ۔ ا ذا قال لا مت انت حرة يزول به ملك الدقت كه جب كسى نے ابنى اندى سے كہا تو آزاد ہوجا كيگى اور ملک رقبہ كے زوال كوسط سے كہا تو آزاد ہوجا كيگى اور ملک رقبہ كے زوال كوسط سے ملک بتع مى زائل ہوجا كيگى اس لئے آقا كے لئے اب اس آزاد كردہ باندى سے ولمى كرنا حلال رہ ہوگا۔

سے ملک سعی بی زائل ہوجا میں اس کے کہ آزاد کرنیے اب اس ازاد کردہ بائدی سے وکلی کرنا طلاں ہوجا ۔

الامالیاتی آجات اللہ علاوہ اس کے کہ آزاد کرنیے لبد آ قااس بائدی سے بعد میں نکاح کرے ۔ اس مثال میں انت ہو ہ اور ترقی ازادہ ہے اور سبب وسبب و دونوں کے درمیان زوال ملک رقبہ علت ہے ۔ خلاصہ اور وہ ایسی علت ہے جس کے توسط سے حکم یعسنی ملک متو کا زوال سبب بینی انت ہر ہ کی جانب منسوب ہے ۔ خلاصہ یہ کہ زوال ملک متعہ زوال ملک رقبہ سے زوال ملک رقبہ کے زوال کے توسط سے سبب ملک رقبہ سے زوال کے توسط سے سبب ملک رقبہ سے واسط کے ساتھ منسوب سے اور سبب بیسٹی ملک متعہ کا زوال ملک رقبہ کے زوال کے توسط سے سبب میں انت ہو ہے۔ اور سبب بیس بالسبب کی مثال ملک متعہ کے ثبوت کا ملک رقبہ کے زوال کے توسط سے سبب ہوگئے۔ اسی طرح انتصال سبب بالسبب کی مثال ملک متعہ کے ثبوت کا ملک رقبہ کے ثبوت کے ساتھ منصل ہونا ہے جس کی صورت یہ سبب کہ جب کسی شخص نے کسی با ندی کوخر مدے کیلئے کہا اشتر سے گہر اللہ میں اس با ندی کوخر مدے کیلئے کہا اشتر سے گہر ہو اللہ میں میں نے فروخوت کردیا تو اس باندی کو خرید لیا اور مالک نے کہا بعث میں نے فروخوت کردیا تو اس بیع سے مث تری کیلئے ملک رقبہ ثابت ہو جا گیا اور ملک حوالی اور الک نے کہا بعث میں نے فروخوت کردیا تو اس بیع سے مث تری کیلئے کہا کہ میں باندی کو خرید لیا اور مالک نے کہا بعث میں نے فروخوت کردیا تو اس بیع سے مث تری کے لیا اور مالک رقبہ ثابت ہو جا گیا اور ملک

<u>ΑΝΑΑΧΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑΚΑΝΑΙΑ</u>

اس جگر شوت ملک رقب سے عقد بیع مرا دسیے مگر جہ کا کمک متع کا نبوت عقد سے ساسم اتصال نبوت ملک رقبہ کے ماسطہ سے بواکر تاہی اسی لیئے شارح نے بھی نبوت ملک رقبہ تحریم کردیا ہے۔

تیستی شاّل ، کسی نے ابن باندی سے کہا' نکحتک ِ" ( یس نے بخدسے نکاح کرلیا ) اوربعتک و پیں نے تجکو فروت کردیا ) مراد لیا ۔ تو بربھی درست نہیں کیونکہ نکاح کمک بضعہ کے ثبوت پر دلالت کرتاہے مسبب ہے اوربع جو ثبوت ملک رقب پر دلالت کرتاہیں ۔ اس حکہ سبب ہے ۔ اورمسبب بول کرسبب مراد لینا درست تہیں ہے اس لیے متکاح بول کربیج مراد لینانجی درست نہیں ہے ۔

وولوں کی وحمہ: معی سب بول کرسب مرادلینا کیوں جائزہے اور مسبب بول کرسب مرادلینا جائز منہیں کیؤکہ مسبب اپنے جُوت میں سبب کا محتاج ہوتاہے اس لئے کہسبب اٹر ہوتاہے سبب کا اور سبب اس کا مؤثر ہوتاہے۔ اور اٹر اپنے مؤثر کا محتاج ہوتا ہے لہٰذا ٹاہت ہواکہ مسبب محتاج اور سبب اس کا محتاج الیہ ہے جیساکہ پہلے قاعدہ میان کیا جائچاہے کہ محتاج الیہ بول کر محتاج مرادلیا جا سکتاہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے سبب بولا جائے اور سبب

بیان کیا جا بچاہے کہ ممتاح الیہ بول کر محتاج مراد لیا جا سکتاہے۔ اس قا عدہ کے لحاط سے سبب بولا جائے ادرسبب مراد لیا جائے تو درست ہے اس لئے کہ سبب اسپنے مشروع ہوئے ہیں مسبب کا محتاج سنبی مثلاً لفظ عمّاق حرون کلک رقبہ کے زوال کیلئے وضع کیا گیاہے اور اس کے ذریعہ ملک متعہ کا زائل ہونا اتفاتی امرہے کیو بحہ مثلاً اگر غلام کوائٹ مروز کیا گیا تو زوال ملک رقبہ صا دق آئیکا مگر زوال ملک متعہ صا دق نرائے گا۔ یہی لفظ اگر با ندی سے کہا تو ملک رتبہ

ا در ملک منتعہ دونوں کا زوال پایا جلے گا۔ کہٰذا معسلوم ہواکہ انت حریم سبب ہے ملک رقبہ کے زوال پُر دالکت کڑا سے۔مسبب کے بغیر با یا جاسکتا ہے اور جب سبب مسبب کے بجائے پایا جاسکتا ہے توسبب مسبب کی جانب محتارج

نهوا ـ اسي طرح لفظ بيع ملك رقبه كے تبوت تحييا مشرو رظ ب اور ملک منعه کا ثبوت محض الفاتی ہے ـ مِثلًا بيع اگر

بازی ہے تو ملک رنبہ کے تبوت کے ساتھ ملک متعربی حاصل ہوجائٹیگا اوراگر مبیع غلام معسنی مرد ہے تو ثبوت ملک رقبہ کے ساتھ ثبوت ملک متعربہ حاصل ہوگا کیونکہ مبیع مرد ہے۔

اورا ام شافعی نے فرایا ہے کہ عتاق کا استعارہ طلاق کیلئے اوراس کا عکس میسنی طلاق کیلئے اوراس کا عکس میسنی طلاق کرنے مولان میں سے ہرا کہ سرایت کرنے اورلزی پر مبنی ہے لہٰذا اعتاق معنوی می اخل میں - اور میم کہتے ہیں کہ طلاق رفع قید کیلئے وضع کی گئی ہے - اور عتاق پر مبنی ہے لہٰذا اعتاق معنوی می اخل میں - اور میم کہتے ہیں کہ طلاق رفع قید کیلئے وضع کی گئی ہے - اور عتاق

دومیری مثال کسی نے اپنے علام سے کہا وجہ لے حدیق '' دیراچیرہ آزاد سے ) اس متال ہیں آزادی کو چرم کے

معينے :-لاگو ہونا ، ضنح اورانعطاع کو قبول نرکرنا ۔میسن عتاق اورطلاق جب واقع ہوجاتے ہیں تو پھر مرانبس بوت بلكه لازم بوجلت بن

تَعْلِيوْ يَ مَالَتَهُم ط ، والسي طرح طلاق اور عناق شرط يرمعلق كئة جاسكة بين ميسني دونون تعليق بالشرط كالحمال رکھتے ہیں لہٰڈ امعلوم ہواکہ ملاق اُدرعتاق دونوں ہیں انصال معنوی با یاجا تاہے معیسی ازالہ ملک، سراَیت اور لزوم اورتغلین بالشرطه کا دونوب احتمال ریکھتے ہیں۔ اور جب اتصال معنوی طلا ی و عتاق کے درمیان موجود سے تواس اتصال کی وجہ سے ان میں سے ہرامکی کو دوسرے کے لئے استعارہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلًا استدا ورد جل شجاع میل نقال معذى بايا جآ باسبے اس ليے رجل شجاح بول كراسدا وراسد بول كر رخل شجاح مرادسے سكتے ہيں۔

مِنُ الأنوارشرح اردُّ و يورُالا بوار - حلد دوم \_ ، ۔ الما شافعیؓ کے استدلال کا جواب احباتؓ کی جانب سے دیا جاتاہے کہ طلاق اور عماق کے درمیان باہم اتصالہ م مینوی سے کیو بکہ دولوں کی وضع الگ الگ معانی کیلئے ہوئی ہے۔ چنا یخہ طلاق نیکا ح کی قبید کوختم کرنے تھے لئے 'وضع کی گئی ہے۔ عورت پر ہبوی ہونے کے ناطے جو مایندیاں تقیں کہ وہ با ہر نہیں نکل سکتی، بلاا جا زت کہیں نہیں حا س کے شوہرنے اسکوطلاق دیدیا توعورت پرسے نکاح کی جلہ یا سبَدیاں ختم ہوکئیں اب عورت اپنی صروریات راد ہے ۔ اسی طرح لفظ عتاق کا حال ہے۔ کہ آزادی غلام پرسے ملوکیت کی تمام یا بندیوں کو ختم کر دیتی ہیے جنا بخہ عماق کی وضع توت کو تابت کرنے کھیلئے کی گئی سیدا ور فلام کے آندر جو حکی طور بر کمزور کی اور صنعت بھی کہ وہ اپنی مرضی سے اپن صرورت طبعی مین نکارج نہیں کرسکتا ، کوئی خرید و فروخت نہیں کرسکتا۔ اور جب اس کو آزاد کردیا گیا ا وراِس کوعات حاصل ہوگیا تواس قسم کی ساری یا ہندیاں اور کمزوریاں غلام پریسے دور پوگئیں لہٰذا ثابت ہواکہ عتاق کے ذریعہ وہ قوت غلام کو دیری حمیٰ جو <u>میلے سے</u> حاصل مہیں بھی ۔ عا صَلَ یہ کہ طلاق بھاح کی قیود کوختم کرنے اور عناق کی قوت کو ٹابت *کرنے کیلئے وضع کیا گیاہے تو*ان دو ہوں کے ما ہیں کسی چیز میں شاشنراک سے اور ہنٹ ابہت ہی یا تی جاتی ہے اور جب دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مث ترک<sup>ھ</sup> ۔ دوسرے ساتھ مشاہرت ریکھتے ہیں تو پھران کے درمیان انصالِ معنوی کے کمیا معنے ؟ جالصالِ معنوی دونوں کے درمیان شہن یا یا جاتا تو ٹابت ہو گیا کہ ان میں سے ایک کودوسرے کیلئے استعارہ بھی شہیں کیا ماسكتا - بيسني طلاق كوعتان كريخ اورعتاق كوطلاق كيك استعاره منبي كياماسكتا وبوالمطلوب -<u>ن ميره على اصل القاعدية</u> الح-يشاررحك فيرا يامكر اصل قاعده يرايك اعترا من كياجا سكياسيه - إعتراض يهج ا حنا من کیتے ہیں کرسبب کا استعارہ حکم تعیسنی مسبب کیلئے کیاجا سکتانیے اور مثال میں امنت محقر ہو کہا گیا کہتے۔ اور کھا گیاہے کہ یہ تول ملک رقبہ کے ازالہ پر دلالت کر تاہیے ۔اس کو بول کر انتِ طابق کے مصفے مرا دلینا ورست سے جبکہ انت طالق كمك متعدكے زوال بردلالت كرناہ كيون كوعاق تيسنى انت حرة مجمنا سبب ملك متعركے زوال كے اليح معين انت طالق كم معن كرية - اسى طرح ووسرى مثال بعت نفسى منك مين است نفس كوتيرك باته فروفت كرديا ابول كرنكاح كي معين مرادلينا - كل جائزيد اس لية كة بعث نفسي منك تبوت ملك رقب پردال کیے اور یہ سبب ہے ملک متعہ کے شومت کے لیے اوراس پرلفظ نکاح و لالت کم ماہیے ۔ **ا عنر احن : -** اس پرامک اعتراض *وار د ہو*تا ہے - وہ لفظ عتاق تو اس ملک بضعہ سئے زوال پر دلالت کرتا ہم بطريق كيس أقاكد حاصل بهوى سب اور حوملك بضعه بندي كونكار كسبب سيرحا صل بهواس كے زوال كالفظ عتاق سبت نہیں ہے اور جب عتاق کالفظ ملک تعذیکا تی کے زوال کا سبب نئیں ہے تولفظ عتاق بعنی انت حرق كبناءاس لفظيت انت طالق كي معظ مرادلينا كيونكردرست بهوسكتاب - اسى طرح اس ملك متعه كو ثابت كرتي ہے جو بطور ملک بمین کے صاصل ہوا ور وہ ملک تھہ جونکاح کے طور میرجا صل ہوسیج اس کے ثبوت کا سبب نہیں ہے

DO:

ادرجب بع بعنی بدت ملک تعدے نبوت کا سبب بنیں ، اس طرح ہو ملک متعدبطور نکاح کے نابت ہوتو بع سے نکاح کے شغ کیونکو مراد نے سکتے ہیں ؟
جوارب : \_اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جو مجاز سبب ہونے کی بنار بر ہو ضروری سنہ یا کہ معنے حقیقی معنی مجازی کے متعین کرنے کا بھی سبب ہواس کے لیے تو جس شخ جازی کا سبب ہونا ہمی کا فی ہو تاہے جس طرح غیث مبازی کے متعین کرنے کا بھی سبب ہواس کے لیے تو جس شخ جازی کا سبب ہونا ہمی کا فی ہو تاہے جس طرح فرق برسنی ای وفرو کرنے سے حاصل ہو۔ تو فیث بنس نبات کا سبب ہے اور نبات بارش سے حاصل ہونو او میکا می معافی انت حرق میں مطلقا زوال ملک متعد کا سبب ہونے والی ملک متعد کا صبب ہونے اور نبات مراد ہے میں واصل ہونو او میکا می طور پر ماصل ہوئی ہو۔

دوسری مثال بریع کی بیج ۔ اسی طرح بیع معلق ملک متد کے بیوت کا سب ہے ۔ اب ملک متد خواہ نکاح کے ذاہد قاصل ہوق حاصل ہوق حاصل ہوت ماسب ہے جونکا ح کے ذرائع کا بین سب ہوگی جونکا ح کے طور پر ملک متد ثابت ہو۔ تو بیج کا استعارہ نکاح کے لئے بھی ہے تو اس ملک متعارہ نکاح کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔ کیا جاسکتا ہے۔

ثُمْ بَعِنَ الفلَمْ عَنُ بَيَانِ عَلَاقاتِ الْمَحَانِ شَكَ عَالَى الْمَعَانِ الْمَعْدِي وَالْمَعُومِ وَ مَالاَ يَكُولُ الْمَعَانِ الْمَعَانِ الْمَعْدِي وَمَالاَ عَلَى الْمَعَانِ الْمَعْدِي وَمُولُولُ الْمَعَانِ الْمُعَلِي وَمُولُولُ الْمَعَانِ الْمَعْدِي وَالْمُعَانِ الْمَعْدَى وَاللَّهُ الْمُعَلِي الْمُعَلِي الْمَعْدَى وَاللَّهُ وَاللَّه

ترجی میان کوشروع کررہے ہیں کہ میان سے فارغ ہوکراس چرکے بیان کوشروع کررہے ہیں کہ میرے بیان کوشروع کررہے ہیں کہ ب کس جگر حقیقت متعذر ہویا ہجور ہوتو جاز کی طرف رجوع کیا جا آہے۔ متعذر سے مراد وہ فتی ہے کہ اس کہ بہنچا مشقت کے بغیر ممکن نہ ہوا ورمہجورہ سے مراد وہ شے سیے کہ وہاں کہ بہنچا مشقت کے بغیر ممکن نہ ہوا ورمہجورہ سے مراد وہ شے سیے کہ وہاں کہ بہنچا ممکن ہولیکن لوگوں نے اسکو

مرک کے جارے جلہ علاتوں کے بیان سے فراعت کے بعد ہاتن نے یہ شروع کیا ہے کہ کس بقام پر حقیقت کو مرا کے اور کس مقام پر حقیقت کو مرا کے اور کس مقام پر مجاز کو ترکھے کیا جا تا ہے۔

فقال واذا فعن المعقيقة متعدن الخ تو ماتن في والله جب لفط كم حقيقي معفّ متعدر

بهوں یا مہجور ہوں توان دونوں مبورات میں حقیقت کو ترکٹ کردیا جا تکہیے اور مجاز برعمل کیا جا تاہیے ۔ ح**فیقت منتخ ررہ** :۔ لفظ کے مصنے جس پرعمل کرنا دیشوار بھو اور آسانی سے آن پرعمل کرنا ممکن نہو۔

معبور کا اس میں رہا ہے معالی کے دہ منے جس برعمل کرنا ممکن تو ہو اور اسا کاسے ان پر عمل کرنا میں ہو ہو۔
اول کی مثال اگر کئی تخص نے کہا کہ الله اور اس کرنا ممکن تو ہو مگر کوگوں نے ان منے پر عمل کرنا ترک کردیا ہو
اول کی مثال اگر کئی تخص نے کہا کہ انڈیو لا اُسٹے کا مون ھانا الفالۃ داللہ کی قسم میں اس کو جو رک درخت سے نہیں
کھا توں گا۔ اس مثال میں بعینہ درخت بعن نخلہ کا کھا نا مراد ہو گا اور اگر درخت مجال کر میا تراس کے خوص کرنے ہوئے ہوں کے اور قسم کھا نیوالا اگر معیل کھائے ما نٹ ہو گا جب کہ سے متا ہوں کے اور قسم کھا نیوالا اگر معیل کھائے وا نٹ ہو گا جب کہ

درخت بمل وارمو وربغاس كي تمت سيداستفا ده كريكاتب تولمانت بوكا-

اب اگر تکلف کیافسم کھانے والے نے اور بعینہ در فست کا کچے حصد نیر کھالیا مثلاً درخت کی بھال ، پتے اکر لوی میں سے کچ حصد کھا لیالا وہ حانف نہ ہوگا کیونکہ ایسا کرنا متغذر ہے اور متغذر کے ساتھ حکم متعلی منہیں ہوا کرتا۔

ولا یقال ان المعلومن علیہ الا ۔ اعراض کا حاصل یہ ہے کہ اس حکہ محلومت ہوئی میں فیم کھا ہی تو کی متعذر منہیں ہے اور جب سے وہ کھی رکے درخت کا نہ کھا ناکوئی متعذر منہیں ہے اور جب محلومت علیمیس نی جس کی قسم کھائی گئی ہے وہ متعذر منہیں ہے تو درخت بولکر اس کے مجل ، یا بھل نہونس کی معدومت مورت میں اس کی تعین مراد لینے کی کیا صورت ہیں۔

جوات . - قامده به كرمون فني جب قدم برد افل بوناس توده فني بني كمعظين ادر اسية آپ كونعل منفي سے

مکان کے اندرد اخل ہوئے مغیر اپنا قدم مذرکے گا۔ یہ مجورہ کی مثال ہے کیوں کہ وہ مرفی گا۔ یہ مجورہ کی مثال ہے کیوں کہ وہ اس کو مجور ڈی سے دخول کو سے مغیر نظے ہیں باہرسے تھرے اندر رکھنا ممکن ہے لیکن لوگوں نے اس کو مجور ڈیا ہے۔ اور اگر قسم کھلنے والے نے محمد میں واخل ہوئے مغیر اپنا قدم باہرسے رکھدیا قرصانت نہ ہوگا کیون کہ بیمجور سے۔ اور شرعًا مجور عادةً مہجور اس میارت کا ربط مصنف کے قول اوم جورہ سے سے معین مطلب یہ ہے کہ مجاز کیطون جلنے کے میارت کا ربط مصنف کے قول اوم جورہ ہی درجہ رکھتاہے جودرجہ عادةً مہجور کہا ہے۔

جس بات کوی جانے اس پر کا م کرے خواہ رقم افرار کرے یا اسکار کرے۔

اورجب کوئی شخص می اس بجسے بات نہیں کر گیا تو یہ تاہیں ہے کہ وہ اس بجے سے بات نہیں کر گیا تو یہ تسم بجبن ہی کے زمانہ کے ساتھ کی سے بہت اور قاعدہ مذکورہ کا دوسرا تفریقی سے بلہہے۔
کیونکہ بج سے بات کا ترک کرونیا شرعًا مجورہ سے حضور صلی الشرعلیہ وسلم نے فرما یا ہے "مُن المح بُرُتُم مُ صغیرُ ناوا کم کیو قرک برنا و کہ بھوڑ کی برائے ملاء کی اور ہما رہے علماء کی دوہ جماء کی عظمت نہیا تو وہ ہم میں سے منہیں ہے کہ لہذا اس کو مجازی طرف بھی اجلے گا بعثی مرادیہ کی جائے گی کہ وہ شخص اس خطمت نہیا ہو جائے گی کہ وہ شخص اس خطمت نہیں ہو جائے گا کہ وہ تحف اس بوجل کے گا میماں پر یہ اس سے کلام نہ کرے گا اس خص نے بور سے ہوئی کو ترب میں اور میں جو اور توقیر کا ترب الزم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے۔ اور اس نے کہ جب ذات پر حمل کیا جائے تو صبی کا ترک گا ذم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ میں بواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب می دو صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ صبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب مک وہ سبی ہواور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب میں ہو اور توقیر کو ترک لازم آ باہے جب میں ہو اور توقیر کو ترک کی ترک سے تو میں کو ترک کو ترک کو تو ترک کو ترک کو ترک کو تو ترک کی کو ترک کی کو ترک کو ترک کو ترک کو ترک کے ترک کو ترک کی تو ترک کو ترک ک

ا بگھے اعثر اصن اردہ و مسری تفریع پرشار ہے ایک عتراص نقل کیا ہے۔ ندکورہ بالامثال میں آپئے حقیقت جھوڑ دیا سبت اور مجاز کو احتیار کیا ہے۔ اور مجاز کو احتیار کیا ہے۔ حدیث میں ترکب کام صبی بریماندہ و اور میں اور میاندہ کیا ہے۔ حدیث میں ترکب کام صبی بریماندہ و ارد ہوئی ہے کیونکہ استی ترحم اور شفقت علی الصبی کا ترک کرنا لازم آتا ہے اور برنا جا گز ہے اور بری حروث ایک گذاہ ہے۔ لیکن اگر جسی میں جائے۔ جو انی ایک گذاہ ہے۔ لیکن اگر جسی سے مرادص کی ذات کی جلئے اور قدم کو اس کی پوری زندگی تک وسعت و بدی جلئے۔ جو ان برخ خدا پا ہرز مانے میں بات کرنے کو قسم کے خلاف قرار دیا جائے تو نین گذاہ پرعمل لازم آتا ہے کیونکہ لااکم انہ اللہ جو ان ہو جائے گئے تو میر کا مخاطب ہو گا اور مریٹ الیہ جو ان ہو گا

σοσορούς στο συρματικό το συρματ

يس مقاا ورا كرمضة حقيقي مجور منهول عادة مستعل بوك ليكن مضامي مجازى متعارف بور بعي حقيقت كم مقابله يس

دونون کھاستے اس طور مرکمیپوں کا اندرونی حصه مراو ہو۔ اس عموم مجازی بنام برمنا سب سے کہ ستو کھانے سے بھی

σοσοσοσοσοσοσοσοσοσοσοσο

مانت بروجائ لیکن جبکه ستوعرف میں دوسری جنس ہے تواس کا اعتبار نہیں ہے -

ا نورالانوار طددوم م مو مح احقيقت مستعمله بر اتن فرايا كس في ماك و الله لا اكل من هذه الحنظم ال دالنگ تسمیں اس فراسے یا نی نہیں ہوں گا۔ مز كوره بردومثال مين الم صاحب كزوك مقيقت يرعمل كياجائيكاس بارك مي صاحبين ك دوقول بين-اول مجاز برعیل کیا جائیگا۔ دوسری روایت انکی یہ سے کمعموم مجاز برعل کیا جلے گا۔ محسل في تقصيل وإس اجال ك قدرت تفصيل الأخطر في أين عدوالله الأكر من هذه الحنطة ع صل بیرے کرفسم کھا نیوالے نے متعین گیہوں نہ کھانیکی قسم کھائی ہے جبکہ خطر بعینہ کھایا جا آلہے بعنی اس الفظ كے حقیقی معنی برغمل بھی یا یا جا اہب اس لئے گئیہوں بعون کر کبھی ابال کر اورجب کیا ہو تاہے تو اس کو حیائے بھی ہیں۔ ببرحال مینوں طرح سے میں گیروں ماکول ہے۔حطرکے مجازی مطع کیبوں سے بن ہوئی اشیار ہیں۔ مثلاً اس کے آسے کی رو بی، حلوه وغیره به محر گذرم کی روق غالب استعال ۱ در متبادرا لی الفهم نبی بین کیونکتر عام طور پر لوگ گیهوں کی روقی کھلتے ہیں بعینہ گیہوں کے دانے کوچبلنے کا عمل کم ہے اور حب کہاجلتے کہ ہم روزانہ فیہوں کھاتے ہیں تواس سے ذہن ہیں اس کی بنی ہوئی روق بی کا تصور ہوتا ہے اس لیے مجازی معنے غالب الی العنہ بھی ہیں۔اس لئے منط سے بنی ہوئی روقی مجاز متعارب بوااور جونكم امام صاحب كنزديك حقيقت برغل مكن بداور حقيقي مضامستعال للذاحقيقت ادلي بوكي -اس کے قسم کھا نیوالے نے اگر کمیوں کے دانے کھل کے تووہ اپن قسمیں حانی ہوجائیگا۔ اور صاحبین کے نزدیک کیموں ی رو ٹی کھانے سے حانث ہوگا کیبوں کے دانے کھانے سے جانٹ نہ ہوگا کیونکہ ان کے نز دیک مجازمتا رہنا پر عمِل كرنااو كي سبع - صاحبين كي دومنري روايت كے مطابق بعينه كيبوں معنى د انے كے كھانے سے مبى حانث ہوجائيگا -- کیونکہ سی معنیٰ ا درگهوں کی روقع کھانے سے بھی جانت ہو جا ٹیگا عموم محازك مبن كه السيص معني مراد ليئة حائين كه حققت ان معني كالبحز رسير وعلاهذا اينبغي الز- اس اصول كى بناريرمناسب ب كم فركوره قسم كمان والأكيبول كرستو كمان سيمي مان بروجات یہ درحقیقت ایک محذوب اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض کی تقریر ایہ ہے کہ صاحبین کے نز دیک جہ جاز متعارب پڑل رناادلىت توان كے قول كے مطابق كيموں كے ستو كھوانے سے مجى فركورة قسم ميں حانت موجانا چاہيئے۔اس ليے كستو معی سیوں سے تیار سو السبے جیکہ صاحب سے نزدیک سیبوں کا ستو کھانے سے دہ حاست نہیں ہو گا۔ **چواب** .- صاحبین کی جانب ہے جواب یہ دیا جا تا ہے کہ عرف میں ستوادر گندم اور گنیدم کا آثا تینوں الگ الگ شمار کے جاتے ہیں اور مینوں کی نوع الگ سے اسی لئے ان کے نزد کیے گیروں کا ستو اور گیروں کا آٹا تفاصل کے ساتھ فروخت کرنا درست ہے اور جب صن الگ الگ ہے تو گیہوں کے عموم مجاز کے مصلے معنی گیہوں کا اندرونی حصہ جس سے آٹا مراد ہے ستو کوشا مل نہیں لہذاعوم مجاز عظے مراد کینے کے با دیخود ستو کے کھانے سے متم کھا بنوالا اپنی ذکورہ قىمى مانت ئەبوگا كيونكەتسمستۇكوشا مل سېپ ب

﴿ السُّرِي صُمِينِ اس فرات سے سنہیں بیو بنگا ) کے حقیقی معنیٰ ہیں کہ میں اس دریا سے جس کی حانب اس نے معنى اشاره كياب يا ناسيه مَنه ككاكر منهي بيون كاجس طرح دريا مِي منه لكاكر جا نوريان يبية بي يهمين

مصتعل بس ميساكه ديمات اور حنكل كم اشفر بي دريات مندلكا كربرا وراست يان ييتي بي .

تشارح كى راسىخ : - دوسرى مثال موقىم كها ئ گئ ہے مصى و الله الااشر ب مِن هذا الغراب ريس اس دریائے فرات سے بانی نہ بیؤ نگا) کے حقیق معنی یہ ہیں کو تسم کھا نیو الے نے قسم یہ کھائی ہے کہ وہ فرات سے مندلگا کر بان مہیئے گا - من طغر (رففردت میں حرف بِن د اخل ہے جوابتداء کے لئے آ تاہیے۔ اس کا نقاضاریہ ہے کہ یانی پینے کی ابتاء دريائ فرات سيرويه بيرجب مكن سي كمهان دريك فرات من من ككا كربرا وراست بيا مائ علواور برس كو

واستله ندبناً يا جلك اوردريات منه لكاكر برا و راست بينا ستقل مرق جمي سي جيساكه ديبان اورجنكي لوگ

اس سے مجازی معنی یہ ہیں کہ فرات سے چلو مھر کریا فرات سے برتن کے درایعہ بانی پیا جلنے ا دراسی کی قسم الف كها نيسي اورم مجازي معظ غالب الاستعال اورغالب الى الفهم بمي بي . غالب الاستعال تو اس بنار بركه جبيريه کہا جا آہیے فلاں علاقے کے لوگ دریائے فرات سے پان پینے ہیں تو آس سے مہون یہ مفہوم ہو تاہیے کہ وہ لوگ دریائے فرات کا پان پینے ہیں جو دریائے فرات کی جانب منسوب ہو مکڑیہ نہیں سجھا جا تا کہ نوگ دریا پہند لگا کریا چلو

بھر کریا ن پینے اس کئے اواسط برتن یا بواسطہ جلود ریا کایا نی بینا متعارف ہے۔

پونکہ آنام صاحب کے نزدیک مقیقت مجاز متعارف کے مقابلیں اولی ہے اسلے اگروہ تفص دریائے فرات میں مذکا کربرا و راست یا نی ہے گاتو ما نث نہ ہوگا اور ما مذکا کربرا و راست یا نی ہے گاتو ما نث نہ ہوگا اور ما جین کے نزدیک ایک روایت کے مطابق ہو نکہ مجاز برعمل کرنا اولی ہے لہٰذا جلوسے یا برتن میں لیکر بانی ہے گاتو ما من نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک تو ابن قسم میں مانٹ ہو جائے گا اور دریاسے بنور انکلف اور من کا کرمند کا کرسیے گاتو ما من نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک و دسری روایت کے مطابق معسم مجاز برعمل کرنے کے نتیجہ میں دونوں صورتوں میں مانٹ ہو جائے گاخوا ہ

برتن مي ليكريا ن يئ يا دريا من منوكاكر يا ن يد -

فَنُ الرَّحِ كَى تَحْقِيقَ ، يَبُول شارح مليّه الرحمة الراس شخص نے اس منبر سے بان بيا جودريائے فرات سے تكالى كئ ہوتووہ جا نت نہیں ہو كاكيو كرفرات كا نام منبر سے جوا ہوگيا۔ اب وہ بنر كا پان ہے دريا كا پانى منہیں ہے للبندا اس پانى كے پينے سے جالف حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم كھا نيوالے نے كہا من ماج الغن ات د فرات كے بانى سے نہ بيئ كا تو اس نبر كے پانى كے پينے سے بالا تفاق حانث ہوجا ماكيو نكر اس فتم سے اس كى مراد بيہ كروه بانى جو اس درياكى جانب نسوب ہے وہ پانى نہیں ہے كا۔ تو پانى چونكہ اگر چے نبر میں موجود سے مگر دريائے فرات كا پانى ہے لئذا قسم كھا نيوالا اس يانى كے پينے سے حانث ہوجائے كا۔

ر المراح المراع الم المنطق المراح ال

اختلافات مي نهرون كيد

وَهِ أَنَّ الْمَا الْمَا الْمَرَا الْمَرَا الْمَرَا الْمَا الْمَا الْمَرَا الْمَا الْمَا الْمَرَا الْمَا الْمَ الْمَا الْمَرَا الْمَا الْمَرَا الْمُرَا الْمُراكِقُونِ الْمُلْمُ الْمُراكِقُونِ الْمُراكِلُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُوالِقُونِ الْمُحْرِيِي الْمُراكِقُونِ الْمُراكِقُونِ الْمُرْمُونِ الْمُولِ

فيصامُ إلى المَعُنى الْمَجَازِى وَعَنَى هُمَا المَجَائَ خلفُ عَنِ الْحَقِقَةِ فَى الْحَكَمُ اَى حُكُمُ هذا ابن مُرَادًا بِهِ الْحُرِّتِيَّةَ خَلُفُ عَنْ حُكِم مُرَادًا بِهِ البُنُوَّةَ فينغِى اَنْ يَستقيمَ الحَكُمُ الْحَقِقَى وَلَمُعَلَ الْعَارِضِ حَتَّى مُكَامًا إلى المَجَانِ فَإِ ذَا كَانِ الْحَلْمِفَةَ عَنْ لَاللَّهُ الْحَقِقِيقِ وَهُومَستَعِلُ فِي التَكَمَ فَالتَكَمَ وَالتَكَمَ وَالتَكَمَ وَالتَكَمَ وَالتَكَمَ وَالتَكَمَ وَالتَكَمَ وَالْحَقِقِيقِ وَهُومَستَعِلُ فِي الْعَادِةِ غِيرُ مَهُ يُحْمِ فَيهَا فَا يَّذَهُ فَوَلًا وَاعْدَةً اللَّهُ الْمُعَلِّيُونَ الْعَمْلُ اللَّهُ عَنْ الْحَقِيقِ وَهُومَستَعِلُ فَي الْعَادِةِ غِيرُ مَهُ كُومَ وَكُولُ الْمَعْنَى الْمُعَنِي الْعَلَى وَلِي اللَّهُ الْمُكَامِقُ وَاللَّهُ الْمُكَامِ الْمُعَلِي الْمُعَلِي الْمُلْعِلِي الْمُعَلِي الْمُلْعِلِي اللَّهُ الْمُكَامِلُ الْمُعَلِي الْمُلْعِلَى الْمُلْعُلِي الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعُلِي الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعُلِي الْمُلْعُلِي الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعُلِي الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلَى الْمُلْعِلِ الْمُلْعِلَى الْمُلْعُلِي الْمُلْعُلِمِ الْمُلْعِلَى الْمُلِعِلَى الْمُلْعُلِى الْمُلْعُلِي الْمُلْعُلِي الْمُلْعِلَى الْمُلْعُلِي الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِي الْمُلْعُلِي الْمُلْعُلِمِي الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِى الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِ اللَّهُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِي الْمُلْعُلِمُ الْمُلْعُلِمُ الْمُ

200:0000000000000

ا دریدانسلان ایک دوسری اصل بر مبنی سے اوروہ یہ سے کہ امام صاحت کے نزدیک مجار کا خلیفہ إبونا تلفطين هزأكر باست اورُصاحبينُ كَي نزديك حكم من بعيسى مُركوره بالااختلات أمام ابوصيفة اورصاحبین کے درمیان ایک دوسرے قاعدہ کلیہ پر مبن ہے جو ان دونواں حضرات کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ اوروہ یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک مجا زحقیقت کا خلیفہ تکلم میں ہے اورصاحبین کے نزدیک حکم میں خلیفہ ہے محربة تفصيل فلب سبيروه يهسب كمالاتفاق مجاز حقيقت كاخليفه سيءا ورخليفهين بيربات عروري سيركم اس لياضل كا وجودمتصور بهوا وروه كسى عارض كيوجه سعرنه يا ياجا ما بهوسيمي بالاتفاق بدائبته يتينون حضرات خليف بوي ك جرت میں مختلف میں بیں امام صاحب کے نرومکے مجاز حقیقت کو حلیفہ سے تلفظ میں مطلب یہ ہے کہ مولی کا اپنے غلام کوایسی حالت میں گنراا بن پھینا کہ اس سے غلام کی حربیت مرا دیہو کہنا یہ قائم مقام اور <u>حلیفہ ہے</u> اس طغدا ابنی کا جسے س شرط بیسید کرع بیت سرکے لحا کھ سے حقیقت کا تکلم صحیح ہو تاکواس کا مجاز بنایا جاسکے اس سلک پی تقریر میں امکیت قول بیمجی ہے کہ حربیتَ مراد نسکر ٰنہاا بن کہنا قائم مقالم سے اس کے قول ' انہا حر<sup>یم ہ</sup>نما یسکن ان دونو قولوں ميس سيے اول قول مېترسىمے كيونكه اس صورت ميں اصل اورخليفه دويؤں اپني حالتُ پر قائم رستے ہيں بخلامتْ مانی قول کے کہ اس میں انگ اصل دو سری اصل سے بدل جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اما م ابوطنیفہ <sup>در</sup>ے نزویک مجاز کے صبح بروسنے کے اصل کا درست برونا باعتبار عربیت کے ضروری ہے۔ معنیٰ اگر درست نہ بروں تو (حقیقت کو چیور کر معنی مجازی کیطرت رجوع کریں گے۔ اورصاحبیرج کے نز دیک مجاز حقیقت کے حکمیں خلیفہ اور قائم تقا کا بِي تَعِبْ فَيْ الْمِذَا بِنَ " حَرَبْتِ مِرَادِ لِيكِرْقَائِمُ مِقَالِهِو كُالْمِذَا بِنِي كَا جَبِدَاسِ سِيمِنُوْت مرادِ لَكُنِي بِيو. للمِذامناستِ، كم حقیقت كا حكم درست بهو مكركسي عارض كيوم سے عمل مذكيا جاسكے حتى كم مجاز كيطرت رجوع كيا جائيگا اورجب ا المرصاحبُ كے نزديك قائم مقامى تكلم مي ہے لہٰذا تكلم بالحقيقہ اوليٰ ہے كيوبكہ لفظ معنے حقیقی كيوجہ سے وضع كَنْحُكَمْ مِينِ اوروه عادةٌ مستعل مِي عاديُّهُ مهجور مهي منهن ہيں تو کوئن سی صرورت مجاز کر طرف جانے کی داعی ہے اورصاحبین کے نز دیک جبکہ قاتم مقامی حقیقت کے حکم میں ہے اور مجاز کے حکم کو حقیقت کے حکم پرترجیح

جبکه صورتِ حال بیسیم که غلام کانسب آقا کے علاوہ کسی دو سرے سے معروف وشہور سے بنگر غلام کی عمر ۳۵ برس کی ہے۔ اور غلام کی عمرصرف دس برس کی ہے

اس کلام سے آبتی کے مضابیع کے مرادلینا حقیقت ہے اور بیٹے کے اندر جو آزاد ہونیکا وصف ہے یہ مضام ادلینا مجازہ ہے۔ اور چونکہ غلام کانسب دوسرے آدمی سے ہونا سب جانے ہیں اس لئے اس کلام سے آبتی کے حقیقی منظ کا مرادلینا متحدرا وردشوار سے معینی آبتی کے لفظ سے حقیقی بیٹے کے مصلے کام ادلینا ممکن ہے البتہ حقیقت کے بجلئے ہیں کے جازی معین کا مرادلینا ممکن ہے اور وہ ہے حریت بیسی فلام کا آزاد ہونا بطور مجاز کے طفر لا بھی سے مرادلیے جاتی ۔

اما کا حکی مطابع کی رائے ہے:۔ اس بارے میں صفرت امام صاحب کا تول یہ ہے کہ مجاز صرت کا والم سے درست ہوگ کا خلیفہ سبے اور میں اصل کا بایا جانا چونکہ ضروری ہے لہذا ترکمیہ بغطی میسی نوی ترکمیہ کے لحاظ سے درست ہوگ کی سے مراد نہ ہوگ کے سے مراد نہ ہوگ کے سے مراد نہ ہوگا ہے درست ہوگ کسی عارض کی بنا دریا سے مراد نہ لیا جانا چونکہ ضروری ہے لہذا ترکمیہ بغطی میسی عارض کی بنا دریا سے مراد نہ لیا جا ساستا ہو تو عاقب و بالغ کے کلام کو تنو ہونے سے بچاہ کیلئے اس حقیقت کے ناشب کی جانب رجوں کریں گے اوراس پرعمل کریں گے بعینی مجازی معینے مراد لیں گے۔

زائن کی جانب رجوں کریں گے اوراس پرعمل کریں گے بعینی مجازی معینے مراد لیں گے۔

اوراً رُعرِ بِهِ عَا عَرَه کے کی الم سے کلام درست نہ ہوتو کلام کو تقو فرار دیدیں گے جب کلام لنو ہوگیا تو مجازی ما نب رجوع کرنے ادراس پرعمل کرنیکا سوال ہی پیدا مہت ہوتا لہٰذا مجازی میں سرجوع نہ کیا جلائے گا اس لئے کہ امام صاحر ہے۔ کی شرط مہیں پائی گئی ۔ مشرط یہ سبح کہ حب کلام عربیت کے لحاظ سے صبحے ہویوسٹی تکلم بالعربیت درست ہوتب مجازی سے کی خاص مرجوع کیا مرسیال وہ شرط منہیں پائی جا رہی ہے۔

gag gag

دی گئیسے توجاز پر پم عمل کرنا افضل ہوگا ۔ اب بیسوال کہ مجازے حکم کو حقیقت کے حکم پر فوقیت حاصل کیوں ہے ۔ تو اول جواب بیر دیا گیاہے مجاز کا استعال بمقابلۂ حقیقت زائڈہ سبے ۔ دوسرے معنے مجازی الیسے معنے ہیں جس میں حقیق معنی سبمی بائے جاتے ہیں بیسنی مجازی معنے حقیقی معنی کو ما) ہیں اور شامل ہیں اسسے صورت کی بنا ، ہر مجاز برعمل کیا ا گیا اور حقیقت کو ترک کردیا گیاہے ۔

ت خلاصهٔ جواب صاحبین کمایه نکلاکه مجاز چونکه متعارف بین الناس سے اس لئے عمل ریا اس پر بہترہے۔ دوسرے جواب کا حاصل یہ سے کہ مجازی معنیٰ عوم مجاز زیسٹ تمل ہیں جس کے افر رحقیفت بھی داخل ہے۔

وَيَظِهُوالعَلافَ فَي قولها لِعَبُه الأَحْبُ الْعَبَه الْمَالَ الْمَعَى الْمَالِيَّ اَى تَظُهُو مُرَةً الْخِلاف الْمَعَى الْحَبَا الْمَعَى الْحَبَا الْمَعْ الْحَبَى الْحَبَا الْمَعْ الْحَبَى الْحَبَى

اوریہ اخلات مولی کے اس قول انہا ابن " (یہ مرابیا ہے) میں جو اسپنے اس غلا سے اس نے کہا جو اسپنے اس غلا سے اس نے کہا ہو اس سے عمر میں بڑا ہے ممایاں ہو جا تاہے۔ بعینی امام صاحب اورصاحبین کے درمیان اختلان کما تمرہ کسی شخص کے اس قول میں ظاہر موجا تاہیں جو وہ اسپنے غلام کیلئے کہتاہے کہ نہذا ابنی اور حال یہ سے کہ غلام عمر اس میں بعد اور کی کیونکہ امام صاحب کے نزد کیا ہو خات کے اس میں بعت اور اور خرسے اور حکم کو تابت کرنے کیا ہو خوت کیا ۔ یہ غلام اپنی عبارت میں درست سے اس حیثیت سے کہ اس میں بعت اور اور خرسے اور حکم کو تابت کرنے کیا ہو خوت کیا ۔

آبھی ا در صاحبین ا درا کی ابوصنفٹ کے درمیان اس اختلات کو میان کیا گیاہے کہ جاز حقیقت کا ظیفہ است کی میں است کے معتمر کے است اور کس جہت سے حلیفہ ہے۔ ایک نے حکم میں خلیفہ مانا، دوسرے سے تکامیں خلیفہ اور ناکب معتمر کی است است کے اس عبارت میں نہ کورہ اختلات کی ایک مثال بطور متیجہ ذکر کی گئی ہے۔ مثلاکسی آقا نے اپنے غلام کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا 'وھاد (لائبی ' ریدمیرا بلیل ہے) اور حال ہیں ہے کہ مشاری الیہ غلام عمر کے

لحاط سے آقا سے کا فی بڑا ہے یا بھر کم از کم مولیٰ کی عمر کے برابر ہے بعنی مثلاً دوبوں نیس نیس برس کے ہیں۔ توحفت امام صاحبے نے فرمایا اس تول کی بناء پر غلام مذکور آقا پر آواد ہوجائے گا۔اور حضراتِ صاحبہ بڑے نے فرمایا کہ غلام ترور سند سرار سال میں مورز نیس نیست

آ زاد منیں ہوگا۔ ۱۱ م صاحب نے فرایا اُنزاآبی مبتدار وخر ٹریشتمل ہے اور عربی قاعد مُکے لحاظے اس کا م کا تکام درست ہے لہٰذااس کلام کی حقیقت کا تکلم صبح ہے اس نے حکم کو ثابت کرنے کیلئے درست سے اور اس کا تلفظ

رہا ہی درست ہے۔ ممکر ما لیحقیقت کے صبحے ہونم کا مطلب ، بقول شارح ملاجیو جی نے فرمایا تکلم میں صبحے ہونیکے منے عرف یہی مہیں امیں یہ کلام نحوی قاعدہ سے ترکیب میں درست ہے تعنی ایک مبتدا ہے اور دوسرا خرہے اور دونوں ملکر عملہ اسمیہ ہے مرت اس قدر صبحے نہیں ہے کیؤ کھ ایک مثال ایسی ہے جونخوی عربیت کے قواعد سے درست ہے مگروہ کلام لغو ہے وہاں بجاز پرعمل نہیں کیاجا سکتا مثلاً کسی نے اپنے غلام سے یہ بات کہی کہ میں نے تجد کو اپنے بریدا ہونے سے بہلے ہی آزاد کردیا، یا یہ کہا کہ میں نے تبری کو تیری بریدائش سے بہلے آزاد کیا تو بقول حضرت الم صاحب کے یہ اس کا کلا افال سے اس کام پرکوئی حکم مرتب نہ ہوگا وراس اومی کا یہ کام زبان پرالا نابعی سیم کرنا تیج سنیں ہے جبہ آپ وی کھا ہیں ہے کہ کو تیری پریائٹ سے بیپلے آزاد کر دیا بخوی ترکیب کے لحاط سے محکوم بریائٹ سے بیپلے آزاد کر دیا بخوی ترکیب کے لحاط سے یہ کلام بالکل درست سے ما دن کا ہر ہے مقصد ام صاحبے کا اس کلام کو نفو فرمانا جس سے صاحب کا اس سے کہ کلام بخوی ترکیب کے لحاظ سے درست ہونا کلام کے مستقیم ہونیکے لئے کمانی منہیں سے بلکہ ام مصاحبے کا اس کلام کو مست اور کوی تو اعدے مطابق ہواسی طرح دو مری شرط یہ بھی ہے کہ وہ کلام عقلاً ممتنع اور حال منہوم کو ایک منہوں ہو ایک منہوں تو یہ کلام لنوہ کی اس کا میں مجازی جانب کرجورع کرنیکی شرط پوری نہیں ہوئی تو یہ کلام لنوہ کی یا درباطل بھی۔ اس کلام کو نوبون کو یہ کلام لنوہ کی یا درباطل بھی۔ اس کلام کو نوبون کی وجہ سے مجازی جانب کرجورع کرنیکی شرط پوری نہیں ہوئی تو یہ کلام لنوہ کی اورباطل بھی۔ اس کلام کو نوبون کی وجہ سے مجازی جو ان کرس گے۔

اس کے برخلاف کلام ھند ۱۱ بنی کسی اپنے سے بطرے عمر والے غلام کو کہنا تواس میں چونکہ نحوی ترکیب درست سے اور عربیت کے لوا فلام کو کہنا تواس میں چونکہ نحوی ترکیب درست سے اور عربیت کے لوا فلام سے اور است میں یہ بات میں جوالہ آتا سے غلام عمر میں کا نی بط اسے اور خارج میں یہ بات میں عہر کا بیٹا ہیں اور خارج میں یہ بات میں عہر کا بیٹا ہیں اور اس کے لوسکے سے جو کہ آتا ہواس سے بجیس برس کی عمر کا بیٹا ہیں اور اور و

فلاصد كلام يه نكلاكم الإالبي كول سي المام صاحب كرنزديك غلام ازاد شمار مو كالمكري كوضرا ما ين

لايقال فينبغى أن يكون قولمان لم أسكا لغو المعك م إمكاب الحقيقة لاكا لأنسركم أنته عجام المستعق عدن حرب التنبير أفي من يلاك الاسترور أمّا قول رأيت أسدًا يرفي فانته وإن كان عِمَانًا لَكُنَّ المُعْصُودُ بَالْحِعْيَةِ مِجْارُ الراوِيةِ لأكوبُ إَسَدٌ إِحَى يلزَمُ المُحَالُ قصدُ اوَقيل يُمكِنُ كُونِهُ اسدُّ ابِالْمسخ وَعُوَ بعيثُ لُ

اوريا عراض نكيا جليك كربس مناسب كاس كاقول زيد اسد كنوس كيو كرحقيقت مكن منهس كيوبحهم أس كومحار تصليم منبس كرسته بلكروه حقيقت سبدا ورجرف تشبيه كوحذب كرديا كيابيدين

زير كالاسدِ بتعا-اورببرطال اس كاتول رأيت اسدًا يرى تويه قول أكرچ مجاز بيدليكن حبيقت بول كرمقص وِرُديت متی ندکه اس کا سد ہونا نبتکا نا تھا تاکہ تصدّا محال لازم آئے - ا وربعض نے یہ جواب دیاہے کہ زیر کا اسد ہونا سکن ہے

من کے بعد لیکن زیر کا سنح ہو کر مشیرین جا نامقل سے بعید ہے اور شریعیت محدید ہیں سنے منع ہے۔ ایک مدیر اصاحب من سے قول براعتر اص :- اعتراض یہ ہے کہ ان کے قول پر زیر سائٹ معلیٰ ا در نوست اس الع كه مجازي صوت كي ان كرزد كي معن حقيق كامكن بونات علي حب ا که زیراسرنعینی زیرشیرہے بعیسی زیر کا شیرا در حیوان مفترس ہونا ممکن مہیں۔ یا تو مجازی

جانب رحوع كرما صحيح منهي اورميكلام لغوسيه

**چواری** و شارح ملیاتر حمدنه ان کی مباتب سے اس مقدر سوال کا جواب اپنی عبارت میں مخرر فرمایا ہے کہ ہم کو يسكيم نبي كدريد اسد مجازى مثال ب ملك يركلام حقيقت ب ادر كان تشبيكا اس مين محذوت ب يعين زير كالاسد د زيدشيركيطرح ببهادرسي اوريم كلام جب حقيقت ب تدمجا زكوليكرا عراض كرما مجي درست شهي سير.

رأيث اسدًا يرمى ديں نے شيركو تيرميات ہوئے ديجما تو يہ جملہ البتہ مجازىيە اوراس سے رحل شجان مراد ہے جس پرلفط بُری قریبنہ ہے اس کیے کہ تیر حُلِا ناشیرسے نامکن ہے۔ یہ کلام مرد کاسپے اور اِس حکہ رحل تبی رحب لہٰذا برمی کے قربینہ سے معسلوم ہواکہ ر اُ بیٹ اسٹرا برمی میں مجاز مرا دہیے اور مجازے صحیح ہونیکی شرط بیسنی حقیقی معلی كأمكن بونااس كيس موجود سے - اس لئے كه رأيت اسدًا برمى كے قائل كا مقصديہ مبتلا ناتيے كه اس لئے اس كو دیکھاہے۔ جس کودیکھاوہ شیرہے۔ یہ خردینا مقصود نہیں ہے۔ اسی لئے مجازی جانب رجوع کرنا بھی درست ہے ا در دا بت اسدًا بری کولغو نه قرار دیا جلسے گا۔

ووسراجواب بد بعض كاس مثال بين رحل شجاع كي بجائة اسدكو حقيقى معنى مين مرادلينا مكن قرار

OCC COC

دیاہے اس طریقہ برکہ بہا امتوں کی طرح اس شخص کو الٹر تعالیٰ مسیح کرکے شیر کی شکل میں منتقل فرما دے اور جبھیقی معنے اس طور برممکن ہوگئے تو اس سے مجازی جانب رحوع کرنا درست ہوگیا مگر اس قیم کا قول احت اسلام میں ناممکن ہے کیونکہ انخفورصلے الٹرعلیہ وسلم کا ارشاد ہے ' فرفع عن امتی الخیف والمسے'' وزمین میں دھنسا دینا اور صورت مسیح کردینا میری احت سے دونوں عذاب المطالئے گئے ہیں۔

وقَلْ تَعَذَّرُ الْحُقِيقَةُ وَالْهَجَامُ مَعَا إِذِ اكَانَ الْحَكْمِ مِمِنْنَةً الْعِبْ قُلْ يَتَعَلَّا مُ المَعْنى الحقيق وَالْمَعْنِي الْمَحَاذِي مَعَا إِذَ الْكَاكُو الْمُحَكِينِ مِمِتَنعُ الْمَلَامُ حِينَةً إِن الضور ، فَي كَما ف قول الأمرأت هذه بنتي وهِ معمُ وفتُ النسب وتُوك له لمثله أَدُ أَكُ رُسِنًا مِن مُ حتى لا تقع الحرمتة من لك الكراف الله والكامرا على معمونة النسب استخال أن تكون بنت ما وَانُ كَانَتُ أَصُعَمُ سِنَّنَا مِنْ مُ وكَانِدُ وَاكَانِتُ الْبُرُسِنَّا مِنْ مُ فَانَّمُ إستعالَ أَنْ تَكُونَ بِلْتِهِ إبدًا فتعَدَّمُ المَعْن الحقيقي ظاهِرُ وَأَمَّا تَعَنُّ مُ المَعْنَى المَحَان في فلاتً الوكان عبارًا ككات مِرُ تُعِلِّم أنتِ طَالِقٌ وَهُوَ بَاطِلٌ لِأَنَّ الطلاق يقتضِى سَابِقِيَّةً صِعَّةِ النكاح وَالبنبِ يَتُ تقتضى أَنْ تَكُونَ هَعَرَّمِيٌّ أَكِنَّا فَلَا يَقِعُ بِينَ مُ وَبِينَهُا نَكَاحٌ وَلَا طَلَاقٌ فَأَذَا لَهُ يَكُن عِبَانًا اعْد فَلاتِفَعُ الْحرمَةُ بِذَلِكَ الْقُولِ أَبَدُ افيلغوالكلامُ إلاَّ أَنَّهُمْ قَالُو ٓ الزَدَا أَصَرَّ عَلى ذ لك يفيّ قُ القاضى بينهُمَا لَا لَاتٌ الْحَرْمَةِ، تَتْبُتُ بِهِ ذَا اللَّفظِ بِلْ لَاتَ الْحُرُّمَةُ، تَتْبُتُ بِهِ ذَا اللَّفظ بل لا بُن اللَّحوادِ صاى ظالمًا يمنعُ حَقَّهَا فِوالِحا رَحْ فِيعِبُ النفريقُ كِهَا فِي الْجِيْتِ وَالْعِتَّةِ فَقُولَ الْوَاكَابُرُ سِتًّا مِنْهُ عطفٌ عَلَى قُولَهِ مَعْمُ وَفَتُهُ النسب وقول مُ وَتُولِ لُهُ لَمِتْلَهُ كَالٌ مِنْ قول معمَّ وف م النسب يَصِّخِ لا بُنَّاأَنُ تكونَ مِعُمُ وفيَّ السب حِيْنَ كُونِهَا مَوْلُودَةٌ لَمِتُلِم أَوْ أَنَ سَكُونَ أَحْبَأُرُسنًا مِنْ مُ حِيُّ تَتَعَانًا مَا الْحَقيقَةُ فَلُوْفَقُكَ الشَّمَ طَانِ مِعًا بِأَنْ كَا نَتُ مِجْ وَلَةَ النسِب وَلَمُ تَكُنُ أَكِي رُسِنًا مِنْ مُنْ بُعُتُ نَسَبُهُ إَمِنْ مُ نَدَا فِيلَ إِنَّ قُولَ مُ أَوا كُونًا مِنْ مُ عطفتُ وعلى تولم وتوك ألمنه فتوهيم سأقط وقيل الحكم في مهول النسب كذ إلى حتى لا تحرم لان الهوظ عَنِ الاقرارِ بالنسب صحية قبل تصديق المُقرَل ما إيا لا ولا يُمكِن العمَلُ بموجَب هذا اللفظ قبل تأكُّ به بالقبول -

اورکبی حقیقت اور مجاز دونون ایک سائھ متعذر مروجاتے ہیں جبکہ حکم متنع اور محال ہو۔ مطلب سائھ متعذر ہوجاتے ہیں جبکہ حکم متنع اور سائھ متعذر ہوجاتے ہیں جبکہ حکم متنع اور محال ہویس براہم اس وقت کلام لغو ہوجائے کا بصیب کہنے والے کے اس قول میں کدہ اپنی بیوی کو 'ہزہ بنتی "

‹ به میری مبغ<u>ی سهے ک</u>چے ۔ حالانکہ وہ عورت مشہورنسب والی ہے اوراس ` ( قائل <u>ب حیسے</u> مردسے اس حیسی عورت پریاسلی ق ہو۔ یا غورت مردسے عربس بڑی ہوجی کہ اس کے تول سے حرمت کہی داقع نہ ہوگی کیو بکہ حبب عورت کانسب معروف ومشهور بهوتواس كااس مردكي بيثي بهوما محال ب آكرجه بيوى عمر مي شوهرسة عجود في بي كيون نه بهواورا ليه بني حب بوي شوبرسي عمرمس بويى بوتومحال ببيركه يدعورت اس ككعبى بيطي بوسكے بس معنے حقیقی كامتعذر بہو نا طاھرسے اور مبرحال مخت مجازی کامتعذر ہونایس اسلے کہ اگر قول مذکور ( ہٰزا بنتی ) مجاز ہوتو " انت طالق سے مجاز ہوگا لیکن یہ باطل سے۔ لیونکہ ملاق سابق میں سکا ح کے صبیح ہونیکا تقاضہ کرت ہے۔اور بنتیت ربیٹی ہونا ی سکا ہے کے دائمی حرام ہونے کا تقاصه کرتی ہیں۔ بیں جب ایڈہ بنتی ایت طالق سے مجازی نہ ہواتو اس قول سے حرمت کیمی واقع یذہو گی۔ یہ کلام لغو ترار دیاجائے گا لیکن فقها رہنے کہاہے کہ اگرشوہراس پراصرار کرے تو قاضی دونوں کے درمیان تغربی میں اکردیگا *اس وجه سیمنیین که حرمت* اس لفظست تا بت هوئی سید بلکه آ*مراد کرنسکی و جهسیے شو برطا* لم بن گیااس مجنے حق میں جماع سے روکنے کیوج سے بس تفریق واجب ہے جیسے مجبوب دحس کا عضو تناسل کمٹ گیا ہو) اور عنین ( نامرد) میں ۔ لیس ماتن کا قول " اوا کبرسٹا منہ " معروفة النسب پرعطف ہے اور اس کا قول " و تولد لمثلہ منہ " معروفة النسب سے حال واقع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورت کا معروفة النسب ہو با ضروری ہے جبکہ اس جیسی عورت شوھرسے بیدا بوسكتی بهوا در بوی كی عمر كم بهو- یا بهربوی عمر می شو سرست بطری بهو تاكه حقیقت متعذر بهوجائے بس اگر دو كو ن شرطیس ایک سیاسته مذبان گفتی مِثلاً عورت مجبولة النسب بهوا درغرمین برخ ی تنجی مذبهو بوتو ببوی کانسب شومبر کےساتھ "ابت بهوجل*ت گا-پس وه چوگهاگیاہے کہ مصن*ف کا قول "اواکبرسنامنہ کما عطف اس کے قول" تولد لمثلہ " پر ہے محض تو ہم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جہول النسب عورت میں کبھی میں حکم ہے حتی کی عورت شوہر برجہ رام رنہ ہوگی اس لئے اقرار بالنسب سے رجو رع مقرلہ کی تصدیق سے ہے درست ہے اور اس لفظ کے مقتضے برعل کرنا مکن بنیں سیے جب یک وہ قبول کومؤ کد رنز ک

ماتن میسنی صاحب منآرنے کہا کبھی کبھی حقیقت و مجاز دونوں سیک وقت محال بہوتے ہیں تو دونوں معانی پرعمل کرنامتعدر سوجا تاہیے اور کلام السے وقت میں لغو قرار دیدیا جا تاہیے کیونکہ کلام کی دضع افا دہ معانی کیلئے ہے جب وہ کوئی معنیٰ ہی سزدے گاتولغو ہوجائے گا۔

ما صل کلام بہ ہے کہ حقیقت د مجاز جب دولوں کے حکم متعذر ہوں تو چو بکہ ان پرعمل کرتا د شوار ہوگا اس لئے کلام لغو قرار دیدیا جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے اپنی بوی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا " اپنہ ہنتی " ربدیری اطری ہد اطری ہے ، جب کہ اس عورت کا نسب شوم ہے علا دہ دوسے سے مشہور ہے اگر جب بوی عربی اتنی تھوٹی ہوکہ اس جیسے مردسے اس جیسی عورت ببدا ہوسکتی ہے مثلاً مردی عرص برس اورعورت کی عمر 18 برس کی ہو۔

دوسری صورت بیمبی سیم که اس جیسے مردسے اُسی جیسی عورت پریلا مدُ ہوسکتی ہو مثلاً مردکی عُمر ۲۰ برس اور وات کی عمر ۲۵ برس کی ہونو آن دونو ں ہی صور تو ں ہیں اس کا کا سے عورت حرام نہ ہوگی ۔

<u>, α στο συμαρού α συμαρο συμαρού α συμαρού ο συμαρού συμαρού ο συμαρού ο συμαρού ο συμαρού ο συμαρού ο συμαρού</u>

مسلط نؤللانوار جددوم و جها اس کی دلیل بر سے کہ جب عورت کانسب دوسرے مردسے مشہور سے تواکس عورت کا قائل کی اوک ہونا میال درنامیں ہے۔ شارح بور الانواری تحقیق : - هذہ بنتی کے ظاهری منے متعذر ہیں کیونکراول توعورت کا نسب دوررے شارح مور الانواری تحقیق : - هذہ بنتی کے ظاهری منے متعذر ہیں کیونکراول تو اردارہ کا معلم کرناوشوار ہوگا، اور سے مشہورہے۔ بھر ورت عمد میں اس سے بڑی میں ہے لہٰذا اس کا مے حقیقی منے پر عمل کرناد شوار ہوگا، اور جال مك المرا المنت كم مصن عازي كالعلق ب تواس قول كرم عازى مطيط مين هذه بسنتي معين هذه طالع اس لئے کہ بنر و بنتی مصتلزم سے انت طالق کو کیو س کر ابنہ و بنتی اور کی ہونیکی د جسے مرمت پر دال سے اور اندہ طالق ہی بمى حرمت نكاح تابت ہو تی ہے۔ فرق حرف برہ کہ نبت ہیشہ تحییے با پر حسرام ہے اور مطلقہ لبک طلاق کے یم ہوں ہے۔ لہٰ ذا چین کا بسنتی سے اگر کھنے والا حرمت ثابت کرنا چاہے تو حرمتِ طلاق ثابت کرسکتا ہے ہی اس کی فا البندا چین کا بسنتی سے اگر کھنے والا حرمتِ ثابت کرنا چاہے تو حرمتِ طلاق ثابت کرسکتا ہے ہی اس کی فا يسبع كدوه منكوم كوطلاق دبيرابينا وبرحسرام كرسك للنزاحذه بنتى كواكر مجاز برجمول كيا جلي لأأنت طآلق ك معنى يرعمول كياجائيكا مكر مشكل بيرب كه اس حكر مجاز بهي متعذر بير - اسوج سس كرمتني بونا اور طلاق واليهوا دوبون الكِ سَائِمَة جمع تنهيں ہوسكتے كيونكم وقوع طلاق كاتفاضه كه بيبلے ركاح صحيح ہو، اوربيٹي ہونيكا تفاضه يہ سِيكُ لَكُلُ مَهِ مِنْهُ كِيكِ حَامَ سِيمِ - لَهٰذا دونوں كے درميان منافات پائي گئي - اور قاعده سے كہ جن دوچيزوں كَ درميان منا فات بود ان كه درميان مجاز جائز اور منه استعاره في تنجائت اس كيّ انده ونتى اور هذه و طالت کے درمیان مجازجاری نه ہوگا۔ اور انرہ نبتی کہ کر مجازًا اندہ طالق مرادلینا جائز نہ ہوگا اور کا م ولغو قسرار فقهام كى راستى داس بارس ين فقياركى راسخ يه سي كانزه بنى كلكين والأكراسين اس قول يرامراركرك تعقب و کر است. توقاعنی دوبوں کے دِرمیان جرائ کرادیگانحیونکہ اصرار کرنیکی وجہ سے شوھر ٹے ظلم کیا اس لئے کرجب دہ بیوی کو مِنْ بِهِ مِعْ بِهِ مُعْ مِنْ وَعِنْ زُومِيتَ اوْ الْهَرِيسَكُمُ اوْرَثَيْجَةً بيوى مطلقه بن كرره جائيكي كيو بكرايك فلرت ومِنْ بِهِ مُعْرِيرُهُ مِنْ اللَّهِ مِنْ أَوْ مِنْ أَوْ اللَّهِ مِنْ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهِ عَلَيْهِ اللَّهِ م بنتى كيفكى وقبر سے شوہراس سے جاع منہيں كر اووسرى جانب برعورت اپنا دوسرانكا ح بھى منہيں كرسكتى۔ اس ك اس كوم القرمنين كرا جاسكا إس ك يه عورت كالمعلقة بوكري \_ اورعورت (بیوی) کومعلق ریکھنے والا شوھرظا لمسبے ا ورعورت مظلومهب اورمظلومهست ظلم کو دور کرنا وقت کے قاضی کا فریق ہے اسلے رفع ظا وستم کے نام پر قاضی دونوں میں تفرق کرادے گا۔ مشرعًا رفع ظلم کی امکی مثال ، ۔ صما فی الجب والعن تا جیسے معطوع الذکر اور عنین میں رفع ظلم کیلے قاصَی تفریق کرا دیتا ہے۔ اِسی طرح اہزہ بنتی پراصرار کر نیوائے شو ہرکا حال ہے کہ وہ میاں بیوی میں تغریق کرادیگا مقطوع الذكراورعنین کے احکام میں فرق ؛۔ وہ شوہر ص کا عضوتنا سل برطسے کتا ہوا ہوا ورکسی قیم کے استفادہ کے قابل ہی نہ ہو کیونکہ وہ موجود ہی منہیں ۔ عورت اگراس سے جدائی کی درخواست قاصلی کو

مِثلاً كسى نے صلوة اور ج كي ندرماني تواس سے صلوة محضوصه قرارت، قيا) ، ركوع ، سجود وغيره - اور تج سے شعار معلومكا اداكرنا لازم بروكا واس وجرس كد لغت مين صلاة ركم يعنى صرف دعاك بين جيس بارى تعالى كاارشادس، ياايتها الذين امنوا صلُّوا عليه وسلمُواتسليمًا - ا ورحديث مِن واردسيه كمه ا ذاكان صائمًا فليعل - دويون حكَّه صلَّاة كيمين وعائم بن أن رکے بعد شریعت نے صلوٰۃ کوارکان محفوصہ کے جموع معیسیٰ نمازی جانب نقل کرلیا اورصلوٰۃ کے معنے و عاکے ترک کردسیے كَتُرُ اب جب لفظ صلاة بولاجا تأسب تواس سے اركان محصوص عبدت مجازى معظے ہى مرادسليح جلتے ہيں اس ليے إكرسي ن ندران که بشرطی ان آخیل تواس پر منا در پی هنا و اجب بوگا- جب ندر پوری بوگی د عاکی تو ندر بوری مذ بوگی-اسى طىرى جېكے مينے لغت ميں اواده كرنا ، قصد كرنا بين اس كے بعد مشراحيت نے اركا ب مخصوصه اور مخصوص عباقه كيطرب اس تفظ كونقل كرليا جواركان مكه كرمه اورمخضوص مقامات بيادا كنئ جائتهي اب حبب لفظ حج بولاجا بايب تومير مسلمان کا ذہن انھیں معنی مجازی کی جانب منتقل ہوتا ہے لغوی شینے کی جانب دین منتقل منہیں ہوتا۔ لہٰزااگر کسی کے نذرمان که رسّمای ان اَنجَ و خدایسکے سلتے مجدر رجح واجت ، تواس سے اصطلاح رج ہی مراد لیا جائے گا ، لنوی معنے قصد كرك كے مراد منہں كے و جاميں تھے۔

وفى حكمهم ماسا والالفاظ المنقولة الإ- فاصل شارح في واياس طرح صلوة اورج كا حكم آك سناسي حكمتمام ان الفاظ كاسبيحن كے معنے لفت میں دوسرے اور شرعًا دوسرے آیں۔ یاعرب عام یا عرف خاص میں ان کے معالیٰ ہی

وسى معنى مرادك جائيس كا ورحقيقت لغويه كوترك كردياجا كيكار

سيمرشأرح على الرحمه في ماضي كاحواله ديسة بويسة فرمايا - سابق مي والشرلا أضع قدى في دار فلاب مي مجي عرب عام کی دلالت کیوجہ سے وضع قدم کے حقیقی معنیٰ ننگے ہیروں داخل ہونے کو ترک کرکے مطلق دخول کے معنے لئے گئے ہیں۔ اور وضع قدم كرمع مطلق وخول كے مجازي معنى ميں۔

رَبِ لَالْرَ اللَّفَظُ فِي نَفْسِهِ أَي فِإعتبَامِ مَا خَذِ إِشْتَقَا قِبِهِ وَمَا ذُوَّ حُرُونِهِ لَا بأعتبَام إطلاقِهِ بِأَنْ كَانَ اللَّفظ مِتْ لِا مُؤْمَدِهُ عَالَمَعَى فِيهِ مُقَةً لَا فيخُرُ مَ كَا وَحِداً فِيهَ وَ لِلْكَ المَعنَ ناتَهُا أوُلمِعنَى فِيهِ نَفْضُانُ وَضِعِفُ فَيخُرُجُ وَأُوجِنَا فِيهِ ذَلِكَ المعنى مَ اتُلُ اولسِمَى هٰذامشكا حَ عَتَرُعَتُ مُ صَاحِبُ التَوضِيمُ بكونِ بعِضَ الافرُ ادفيهِ زائلُ ا أَوْ نَاقَصًا -

اور فی نفسہ لفظ کی ولالت کیوجہ سے رحقیقی عنی ترک کردیئے جاتے ہیں ) مطلب یہ ہے کہ لفظ کے م م ا فذاوراس كروف مادىك ا متبارس حقيقى معىٰ ترك كردي عات بي من كه اطلاق لفط كيوجب مثلا اكم لغظ السيمعن كيلئ وضع كياكيا بي حس مي توت وشدت يائ جائ بياب ومعنى خارج

ہو جائیں گے جن میں اس سے نقص پا یا جاتا ہو یا صعف پا یا جاتا ہو پس جس لفظ میں مصفے زیادہ ہوں گے و مجی ملج

بومائيگا ايسانفظ كوشكك كما جا ماسي اوراس كى تعبيرها حب توصيح نه اس طرح برك ب كام و بعض افراد زائد يا ناقف. A فی نفسه لفظی دلالت کیوجسے اس لفظ کے حقیق معنی کوتر کے کردیا جا تاہے ۔ فی نفسہ کامطلب یہ ہے کہ کلام کے سیاق وسباق و عادت کیطرف نظر کئے بغیر لفظ کے اصل ماد ہ حس سے اس لفط کوشنق کیا گیاہے اس کی بنامیراس کی حقیقت *کوترک کر*دیا جا تاہیے مثال کے طور پر نفظ لخم ہے۔اس کے ادہ

ولفنظيس يدقوت منهائ جاتى مهويا ناقض يائ جاتي مهواس يرليلفظ واالست میں شدت و توت داخل ہے بیں جد سنیں کرنگا۔ چنا بچہ مجیلی کے گوشت پر لم کا حکم عائد نہ کیا جائے گا گو مجھلی کے گوشت پر لم کے معنے صنعت کے سکات یا نا قص پلنے جاتے ہیں. ایسے لفظ کوان کی اصطلاح یس مشکک بھی کہاجا ماہے۔

شَكَكُتُ : منطق كي اصطلاح مِين وه كلي بِ جوابين افراد پرشدت وضعف، اول آخر ، اولي واد ني وغيره كے

فرق کے سائم دلالت کرے یا صادق آئے۔

فَالْاوِّلُ كَمَا إِذَا حَلْفَ لَا يَاكُمُ لَا فَكُمَا فَلَا يِتِنَاوِلُ لَحُهُمُ الشَّمَكِ وَقُوْلَ مَا كُلُّ مَمْلُوكِ لِحُوَّا لْأَيْتِكَ وَلِ المُكَاتَبُ فَانَّ لِعَظَالِكُمِ لَايتَكَاوَلَ السَّمَكَ إِذْ هُوَ مُشْتَقِ مُن َالِالْتِعَامِ وَهُو ٱلسَّدْلَةُ وَلِاسْتِ لَا لَا بَهُ وَ السَّمْ وَالسَّمْكُ لَا وَمَ فِيْ إِلاَتَ إِلَّا مَوِيَّ لَا يَسَكُنُ المَاءَ وَ لا يعيشُ فِيهِ فَلاَ يَتَنَاوَلُ هَٰذَا الْحُلْفُ لَحُمَ السملِ وَإِنَّ حَجَانَ أَطَلِقَ عَلَيْهِ فِي القُرُّ أَنِ خِ قول العَالَ المُعالِقَ عَلَيْهِ فِي القَرُّ أَنِ حِفْظ المَّالِقَ عَلَيْهِ فِي القَرْدُ أَنِ خِ قول العَرَادُ اللهِ لِتَاكِمُ اللَّهُ اللّ لَا يَعْنَثُ بَمُ لِأَجَلِ مَا خَذِ اللَّفظِ وَلِأَنَّ بِالْحَمَّ لَأَسِهن فِالحَرَافِ بَا نَعُ اللَّحِم وَلَفظُ مملوكِ في قول ما كُ لَن مملوكِ لِي حُرُّ لا يتناولُ المُكاتب لاتَّما ماكان مملوكا كاكاما الله إلى عرف جيع الوجري بُلاًا وَى قب مَا فيتناوَلُ المُدَ جَرَوا مَمَّ الوَكِ بِولا يتناوَل المُكَامَبُ لاَتَ مَمَا وَكَ رَفِبَة حُرُّ مِيًّا فِكَانَ نَاقَصًا فِرْمَعُنَى الْمَمُلُوكِتِ بَيْرِ

پ اول صورت كى مثال جيس سنقىم كمائ الاياكل الحراد السي يوس يوسم مجهلى كوشامل منهوكى . ا دراس کا قول مکل ملوک لی شریع میں مکاتب شامل مذہوم کا کیونکہ لفظ کی مجمل کوشامل نہیں ہے۔ لجمشتق ب التحام سے جس كے مطنح شدت كے ہيں اور شدرت مغير خون كے منہيں بھوتی اور محيلی ميں خون ہی سنہیں ہوتا کیو بکہ خون والا جانور یا بن میں سکونت اختیار منہیں کرتا اور مذاس میں زندگی بسر *کریٹ ک*یا ہے ۔ الرفا به قدّم جهل کے گوشت کوشا مل مربوکی اگرم قرآن مجیدیں مجھل کے گوشت پر لیم کا استعال کیا گیا کہے جنا ہے الدّیّعالی کا فران سبے و کتا کلوامند کما طرقیا "ا وراسی سے امام الکے جسے استدلال کیاسے کوسم کھارے والا مجھلی کا توشت کھلنے سے مانٹ ہوجائے گا۔ اور ہم احاف برکتے ہیں کہ اس کے کھارٹے سے مانٹ کہ ہوگا لفظ کے ما فذکو پیش نظر

ہی نہ تھا تواس کوخارج کرنیکا سوال ہی ہیدا نہیں ہو تاکیونکر وہ مملوک کا مل تھا ہی نہیں کیونکہ اس کا ہانھ آزاد تھا، اس کی گردن آزاد کھی بعیسنی وہ خرید وفردخت کرسکتا تھا مالک اس کوفردخت نہ کرسکتا تھا لہٰ نا وہ بینی مکا تہے۔ مِن وجِرِ آزاد ہو تاہیے اس لئے کل مملوک کے تحت وہ داخل نہ ہوگا۔

ہاں اُس قول کے نتحت مرتبر اورام ولد داخل رہیں گے۔ اور کل ملوکٹ کی فہو مرتئے کہنے سے آقا پر سے دونوں آزاد ہوجا ئیں گے کیونکہ ملوکیت ام ولدا ور مربر میں آقائی زندگی میں کا مل ہوتی ہے۔

مشرعی اصطلاح : مرتبراس غلام کوکیتے ہیں جس سے اس کے آقائے یہ کہدیا ہوکہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ مربر کا حکم شرعی یہ ہے کہ یہ مولیٰ کی زندگی میں غلام رہ تاہیے مگر مولیٰ کے مرجائے کے بعد آزاد ہو جا تاہیے - آقالے مرت کے بعد اس غلام کا کوئی مارٹ نہیں ہوتا۔ نیز مدبر کو اس کا آقا اپنی زندگی میں آزاد کرنا چاہیے تو آزاد کرسکتا اسے فروخت کرناچاہے تو اس کو فروخت نہیں کرسکتا اسسائے کہ موت بہر جال ہر شخص کی بقین ہے اس لئے اس کے مرحانے کے بعد مدبر کا آزاد ہوجا نامجی بقینی ہے ۔ اس لئے مرتبر کی میچ جائز نہیں ۔

ام ولد: وہ باندی ہے جس کے بطن سے اس کے مالک آتا کے نطفہ سے کوئی اولاد مذکریا مؤنث ہیدا ہوئی ہو۔ ام ولد کا تشریخ می جو اس کو آقا اپنی زندگی میں آزاد کرسکتا ہے۔ آقا کے مرجانے کے بعد یہ باندی اس کے لاکے کردانت کی لائٹ میں مرکز کر کامید کا میں میں ایران اس کر کا کہ معربیت تاہیں نا میں انتہ

کی ماں ہے اور کو کا آزاد ہے اس لئے مال اس کی ملکیت ہیں آتے ہی آزاد ہوجاتی ہے۔ مسکا تتب :- وہ غلام کہلا ماہے جس سے اس کے مولی نے کندیا ہوکہ اتن رقم اداکردو تو تم آزاد ہو۔

مكانت كانترعى حكم ،- به اجازت باجانے كبد بدل كتابت اداكر في كيا مكاتب مغركر سكتاب، خريد وفرخت كرسكتاب، خريد وفرخت كرسكتاب ، فريد واجب كرسكتاب ، مكانت كانترا وين كرسكتاب ، فلام خريد سكتاب ، مكرجب تك بدل كتابت كى معولى رقم اس كے ذمہ واجب الادام رسيع كي به فلام ہى رسيع كان زاد مذم كہلائيگا - اگر بدل كتابت كے اداكر فيسے مكاتب معذورى ظاهر كردے .

تواس كوفروخست معى كياجا سكتاب اوراس بروراشت مجى جارى بوسكتى بيد

وَالنَّافِي مَاذَكُمْ لَا يَغُولِهِ وَعُكُسُمُ الْحَلُفُ بِأَكُولُ الفَاكَهُ عَنَّ اَى عَكَسُ الْمَنُ كُوبِ مِزَالُمِنَالَيُ مَا إِذَا حَلْفَ لَا يَا كُلُفُ الفَاكُهُ مَا الْفَاكُمُ الفَاكُهُ مَا الفَاكُمُ مَا فَلَا يَسَلَ الفَاكُمُ مَا الْمَنْ الفَاكُم مَا الْمَنْ الفَاكُمُ مَوْفُولُ الفَقَانِ وَالعَنْ وَالْمُ اللَّهُ عَلَى كَالَّ الفَاكُمُ وَهُو اللَّهُ مَا وَكُلُ الفَقَانِ وَالعَنْ وَالْمُ اللَّهُ مَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللِّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْكُلُولُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ الللْمُلْكُلِ

ſΩ

سوال یہ پیا ہوتا ہے کہ طارسارق کے حکم میں واض نہ ہوا ورجو سزا سارت کی ہے وہ طرار پرعائد نہ کی جائے مین چور کی طرح گرہ کر سے اپنی اس کے سارق کے معنے ہیں بال محفوظ کا خاموشی سے چرالینا۔اور طرارکے معنے ہیں جینے جائے ، چلتے بھرتے معمولی غفلت برکسی کی جیب کر دینا ، یا جیب سے کچہ سکال لینا ، تو سارق کے معالے مقابلے میں طرار میں معنی زائد پائے جائے ہیں لہٰذا قوت وضعف کا فرق ہو گیا حالانکہ طرار اور سارق و دونوں کا حکم ایک ہے معنی بہلی مرتبہ چوری کرنے پر داسنے ہا مقد کا کا کا ما آیا ۔

سوال مذکوریا اعتراص مذکوره کا جواب به دیا گیاسید که طرار مین اگرچه سارق کے مقابلہ میں منے زائد پائے جاتے ہوئے ہیں مگریہ زیادتی یا کمال سرقہ کے منے میں تبدیلی پیدا نہیں کرتی البتہ مکمل اور تکمیل کر نیوالی تو بن سکتی ہے مثلاً اسطرح پر حب خاموش سے کسی کے محفوظ مال کے لئے لینے سے قطع یہ واحب سے توسیداری کی حالت میں کسی کی جیب کا طاحہ دینے سے بدرج اولی قطع یہ واجب ہونا چاسیتے لہٰذا حب طرار میں معنے کی زیادتی سارت کے مقابلہ میں کسی معنی یا جرم کااضاف

البندا جب السارق والسارقة فا قطعواا برميماك تحت چورك بائته كافے جاسكتے ہيں تو دلالة النص كے ذريعه طراريں سرقه كا حكم جارى كيا جائيگاكيونكه سرقه ميں جرم كم درجه كاہبے تو ميں نص اس بات پر بمي دلالت كرتى ہے كہ طرار جس ميں سرقم كى تا بالد معنان برا سے مصطور المان مصرف برايات ميں اللہ ترز موردن سے معنان برائم معنان برائم اللہ معنان برائ

کے معلیا میں معنی زائد اور جرم بڑا پایاجا تاہے بدرج اولی بار تد کا ما جا اچا سے ۔

صاحبين كا اختلاف السيكلمي صراب صاحبين كاختلات بعد جنائخ شارح فالمعلب كصاحبين

کے نزدیک فاکہ نہ کھانے کی قسم کھا پنوالے شخص نے اگر انگوروغیرہ کھالیا تو اپن قسم میں جانٹ ہو جائیگا کیونکہ کمجور، انگور
ا ورانا رحمد قسم نے میوہ جات اور فاکہ ہیں۔ اس لیے فاکہ نہ کھانیکی قسم سے ان کا کھا نیوالا ابن قسم میں جانٹ ہو جائے گا۔
لبعض فقہار کی رائے یہ ہے کہ انفوں نے امام صاحب اور صاحبین کے مذکورہ اختلات کو زمان و مکان کے اختلا پر عمول کیا ہے۔ بیسنی یہ کہ امام صاحبے کے زمانے میں ان کے علاقے میں انگور، کمجورا درانا ربطور فذا کھائے جاتے ستے۔ اور صاحبین کے زمانے میں ان کو تفکہ کے بطور کھایا جاتا تھا۔ یا بھر یہ حکم ان علاقوں کیلئے دیا گیا ہے جہاں انکور فاکہ کے بطور فذاکے کھایا جاتا ہے اور و ماں ان کا شمار تو اکسی کیا جائے گا۔

كِبِكُلَالْتِهِ سِيَاقِ النظيم أَيُ بِسَبَبِ شُوقِ الكلام بِقَرِيبَة لفظيّة الْقَقَتُ بِهِ سَوَاءٌ كَانَتُ سَابِقَ مَّهُ اَدُمَا اَجْرَةٌ كَعُولِهِ كَلَّ حَقِقة هٰ هٰ الكلام هُو اَدُمَا اَجْرَةٌ كَعُولِهِ كَلَّ كَعُولِهِ كَانَ مَنْ كَانَتُ مَا الكلام مُسَو الدُمَا الكلام الكلام الكلام الكلام التوصيلُ بالطلاق الكلام الكلام إن كان مُن الكلام الكلام إنها يُقالُ التوسيل الذي قَرَن بِهِ فَيكُونُ الكلام المتديم مَجَانًا وَمَثُلُ عَلَى الله المنافِق مِن وَمَن شَاءَ فليكُونُ النّوال مَن النظال مِين نام المحيث مَن المعلل المن المناف المناف المناف المن المناف المنا

سیاق کلام ، ایساکلام جس کے ساتھ ترمید نفظوں میں مرکور ہوخوا و پہلے ذکر کیا گیا ہو یا کا مے بعد میں اس قرید

کو ذکرکیاگیا ہوا وروہ قربینہ اس بر دلالت کرتا ہو کہ اس کلام کے حقیقی معنیٰ متکلم نے مراد نہیں لیے ہیں ۔ مشتال : کلبّن امراُ تی اِن کمنت رحلاً (میری بوی کوطلاق دیدے اگر تو مرد سیدے میں اصل کلام توطبّن امراُ تی ہے اوران کمنت رحلاً اس کیلئے قربینہ لایاگیاہیے جس نے طلق امراُ تی کے حکم کو بدل دیاہیے ۔ طلق امراُ تی میں تو صرف بہ حکم مذکور سے کومیری بوی کو طلاق دیدے مگر اِن کمنت رجلاً جو شرط کا جملہ بعد میں متصلاً مذکورہے اس میں مخاطب کو تنبیہ و تتہدید ہو ئے کہ اگر تونے ایساکا م کیا تو انجام بدا پناسوی لینا۔

را روت بین ۱۳ یا روبا اسیات کلام ہے۔ میں یہ وجہ سے طلق امرا تی کے حقیقی معنے توکیل بالطلاق کے متروک ہو گئے۔ حاصل یہ کدان کنت رحلاً سیاق کلام ہے جس کی وجہ سے طلق امرا تی کے حقیقی معنے توکیل بالطلاق کے متروک ہو گئے۔

ا در کلام کو تنبیه اور تهر مدیر رقحمول کرلیا گیا.

دوَسِّم ي مثال . بارى تعالى كاقول بيرٌ فمنْ شاءُ فليؤمِنْ وَمَنْ شَاءٍ فَلْيَكُفْرُ إِنَّا اعْتَدْ مَالِلنَّالِينَ نارًا" دىس جو شخص چلہ بس وہ ایمان کے آئے اور جو چلہے توبس وہ کفر کرے پر کلام کے اس حصّہ میں محاطبین کو اجازتِ سجم میں آتی ہے ادر نبرکہ ان کو باری بعالیٰ کی طرف سے دونوں باتو ل کا حتیار کہتے ۔ اگر میندہ ایمان قبول کرے یا کفر کو اختیار کرلے باری تعالے ناراض منہوں کے مگراس کے بعد کلام اِنااعتُ نالفالمِینَ ناڑا دہم نے طالمین دکا فرین ) کیلئے جہم تیار کر مکتیج، بتارا سبے کہ باری تعالی بندہ کے کفر ریر راضی نہیں ہیں بلکہ نارا ض ہیں۔ اورِ کفرکے اختیار کرنے واکوں کیا باری تعلی الے نے جہم کی آگ تیارکرد کمی ہے۔اس قریند کیوجہ سے اختیار کے معنے متروک ہوگئے اورایمان کا قبول کرنا باری تعالیٰ کی رصٰ اُ مندی ہوگی اورکفزکے اختیار کریے نسے باری تِعالے ناراِض ہوں کے اور کا فرین کوجہنم میں دا فل کریں گے ۔ اب فلیکفر کوا جازت کے بجائے تنبیہ ا در تو بیخ پر محول کیا جائے گا۔

وَبِدُلَاكَةِ مَعْنَ يُرْجِمُ الْوَالِمِيتَكُمْ وَقُصِدَ عَ فَيُحُمُلُ عَلِي الْإِنْحَضِ عَمَانًا وَإِنْ كَالْأَعْلُو اللَّهُ عَلِي الْعُهُومِ بعقيقتِم كَمَا فِي بِينِ الغورِ، وَهُوَمِسْتَنَّ ثُمِنُ فام بِ القِيلُ مُ إِذَا غُلْتُ وَاشْتَكَّ تَ ثُمَّ سُمِّيتَ بِم الحالةُ الَّتِي لَالْبُتُ فِيُهَا وَلَا مَ يُثُ بِإِعتبًا مِ فَوَمِ أَنِ الْغَضِبِ كَمَا إِذَا إَمَادُتُ إِمْراً لَا ٱلْحُرُوجِ فَقَالَ لَهُمَا الزوجَ رُانُ خَرَجْتِ فَأَنتُ طَالِقٌ فَهَكَنتُ سَاعَةٌ حَتَّى سُكُنَ عِضَبْمَا مَم خَرَجَتُ لاتَّطْلَقُ فَإِنَّ حَقِيقًا لَمُ ذَالكلامِ أَنْ تَطَلُّقُ فِي صَيْلِ مَا خَرَجَتُ وَلَكِنَّ مَعْنَى الغضبِ الَّذِى حَدَثَ سِفِ المستكم وَقتَ خُوُوجِهَا يُلُا لِسُكَا إِنَّ الهُوَادَ وَيَعِلْهُ لَا الْحَرَحَةُ المُعَيِّنَةُ فَيُحْمَلُ الكلامُ عَلَيهَ ا عِيَانُ الهَا القريبُ مِ وَمِعْلَدُ قُولُ الرَّجُلِ لا تَحديدت كال تَعْدَ مَعِي فَقَالَ إِنْ تَعْدَ سَ فَعَهُ بِي كَ حُرُّنُ فَاتَّ حَقِيقتَ مَا أَنُ يَعِبْقُ عَبِدُا لَا فَمَا تَغَالَى مَسَوًا وَصِيانَ مَعَ الداعي أَدُوحِ لَا أَ فَ وَلَكِنَّ مَعُنَى التغدِيتِ اللَّذِي حَلَا تُتُ فِي المستكلم في يُلُ لِنُ عَلِم أَنَّ الْمُوَاءُ هُوَ الغَدَ إ وُالمَداعُو إلكي كالكون مَعَ الداعي فيمُمَلُ عَلَيْ مِ فقط الحق لَوْ تَعَلَىٰ ي بعِدَ ذ لِكَ في بيتِم لا يَحنثُ ولانعتق عنه لألأء

نوائی بوئی که دونون ایک دو مرب پربهت زیاده غضبناک بهوسکت شعبک اسی حالت پر بهری اس گھرسے نکل کراہر جلف لکی تواس حالت میں شوہرنے بیوی سے کہا این خرجتِ فانتِ طالِق کا گرتہ گھرسے با ہزیملی تو توطلاق والی ہے ، حورت یہ سنتے ہی فورارک کئی با ہرمنہیں نکلی۔ اس کے بعد جب شوھرکا فیفاد غضب مفتارا ہوگیا اور خفتہ جا آر او تورت مھرسے با ہزیکل کرملی کئی توالیسی صورت میں اس عورت پرطلاق واقع نہ ہوگی۔

اِس جگران خرجت فانت طالق کے حقیق می فام ہیں جس کا تقاصہ یہ ہے کہ حورت پرطلاق واقع ہوخواہ وہ بحالت فعد ونا راضگی نکلے یا فعد مطاق او جو اس کے معلے جو فرکورہ صورت میں شو ھرکے اندر بربدا ہو گئے۔ اور جس کی بنار پراس نے عورت کو یہ جلہ کہا تھا وہ فاص حالت ہے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ شوہر کی مرادیبی فاص متعین خروج مقامطلق خروج دار مراد بہی مین عنی مادیبی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ شوہر مطلقاً گھرسے با ہر نکلف سے بوی کو منع مہیں کرنا چا ہتا الم کے صوب اس والت میں اوراسی وقت اس کور دکے کیلئے اس سے برجلہ کہا تھا۔ کہ معین اس مالت میں اوراسی وقت کا خروج مراد سے جب عورت عفد کی حالت میں گھرسے باہر نکل مجلے کہ اور اس معین اس مالت اوراسی وقت کا خروج مراد سے جب عورت عفد کی حالت میں گھرسے باہر نکل مجلے کہ اور اس میں مالت اوراسی وقت کا خروج مراد سے جب عورت عفد کی حالت میں گھرسے باہر نکل مولے کا اور و کردی میں اس میں مالت اوراسی وقت کا خروج مراد سے جب عورت عفد کی حالت میں گھرسے باہر نکل مولے کا اور و کردی میں اس میں مالت اوراسی وقت کا خروج مراد سے جب عورت عفد کی حالت میں گھرسے باہر نکل کر جانے کا اور و کردی میں اس میں مالت اوراسی وقت کا خروج مراد سے جب عورت عفد کی حالت میں گھرسے باہر نکل کر جانے کا اور و کردی میں اس میں اس میں اس میں مالت اوراسی وقت کا خروج مراد سے جب عورت عفد کی حالت میں گھرسے باہر نکل کر جانے کا اور و کردی کھرسے باہر نکل کروپ کی میں اس میں اس کی حدیا گیا اور حقیقت کو حدیا گیا کہ دور میں کھرسے باہر نکل کروپ کی کھرسے باہر نکا کروپ کی کھرسے باہر نکل کروپ کی کھرسے باہر نکل کروپ کی کھرسے باہر نکا کی کھرسے باہر نکی کے خور کے کہ کو کھرسے باہر کی کھرسے باہر نکی کے کہ کو کھرسے باہر نکی کی کھرسے باہر نکا کی کھرسے باہر نکا کی خور کی کھرسے باہر نکی کے کھرسے باہر نکی کے کھرسے باہر نکی کے کھرسے کی کھرسے باہر نکی کی کھرسے کی کھرسے باہر نکی کے کھرسے کی کھرسے باہر نکی کے کھرسے کی کھرسے کے کھرسے کی کھرسے کے کھرسے کی کھرسے کے کھرسے کے کھرسے کی کھ

دَ بِلَ لاكَةِ مَرَّحَلُ الكُلامِ وَحَلَ مِ صَلاحيَتِ المَعْن المعقيق الزوم الكَن بِ فيمَنُ هُوَمَعْصُومٌ عَسنهُ فَلَا ثُبَا أَنْ يَحْمُلُ عَلِ المَّجَانِ كُعُولَ مَا إِنَّمَا الْأَصْمَالُ بِالنِيَّاتِ فَانَ مَعنا والمعقيق ال لا وَجَلَا

ا ورهل كلاً كى دلاليت كمستب ا وراس كے حقیقى معنی كى صلاحیت مذر كھنے كى و جسسے كوركم كذب لازم السيدان لوكوں كے كام بي جومعموم ہيں للنزا صروری سے كداس كومجاز پر عمول كيا م <u>صیدنی کریم کا فرمان انماالا عمال بالنیات کرعمل کا دارِد مرار نیت پرسیم کیونکراس طریث کے منط او پر بہی کہ مراز</u> ت مل بغیرنیت کے مذیائے مائی لیکن بر معنے کا ذب ہیں کیونکہ مبت سے کام ہمارے مغیر سے سے مبی واقع موسة ہیں۔ لہذا یہ صریت بوٹ مجازی معنے پر عمول ہوگی مین حدیث کا مطلب یہ ہواکہ نو آب احمال یا مگم احمال نیت پر موقومت سے ۔ بس اگر بہاں نواب کم الفظ مقدور ہوتو یہ اس بایت کو منہیں بتا تاکہ احمال کا جائز ہونا نیت پر موقو عن ہے اوراگر حكم مقد وربهونوًا س كى وقسمين بيب دا، ونسياوى حكم بجيبية عمل كا صحبت ونسا دِ- د۲٠ اخروي حكم- يوَّاب عمل أورعمل ما مُذاب . ليكن بها رسه اورشوا فغ كے نزد كيے اخروي حكم مرادسيد لبنزا دينوي حكم بمي مرادلينا جائز منہي سب ببرحال امام شافعی کے نزدیک تواسوم سے کمعوم مجازلا زم آ السے اور بیان کے نزدیک ماکز نہیں ہے اور مبرمال ہمارے نزدك توهميم مشترك لازم الاب جومعارب بهال اطل كي يكونكولفظ مشترك العلى سي الك بي من مراد سك ماسكة بين اكث وقت بين اكث الاده سه دومعي مرادمنين في ماسكة - بين مردث اس بات يردالات منهين دری کدنعل کا جواز نیت پرموتو مین سیے المپذا وصنوبس نیت فرض ندمہوگی جیساکہ امام شاّ فعصے نے مایکسیے -ا درمپرمال دوسرى تمام مبادات محصد مي الآان مير مقصود جوني لا اب بهو ناسب اورجب نيت ركم بغيرمبادت لو اب سے خالی بوگی قرحوازِ عبادت مجی نوت به جلے می اس طریقہ پر ند کہ اس طریقہ پرکہ نف دلالت کری سیے جوازِ عمل کے نوت جو پر [ على كلام كي دلالت ا مرحقيق معطى صلاحيت نه ريكي بنام يرلفظ ك حقيقي معنى كو ترك كرديا مالاً ع كالم مس الركب صيفت كايرا بخال مقام سي ويعنى مبى كمي من كام ك دلالت كيوج سع كالكي مينت ا کوترک*ش کر*دیا جا ماسیے۔

محل کلام ز۔ وہ مقام جس ہیں کلام داقع ہوا ہوا ورجس کے ساتھ کلام متعلق ہو السبے۔ محِلُ کلام کی دلالت : ۔ وہ موقع محل اس کلام کی حقیقت کا متحل منہیں ہے اور نداس کی صلاحیت رکھتاہے ۔ کیو سح حقیق معنے مراد لیلنے کی صورت میں ایسی پاک بہرے تی 2 یعنی جناب رسول اکرم صلے انٹر علیہ وسلم 🕜 کا کا ذب ہو نالا زم آتا ہے۔ جو ذات كِذب برى اورمعصوم ہے اسسے اسسے كلام كوكذب يرجمول كيا جلنے گا اوراس كلام كے معی حقیق كو تر كھ كرد. جائے گا تاکہ جناب رسول اکرم صلے اُسٹر علیہ وسلم کا کا ذہب ہونا لازم نہ آتے۔ مثال حدیث یاک ہے وغیار فقع عمال بالنہ ات < اعمال كادارومدارسيت يرب عمل خواه ول كے ارا وه كا نام موبا وه عمل جوبدن اعضاء سنے ذريعه انجام ديا جا لات مرات بير، أنكه، كان ا درسروغيره تما كم تمام اعمال نيت برموتون بين كونيت كم بغيركوني عمل منهي بإيا جاما و طلائكم يه بات واقع کے خلاف سے کیونکہ انسان کے بہت ہے کام بغیر نیت ہے ارادہ بھی صادر ہوتے ہیں گویاعل موجود ہوتا ہے مگر دیاں نیت دارا د ہنہیں یا یا جا آیا اس کئے اگر مٰد کور ہ روایت کواس کی حقیقت پرمحمول کیا جائے تو واقع کے خلاف معلوم ہوتی سیے کیونیجہ حدمیث کامفہوم بیرہے کہ کوئی عمل بےارا دہ نہیں یا یا جاتاا وروا قع میں کتنے اعمال ایسے ہیں جرا نيت واراده بني يأياسني جامًا المسلح الرصارق مصدوق جناب رسول الرمصط الشرعلية وسلم كي حديث كوحقيقت برمحول كياجا للب وكذب لازم أناب اسك محدثين اس روايت كو مجاز برمحول كياب ا ورصيت كامطلك يه بيان كياب كميبال لفظ للفعمال مسيل واب كالفظ محذوف بيرميسنى مراد حديث يدب كه واب الاعمال بالنيابِ دعمل كانوّاب نيت يريوقوت بنيء دوسرے لوگوںنے لفظ حكم كومقدر ما ناہرے۔ إور صربین كامطلب يرمان بيلسي كمرحكم الآعمال بالنيآت وعمل كاحكم نيت برموقومندسي جيسي نيت ويسابى اس كاحكم بوگار

سبکی صورت میں حدیث یاکھے کا مطلب یہ ہوگا کہ اعمال کا نوّ آب نیت پر موقوت ہے اور عمل پر نوّ اب اُسی وقت حاصل ہوگا جب نیت یانی جائیگی اور اگر عمل ہواور نیت نہائی جائے تو تواب نہ ملیگا مگر اس سے لازم نہیں آیا که وه عمل حارئز ندهرویا بیکه دنیامیں یا یاہی نہ جاتا ہو کمیونکہ ترتب نوّاب علی العمل اور چیز ہے اور وجودعمل اور چیز ہے کیونکرایسا ممکن ہے کہ نیت کے نہ پائے جاند کی وجسے عمل کرنیوالے شخص کو تواب نہ کے مگرعمل جائز ہوا در موجود بوليكن اكرلفظ نواب محذوب مان لياجائ توحديث ياك كامطلب بعى درست بهوجا تشيكا ادرآ نحضور كا

کا ذبہونا تھی لا زم نہ ائے گا۔

دوسری صورت حکم کے مقدر اننے کی ہے سیسنی حکم الاعمال بالنیات ( اعمال کا حکم نیتوں پر موقوت سے ۔ حکم در حقیقت دوقسم کے ہیں۔ 'دینا کا حکم جیسے کسی عمل کا نیک و بدہونا، جائز ونا جائز ہونا، حرام، مکروہ ہونا،صحیح ہونا، فاسد بهونا - دوسری قسم آخرت کا کم جیسے سی عمل بریواب، جزار خیر کا مرتب بهونا، یاسزا اور عذاب کا مرتب بهونا إختلافات ، أس حديث كم بارك من احنات اورشوافع متفق بن كه حديث مين عمل سريبط يؤاب كألفا محذه ہے۔ میسنی عمل پر بغ اب اور عذاب نیت پر موقوف ہے اور بغ اب و عذاب دوبوں کا تعلق آخر ہے مابعدالموت سی ہے تو مجراس سے بڑاب دینا ، صحت ، فساد ، جائز و نا جائز دغیرہ احکام مرا د ندلیا جانا جاسئے۔ اس لئے کہ اگراس

تواب ا در حکم اعمال سنت برموقوف ہیں، صحب عمل سنت پرموقوف منہیں ہے۔

وَقُولُ مَا كَلَاسْتَكُمُ مِنْ فِعُ عَنُ أُمَّتِي ٱلْحُطَاءُ وَالنَّسِيَّاتُ كُواتَ ظَاهِمَ لاَيْدُ لِيَّ عَلِي آيَّ الخيطاءُ وَالنِّسْيَاتُ وَكُونَ ظَاهِمَ لاَيْدُ لِيَّ عَلِي آيَّ الخيطاءُ وَالنِّسْيَاتِ لَايُوحَبُهُ مِنْ أُمِسِّتِهِ وَ لَمَوْكُوبُ بَاطِلُ فَيُحَلِّ عَلْى أَنَّ حِكْمَ فِي اللَّهِ آخَيَ المهمآ نفر مَوْفَق طُ وآمّا فى الدِنيا فَقُرُمْ مَا بَا فِي حَقَّوْ الْعِبَا وِالْسِيَّةَ وَكُن افِي صَادِ الْصِوم بالنَّه لِل خطأ مُرَّدُ فسَاكَّمَ الصَّلُوة بالتكم خطاءً فلا يجمعُ المَسْتَلَفُ بم الشَّافعيُ شيفٍ بقاء الصِّلُوةِ فَكُمَّ الأنَّ بيأن المتواضع الحسبة عَلَى استقراءِ المصنفة وفي اكلامُ لا يخف -

[ اوررسول الشرصلة الشرعليديسلم كا فرمان كدميري إمت سعه خطاا ودنست بان استحله ليحريج بين- إس يقد 

درانخاليك يهكذب ورباطل بيدبس اس مديث كومجازى شعيغ برعمول كياجاسية كا وركبا جائيكاك أس كاحكم آخرت میں ہے میسنی اس کا گذاہ اسمالیا کیا ہے البتہ دنیا میں تو اس کا تا دان حقوق العباد کے مسلط میں باقی ہے۔ اس طرح خفّادٌ کھائینے کی جسسے روزہ کے فاسِدہونے ہیں،ا ورخطارٌ بات کسلینے کیوجسسے نما زسکے فاسدہونے میں ہیں ا مام شافعی محما استدلال در سبت منهیں ہے کہ خطائر کھا کینے سے روزہ فاسد منہیں ہوتا ا در خطارٌ یا ت کر کینے میں نمیاز فاسديني بوتي - بس اب يا بخوب مقا ات كابيان مصنعت كتبيع وتلاش كم مطابق بورا بوكيا مطراسس كلام كرسن كى مخوائش سب جيساكه مخعى منهير ب

﴾ عطكة اليُروليدوسلم بيضة رفع عن احتى الخطار والنسيان م دميري امست سنع خطار ا ورنسيان دونزل كسل معاون كردسية كي بيرى ميسن جوكام خطاة يانسيانًا بندسة سع صادر بوجا اب اس يركون

خطاء ١٠ ين آدمي كوابنا نعل ياد بوتاسيه مكراس كام كرنيكا الاده منهي بواكرتا -

نستان ، آدی کوفعل یا دنین موتا اس فعل کوانجام دینے کا را ده صرور یا یا جا آسید. میثال خطاء ، را کیآ دی روزه سے متما وضو کرسے لگا - اتفاق سے کلی کرنے وقت بدارا دہ کلی کا پان طاق سے نیج ا تركما تواس كوخطا كها جلسيُّ كار

مثاً بي نسبيان ، والمين فع روزه سيد دوبر كومبوك كي حب عا دت اس في كما نا كماليا جب كما كم فارخ بوكيا تواس کویاد آگیاکه میں روز وسے متعالی و فعل کو اس کے ارا وہ کیاہے مگر روز و اس کو یا دمنیں رہا متما اس کونسیان

مریث رفع عن امتی الخطار والنسیان کے معنی حقیقی متروک ہیں۔ اس وجہ سے که صدیب کے معنی حقیقی توبیہ یس کہ اس وجہ سے کہ صدیب کے معنی حقیقی توبیہ یس کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر خطار اور است بیان موجو دنہیں ملکہ میری امت سے انکوا محمادیا کیا ہے بعنی آپی امت

222

سے خطام اورنسیان کا صا در بونا ممکن نہیں ہے مگر چرنگہ یہ دونوں چریں بین بحول چوک امت محدید ہے ممکن ہی نہیں المسلے اگر وریٹ ذکورہ اس کی حقیقت برمحول کی جائے اور اقع ہے۔ جا بل عالم بچوہ فی برطر سبعی میں بائی جائی ایسے اسے الروسیٹ ذکورہ اس کی حقیقت برمحول کی جائے اور اقع ہے مطابق نہیں ہے اس و شوادی کو رفع کرسے کیا ہے وریٹ کو اس کے فا عربی معنی حقیق سے مجازی جانب نقل کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ خطاو ارسیان است محدید سے رفع کے جانبی مطابق میں اس و خطاو ارسیان است محدید سے کہا گیا کہ خطاو ارسیان کا حدور ہوگا۔ اور جہاں تک اس و نبیا گیا مطابق ہوئی کو اور اس و نبیا کی اور اس است سے میں دوسوں کی طرح خطاو ارسیان کا صدور ہوگا اور جہاں اگر خطاو نسیان کا تعلق میں اس میں موسلے سے سے کسی کو کوئی نقصان بہنچادیا گیا ہا کہا میں ان اس میں میں اس کو مرفورہ منہیں مانا گیا مثل خطابی قبل خطابی اور اور دیت واجب ہوئی ہوئی گویا دنیاوی انجام میں ان کومرفورہ منہیں مانا گیا مثل خطابی قبل خطابی قال نے اور دیت واجب ہوئی ہوئی ہوئی گویا دنیاوی انجام میں ان کومرفورہ منہیں مانا گیا اور اس کو دوبارہ اس میں دوبارہ اس دوبارہ کیا گا دوبارہ اس دوبارہ کی دوبارہ اس دوبارہ کیا ہائی کیا گور دوبارہ کی دوبارہ اس دوبارہ کیا گا دوبارہ اس دوبارہ کیا ہوئی دوبارہ کیا گا دوبارہ کیا گا دوبارہ کا کا میں دوبارہ کیا ہوئی کیا گا دوبارہ کیا گا دوبارہ کا کہا کہ دوبارہ کیا گا دوبارہ کیا گا کہ کا کو دوبارہ کا کہا گا کہا گا کہ دوبارہ کیا گا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کہا گا کہا گا کہ دوبارہ کا کہا گا کہا گا کہا گا کہا گا کہ کا کو دوبارہ کا کہا گا کہا گا کہ دوبارہ کا کہا گا کہ دوبارہ کا کہا گور دوبارہ کا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کہا گور دوبارہ کا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کہا گا کہا گا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کہا گا کہا گا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کہا گا کہا گا کہا گا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کہا گا کہ کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کا کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کو دوبارہ کان کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کو دوبارہ کا کو دوبارہ ک

سوآل ، جس طرح نسیان کی صورت میں روز و فاسر نہیں ہوتا اسی طرح خطار کھا کینے سے بھی روز و فاسد نہونا چاہے ؟ جواب ، نسیان کا مذر توی ہے، اس پر بندے کو جرم نہیں قرار دیا جا تا اور خطا پر بندہ کا اراد و شامل ہوتا ہیے اس طرح اگر بیا حتیاط کرتا تو وضو کرتے وقت علق سے نبیج پائڈا تر تا۔ اس فرق کیو جدسے خطا کونے بیان پر قیاس نہیں کیا جاسکا جامس یہ نسکلاکہ نمکورہ بالا روایت ہیں امت محدید ہے خطا د نسیان کے دفع کئے جانبیا محل وار آخرت ہے .

امام شافی سے اس قسم اقیاس فرمایا استوں نے نسیان پرخطاکو قیاس کرکے دونوں کا حکمتیساں کردیا ہے۔ یہ غلطہ مطلب سے م مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں امام شافع ہی کا یہ کہنا درست ہو گاکہ اگر کسی نے نمازی حالت میں خطا زبات کرلی یاکوئی چیز خطار کھا بی لیا توروز ہ فاسدہ ہوگا۔

بیمان از مصنعهٔ می بیان کرده و و با بخون مقامات بیمان کر دسین کی که جهان سے کلام کے صنبی معنی کوترک است میں است اسان میں

کردیاجا ماسیے۔

كَالْمَوْنِهُمُ الْمُعْبَاتُ إِلَى الاَمْيَانِ كَالْمُحَانِمُ وَالْحَمْرِ عَقِيقَةٌ حِنْهُ نَاحَلا فَالْبَعْض جَمُلَةٌ مبتداءًة تَمَتَّة لَعُولِم وَ بِهَا مَ قَالِوَهُم البعض فَانَهُمُ وَعَمُوا أَنَّ النَّعُومُ المعفاك الملاحِ فَي الكلامِ فَي الكلامِ فَي الكلامِ فَي الكلامِ فَي الله عَرِمَت عَلَيْهُ الله عَلَى الل

يُلاقى المَحَلَ فَيَخُرُى الْمَحُلُ مِن اَن يَكُون مُبَاحًا وَجَابَ العَيْنُ مَمنُوعًا وَالعَبُهُ مَمنُوعًا عنهُ وهٰذا آبلغ الوجه أي في خُرُهُ المَنْعِ فانَّ الادَّل كَمَايُقًا لُ الطِّفُلِ لاَ تا كُل الحُبُرُ وهُو بَيْن يَدَ في والثاني كَمَا يُذْفَعُ الْحُنُهُ مِن يَنِي يَدَ فِي وَيُقالُ لَمَا لاَ تَأْكُلُ فَهُو بَمُول النَّفِي وَالشَّخ وَهُو الثَانِي مِن النهو الحقيق عَلَى مَا مَرَّ تقريدُ لا وَقَالَ بعضُ المعتزلة واسَّمَ مُجْمَلُ لا نَ العَيْن لا يكون حلمًا فَلا بُن مِن تقل يُرافِعُ لِ وَهُو عَلَى مُعَلَيْ لِاسْتِواء جميع الافعال في بي فيجب التوقف وَهُوَ خلف فَكُومُ الفَي المُعَالِ في مِن تقليم فيجب التوقف وَهُوَ خلف فَكُومُ الفَي الْمُعَالِي في المَعْلَى اللهُ الله

والغويم المضاف الحالاعيان الخ-اوروه حرمت جواعيان كى جانب منسوب بوصير محارم اورخمر ممارے نزد كي حقيقت ہے اس ہيں بعض معتزله كا اختلاف ہے ۔

اس جار الما قبل سے کیار بط ہے شار کانے فرایاکہ یہ جلد بنت کا ہے۔ ازمر نوع اس کو

ب حالانكه نعل غيرمعين ك اس وجب كم تمام انعال اس بين برابر من المنزاتو قف واجب سي اوريه باطل ك

بطور تمرک لایا گیاہے۔ بیلے بحث برلالہ عل الکلام کی گذری ہے بین علی کام کی دلالت کی بناد پرجھی کلام کے مسئے حقیقی کو ترکھے کردیا جا آہید۔ اسی جدکا یہ جلہ میسینی والتی پر المضاف الح تتر ہے۔ جس کو بعض کو گوں کے گمان کور در کرنے کیلئے لایا گیاہے بعض کا گمان یہ ہے کہ کسی چیز کا حلال یا حسر ام ہونا اس بیں شی تو موجود بنفید بن عین ہے ادراس پر مرتب ہونیوالا حکم حوام یا حال ہونیا یہ اسلوا مہات کو اسان کی بھی جارہ کی گئی ہیں ہواس کی کہ ہوئیاں دعیرہ حسر ام کی گئیں ہیں تو اس آیت میں حرست کی اسناد امہات علیم امہات کا دور در مری ان عور توں کی جانب جن سے نکاح کر خوام کی گئیں ہیں تو اس حکمہ دواحمال ہیں۔ اول یہ حکم فعل نکاح کی جانب ہے۔ اور آیا یہ عور تیس معیسی محارم ازخود حسر ام کی جانب ہے۔ اور آیا یہ عور تیس معیسی محارم ازخود حسر ام کی جانب ہوں ان عور توں کی جانب جن سے نکاح کو حرام کیا گیاہ ہے۔ اور آیا یہ عور تیس معیسی محارم ازخود حسر ام جیں یا ان سے نکاح کا فعل حسر ام ہے۔

اسی طرح حدیث شرکین میں اشراب کوسیدام قرار دیا گیاہے تواس میں نفس خرحرام سبے یا شراب کا فعل معی شرب خرصہ ام سبے خرجہ ام ہے ۔ توشارح نے فرمایا وہ حرمت جواعیان سب می امہات، بنات وغیرہ عور توں کی جانب نسوب کی گئی ہے اور حرکی جانب منسوب کی گئی ہے ۔ یہ فعل نشرب خرسے جاز اور حرکی جانب منسوب کی گئی ہے ۔ یہ فعل نشرب خرسے جاز

ب ادر مرادیہ ہے کہ تم پر تمہاری ما وُل سے نکاح کا فعل حسرام کیا گیاہے اور شراب کا بینا حسرام کیا گیاہے۔

فتکون الحقیقة الح بنس نمکوره دولال مثالول میں حقیقت کوترک کیا گیاسے ، عمل کلام کی دلالت کی بنار بر کیوں کہ اس حکہ محل ایسا عین ہے جوحرمت کوقبول منہیں کر تاکیونکہ حلیت وحرمت میسنی حلال یاحسے ام ہونا۔ نو فعل کے اوضا

بیںسے ہے۔

فقلنا نعر آن ها کا الحدمة علی کالی آله تو ہم نے جواب دیا کہ یہ حرمت توابی حالت برا و رحقیقت پرہے اُس شی کے وصف کی جانب اسٹاد کرنیکے مقابطے میں میں بین ان دونوں میں کہ محارم حسرام ہیں یا محارم سے رکتا ج حسرام ہیں اسی طرح نفس شراب حرام ہے۔ اور یہ اسٹا دِ معتبقی ہے اور یہ زیادہ بلیغ ہے فعل کی جانب نسبت کرنے کے مقابطے میں ۔

لان الحرمت بوعلى المركب كونك حرمت كى دونسي بير - اكم لوع كا تعلق فعل سے بـ اس دج سے كدوه حرمت يعنى تخريم كى جرك كو حرام قرار دينا جو مذكوره ابت اور مذكوره روايت ميں ذكر كى كئ ہے ۔ اس كے لنوى معنى حقى معنى روك اور منع كرسے كے بين اوراس حكم ميں معنى مراد كى بين اورا بيت كا مطلب بي سے كہ تم سے تمہارى اؤں ، بہنوں ، بيليوں كو منع كرديا كيا ہے اور مردادكوم سے روك ديا كيا ہے ، اسى طرح متر اب كو روك ديا كيا ہے ۔ حاصل بيكه ان جائيوں ميں لفظ تحريم اپنى حقيقت براستمال كى كئ ہے اور ان لنوى معنے كے لئے حسرام بونالازم ہے ۔

ادر حرمت کی دوانسام ہیں۔ ایک وہ حرمت جونعل سے متصل ہوتی ہے۔ طا ہر سے کہ اس صورت میں تحریم سے مقصد یہ ہوگا کہ ن مقصد یہ ہوگاکہ فعل منوع عند ہے اور انسسان منوع ہے۔ لیسنی مزرے کو اس حرام فعل سے منع کیا گیا ہے مگر اس تا ویل و تقریر کی صورت میں اعیان میسنی ذوات اور محل فعل کو قبول کرنیکی صلاحیت رکھتا ہے۔

σοροσοροσιασοροσοροσοροσοροσοροσοροσοροσοροσοροσο

دوسری قسم و متحریم جونعل کے بجائے محل سے تعمل ہوتی ہے۔ اس صورت میں وہ حکمہ ادر محل ہی مباح ہونے سے خارج ہوجا تاہدے اور اس میں اُس فعل کے قبول کرنیکی استوراد نہیں ہوتی ۔ اور محل عین جعینہ چیز ممنوع اور بسندہ معنوع عن قرار اِن سید میسن میں شی کو بن رسے سے روک ویا کیا ہے۔

ندگورہ وونوں تفسیروں میں سے تنف بڑا تی زیادہ بلیغ ہے کیونکہ اول صورت میں بندے کواس نعل سے روکا صرور کیا ہے لیکن محل چونکہ فعل کے قبول کرنیکی صلاحیت رکھتا سے ۔اسکے اس روسکے کوشی کہا جا دیگا بخلاف دومری صورت

کے کماس میں محل نعل کو قبول کرنے تھیلتے ہاتی ہی منہیں رہا اسکے اس روسکنے کونفی کا درجہ دیا گھیا ہے۔

بہلی صورت کی بینال الیں سے عبیے سی کے سلسے رو ٹی رکس ہواوراس سے کہا جلنے تواس کھانے کو مت کھا۔ اس میں سندے کورو ٹی کھانے سے منع تو کیا گیاہے مگر روٹی موجود سے معیروہ کھا سکتا ہے اسلیے یہ مانعت بروہ منی کے ہوگی ۔ اورد ورسی صورت کی مثال ایسی ہے کہ اس شخص کے سامنے روٹی موجود شہیں بھر کہا جائے کہ تم روٹی مت کھا ہے۔ توج نکریہاں روٹی موجود نہیں سے اسلیے منع کر نا نفی اور نسخ کے درجہ ہیں ہوگا۔

اورسابق میں منی کے بیان میں میجٹ گذر حکی ہے کہ نفی برنسبت ہی کے زیادہ بلیغ ہوتی ہے کیو تھان دونوں ذکورہ صورت میں بنی دیادہ بلیغ ہوتی ہے کہ نواں فرکورہ صورت میں نفی دان وہ بلیغ اور کو ترہے اس لیے ذکورہ تینوں نصوص میں بھی زیادہ بلیغ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اور حرمت فعل محربی کو نعل کے بجائے محل سے متصل کیا گیا ہے۔ یہ کہا گیا کہ تمہاری مائیں اسی طرح مردارا در شراب اباحت سے مجی خوارت ہیں۔ اس تفسیر کی بنا در ترمیوں نصوص اپنی حقیقت پر برقرار رہیں گی اور بجاز کی جانب جائے کی احتیاج نہوگی۔ کی احتیاج نہروگی۔

مغتراً کا است الله است و است محترات مجل قرار دیا به ان کاکہنا یہ ہے کہ مین ذات پوئیکہ بزات خود حرام مہترات کا است کا کوئی نعل ایسا موزون ما ننا بڑا گیا جس کے سامتہ تحریم ادر حرمت متعل ہوسکے اور وہ فعل متعین ہیں ہو اگر متعل ہو سکے اور کہ متعین ہیں ہوئے است میں تمام افعال مساوی ہیں اور کسی کوران محرک نیا موجود منہیں ہے تو مقدر ماننے کے باب میں حب تمام افعال برابر ہیں تو تحریم مجل ہوگی است کے تو قعن کرنا صروری ہوگا جب کم کوئی دلیل ترجیح موجود منہوں میں فعل کو مقدر منہیں مانا جاسکتا۔

جوات : منشا کی متور (لفه آنج سار علیار حمد نا معزل کار دفرایا اور کها که انتی به غلافهی به ده اتنا بهی نهی جا ک کوب تخریم کوکسی مین دات کی جا نب منسو ب کیا جائے تواس مقام کے مناسب نعل کو مقدر مان لیا جا آب جا نی حریب علی می حریب علی مجرا مها تکم الح (تم پر تمهاری ائیس حسرام کی گئی ہیں اس کے مناسب فعل نکاح ہے مین تمهاری ماؤں کا تمہاران نا میں المیت اور حرسمت ملیکا المیت الله و مرادی اس کے مناسب فعل المل ہے ۔ مرادی ہے کم مردار کا کھا نا تمہار سے کئی ممنوع ہے ۔ اور حرسمت علیکی النج (تم پر شراب کو حوام کیا گیا ہی کہ میاں اس کے مناسب فعل شرب ہے ۔ لین شراب کا بینا تمہار سے اور چرسمت ملیکی النج و تر بین اور موقع محل کے موجود میاں اس کے مناسب فعل شرب ہے ۔ لین شراب کا بینا تمہار سے اور چرسم اس لئے یہ اور موقع محل کے موجود موال میا نا تمہار سے کئی ما جت بیش آئے اس لئے یہ آیت یا تحریم واجب التو قعت اور موال دوری دوری و موال برائی موال میں اس کے دوری مواج دوری موادی مواج دوری مواج دور وَلَتُمَافَوَعُ عِنُ بَيَانِ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَائِ اَوْمَ وَ بِنَ بِلِهَا بِعِثُ حُرُوفِ الْمَعَافِ فَقَالَ وَيَتَصِلُ بِهَا لَهِ الْمَحَاذِ حُرُوفِ الْمَعَافِ فَقَالَ وَيَتَصِلُ بِلَعَ يَقَةَ وَالْمَبَاذِ حُرُوفَ لَهَا مَعَا فِ وَحُلِحِ وَفَ الْعَوْتِيَّةُ الْعَامِلَةُ وَغَيْرُ الْعَامِلَةِ فَإِنَّ الْحَيَانِ وَالْمَعَانِ وَالْمَافِيَةُ وَلَنَ كَانَتُ مِعِنَى الْظَهِ فَيَ الْعَامِلَةُ وَعَيْرُ الْعَامِلَةِ فَإِنْ كَانَتُ مِعِنَى الْظَهِ فَي الْمَكَافِ وَعَلَى اللَّهِ الْمَكَافِ وَعَلَى الْمَعْلَى وَعَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَعَلَى الْمَكَافِ وَلَنْ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَنْ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ اللَّلُ اللَّهُ الْمُعَلِّلُ اللَّهُ اللَّةُ اللَّهُ اللَّهُ

حف ومعانی کابریان است است معنی نے مقیقت دنجازکو سیان کیا ہے۔ان دونوں کے مرکب کے معانی کو سیان کیا ہے۔ان دونوں کم مرکب کو کا بھی ہے۔ است مرکب کو کا بھی ہے۔ است مان کو سیان کیا ہے ان کا دوسرا نام حرد ون کوی بھی ہے۔

علمار تخوان كاشمار تخوس كرت بين ر

مناستبت : حرون نویه کور دن معانی نام رکھنے اوران کواصول فقیس ذکر کرنیکی وج یہ ہے حقیقت و مجاز کے ساتھ ان کا خاص تعلق ہے نکہ یہ حروف کمی حقیقت و مجاز کے ساتھ ان کا خاص تعلق ہے کیونکہ یہ حروف کمی حقیقت و مجاز کمیل ہے ۔ ان میں بعض معانی لغویہ حقیقہ ہیں، اور دوسرے بعض معانی مجازی ہیں۔ جیسے حرف فی جوابین مرفول کوج دیتا ہے مگر کمی کم ان استے جوابین مرفول کوج دیتا ہے مگر کمی کا دور دار زید کی لئے فاف میں ہے اور دار سے میں کا فرون و دار سے اور دار زید کی کے اندر موجود ہیں۔ اور دار سے میں کا فرون و ارب اور زید گھر کے اندر موجود ہیں۔

بعث و بہاں ماتے ہیں۔ پنا چرمصف کی ہے ہوا کا مراہ ان ہے کا کمہ پر پیاہے سم ہورہا و اسوں کے اس کوت کو اس مقام پر ذکر فرایا ہے۔ ماتن نے جہور کا اتباع کرتے ہوئے ان حروف کو بہاں ذکر فرایا۔
افسی حضور یا۔ اصولی طور برحضر و کی دونسیں ہیں۔ اول حروف مبان ، دوم حروف معانی ۔ حروف معانی کا کام بیہ ہے کہ وہ معانی کے معانی کو ان سے اسما و تک بہنچاتے ہیں ادریہ حروف اسم اور فعل دولوں کے مقابل ہیں ۔ بینی حروم معانی ہیں سے کوئی حرف اسم ہوگا یا فعل ہوگا۔ اسی طرح اسم دفعل ہیں ہے کوئی حروف معانی ہیں سے منہیں ہوسکتا۔
دور بی تقسم حضر و مبانی ہے میسنی وہ حروف جن کا دو مرا نام حروف ہجائی بھی ہے۔ مینی وہ حروف جن کو طاکر لفظ بندا سے ۔ لفظ اسم و فعل میں منعت موت اسے اسے اسم ہے۔
موانی اطلاق الحروف اللہ ۔ بیرا کی سوال مقدر کا جواب ہے۔ حروف معانی کے ترب کو ذکر کیا گیا ہے وہ متمام کے تمام حروف ہی منہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض اسمار ہیں بیسنی کما ت شرط مکما ت جزاء کا بھی اس بحث میں تذکرہ کیا گیا ہو

جواسم کے اقسام میں ہے ہیں، حرف نہیں ہیں۔ چوآب ،۔ اس بحشکے بحت جن کلما ہے کا تذکرہ کیا گیا۔ ہے اس میں اکثر بیت حروف ہی کی ہے، بقدر قلیل اسماء کا بھی نذکرہ ہے مگر تغلیدًا حروف کو اسماء میر غلبہ دیریا گیا۔ ہے اور عنوان حروف معانی کا اختیار کیا گیا۔ ہے۔

ضمّ لمّاكَانَتُ حُرُوتُ العطفِ اَكُونُ هَا وُقُوعًا قَلاَ مَهَا وَقَالَ فَالواوُلمطلقِ العَطفِ مِنْ غَيْرِ

تَعَرُّ حِن لمُعَامِ نَهِ وَلاَ تَرُقيبَ يَعَى اَنَ الواوَلمُطلق الشركة فَانُ كَان فِي عطفِ المفر وِفالنَّكَة ثَابِت مَّ علمُ المُعَلَى الشركة فَان كَان فِي عطفِ المهفر وِفالنَّكَة فَالمَّهُ عَلَيْهِ الدُّهُ وَالْمُونِ عَلَيْهِ الْجُهُلِ فَالشَّر كَا لَا يَعِيَ مِن المُقَامَ نَهِ كَمَا وَعَمَى الجُهُل فَالشَّر صَال الله قَلْ الله وَالله والله والمواح والموام والموام والله والله والموام والله والله والموام والموام والموام والموام والموام

وَيُى عَيرِمَتُكُو وَانَّمَا اَحَالَ عَلِالْاِيَةِ بِإِعتبَامِ اَنَّ التَّعَرُّ لِيهُم فِ الدَّحْولَا يَخُلُوعَن الاحتمام وَ النَّرِجيح وَعَنِ الشَّافِي الشَّامِ مَعَامِ مِنْ لَعُولَ العَجْدِ وَعَنِ الشَّافِي الشَّامِ السَّعِدِ النَّرِجيح وَعَنِ الشَّافِي الشَّامِ السَّعِدِ النَّرِجيح وَعَنِ الشَّافِي الشَّامِ السَّعِيدِ النَّرِجيح وَعَنِ الشَّافِ السَّامِ السَّعِيدِ النَّرِجيح وَعَنِ الشَّامِ السَّامِ المُعَامِلُ السَّامِ السَامِ السَّامِ السَّامِ

ا ورچ نک وف و عاطفه کا و تو در ار وه هو تاہی اسکے مصنف کے نے ان کے بیان کومقدم فرما یا اور کہا واؤ مطلقا عطف کیلئے آباب بلالحاظ مقارت اور ترتیب کے بیسنی واؤ مطلق مشرکت کیلئے آباہد،

ترجمت

سوال پیدا بو الب کرون وی دوسی بی حروف معانی عامله ، حروف معانی عیر عامله خاصر به که موسی که معنون کوی عامله وی بوت بین به نسبت حروف معانی غیر عامله توی بوت بین به نسبت حروف معانی غیر عامله مین موست می ما مله بی موست می ما مالانکه امغول نے ایسا کرنے کے بجائے غیر عامله مین حروف

ماطفه کو پہلے دکر کیاہے۔ نیز جب حروف عاطفہ کا ذکر کیاتوسب سے پہلے واؤ عاطف کا ذکر مقدم کیا۔اسکی کیا وجہ ؟ حوات، دیہ سوال کے جواب میں مصنف نے فرمایا کہ اسکانت حروف العطف اکثر ها وقوع آ۔ جو نک حروف عیر عاملہ جب کی حروب عاطفہ وقوع میں کتیر ہوتے ہیں اور عربی عبار توں کے جملوں میں ان کا ذکر کشرت سے آتا

نروف فیز عاملہ بیسنی حردف عاطمہ وقوع کمیں کتیر ہوئے ہیں اور عربی عبار توں کے جملوں میں ان کا در کترت سے آیا۔ ہے اسلے عاجت کی کثرت کی بناد پر ان کوا ہمیت حاصل ہوگئ اوراستعال کی کثرت کیوجہ سے مصنعت نے بھی حرف

غیرعاملهٔ بعسنی حرومت عاطمهٔ کو عامله برمقدم کیاہے۔ جواری نمانی ، ۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ حرومت عاطفہ میں بھی اکٹر وقوع واکو عاطفہ ہی کا ہمو تاہیے۔اس بناء پران میں واوکو بیسلے ذکر کیا گیاہے۔

ما صل یہ کہ صفت نے کہا کلہ واؤ مللقا عطف کیلئے آ ناہے مین ٹائی کواول کے ساتھ ملانے اور شرکت کرنے کے اسے میسی ٹائی کواول کے ساتھ ملانے اور شرکت کرنے گئے ۔ آ ناہے مگراس شرکت میں ایک کا دوسر سے ملا ہوا ہونا ہیسنی کم تقارات ۔ اور ایک کا دوسر سے کے بعد ہونا اور کا اول کے بعد ہونا اور کے معادی ہونا اور کے بعد والے کا بیسے والوں کا لحاظ منہیں کیا گیا۔ مطلق یہ ہیں کہ ہونا اور خوا منہیں کو گئی کی افراد لمعطلتی العطف الدیس ہوا کرتے ۔ مقارات کے معنی ہیں دوچیز دل کا ایک وقت میں پایا جانا ۔ اور ترتیب کے مقارات اور ترتیب ملحوظ منہیں ہوا کرتی ۔ مقارات کے معنی ہیں دوچیز دل کا ایک وقت میں پایا جانا ۔ اور ترتیب کے معان ہوں کہ معنی ہیں دوچیز دل کا ایک وقت میں پایا جانا ۔ اور ترتیب کے معنی ہیں مرتب ہونا معسنی بعد میں مرتب ہونا معسنی بعد میں ہونا ۔ اب اگروا وکے ذریعہ ایک معنی معنی ہیں مرتب ہونا معسنی بعد کی میں مرتب ہونا معسنی بعد کی کہ دیا گئیا۔ ہونا کے دوسر سے برعطف معنو کی مورت میں میسی عطف مفرد ملے المفرد ہو جیسے قام کردوئی کا دیا کہ دونا کے دونا کا ما کہ دونا کا ماکہ دونا کی اور تو کہ دونا کہ میں مرتب ہونے ۔ اس مثال میں قیا محکوم ہے اور زمیرا در عرود دونوں کھڑے ۔ اس مثال میں قیا محکوم ہے اور زمیرا در عرود دونوں کھڑے ۔ اس مثال میں قیام محکوم ہے اور زمیرا در عرود دونوں کو مورود کی اسے دونا کو کردونا کو کہ کو مورونا کی کو کردونا کو کردونا کو کہ دونا کا حکوم ہونے ۔ اس مثال میں قیام کو کردونا کو کردونا کو کردونا کو کی کردونا کو کردونا کردونا کو کردونا کو کردونا کو کردونا کو کردونا کو کردونا کردونا کو کردونا کردونا کو کردونا کو کردونا کردونا کو کردونا کو کردونا کو کردونا کردونا کردونا کو کردونا کردونا کو کردونا کردونا کو کردونا کو کردونا کردونا کو کردونا کردونا کردونا کو کردونا کردو

عطف کی دوسری صورت ، - اورعطف جله علی الجله بوتو دولوں کی شرکت شوت اور وجود میں مجمی جائے گی جیسے قا) ، زیر وقع رُعرو کی مشکل اس مثال کو کہکر یہ بیان کرنا چا ہتا ہے کہ زیر کھیلئے تیام اور عرو کیلئے قعود نا ہے ہے ، اقیام زیر میں اور تعود عمرو میں موجود سید - صاصل یہ کہ واؤ عاطفہ دو چیز دں کے ملائے اور مقارنت پر دلالت کرتا ہے نہ کہ ترتیب بردال ہو۔ مدت جمع کے معظے پر دلالت کرتا ہے ۔ متام اہل لعت کا یہی فرم ب ہے ، احزات بھی اس کے قائل ہیں، سیبونہ بخوی کا بھی بی

ندىم جىسى نىزىھرە دكوفىكى تۇپ كاقول بىي سى سىر

ا حنان میں سے بعض علماً و کا تول ہے کہ واؤ مقارت کیلئے اکسے۔ اور شوافع کا لمرہت یہ ہے کہ واؤ ترتیب کیلئے اکسے۔ بھیے جاری زیدوع و اس مثال میں شوافع کے قول کے مطابق اس بات کو سیان کیا گیا ہے کہ بہتے اس مثال میں شوافع کے قول کے مطابق اس بات کو سیان کیا گیا ہے کہا اس مثال کے معنے ہیں عمرو زید کے ساتھ آیا۔ اور احنان کے وکر کرنا مقصود ہے۔ بیں صرف دونوں کی مجیست کو بیان کیا گیا ہے نہ مقارت مقصود ہے اور نہیں ان کے آنے کی ترتیب کو وکر کرنا مقصود ہے۔ شوافع کی ولیل ، ۔ حق تقالانے فرایا مال کھوا واسعہ دوا " اس کے اوالا نماز میں رکوع ہے بھراس کے بعد سبی اس کے اور این فرن ور فرق میں شوافع کی ولیل ، ۔ حق تقالانے خرایا " نماز میں اور اس کے باری تعالیٰ کے افران ون ور فرق ور کروہ من شوافع کی دو سری ولیل ، ۔ وہ فرات ہیں۔ الشر تعالیٰ ارشاد فرایا اداکو اوا سعہ دوا۔ اس سے معلوم شوافع کی دو سری ولیل ، ۔ وہ فرات ہیں۔ الشر تعالیٰ ارشاد فرایا اداکو اوا سعہ دوا۔ اس سے معلوم ہوا واک ترتیب فرض نہوتی تورکوں مقدم اور سجدہ اس کے بعد کیا جا تا ہے کیونکو اوا سعہ دوا۔ اس سے معلوم ہوا واک ترتیب فرض نہوتی تورکوں ایس اس کے بعد کیا جا تا ہے کیونکو اوا سعہ دوا۔ اس سے معلوم ہوا واک ترتیب فرض نہوتی تورکوں ہوت کے اور اس کے بعد کیا جا تا ہے کیونکو اوا سعہ دوا۔ اس سے معلوم ہوا واک ترتیب فرض نہوتی تورکوں ہوت کو اور اس کے بعد کیا جا تا ہے کیونکو اوا سعہ دوا۔ اس سے معلوم ہوا واک تورکوں اور ہوت کیا گیا تھا تا دوار کا میا کہ کو سیا اور کو اور اس کے بعد کیا جا تا ہے کیا کیا گیا تھا تھا تھا تھا تھا ہوت کیا گیا تھا تھا تھا تھا تھا تھا کہ کو سیا اور کو اور اس کے بعد کیا جا تا ہے کہ کو تا اور کو اور اور کا سیال کے اور کا تا کہ کو کو کا تا کہ کو کا تا ہوت کو اور اس کے بعد کیا جا تا ہوت کیا گیا کہ کو کو کا تا کہ کو کا تا کہ کو کیا گیا تھا تھا تھا تھا تھا تھا کہ کو کو کا تا کہ کو کا تا کو کا تا کہ کو کو کا تا کہ کو کا تا کہ کو کا تا کہ کو کا تا کہ کا تا کہ کو کا تا کہ کا تا کہ کو کا تا کہ کو کا تا کہ کو کا ت

ات نالانوارش اردو المستله فرالانوار جددوم تنیستی دلیل ، شوافع نے کہا بن عباس صحابہ وکم فرائے تھے کہ وہ عمرہ جے سے پہلے ا داکریں ۔ توصحابی نے دریافت کیاکہ ایساکر نیکا حکم آپ ہم کو کیوں فرائے ہیں ۔ حالانکہ حق تعالے کا حکمیت وانتوا المج دالعمرة للٹر کہ تم ج اور عرہ اللہ سے ادا کیاکرو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیلے ج کرو بھرعرہ کو اداکرو یعنی حضرات صحابہ اہل زبان ہیں انھوں نے کا م خداسی سبحھاکہ وائ ترتیب کیلئے آتا ہے۔ بیبلے ج اور اس کے بعد عمرہ اداکر نا چاہیے۔ اس وجہ سے حضرت ابن عباس کی ہات جوا ما ت اجنا ف به حضرات شوافع کے استرلالات کا جواب کن ہے۔ آپ صلے الٹر علیہ وہ نے بدریویر دی غیرمتاور ج کے ا فعالَ يرَرُسَيب كِوْمُعَلَوْم كَيا ہومِينَ وَجِي كَ وَرِيدًا بِ كُوارِس ترتب كا حكم ديا گياہے كرسى كى ابتدا دصفاسے كى جائے۔ ان الصفا والمروة مين كسي جيزكومقدم مذكرنا ترجيح أورامهام بردلالت كراسي ووسرى دليل كابحواب : - جهال تك قول بارى تعلية اركواداسجدوا كاتعلق بدار ترتيب كيلة اس قول مرارك كو حجت ان لیاجائے تو فرآن اری تعلیا اس کے خلاف میں بھی ہے جس سے مرکورہ ترتیب کا عکس معلوم ہو تاہیے ۔ فزان ہے حضرت مریم علیهاانستگلام کونمخاطب کرسکے ارشار فرایا سما اسعدیوی وادکعی سجدہ کا ذکر مقدم اور رکوع کا ذکر ہو نوسیے ۔ بق اس سے تعارض کلام ہاری تعالیے میں واقع ہوگا جو کہ عظیم ترین گنا ہے۔ تو سپی ناویل کی جائے گی کہ ان دونوں آپیوں ہی دواركان كإدكرب- اس سے بحث نبي كى كى كە يىلىكىس كوادرىجدىن كس فرض كواداكيا جاسى الرح ترتريكامسىكا مجی ہے وارکبوا واسجدوا سے ترتیب ابت منہیں بوئ ملک ترتیب کا نبوت دو سری دلیل سے ہے لہذا اس آیت سے یہ نابت نابوسكاكددا وُ ترتيب كيلي<sup>م</sup> الب تيسري دليل كاجواب به دياكياب كمضارت محاريشك سوال كرا وجود حضرت ابن عهاس كاصحاب وحكم ديناكه عمره بیها واکیا جائے اور فج اس کے بعد تو حضرت اُبن عباس کا یہ فران جہاں ترتیب پر دال ہے وہی اس پر کلمی ولالت ترتأب كم وإئتر ترب كحيك سنبي ب اس الي كدوا والكرترتيب كيك بوتا توجيئ قرآن كافران سبع والمواالحيج والعرق ولليه كم السُّرك لن في اورعم وكوواكرد) كى روشني مين حضرت ابن عباس فرمات كرج كوعره برَمقدم كرو . حبكه آيت اس ك برعكس كاحكم ديا ميسنى يركماكم تم لوك يبياعره ادا رواس كابدرج كرور وكيل احنا ف : إبل عرب ك كلام كور نظر ركعة بوسة يربات ابت بوت ب كدوادُ عاطفه مطلق ج كيارة اسد يعنى وأو عاطفه اب البركوا قبل كسا تعظم من شركه كرنيك الأالب من معارض ادر ترتيب كالحاطان بواا دوسری دلیل احبات کی جانہ : منفی بہاوے میں ایک دلیل دی جائ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا" قاتل زید وعرو " زریداِ در عمروسی الوانی کی ، اس مثال میں صرف دونوں کے اوار جھا والے کی اطلاع دی جی ہے با نجافا اس کے کہ کس کے ابتدارى اوركون كم مسك بعدا وركون يبيلے لاائ شروع كرنبوالاسير ، يو اليے مقام پر جہاں ترتب يا مقارنت بر يونيون كوجع كرنامقصود بوم بال واد عاطف كونه لا ياجا آاءاس مصغ بردوسرس حرمت كودكر مماجا تا المنذاس كالحاظ كع بغيواة کا ڈکر کرنا اس کی ملامت ہے کہ دا ڈ بغیر تریتیب کو بیان سے جمی ستعل ہے۔ جماع سبین کیاہے۔ کہا اِن دخلت الدارالج کہ اگرتو گھرس داخل ہوئی توبس توطلاق والیہ اورطلاق والی ہے اورطلاق والی ہے اورطلاق والی ہے اوران بین طلاقوں کو دا وعطف کے والی ہے۔ گوباس سے آوران بین طلاقوں کو دا وعطف کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔ اوران بین طلاقوں کو دا وعطف کے ساتھ ذکر کیا ہے تو اما صاحب کے نزد کھے جب شرط پائی جائے گی اس وقت اس عورت پر صرف اول طلاق واقع ہوگی۔ اورصاحب نے کہ اام صاحب کے نزد کیا۔ اس سے اندازہ ہواکہ امام صاحب کہ امام صاحب کے نزد کیا۔ یورت اول طلاق سے مطلقہ بائنہ ہوگئی اور جو نکہ غیر مرخول ہما کے لئے وہ محل منہ کے اس سے اس کے اس سے مصافحہ کی اور جب نہ ہوگی اور جب وہ بائنہ ہوگئی تو دوسری اور نمیسری طلاقوں کیلئے وہ محل منہ کہا یہ اور جب نہ ہوگی اور جب وہ بائنہ ہوگئی تو دوسری اور نمیسری طلاقوں کیلئے وہ محل منہ کہا یہ اور جب نہ ہوگی اور جب دہ بائنہ ہوگئی تو دوسری اور نمیسری طلاقوں کیلئے وہ محل منہ المبذا یہ نوبو جا کہیں گی۔

ا دراگرواد عاطفهٔ ترتیب کیلیانه نه بهوتا توصاحبین کے تول کیطرح اس عورت پرتیبوں طلاقوں کے داتع بہونیکا قول درگرت بیندوں طلاقوں کے داقع بہونیکا قول درگرت - نیز دوسری بات اس مصلک ہے یہ معلوم ہوئی کہ داؤ عاطفہ صاحبین کے زدیک مقارنت کیلیے کا تاہیہ کیوں کہ اس کے نزدیک اس مثال میں عورت پرتین طلاقیں داقع ہوئی ہیں۔ نیز مصلک کما کرسی ہے کہ اگر کسی لاغیر موزل مہا عورت کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیریں ہیں تو تینوں طلاقوں کا داقع ہونا اس کی علامت اور دلیل ہے کہ ان کے نزد کم جے اور مقارنت کیلئے تہیں تا۔ مقارنت کیلئے تہیں تا۔

فَا جَابِ بِأَنَ فِي المِثَالِ المَثَالِ النَّمَا لَطَلَقُ وَاحِدَةً عِنْدَا أَبِي حَنِيفُ ثَالِانَ مُوْحَبِ هٰ الْالْمُلَامِ الاَفْلَامِ الْمُعَادِنَةُ فَلَا يَعْفَرُ الوَاوِ يَصَحِبُ الكلامِ عِنْدَهُ المَالمَ وَعَلَامُ اللَّهُ عَالَىٰ اللَّهُ عَلَىٰ اللَّهُ الْمُعَادِنَةُ عِنْدَهُ عَلَىٰ المَالِمَ عِنْدَهُ الاَفْتِوا قُ الْوَلِمُ يَكُنُ عِنْ المَلامِ عِنْدَهُ الاَفْتُوا قُ الْوَلِمُ يَكُنُ المَلامِ عِنْدَهُ الاَفْتُوا قُ الْوَلِمُ يَكُنُ المَلامِ عِنْدَهُ الاَفْتُوا قُ الْمُعَلِّ النَّالِيُ وَطَالَقُ كُلا اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الل

مر میں مصنع نے اس سوال کا جواب دیاکہ اس مثال میں اس عورت براماً) ابو صنیعت کے زدمک امک میں اس عورت براماً) ابو صنیعت کے زدمک امک میں میں میں بیالے کا اور صاحبین منے فرایا موجب اس کا اجتماع سے لہٰذا واؤے متغیر شہیں ہوگا مطب اس عبارت کا یہ ہے کہ ام صاحب کے زدمکی ہے۔

ترتب اورصا حبین کے زدیک مقارنت واؤسے نہیں آئی ہے ملکہ کلام کے موجب اورمقتصیٰ سے آئی ہے کیو بھے کلام کا مقتصلے ا ما مباحث کے زدیک افتراق دالگ الگ طلاق دینا ہے کیونکہ آگرافتراق موجب نہ پہوتالو وہ اِن دخلتِ الدارُ فأنتِ طالتُ ثَلاثاً بِي كَبِديتِا ورحب اس نے ثلاثا منہ س تجها لمكيّ انتِ طالقُ وطالقُ فطالقُ كِما توجان ليا كياكه اس كا قصهُ ا فتراق كاسب. بن تهرا مك طلاق علىجده علىجده واقع مهو كى الني إطلاق اول واقع مهوكي اورغورت مان وثالث كامحل باتی مذرسی اورصاحبین کے نزدیک کلام کامقتضا راجماع کے کیونکہ اگرالیٹ نہومانو وہ شخص تینوں طلاقوں كواكب شرطك سائمة معلى خرتا حبب اسد جلم طلاقول كومعلى كردياتو حبلة واجدة واقع بمي بوجائيس كى - اورام فخرالاسلام اورصاحب تقويم دولؤب كاميلاك مياحبين كرقول تين طلاق واقع بوسن كى ترجيح كيطرف سبع. يرسباس وقت بے حبکہ تنکلم نے شرطکومقدم کیا ہیں اور اکریشرط کو مؤخر کردیتا اور یوں کہتا کہ انتِ طالق و طالق و طالق اِن دخلت الدارُ تو بالا تفاق مين طلاق واقع مول كي يونكم خرى كلام من وه چيزيان گئي جس نے اول كلام كو تبديل كرديا اوروه شرطه بهذاا ول <u>د ثانی موقوت موی رب</u> اورآخر می تینوں واقع مو کئیں۔

﴿ خَاجَنَا بَ بِهَانَ الْهِ- مُرُورِه اعتراض كاجواب شارح بنة السَّ عبارية بي ديلي كم يحينه وليك كا قول اين غير منول بهاعورت سے كه إن دخليت الدارُ فا ست طالق وطالق وطالق جب شرط يائ جائے كى تواكي فلاق واقع ہوگی ۔ امام صاحبے کے نزدیک اور تبین طلاقیں ہوں گی ۔ صاحب ہے گئے نزدیک یہ حکم ان دونوں تصرات كاس وجهس بنبي كدوا وعاطفه امام صاحب كنزديك ترتب كيلي تأسيريا صاحبين كزرك والوعاطفه مقارضت كم لي السي ملكم الم مما حب في مرايا كي والي كاية تول واو عاطم كي سائم طلاق كوالك الكراورافتراق کے ساتھ واقع ہوں تو ترتب واؤ کیوجہ سے نہیں آئ ملکہ فائل کے ان طلاقوں کو یکے بعد دیگرے اس طور پر ذکر کرنے سی ی کی ہے۔ بہلی طلاق توشرط پڑھلت رہیے گی ا در دوسری طلاق اول طلاق کے توسط سے معلق ہے۔ ثالث طلاق اول و

نانی کے توسط<u>سے</u> شرط برمشروط اور علق ہے۔ دلیل اس کی بیر بی که اگر اس کانیشا را فتراق مربوتا بیسنی طلا تول کوالگ الگ ایک ایک کرے واقع کرنیکا مقصور سنهوانوقانل تبيول كوسيك بعدد سيرس الك الك ذكر مركرا بلكه الك سابة طلاق دسية موسئ يوس كرريتاكه إن دخلت الدارُ فانت طائقٌ ملا تا- اورجب اس في طالق ثلاثًا منبي كما بلك ايك الك الك بيان كيا تومعلوم بواكد كين والأ اليف فعل من افتراق كالاده ركمتاسيد

لبنداخلاصه ينسكاكه اس كلأم كم مقتصارا فتراق في القاع الطلاق ب اورجونيجه واوسطلقًا جمع كيلة أتاب إس س افتراق بالل نهر وكاكيون كم طلق حبع مين افتراق موجود سيميتني چذر جيزس الگ الگ مذر كور بهونيكي با وجو درجع بروسكي بل ا ورجب منشاء اس كلام كا فتراق سبع ا دراسي وجهة تينو ل طلا قول كو الك الكه بيكربعد د سير شرط مين معلق كيا كياب المغلوقاقع بمي اسي انداز برالك الك بهوب كحس اندازيران كومعلق اورمشروك كيا كياسيه اورحب يه طلاقيب امك اكميكرك الك الك وافع مولي توجونكم فركوره عورت غير مرخول بهايد اس لئة شرط بإئ ما سف وقت اكم

میسنی اول طلاق واقع بروگئی اوراکی طلاق واقع بروت بی عورت بائنه بروگئی دوسری اورتسیسری طلاق کی محل باقی ندری اور دونون طلاقیں لغوسوگئیں۔

صافقال کلام به نکلاکه امام مساحب نزد کمی مذکوره مصیند میں اول طلاق کا داقع بونا اور دوسری اور میسری طلاق کا واقع منهین کرد کمی مذکوره میں ترتیب کا متعاصی سید ملکه واقع بونی صورت و می سید

ج*س کوا ویرد کر کیا گیاسیے*۔

الصيار صاحبين مح قول كے مطابق ثمين ملاقيں واقع ہوں كى اوريد وقوع اسوم سے نہيں كہ واؤ مقارنت

كيلية الب للمنكلم ككام كالمشاا جماعب

شارح کی رائے۔ بحرم شارح اور علام فرالا شام صاحب تقویم وغیرہ نے ان دونوں فقہار کے اقوال ہیں ہے صاحب نے کے قول کوراع کہ لہنے اور فتوی دیا ہے کہ اس صورت بین اس عورت برتین طلا تیں واقع ہوں گی۔ ترجیح کی دلمیل ،- اور وج ترجیج یہ بیان فرائی ہے کہ صاحبین اور اہم صاحب کے درمیان ندکورہ بالا اختلاف کی صورت یہ نہیں ہے ملکہ وہ یہ ہے کہ کلام میں شرط مقدم اور جزاء اس کی مؤخر ہولیکن اگر شرط کوئو فرکرے شوہ نے بوی صورت یہ نہیں گر است طالتی وطالتی ان دخلت الدار دلو طلاق والی ہے اور طلاق والی ہے اور طلاق والی ہے اور طلاق والی ہے اور طلاق والی ہوائی والی ہے اور طلاق والی ہے اور طلاق والی ہوائی ہوئی والی ہوائی وطالت و طالت کے مجد شرط میکور نہوئی تو عورت بر فوری طور پر فردی طلاق واقع ہو جاتیں اور شرط کے ذکر کردیے میں فوری طور پر طلاق واقع ہو جاتیں اور شرط کے ذکر کردیے سے فوری طور پر طلاق واقع ہو نامعلق ہوگیا۔

وَإِذَا قَالَ لَغُنُوالْمَوُطُومَةِ أَنُبُ طَالَقُ وَطَالَقُ وَطَالِقُ إِنَّمَا مَبِأَنُ بِوَاحِلَةٍ جِواب سُوالِ أَخَرَ عَلِيهِ اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ وَعَلَى اللهُ وَاللهُ وَعَلَى اللهُ وَعَلَى اللهُ وَاللهُ وَعَلَى اللهُ وَعَلَى اللهُ وَعَلَى اللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَاللهُ وَعَلَى اللهُ وَاللّهُ وَعَلَى اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَاللّهُ واللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ اللّهُ ال

<del>Ιστορομοίο το προσομορομο το προσομορομοίο το προσομορομοίο</del> σε προσομορομοίο το προσομορομοίο το προσομορομοίο τ Το προσομορομοίο το προσομορομο το προσομορομοίο το προσομορομοίο το προσομορομοίο το προσομορομοίο το προσομο عَلَاقً بِالْآنِ فَعُلَماء نَا التَّلْتُ الْفَقُواعُلُ النَّى تَقَعُ الواحِدَةُ هُمُنَا فَفُرِمَ النَّالَةُ وَيَعِ مِنْ النَّالِي وَالْكُلُّ الْوَلِ وَفَعَ قَبِلَ النَّكُلُمِ بِالنَّابِ وَالْكُلُ وَلَكُ اللَّالِ وَلَكُ اللَّالِ وَالْكُلُمِ بِالنَّابِ وَالْكُلُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَا يَعْمُ الْفَوْدُ وَعَمَّ اللَّهُ وَلَا يَعْمُ اللَّهُ وَلَا يَعْمُ اللَّهُ وَلَا يَعْمُ اللَّهُ وَلَا يَعْمُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا يَعْمُ اللَّهُ وَقَعَ اللَّهُ وَلَا يَعْمُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَقَعَ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا يَعْمُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَالْمُلَالُ وَاللَّهُ وَاللَّالِ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّه

ر است المراس برکسی شرط کااضافه نهر موارد مرد که به به این عیر مرحول بهاعورت سے کہا انت طالع وطالع و طالع و کو ا طالق اوراس برکسی شرط کااضافه نهیں کیا تو احزات دیے کہا اس برصرت ایک طلاق واقع ہوگی اور دوطلاقیں لغوہوجائیں کی حس سے انداز ہ ہوتا ہے واؤاس جگہ ترتب کیلئے سے جمع کیلئے نہیں ہے۔ رہم ا

ی حب سے امدارہ ہو ماہیے واقواس جد سرسیب سیلئے ہے۔ بھے کیلئے تہاں ہے۔ مسعے ئلدان کے بہاں یہ ہے کہ عزر میخول بہاعورت ایک طلاق سے بائنہ ہوگئ اور دوسری اور میسری طلاق کی محل باقی ندر ہیں۔ نیز اس عورت ہر عدت طلاق کا گذار نامجی واحب منہیں ہے۔

جوآب ، اصل عرّا ص كاجواب مجانب احداث يد دياكياب كداس مثال مي مجى ترتيب واوكيوم سينس بوي . نه دار ترتیب کا ان کراس برایک طلاق دافع ہوئ بلکہ قائل کے زبان قول پر میدا ہوئی ہے کیوں کہ آدی آن واحد میں صرب الك كلام كا تكلم كرسكتان الكشب زائد كا تكلم نهي كرسكتا إس يروه قادرتني بير للذا جب اس مثال مين شوه یے اول طلات کالفطابی بڑیاں سےصادر کیا تو یہ طلاق واقع ہوگئ اورائھی اس نے ٹائی وِ ثالث طلاق کا تکلم بھی نہیں کیا ہے۔ اور جب عورت بائنہ ہوکئ تو عورت شوہرکے نکا ح کی ملکیت سے خارج ہوکر اجنبہ من گئ اکھیے شوھراس پردومری اورتسسرى طلاق واقع كرسف كامجاز مزرار

اس مثال میں بھی وا وُترتیب کنیلئے ہے اس کا ثبوت میر ہے کہ اگر شو ہرنے اپنی غیر مرخول ہماعورت سے انت طالقًا طالق طالق واوعا طعنه كر مبغير تبينوب طلاق واقع كرديس توبالا تفاق عورت اول طلاق سي با تنز موجان سيحس سيصاف واضح بے کہ احنات کے بہال واوٹر ترب کیلئے منس آتا اوراس میں واؤکے ترتیب کیلئے ہونیکاکوئی دخل منہیں ہے۔ شارج كى راست ،- شارح عليالرحمه في إلى الركسي في اين غير مرفول بهاعورت كوانت طالق وطالق وطالق كها توازح ہمارے نزد کی طلاق ایک ہی واقع ہوتی ہے مگر امام شافعی مجے میراں اس قول میں اس بہ تبین طلاقیں ہوں گی۔ شوا فع کی دلیل ، برجع حرب مین داؤ کے درایہ ہوت ہے وہ اس جمع کیطرح سے جوسیعہ جمع یالفظ جمع سے ماصل ہوتی

ہے۔ المندآ جس طرح لفظ جمع مثلاً انت طالق ثلا ٹا کھیے ہے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اسی طرح سرف جمع کے آجانے پڑ بهي حكم بير عيب في مُركورة تول بين تين طلاق واقع بيُول گي-

*جوات* به اجنات نے شوافع کی دلیل کا جواب ہیر دیا ہے کہ واؤ حرب جمع ہے ہی نہیں وہ تومطلق عطف بردلالت کر ماہیے۔ انسى كے اس كو وضع كيا كيا ہے۔ اور جب واؤجع كا حرف منہيں ہے تو اس كے ذكر كرنے سے ثلاثاً كيطر ح تين طلاقيں ئس طب رح واقع ہوں گی۔

وَإِذَا مَا وَحَ أَمْتَ أَنِ مِنْ مَا جُلِ بِعَيْرِ إِذُن مُؤلاهِ مَا وَبِعَيْدِ إِذِن الزَّوجِ ثُمَّ قَالَ المولى هٰذَا حُرّة وهذه منصِلاً جَوَابُ سُوَالِ أَخُرَعُلِ عُلِمَا مُنْ أَوْهُوَ ٱبْكَا إِذَا لَرَدَّ حَجَّ فَطَوَلِم الْمَتَابُ لَشَخْصِ مِنْ مُركِلِ الْخُرْسُواعُ كَانِ بعقب أوبعقد ين بغير إذنن الزورة وتدويف رادن المولى كلفيما فقالَ المَوْلَىٰ هَاٰذَهُ مُحَرَّةٌ كُو هَاٰذَهِ كَالَمْ مَتَصِلِ فَإَنَّكُما يَبِطُلُ نَكَا رَجُ النَّا مَيْرَةِ بالاتفاقِ بينْكُأ فعُلِمُ أَنَّ الوادَ المترتيب وَ إِلاَّ لصَحْ مَا حُهُمَا فَاجابِ إِلَّ عَنِي هِاذَا المثالِ انهَ المِطَلَ لَك النَّانية بِلاَتَ عتقَ الأوساليُ بِطِلْ مُحَلِّيَّةَ الوَقُعنِ سُعِ حِيَّ الشَّانِيِّةِ فَكِلَ النَّا فِي قبل النكلِّ بعتقها يعضِفات هذا الترتيب البطناكم بجيئ من الوادكك من الكلام لائ نكاح الامتياب كان مُوْقو فَاعْلِ إِجَائَزُةِ المُوْلَى وَإِجَامَ وَالدُو وَحَجْمِيعًا فَاذَا أَعْنَى المُوْلَى الدُّولَى اللَّا كَانُتِ الشانسيَتُ مَوْقُونتُ وَالأُولَىٰ ناف لا أَ فَلَوْمَ أَنَّ بِيَوْقَفَ بَكَا حُرَّالاَمْتِوَ عَلَى المُحَرِّرْ وَهُوَعَ لَيُرْمَ أَنَّ بِيَوْقَفَ نِكَا حُرَّالاُمْتِوَ عَلَى المُحَرِّرِ وَهُوعَ لَيُرْمَ أَنَّ بِيَوْقِفَ نِكُا حُرَالُامْتِوا عَلَى المُحَرِّرِ وَهُوعَ لَيُرْمَ أَنَّ بِيَوْقِفَ نَكُا

000000000

كَمَانَ نَكَا حَمَا عَلِكُ وَ عَلَيْ عَايُحَا ثُرِفَلَمَ بَيْقَ للنَّاسَةِ مَحَلُّ ثَوَقُفِ إِلَى آنَ يَتَكُلَّمُ بِعَهَا وَيَعُولُ وَهُلُا اللَّهِ وَهُلُا اللَّهِ وَهُلُا اللَّهِ وَهُلُا اللَّهِ وَهُلُا اللَّهِ وَهُلُا اللَّهِ اللَّهِ وَهُلُا اللَّهُ المَا المَا اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ اللَّه

اور دبیجی می خود سے اور دبیجی تخص نے دوبا ندیوں کی شادی ایک مردسے کردسے اوراس مردسے اجازت نہ لے ندودوں ایک دوسرے سوال کا جواب سے جوہم پر وار دہو تلہے۔ احتراف نے کہا نہ موق کی نے ایک خوص کی دوبا ندیوں کا نکا رح ایک دوسرے سوال کا جواب سے جوہم پر وار دہو تلہے۔ احتراف سے نکا وی کیا تروی کی اجازت کے بغیرا ورمو لی کی اجازت کے بغیرا ورمو لی کی اجازت کے بغیرا ورمو لی کی اجازت کے بغیرا ورمو کی اجازت کے بغیرا ورمو لی کی اجازت کے بغیرا ورموں کے بغیرا ورموں کی ایک کا نکاح صحیح ہوجا تا۔ تو مصنف شے نوجوا بریا کہ اس مثال میں دوسری باندی کا نکاح صرف اس نے کہا مل ہو گیا باندی کا نکاح صوبا بری کو اور اس کے باندی کا نکاح صوبا اس نے کہا میں باندی کا حق دولاں باندی کا نکاح مولی اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کا نکاح مولی اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کا نکاح مولی اور دوسری باندی کا نکاح مولی اور دوسری باندی کا نکاح مولی اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کا نکاح مولی ہو دوسری باندی کو اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کو اور دوسری باندی کو کو دوسری باندی کا نکاح کر دوسری باندی کا نکاح کر دوسری باندی کا نکاح کر دوسری باندی کو نکام کر ناہوں ہو دوسری باندی کو نکام کر ناہوں کو دوسری کو دوسری کر دوسری کر دولان کر

يمكم كيا مشلاً كي زوجت فلانة من فلان ( ميسف فلان فورت كا نكاح فلان شوهرس كرديا) اورشو سرى طونس

نوزالا نوار جددوم ف خالانوار شرح اردو لے بیعبنی اس کو آزاد کرنے سے پیلے اول باندی کا بھارت نا فذہوگیا اور وہ نکوح حرہ پہوٹی اور لازم آیا کہ اس نے آزادعورت ئى موجودى ما نىرى سے نىكاح كيا ہے اور بير جائز ننہيں ہے كيونكه ارشاد سے لا تنظم (لاهمة) على الحرة وحره كى موجودى مي ما ندی سے نکاح نہ کیا جائے ) اس لیے جوسری باندی سے نکاح کا عدم جواز ثابت ہوا کانکاح اب موقوت علی الاجازة تھی تہیں رہا کیوں کہ بیھی ناجا کرنہ ہے اسکے اس کے ازاد ہوئے سے پہیلے ہی اس کا نکاح باطل ہو بیکا تھا۔ لہذامعلوم ہوا کلام کے تلفظ کی ترتیب کے لحاظ سے اتفاقاً بیصورت حال بیدا ہوگئ ورنہ واؤ سیلے ترت كيلؤ تتعابه نداس مثال مين واؤكو ترتيب كيلئه ماما گيا. صّاحب نورالا نوار کی راستے ، نرکورہ بالاحکم اس دقت ہے جبکہ نفولی دو تحص ہوں۔ ایک مردی جانب سے دوسرا دوبؤں باندیوں کی جانب سے نضولی ہوجس نے بھاح کو قبول کیا ہو۔ کیونکہ نضو کی جانبین سے اگر ایک ہی تنحض ہو دیمی ایجاب کرسے میعرد می ان با ندلوں کیطرف سے قبول کرے توصورت جائز منہیں ہے اور حب ایک فضو تی دونوں جانہے' برباح كامتولى تنهي موسكتا يوجواز نكاح تحيايم جانبين سے ايک ايک فضولي ہونا چاستے جومتولي ہونے فرالفُل كما دے لہٰذاحب دوہوں امکیسنے مردی جانب سے قبول کیا ہواور دومرسے نفولی نے باندایو ب کی جانب سے قبول کیا ہوتو ينكاح الك جانب مرد (شوم ركى اجازت يراور دوسرى جانب مولى كى اجازت يرمو توف موكر منعقد بوجائ كاللكن الرفضولي جانبين سے صرب الکھ ہي ہوتو سرے سے نکاح ہي درست منہو گا۔ دوسرے فقہار کي رائے ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں ایک فضولی کی کا فی ہے دوسے منضولی کی حاجت نہیں ہے۔ مگر جواز نکائے کی صورت برہوگی کہ دو دو کلام کے سابھ کلام کرنے۔ انکیٹ کلام باندی کی جا نب سے اور دو سرا کلام شو سرکی جانب سے کرے اوراس طرح بریکے کہ ہیں ج فلاں مردی جائیں سے اس ایجاب کوتبول کرلیا تو نکاچ ایک طرف مولیٰ کی اجازت برا دردو سری جانب باندی کی اجاز يرموقوت رسيح كااور ماطل ہونے سے سے جائيگا۔ لېذا متن ميں جَربي کم اگيا کہ بغيرا ذن الزوج کی حائجت نہيں کيونکہ مسئلہ کا اس قول سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔اس وجہ سے کہ اگر فضولی نے ندکورہ نگاح شوہری اجازت سے کردیاا وابھی مولی سے اجازت نہیں لیاہے اس کے بعد مذکورہ صورت پیش آئی میسنی آقانے سنکر کھنا ہو حدۃ وہا نام کمیا توجی یمی حکم ہے میسنی اول کا نکاح درست اور دوسری باندی کا نکاح با ظل ہوجائیگا۔خرابی وہی ہے جس کا اوپر د کرکیا جا چکاہے میسنی نکاج امتر علی الحرہ جائز مہنیں ہے۔ اگر مولی نے دونوں باندیوں کو جدا جدا کلام سے آزاد کیا مثلاً اس نے ایک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا نده حرة کریه ازا دہے) اس کے بعد مقول دیر مکھ مولی خاموش رہا تھے کھے دیر سے بعد دوسری باندی کی جانب اشاره كرتے ہوئے اس نے كہا ولندہ حرّة مو (اور بيمبي) زادسيے اس كے بيد شوہرسے ان دونوں بانديون. کے یا صرف ایک کے ساتھ کا حارت دیری تواس صورت میں جس با ندی کومولی نے پہلے ازاد کیا ہے اس باندى كانتكار صبح بهوجلية كا ور دوسرى باندى كانتكاح باطل بوجلية كاكبونكر اس صبورت بين تبي وي خرا بی لازم آتی ہے میسنی نکاح الامۃ علی محرۃ رسرہ کی موجو دگی میں با ندی سے نکاح کرنا ) اب اگر شوہرنے اس

دوىرى باندى سے بى نىكا حركى اجازت دىدى تواس كاا عتبار نەكيا جائىگاا درنىكا ھەدرست نەپھۇگا-

شارح کی رائے یہ ہے کہ بہ حکم اس صورت ہیں ہیے جب دونوں باندیوں سے نکاح ایک ہی عقد میں کیا گیا ہوا ور اگر نکاح دونوں باندیوں سے الگ الگ ستقل عقود سکے ذریعہ ہوا ہے تواس کی دوصور تیں ہیں ۔

اول صورت برسید که اگر دونون با ندیو کامولی آنگ می بوتو مجرح نسکار کیجواز وعدم جواز کا وی می جویم نے اویرسیان کیا میسنی اول کا میکاح درست اور دوسری باندی کا نیکاح ناجا کزز۔

دونسن صوم ت برب که دونون با مربون کے مالک دوبوں۔ اور ان دونوں باندبوں کو ان کے آقاؤں نے الگ الگ مربوتوں میں ال الگ الگ مربی ایکے بیچے (میکے بعد دمیرے) زاد کیا ہو۔ تو دونوں ہی کا نکاح شوہری اجازت پرموقوں ہوگا اورشوھر

آن میں سے سے سے نکاح کی اجازت دیگا وہ درست ہوجا نیگا۔

ا کیشے صوریات بیمبی ہے کہ شوہر نے نکاح الحرۃ علی الامتہ کے اشکال سے بچنے کیلئے دونوں سے اپنے نکاح کی اجاز ایک ساتھ دیدی تو بھی جس با ندی کو اس کے آ قانے آ زاد کیا ہے نکاح اس سے جائز ہو جائیگا مگر دوسری سے نکاح -درست مذہو گاکیو نکہ دہی اشکال بہاں بھی دار دہو گا۔اس وجہ سے کہ حب ان کے موالے نے بعد دیگرے ان کو آزادی دی ہے توجوبا ندی بیہلے آزاد ہوئی ہے وہ ترہ ہوگئ اوراس وقت مک دوسری باندی کے موسلانے ابھی اس کو آزاد ہیں کیا ہے تواس صورت میں نکاح الامۃ علی لحرہ کا موقوت ہونالازم آیا اور میات گذر جگی ہے کہ نماح الامت علی لحرہ کا موقوت ہونا اسی طرح صیحہ منہیں سیحس طرح نماح الامۃ علی الحرہ وائز منہیں سیر۔

ہونا اسی طرح صحیح سنہیں ہے جس طرح نکاح الامة علی الحرہ جائز سنہیں ہے۔ لہٰذا جو باندی اولا اور میں ہے آزاد ہوئی ہے اس کانکاح تو جائز ہوگیا۔ اور جو باندی بعد میں آزاد ہوئی مذکورہ بالاخرابی لازم آسے کی سنادیراس کانکاح درست مذہوگا۔ والسّراعلم بالصواب

وَإِذَا وَ وَجُلاَ احْتِينِ فِي عَدَى مِن بِعَيْرِ إِذِنِ الزَّوْجِ فَبِلَعِهُ الْحَارُ فَقَالَ اَجْرُتُ ثَكَامَ هَلَا وَلَهُ وَلَا الْحَارَ هُمَا النَّوْجِ فَبِلِهِ الْحَارُ فَهَا النَّوْجِ الْحَارُ فَهَا النَّوْجِ الْحَدَّى الْمَالِينِ عَلَى الْمَاعِينِ وَعَلَى النَّامِينِ عَلَى النَّعْ الزَّرِجَ حَبُ اللَّهِ مَعْلَى وَعَلَى النَّاعِ النَّامِ اللَّهِ الْمَعْلَى النَّاعَ اللَّا النَّامَ النَّا النَّامَ وَاللَّهُ اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُنَالُولُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعْلَى الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلِى الْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلِى اللْمُعْلِى اللْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلَى اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلَى الْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ الْمُعْلِلِلْمُ اللَّهُ الْمُعْلِى اللْمُعْلِى اللْمُعْلِمُ الْمُعْلِمُ ال

اورجسکسی تخص نے امکشخص کا نکاح دومہنوں سے دوعقدوں میں کرادیا اورزوج مسے احاز بے بغیر کرا دیا بس زوج کو خبر پہنی توم دیے کہا انجز ہے 'سکاع' اندہ دلام (میںنے اس کے اوراس نكاح كى اجازت دى ، يو دويوں نسكاح باطل ہوجاً ين كے جيسے اس صورت ميں نسكاخ باطل ہوجا اسپے حبكہ دونوں نے نکاح کی اجازت سائھ سائھ دی ہو۔ اور اگر اجازت تنفرق طور پردی ہے ہونا نید کا نکاح باطل ہوگیا۔ بیری الکی سوال مقدر کا جواب ہے وہ سوال ہم پروار دہو تاہیے کہ جب ایک شخص نے کسی مرد کا نکاح دوحقی مہنوں سے کرویا۔ یس زوج کونکان کی خرمینی بس از و ج نے کلام موصول سے دونوں کی اجازت دی ہے اور کہا ابر کتے بکائے اندہ ونذه تو دونوں نکاح باطل بو مجو کو یا اس بے دونوں کو ایک ساتھ اجازت دے دی ہے۔ بیم بلہ دالت کراہیے تاب اوراً کرکا م مفصول سے اجازت دی تو نا سے کا نکاح بلاسٹ برباطل ہوگیا مگریہ اول تا ہے اوراً کرکا م مفصول سے اجازت دی تو نا سے کا نکاح بلاسٹ برباطل ہوگیا مگریہ اول بن مصنع بخسط جوابد ماكه اس صورت میں دونوں باطل ہیں اس وجہ سے نہیں کہ واور مقارنت شرمعنی سے کیونی کا مکا اترائی حصہ اس کے آخری حصہ پر موقوت ہو تلہے جبکہ اس کے آخری حصہ میں کوئی چیزایسی ل حصر کوردل دسے جیسے شرط اور استثنار - جب مشرط اور استثنار کلام کے آخر میں نکور ہوں توسترو کے کلام ان پرموقو میت رسیے گاکیو نکے دوبوں تبدیلی ہیداکر نیوالے ہیں۔اسی طرح یہاں پرتھی ا خبروالی مہن کا نکاح دوبوں کے ادل کوتبدیل کردیتا ہے کیونکہ اخروال بہن رسے شادی کرسے کی صورت میں دونوں بہنوں کا جمع کرنالا زم ہا تاہے اسی واسطے اول کلام اپنے آخری حصہ پر موقوتِ ہوگیا بس لا محالہ دونوں حصے اول واخر زمانے میں مقتر ن ہو گئے۔ [ وَاذَازِدَ مَ رَحَلُهُ الإِ- اور الرَّفُولِي نِي مَسى مرد كانكاح ودَبِيون سبع دوعقدول كَ سائم كرديا اوریه نکاح شوہری اجازت کے بغیر کیاہے اس کے بعد شوہر کو اس کی اطلاح ملی توشوہر نے کہا میں اس کے اور اس کے سیا تھونکا ہے کی اجازت دے دی تو دونوں نکاح باطل ہو جا میں گے ند کورہ بالا اتن کی عبارت احنا ت بروارد *کے گئے جو سقے* اعتراض کے جواب بڑستنل ہے۔ اعتراض كي تفصيل ، يه اعراض دراصل وادُك مقارنت كيك مان يكياكيا سي -میں ہیں ہور یہ اسائی اجبنی شخص نے ایک اجبنی شخص کا نکاح دو حقیق ہبنوں کے ساتھ دوعقدوں سے شوہر رِدیا ، سکاح کردسینے کے بدر سے سٹوہر کو اس سکاح رح الا حتین کی اطلاع ملی تو اطلاع ملتے ہی متصلاً نے دونوں کے نکاح کی اجازت ان الفاظ میں دے دی۔ اس بے کہا \* ابرُزْے زکاح ہزہ واہرہ میں اس کے اس کے نکاح کی اجازت دیری تو دونوں کا نکاح باطل ہوجائے گا جس طرح امکے تیسری صورت میں ال قسم كانكاح باطل بوجا تاسيد بين يركه اس في اجازت كه الفاظ اس طرح كيم ابترزت نكاحَها " دمين لي ان دُونوں کے نیکاح کی ا جا زِت دی) تو دونوں کا نیکا رہ با طل ہوجا یا ہے۔ لہٰڈا جب شوہر سے ' اِجَزُتُ مُن کاحُ لَدِه والده يحباتو جمع بين الاختين لا زم آيا اوردويون كانكاح باطل بيوگيا ـ يه اس بات كي دليك سيح كرهان ؛ و هنه الحكه درمیان جوداد ندکورسیده و مقارنت كيليخ آياسيداورشو برسة دونون مبنور كه نكاح كي الكي سات

اجازت دى ك جبكه احناف كيهال واؤمقارنت كي معفي منها ويرار

مَسْبِعِلِم ، اس كر برخلان أكر شو ہرنے دونوں مبہوں سے نكاح فصل كے ساتھ كيا شلاً اس نے امكے مبن كما ما اشیاره کرے کہا اَبَرُزْتُ نکاح ٰلزه ( میں بے اس سے نکاح کی اجازت دی *) پھر کھوٹری دیرخامیش رہا۔ جب کچیوع* صہ 🕏 . گذرگیا تودوسری بہن کی جانب اشارہ کرہے کہا " انجو ہے نکاح کیزہ" (میں پیے اس سے نکاح کی اجازت ڈی ۔ اس صورت بين اول نكاي جائز موكيا اور دوسرى ببن سي نكاح باطل موكيا اس سائد كرجب اس في بلي بن سييے کاح کی اجازت دی بھی تو دومسری بہن اس سنے کاح میں نہوندی وجہسے مزاح منہیں ہوئی اسسلے نواح ورت بوگياا ورجب دوسرى سينكاح كى اجازت دى توميلى بن اس كيلئ مراح بهوگئ اور جَع بين الاختين لازم بونيكى دم

سية ان كانكاح باطل موكيا.

شارح كى رائة ، مصنف اورالا اوارى رائ يه ب كريبل م الع ما بناكرد كركرد ياكياب وريدا عران سے اس مسینے کوتعلق منہیں ہے سوال توصرف اس مشت کہ سے مقاکہ شوھرنے کمام موصول سے اجازت دی ہے اور اس سوال کاجواب *ذکرکیز کی میسینیا می*ں دُویوں عور لوں سے نکاح کا بطلان اس بنا دیر منہیں ہیں۔ اِنجوُرٹ بزہ و 'بذه میں واؤمقارنت محیلئے لایاکئیاہے ملکہ میہاں بر قاعدہ دوسرا پا پاگیا <sub>و</sub> قانون میہ سے کے کلام کے آخری حصربیں اگر کو ن کم چیز ایسی آ جائے جوشروغ کلام کے حکم کو بدل دیے جیسے بشرط اور استثناء کی صورتیں بیعسنی جب سسی کلام کے آخریس شرط مذکور مہو یااستشنا رتو اس کی وجسکے شروع کلام کا حکم مدل جا پاسپے چیسے مثال کے طور پر آپ سے ایت طالق ال وات الدار كيا، يا جارتي القوم الأزير كيا- اول مُثال كم إخري شرط مُدكور سبع ادر دوسري مثال كي خرمي إلّا حرف استشنار ذكركياكيل بيرتو فاعروب سيه كواول مصداس كلام كي خرى حصدير موقوت رستاك اسك كدخوا واستشنار هويا شرط

دوبوں کے دوبوں حکم کو تبدیل کردسیتے ہیں۔

طهيك بيم صورت اس ميسك مين عين أجزت كاخ المره والإه مين بيش أي سد إس مثال مين شوبرك آخرى كلام دنزون اول كلام كي حكم كوبدل ديلب اول سيزيكار كابنواز نابت بهور باسفا محرّجب آخرى كلأ آيا لوّ اس بے دوسری بہن سیے نکاح کی اجازت دئیرا ول کے نکاح کی صحت کوفساد سے تبدیل کر دیاہیے ۔ یعنی شوہ نے جب اَ جُزُتُ مُكاحٌ بُهُ وَ كِها توبيه لي بهن سے مكاح درست بوكيا اور جب دوسري بهن كى جانب اشارہ كيے و هذه ا تجرر ما يؤدوسېنول كامكيشخص كے نكاح ميں جمع ہومالا زم آيا- وَأَنْ تَجْمُوا بَيْنَ الاختَيْن كي مانعت آئي ہے اس بيج وہ بحان فاسدا ورناجائز بوكيا اورجب بيرقاعده بي كدكلام كرا خرمي كوئي جيز ايسي موجو ديوجو شروع اورا ول كلام كوبل دے توشروع کا م افر کلام بریوتون بهوجا آسیے اس کے شوم کے ذرکورہ کلام اجزیت بنزہ وابزہ میں کا م اول بین اجزی بنزہ موتون بہوگیا۔ کا م آخری صحت وفسام پراؤ ابزہ وابنہ ہے اور قاعدہ سبے کہ موتون علیہ اور موتون کے وقور م ان الک ہواکر تاہے۔ المندانس قاعدہ کی بنادیرادل فورٹ کے سکاح کی اجازت موقوف اوردوسری میں کے نکاح کی اجازت شومری جانب سے موتوف علیہ ہوگئ اور دواؤں ایک دوسوے سے لمی ہوتی ہوں میسی دواؤں کے

\_\_\_\_\_\_

جوازتكا ح كازا مذاكب مى ہوكا اوريج عبين الاختين كے قانون كے خلاف سے لہذا دونوں كانكاح باطل موجائيگا۔

وَقُونَ المُونُ الواوُلكَ إِلَى الْمَا اللّهِ الْمَعَانِ فَعَنَى الواوِكَ مَا اَنَّ كُونَهَا الْعُطْفِ كَانَ بِيانِ الْحَقِقِةَ الْمَعْلِ الْعَالَ الْمَالِ الْمَالِوَ الْمَالُولُولِ الْمَالُولُولِ الْمَالُولُولُ الْمَالُولُولُ الْمَالُولُولُ الْمَالُولُ الْمَالُولُولُ الْمَعْلَى الْمُعْلِي الْمَالُولُولُ الْمَعْلَى اللّهُ الْمُعْلِي الْمَالُولُولُ الْمَعْلَى اللّهُ الْمُعْلَى الْمُعْلَى الْمُعْلَى الْمُعْلَى اللّهُ الْمُعْلَى اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُو

🗀 نورُالانوار طددوم اورواد مجمى حال كيلي آيك وارك حقيق معنى بيان كرن كي بعداب شارح اس كم عازي معنى ﴾ كوسان كررسپوس چناىخە فرايا، واژىمى مال كىلىغا تاسىمىلا موڭ نەپىغ غلام سے كمام أدّ إلىكا الغا وانت محرط وكمجيكوامك بزارد مدس اورنوا زادسه ي اس صورت مين غلام رويدا واسكة بغيرا زاد مراه كاركرا اس مثال میں وانت محریظ میں واور عاطفہ نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا کہ جملہ خبریہ سرجمالات آئیہ کومعطوت کیا گیاہے اورجب واؤ عالمعنهن سبے تواس واؤکومجاز احال کیلئے مان لیا جائیگا- اوریہ قاعدہ سے کہ جال دوالحال کے مامل کیلئے قید اورشرط كادرجر كمشلب لبنوا غلام اسى وقت آزاد بهو كآ جب وه ا كيب بزار دوب ا داء كركيكا اعتراص : - اس موقع پرامک اعتراض دار د ہوتا ہے وہ یہ کہ اس مثال میں و انت محری حال ہے، اَ دِراَتُي الفُا توحال سنیں کے اسلے اگر ترکیب یہ قرار دی جلے کر شرط ہے۔ وانت ٹڑھ اوراد الی الفا اس کی جزائے ، اور قاعد مہم کے شرط پرجزا موقوب برواکر بی سبے لہٰ دامناسب بیسے کہ غلام کی آزادی پر ایک بہزار کی ا دائیگی موقوت وقرار دی جائے حبکہ عربكس دياكياب معين غلام كأزاد بهوناايك مزاررديد كاداكرك بروتوت فرارديا كماك بوائك به اس كلام مين قلب سي عيسني له كدوار بظاهر دائت مؤية بر داخل بي مكر باعتبار معظ مي واو أوّا ليّ ير داخل ہواسیے۔ عبارت اصل میں اس طرح سیع کئن مُرَّ ا وانت موتِ للإلف اِلی " رتو ازا دہوجا آاس جال میں کہ نته جمعه آمک هزار روبنیا دارنیوالا بوی را پلذا اس طرح پرامک هزار روبیه گا داکر ناآنزا دی کیلیج شرط هو جا میگااوغلام کاآزاد ہو نا اس شرط کی جزا ہو جائے گی لہٰذاآ زادی موقوت ہو گی ایک ہزارر دیدی ادائے گی پر ۔ مگر بی صفیت قلب بظاہر حال ظاہر کی کلام کے خلاف ہے اس لئے کسی قریبہ صارفہ کی صرورت ہو گی تو قریبہ کیاہے مقصود کلم اور اس کا ارادہ اس کیلئے قریبہ قرار دیا جائے کیونکہ مقصد موسلے کا اس کلام سے یہ ہے کہ وہ ایک ہزار روہیہ کی قرم ليكرغلام كوآزاد كرنامنهن جاستاا ورتعكيق كلام ميباس كي جائب جائز ماني جاتي بيع حس كي جائب سي تنجيز درست ہوتی ہے مین جو فوری طور پڑکا م حکم کو دا قع کر سکتا ہے دہ معلق کرے ہمی داقع کر سکتا ہے۔ اور اس حکم صورتِ حال یہ ہے کمولی کی دسمت بیں بنجیزاد اسپیں ہے میں متعلم اور مولی - اگر جاسے کے تعلیق کے بغیرفوری طور پر غرالاً پراکب بنرارکی ادائتیگی لازم کردی جائے و تواس کا اختیار دوالے کوشیں سے نویجروہ ایک ہزارگی اُ دائیگی پر غلام کی آ زادی کومعلق کس طرح کرسکتام به اس استه کلام بهی تغویروجایی گالهٰ ذا اس کلام کوسکار بروین سے بجایے <u>کے لی</u>ح كيونكه غلام كآ زادى كأمستلديج فهاكياكهاس كلام بي قلب بيراور غلام كآ زاد بهونا امك بزار روسيت إداكرين بر مُوتِون سیرکیونکمولی بغیرتعلیق کے بھی غلام کوازاد کرسکتاہے اورکسی چیز براس کی آزادی کومعلق بھی کرسکتاہے اس كودويون بالون كالختيار حاصل بير < جواسك ، اس قول مين قلب ني سير ملك ابن اصل برقائم بدالبتراس كاقول وانت مريح حال مقدر كونس میں سے سے مطلب یہ ہے کہ دولی اپنے غلام کو تنجیز آآ زاد کر نامنہیں جاستا ملکہ اس کا مقصود بیسے کہ پیلے امک ہزار روبيدي أدائيكي غلام كي جانب سے يائي جائے -اس كے بعد ميري طرف سے اس كے حق ميں آزادي كا حكم ہو

شمیک میں استعمال باری تعالیٰ کے فرمان میں ہے جن تعالیٰ کا ارشا دہیے فادخلوبا خالدین "اس آیت میں دنول کاحکم خالدین دخلود ہوشہ رسنا کی قید کے ساتھ د ملکہ حال کے ساستہ یعنی اس میں تم داخل ہواس حال میں کتم اس میں ہمیشہ رسنے والے ہو۔ لہٰذا آقا کے قول کاصیح مفہوم بہوگا "اوّ اِلیّا اللّا حال کو بھٹ اُلْ الحربية في حال الا دَارِ (توجو کو ہزار روپ میتین کردے اس حال میں کہ آزادی بحالت ادار العن ہے ) لہٰذا حال کو مقدر مان کر غلام کی آزادی العن کی ادائینگی ریمو قوف ہوگی۔

﴿ جوابِ ﴾ اوراس اعتراص كالكي تيسراجواب بهي ديا جاسكتاب آقاكا قول وانت مُوع وقائم مقام جواب امها المراب الم

بوجائے گا)۔

اس اعراض کااکٹ جواب بہ بھی دیا گیاہے کہ اس کا قول اوانٹ مُوع " اُرّا کی الفاکا حال واقع ہے اور چونکہ حال بعب نی وصف ہواکر تاہیے ۔ لہٰذا حرست صفیت اور ادار اس کا موصوف قرار دیا جائے۔ اور وصف اپنے موصوف سے پہلے نہیں آتا اسکے لئے ادار پر حربت مقدم نہوگی۔ لہٰذا فِلام ایک ہزار روپ کے اداکئے بغیر آزاد نہیں ہوگا۔

وَ كُونَ لَعَطُونُ لِعَطُونِ الْجُهُدُلَةِ هَا لَا الْهُ خَلْونَ عَلِم الْحَقِيقَةُ وَانِّهَا الْخَرَهَا عَنُ بَيَانِ الْحَالِ اللَّهِ عَلَى الْمُعَامِّلُ الْمُخَامُّ لَا لَا اللَّهُ خَلْفِ الْمُعَامُّ اللَّهُ خَلْفِ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللللْمُ اللَّهُ اللَّهُ الللللْمُ اللللِمُ اللللِم

ات بنالانوارش اردو المالي المالانوار جددوم 🔷 🗲 📗 ا ور داد کے معنی حقیقی میری میں کہ وہ عطف جملہ علی الجلیر دلالت کر تاسیے ۔ شار ح سے کہا ۔ واو کے میعنی المیعنی عطف جمله علی الجله کے معنے ممکن سیحقیقی ہوں۔ مگراس پراعترا ص ہو گا کہ حب بیمعیٰ دا و کے حقیقی سے تو اس کومقدم کرکے بیان کر نا چلہ ہے تھا پہلے واڈ کے معنی حقیقی بیان کرکے۔ اس کے بعد مجازی مضے کا بيوات .- اس اشكال كاجواب بيسب كه حيونكه عطف جليعلى الجلدكة قاعده يرابك ايسي مثال متفرع كرنامقصود مقاجو نقهاً رشے درمیان مختلف فیہ ہے۔ دومراا حمّال بیمجی سیے کہ یہ مصنے میسنی عطف جلہ علی الجملہ سیم <u>مصنے وا قر</u>مے حقیقی نہوں بلكه مجازى ببون كيونيحة واو ماطفغه كي اصل حقيقت به سيج كم معطوب عليه اور معطوف و ونون حكم مين شريك بهول خبكه جمله کا عطف جله پر کرنے میں حکمیں شرکت نہیں ہوا کرتی ۔صرف ثبوت اور و تو رح میں شرکت ہوا کرتی ہے اس لئے عطف جمله على الجلاميك معظ واؤسكه مجازي هونا جاسيع حتيقى منهي بهونا چلسيخ مثلاكسي سنداين بكوي كي جانب اشاره كرية يويم كميا نهزه طالت نلانا ونهزه طالق دية مين طلاق والى سها درييه طلاق والى سبى تواول غورت برمين اوردوسرى عورت پرضروب ایک طلاق واقع بهوگی اس کنے ان میں سے ہرا مک جملة مام ہے۔ اس امک کادوسرے کے حکم میں شرک يبونسيكي كونئ ضرورت اب اگر کوئی یه اعتراص کریب کرجب جمله تامه سیے تواس کو ما قبل سے جملے میں عطف کرنے سے کوئی فائر بھی نہیں ہے لمنداعطف كرسفى منرورت بى كيائتى ؟ جه ات ان دو بور مبلول مین عطیف فقط سیا ق کلام کی بنار ریر کردیا گیاہیے . صرف بیمقصود سے دوبوں عور توں تنجيء مللآق كاوتوع نابت بيريونيكم أكرشوه كالمقصود دوبؤن بيوبون كوتين طلاقول مين شركك كرنا مقصود بهوتالة وه اس طرح كبتار 'بنره طالت ثلاثا و'بنره " ديتين طلاق والي بير اوريهمي [ورايك جمله مين ثلاً ثا كا ذكر كزناا وردوس جملة مامه میں عدد کا ذکر نظر نا اس کی علامت ہے کہ وہ دوسری کو ٹلا ٹلکے عدد کے ساتھ طلاق منہیں دیے رہا ہے۔ وككذا فج تؤلها كالقني وكك العدوم مسيم حتى إذا طلقها لا يجب شوط للزوج عليكاعب ما اَ فِيْصِنْهِ مَا ۚ لَانَ تُولَهُ الْمُ الْمِنْ مَعُطُوبٌ عَلْ كَاسَبِنَ وَلَيْسَ لِلْحَالِ حَقَّ مَكُونَ شَرَظَا لان اصل الكطلاق أن يكون بلا مال لاتمان و وكالمال سُمّى خُلْعًا ويصِ أَر يمينا من جانبه كاليواليظامِن صِيغ الوعَد والسسَّن برحة كيل زم عليكا وفاؤه كاك لغوًا وفي ما أمثلًا كَتَالَا إِنْهَاللَّكَالِ فَيصِيرُ شُوكِا مِنْ لا فَيعِبُ اللَّهَ يَعِنِي أَنَّ عِنْ مُنْمَا هَا لا الوادُ السِّبُ العطعب كعداكمة نت عبدكا بل الدكال والحال فيمعن الشمط المعامل فيصارك المات تالتُ كَالْمُعْنِي دَالْحَالَ أَنَّ لِكَ إِنا عَلَيْ مِلْمًا قَالَ كِلَفَتْ سَعَاكِ فَنَد يِنْ الْمُعَ الشّرط فكان مُعَا وُحنت أُسفِ معنى المعلم فيعب الالعث وبكون العلاق باشكا.

اسی طرح عورت کے قول طلقنی ولکھ العن درہم " میں جب شوم رسنے اس کو طلاق دیدی تو کوئی ج دا جب مَهْ بهو گی شو هرکیلیئے عورت برامام ابو صنیفیشکے نز دیکھے کیونکہ عورت کا قول ولکھ الف'' ماسبق برعطف ہے حال کے لئے منہیں ہے گاروہ شروا کا کام دے۔ اس وجہ سے کہ طلاق کی اصل یہ ہے کہ جیرال کے دی جائے ہو دی جائے کیوں کہ طلاق میں اگر ان کا ذکر کردیا گیا تو وہ خلع بن جاتی ہے اور شوہر کی جائیب سے یمین ۔ نیزیہ وعدہ اورندركے صینے بھی منہں ہیں تاكہ عورت براس كايوراكرنا واجب ہو جائے لہٰذالغو ہوگیا مگراس میں تابل ہے۔اور يك يبير لهذايه قول شرطاور مدل من جائز كايس ألعن واحب بهو كالم مطلت ہے کہ مُدکورہ مُثال میں وا وصاحبین کے نز دمک عطف کے لئے نہیں ہے جیسا کیا ام صاحبے کے نزدمک تھا ملک *طا* كرك سيراورطال ابنه عامل كسك شرط كدرجه مي بهو تلب بين بيكلام ايسا بهوگما جديداكه غورت سكي مطلقني والحاله ان لك الفائعليّ "بس جب شوہرنے طلقت محمدیا بو تقدیرعبارت یہ ہوگی طلقت بذلک الشرط" لہٰذا نیرمعا دصنے يت خلع بهو جلائ كأنس العن واحب بون كے اور طلاق بائن واقع بهوگ ۔ م قول كن افر قول كا طلقني ثلاثًا الخ - اسى طرح بيوى كاسيغ شوبرس مطالب كرناكه محصة بين طلاق دييس اس حالت میں کہ تیرے لئے ایک ہزار میں۔ ا خىلات : يەلكى قىنى كەلسى جىلىس ماجىن إدرامام ما جىك درميان إخىلان صاحبي في اس مثال ميں واؤكو حال تحيليم مانا يعسنى معنے محازى كا اعتبار كيا- اورامام صاحت بي واؤكو حقيقت یر محمول کیا ہے اور اس قول کوعطف جلاعلی البھارے قبیل سے مانا ہے استے کئے شوھرنے اگر طلاق دیدی توعورت بر طلاق واقع بهوجائع كى اورعورت بركوني رقم ديناوا حب منهوكا - المضليح ولك الف درهم اس كے تول طلقني يرمعظوف يعي حس مين معطوف عليه وانشار ب اورمعطوف خبر سے اور مدعطف اچھا سنبی ہے! البتہ جا كز ضرور سبے ـ احری<sup>ہ</sup> کی دلیں . . امام صاحب<sup>ے</sup> سرومک میرواؤ برائے عطف سیے میسٹی واؤ عاطفہ سیے یہ کر رائے حال درہم کو وقوع طلاق تحیلئے شرط مان لیا جلہ ہے۔ اس لیے دونوں جبع الگ الگ ہر کیو مکہ طلاق کی اصل تو ہی ہے ربان سیر کینے برسی داقع تبوجات کے وقوع طلات کیلئے مال کی *ضرور*ت نہیں ہے ا ورطلاق بشرطالمال دیجائے تواس طلاق كوا مام صا حب خلع سے تبعیر رستے ہیں معیسنی وہ خلع ہوتی سید مذکہ طلاق اوراس باب معیسنی باب طلاق یں خلع میسنی مدل خلع اور معاوضه اس کے عوار من میں سے ست د حقیقت سے حارج سے اور خلع شوہر کے حق میں يمين بن جا ماسي كيونكواس في وقورع طلاق كوا دائيكي برمشروطا ورمعلق قرار ديلسب اسى كويمين كيته بي \_ للبذاجونكها صل طلاق مين اس كالبلا مال بهوناسيء معاوصنه اس كيموارض ميب سيسيا ورغوارض محيوجه سير حقیقت کو ترک منہیں کیا جاتا کیونکہ کسی ضعیف کی رعایت پر قوی کو ترک کرنا درست نہیں ہے اس لیۓ شوہر کا قول طلقنی ولک الف درسم. اصل کی رعایت کرے اس کوعطف کے لئے مانا گیاہیے ا ورطلاق کو بغیرمال کے واقع کیا گیا اور ولک الف در سم کولغو فرار دیدیا گیاالبته عورت برامک *بزار روبیه* واجب کرنے کی دو سری صورت ہے جواس سے بالکل

جداگانست اورده به که ولک الف دریم کودعده یا نزر برخمول کرلیا جائے اور س کاپوراکرناعورت پرضروری ہو لہٰ ذاایک ہزار درھم بطور نذریا وعده عورت برواجب ہوں گے۔ مگر شارح نے اس نادیل کولیٹ نہیں فرمایا اور کہا یہ کا ام ولک العن درہم از قبیل دعده و نفریمی نہیں کہ اس کو نذر برخمول کرلیا جا ما اور عورت برالف درہم ایفار نڈر سے لطور الفاف درہم ایفار نڈر سے خورت برواجب واجب قرار درہے جائیں اس وجہ سے کہ جب الفاظ دعدہ نے ہیں تو نذر سے طور بران کا پوراکرنا بھی عورت برواجب المکے سوال بدا ہوں کے جائیں اس جائیں اس وجہ سے کہ درہم الفاظ دعدہ نے ہیں تو نذر سے طور بران کا پوراکرنا بھی سے لیکن اور تربی ہوائی برار ورہم دسینے کا قرار توسید۔ اور فران رسول سین وفرد یو خذ ما قرار ہوگری درہم المی خورت برا ایفار اسٹ کے طور اگر اور کرفت بیں لیا جا المی اس کے مشاسب سے کہ ہراس خطے کو برائے اقرار مان کرعورت برا ایفار اقرار کے بطورائی ہزار واحب کردسیئے جائیں ؟

جوات بربهارا مقصود صرف برب كه طلاق دين برعورت ك دمه الك بزار درم كا دينا واحب بي ملكه بلا مال ك دين منى طلاق واقع بوجاتى سيدا ورج بال مك اقرار كى بات سيد لا اگراس كلام سے مغبوم وصف دل بوتا سيد تو بيم كو

اس کا انکار جمی مہیں ہے۔

امام صاحب کی رائے برامک سوال: اکستخص نے کہا" احمل هذاالشی من هذا الی مکان کذا والماله الله محان کذا والماله الد درهم" رتم اس چرکواس مقام سے ولاں مقام تک بہنچاد واور ہم کوایک ہزار دراہم میں گے، اس مثال میں واؤکو حال کیلئے مانا کیلہ اور الف درہم کی ادائیگی صروری واردی کئی ہے سطیک اسی پرعورت کے کلام طلقتی ولک الف درہم کو مجی قیاس کرلینا چاہے اور واؤکو برائے حال وارد پر احب ہے۔

جوات : - جس مثال برقیاس کیا گیا ہے جس مقیس علیہ احمل بزاالطعام الزیر تو اس کا تعلق اعارہ سے بے جس کی حقیقت مقیق بیں اجرت کے ذکر کے جس کے محتیقت بیں اجرت داخل ہے اسلے کوئی اجارہ بغیر اجریت کے ذکر کے جس کے بوران بران داخل میں اور بلا ذکر مال عرف مجرد طلاق کبی واقع ہوجاتی ہے جتی کہ نفی مالی کیسا تھ بھی طلاق واقعے ہوجاتی ہے اس لئے مقیس علیہ اور مقیس میں مساوات نہیں ہے لہذا یہ قیاس مع الفارت ہے جو کہ خلط ہے۔

## زومیک طلاق بائندواقع ہوگی اورعورت کے دم ایک ہزاری ادائیگی صروری ہوگی۔

وَالْفَاعُ الْوَصِلِ وَالْتَعْقِبِ اَى الْمُعُطُونِ مُوصُولًا بِالْمُعُطُونِ عَلَيْ مِتَعَقَّبًا لَهُ الْمُعُلَةِ فَيَوْا فَى الْمُعُطُونِ عَلَيْ الْمُعُلَةِ فَيَوْا فَا الْمَعُطُونَ عَلَيْ مِتَعَقَّبًا لَهُ الْمُعُلَةِ فَيَا الْمُعُطُونَ عَلَيْهُ مَعَى وَالْمُعَنَّ الْمُعُطُونَ عَلَيْهُ مَعَ وَالْمُلَاقُ الدَّا فِي الْمُعَنَّ الْمُعْفَى الْغُوى لاَ الرصطلاحي البِي كَانُ مَنْ لُولُ شُمَّ فَا وَاقَالَ ان وَخَلُتِ هَلَاهُ السَّامِ اللَّهُ الْمُنْ الْمُؤْمِلُولُ اللَّهُ الْمُؤْمِلُولُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُؤْمِلُولُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّ

جبهت می مصی وه در ایمان معمولی مورد می اورات مرکیا جاسطے کیونت اگر زماند بالک فاصل نه بهوگا کو مقارن بهوجانیکا جس کتیلئے کلمری مستعل سے اور تراخی کا اطلاق مہاں پر لغوی شینے کے لحاظ سے ہے، اصطلاحی کیا طاسے منہیں ہے ہو کہ ش کا مرکول سے ۔ پس جب شو هر سے بیوی سے کہا" اِن دخلت نہرہ الداد فہذہ الدار فائنت طالت و قوطلاق واقع ہونی کی شرط بیسے کہ این گھر میں دخول پہلے گھر کو جد بلا تا خریا یا جائے۔ بس اگر عورت دولؤں گھروں میں داخل موری یا مورد دونوں بیسے ایک گھرمیں داخل موری یا اور کی گھری مان گھر کے بعد داخل ہوئی یا ثان گھر میں اولی کے بعد داخل ہوئی مگر

تاخيرسے داخل ہوئي توسطلقه نه سوگي کيونکه شرط سنبس يائي مي.

قولهٔ الفائر الوصل والتعقیب الن فاروصل اورتعقیب کے آتا ہے کیونکہ معطوب کلام می طوت معمول میں النہ معمول اور ملا مواہوت الب اور عطف کی بنا مربر اس کے متعملاً بلا ما خرد دین انکور ہوتا ہے۔ وصل کے متعملاً بلا ما خرد دین انکور ہوتا ہے۔ وصل کے مصل کے مصل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مسل مصل کے م

مع ہوئے ہوں متعل ہوں۔

تعقیب اورعطف مع التعقیب کامفہوم ہے ہمعطوف بلاسی ناخر کے اس کے بعد ندکور ہویا واقع ہو۔ حاصل کلام ہے ہے کہ فاراس بات پر دلالت کرتاہے کہ معطوف اپنے معطوف علیہ سے متصل ہوا در بعبر ہیں واقع ہوا درتا خیر نہ ہوگویا معطوف کا زیانہ وقوع قدرے تاخیر سے ہوگا اگر اتنا کو خرسو کہ اس کا حساس نہ کیا جاسکے۔ فا مرکے مرلول میں تراخی کیوں ہ کلمہ فار تا خیر مع وصل بالفاؤ دیگر تراخی مع الوصل پر کمیوں دلالت کرتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ جب معطوف علیہ اور معطوف سے درمیان فاصلہ بالکل نہ ہوا ور دونوں ایک دوسر سے

برف لانوارشرح اردو ا ورفاء احکام میں بطور مِلت کے استعمال کیا جا البے اس وجہسے کہ فارتعقیب ل كرليا يمرآ زاد كردما - ك ق مرتب نہیں ہوسکتا لیکن قبول میے کے نا بت ہوجانے جاب يا وبهو مُرْمُ كُمَا توية قول بيع كا قبول كرنا شمار نه بهوكا بس احتمال بي كمقائل اس حریث کی خبردسے رہاہے جوابے اب بیع سے پیپلے نابت ہو چک ہے اوراس کا بھی احتمال سے کہ قبول بیع سے بالمتقصود بهولبلذا شك كيوحه سي قبول بيع يا اعتاق عيد ثابت نه بهو كاب متعميل فالاحكام العلل آلز ادر كلمة فأاحكام ادرعلتون كيمواقعين استعال معنى كلية فأرعلت كمصف بمي اداكر تُلب اورعلت كمضف فاركح حقيقي بين مجازي منهي بن كيونك ب بزالعبد مکذا \* غلام ی جانش اشاره کرست بهوستے سُنُراس تَخْصُ نُهُ كُمِا فِهُومِيُ يُوبِس وْ آزاد سُبِي- اس تول كُوفقها برنے ربع مُحِرَّمُول ورت فقبها دسنے یہ بیان کی سیے۔ محالمب نے پہلے بیع کوقبول کیا اور عُملام مذکور کو مذکورہ اس كى ملكيت مين آكيا أور مخاطب عنى نورينوالا اس غلام كامالك بوكيا تواس ۔ ب' پہلے بیم کو قبو كلام كوقبول بيع مين شمار مذكيا جليك كا ور دعو يحر كيفسه غلام آزاد مر بوسم وليل اس كى به بيان كى محى بديركه بروموري يا وبورم الكا أقبل سي كيا تعلق بديه اقبل

ہے یاس کا حال ہے یا جملہ ستانفہ ہے کیونکہ ایک ترجمہ یہ ہے کہ وہ بہلے سے آزاد ہے۔ لہٰذا اس کو فروخت کرنا جائز کھیے ہوگا - اورا کیک احتمال یہ ہے کہ اس کلام میں اس شخص نے پہلے تبول کرنے کے بعد حربت کونا فذکر نا چا ہا ہو میسی ا انسٹا میوحربت کا - اول تفسیر کی بنار پر قبول بیج نہ ہوگا اور جب قبول بیج نہ ہوگا تو آزادی اس پر مرتب مذہوگی المندا فلام آزاد نہ ہوگا۔

موسوے احتمال کی بناء پراس کا قول قبول بیج شمار ہوگا اور غلام بھی آزاد ہوجائیگا لہزداس کلام پرقبول بیج مان کر غلام کو آزاد نہ مان کر غلام کو آزاد نہ مان المحاسط و شکار ہوگئا لہزداس کلام پر آسکے شکواتع ہوگئا اور بوجہ شک نہ بیج قبول ہوتی نہ آزادی ثابت ہوتی ہے۔ اسکے فہو مرکز کھنے کے بہلے موجودہ کہنا یاد ہو مرکز کے اور بھول کو تا ہا گئا نہی غلام کے آزاد ہونیکا کھر یاجا ہے گا۔

وَقُكُ تَدُ خُكُ عَلَا الْحَاكِمُ الْحَاكَةُ مِمّاً مَكُ وَكُونُ مُوْجُودٌ الْحَدُ الْحُكُم كَمَاكَ إِنْ مُوْجُودٌ الْحَدُ الْحَكُم فَعُصُلُ الْعَقِيبُ الْحَدُى كَانَ مَدُ لُولُ الفاء وَإِن لَمُ يَعْتُ لِالْحَكُم فَا فَكُمْ فَكُمْ فَكُمْ فَكُمْ تَكُونُ حَكَ الفاء وَهَذَا لَمُ الْحَكُمُ فَكُمْ فَكُمْ فَكُمْ تَكُونُ حَكَ الفاء وَهَذَا لَمَا يَقَالُ إِنَيْنَ فَقَتُ مُ الْحَكُمُ فَكُمْ فَكُمْ الفاء وَهَذَا لَمُ الله الفاء وَهُمَا فَا نَهَا الله وَهُ وَانَ كَانَ آينًا المَن وَاتَدُ وَاتَدُ وَاتَدُ وَاتَدُ وَاتُمَا مَا يَعْلَى فَكُونُ سَابِقًا الفَاء وَهُ الله الفَاء وَهُ الله الله الله الله الله الله المُحْمَى المَعْمَى المَعْمَى المَعْمَى المَعْمَى الله وَهُ الله الله وَالله الله الله الله الله الله الله المُحْمَى المَعْمَى المَعْمَى المَعْمَى الله وَهُ وَهُ الله الله الله الله المُعْمَى المَعْمَى المَعْمَى الله الله الله المُعْمَى المَعْمَى المُعْمَى المُعْمَى المَعْمَى المُعْمَى المَعْمَى المُعْمَى المُعْمَى المُعْمَى المُعْمَى المُعْمَى المُعْمَى المُعْمَى المَعْمَى المُعْمَى المُع

اور بھی فارطل پرداخل ہوتا ہے جبہ علل ان چردل میں سے ہوں جودا مرسی ہوں اور ایک ہوکہ فارکا مراف ہوکہ خات کے جس طرح کہ حکم سے پہلے موجود تھی بس تعقیب حاصل ہوجائے کی جس طرح کہ حکم سے پہلے موجود تھی بس تعقیب حاصل ہوجائے کی جس طرح کہ حکم سے پہلے موجود تھی بس تعقیب حاصل ہوجائے کی جوکہ فارکا داخل ہو ناحکم پرستھیں نہ ہوتا کہ جا جا تلہ الشرفة اللّٰ ہوتی ہے بین فارکا کی کیسے ہوسکی ہے۔ اور یہ ایسا ہے جا الآگیا ) کیونکہ غوف کا آنا اگر جو آئی ہے مگراس کی ذات الله اللّٰ کیا ) کیونکہ غوف کا آنا اگر جو آئی ہے مگراس کی ذات الله اللّٰ کیا ) کیونکہ غوف کا آنا اگر جو آئی ہے مگراس کی ذات الله اللّٰ کیا کیونکہ غوف کی اور اس سے المق ہوگی۔ المنظم نے بینظم لگائی ہے تاکہ تعقیب کے مطلح المؤات تعقیب کے مطلح کہ اور اس سے مارک کے مطلح کے مارک کیا ہے کہ فارعلت پرداخل ہوتی ہے جبکہ علت علت غلت غلت فائل ہوتی ہے جبکہ علت علت علت غائی ہوتا کہ علت کا وجود معلول سے مؤخر ہو جائے ہیں تعقیب کے مطابع مقتی ہوجائینگے مگر اس میں کلام طوالت طلب ہے۔ ہوتا کہ علت کا وجود معلول سے مؤخر ہو جائے ہیں تعقیب کے مضابہ علی مقتی ہوجائینگے مگر اس میں کلام طوالت طلب ہے۔

کلمہ فارکے دخول کے سلسلہ میں مصنف نے فرمایا کہ کلمہ فارمبی کجی علت پر داخل ہو تاسیع بگراس کی ا شرط پرسیے کہ علت کوئی الیسی چیز ہوجی ہیں دوام یا یا جا آ ہو۔ دوآم ، ده شف ب حس كي ماصني من كوني ابتداء منه مو ملك مبيشه سك مود اور ایۃ لۂ فہو دا ب*ڑ<sup>مئے ج</sup>س کی کو*ئی ابتدار اورانتہار نہ ہوبتو وہ چیز دائمی کہلاتی ہے ۔ توطلت ہے کیو بھے جس طرح علت دائمی ہونر کی وجہسے معلول ا ورحکم سیے پیلے یان جاتی سیے اسی طرح معلول او ا کے وجو دکتے بعد مبنی یا ن جائے گی۔ اور حب صکر کے تبدر مبنی علت یان جائے گئ او تعدیت کی مناریرا س میں تعقیب ابوكي كيونكه فارتعقب كيلغ أتاسيح كاتقاضايه سي كحب بركلمة فاداخل موبؤ وه كلمه معدمين ۱ درمؤخر سوتگا صکەعلت اپنے حکم سے مؤخرمنہ س ہوسکتی بمیونکہ علت مؤیز ا در حکم اس مؤیز کا این واکر تاہیں۔ مؤیژ بسلے ادرا ٹر اس سے بعد ہو تاہئے۔ لہٰذا علت بیلے اور حکم اس سے بعد میں ہوگا اسلیے علت پر فا راس طرح واخل لتی سیے اور علت پرفا رکا داخل ہوناایسا ہی ہے جیسے اس مثال میں فا رکو داخل کیا گیا ہے۔ مثال آبشر فقار آماک الغوت د خوش بوجا اسلے که تیرے پاس مردگار آرگئے ، اس مثال کامحل د توج یہ ہے کہ ایک شخص نہایت تننگی پریشان میں متلا ہونیکی بناء پر رکیٹ ان ہے، یا کسی طالم کے طامسے سخت ضیق میں متلاء سے السے میں کسی نے اس مطلوم اور برکیٹ اِن شخص کوخوش خبردی که خوش ہو جا کہ تیرا مدد گار آگیا۔ اس مثال میں مرد گار کا آنا ایک وقتی جیز ہے مگر نفس مرد گار وقتی منہیں ہے وہس طرح انے سے <u>میل</u>ا موجود مقااسی طرح آے نے بعد می موجود رہے گااسی بنا ریراس کو علت قرار دینا درست ہوگیا اور فارتعقیب کالانا وال اوراس کا جواج به عوث کی آمراس مثال میں دائم نہیں ملکہ آنی اور وتی ہے ا دراس کا جوامل نئ مرد کرنیوائے کی وات تو وہ اگرچہ دائمی سے جوعلت سے پہلے اور بعد میں موجود سے مگروہ فاء کا مرفول منہیںہے ۔ فارکما مخول تواس کا مرد گا رہو ناہے جو ذات کا ایک وصف ہے جوانب ، ۔ اس جگه مردگار (عوت ) کی آ مرسے مراد عوث کا وجود ہی ہے اوروہ دِائمی ہے۔ بیسنی وجو دعوت دائمی ہے۔ ب نع معلوم ہواکہ فارکا مرخول دائم ہے اورجب اس کا مرخول دائم ہے تو اس براب کوئی اعتبراض باتی ندریا۔ فامر كا برائے علت بونا . علت كادائى بونا فاركا مەخول بوسے كيليغ شرط قرار دينا تاكياس كاندرنعديت اورتعقیب کے معنے پرا ہو جا میں یہ شرط جمہور کی طرف سے نہیں۔ حرف علامہ فخر الاسلام نے لگا تی ہے۔ دوسرے علما راصول مثلاً صاحب توصيح وعيرونے يؤيه كهاہے كه فارعلت يروب دا خل سمو گاكه فاركا مرخول علت علك فائى بو-اس ك كه فايت مقصد سي يبلي بواكر قاس - للنداج باب علت فائ معلول سه مؤخر موتو علت فائ پر فار کا داخل ہو نامجی درست ہے مگریہ امک طویل بحث ہے جس کوہم نے دوسری کتاب ہیں بیان کیا ہے۔ وہاں اس کا تفصیل سے مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ افسیاً علّت ، علت کی چارتیمیں ہیں۔ دا، علت فاعل - ۲۰ علت ادی - د۳ علت صوری - دم) علت فائی - ملت فاعلی - دارعلت آدی دہ علت سیجس سے و مسفے مرکب ہوتی ہے اور علت آدی دہ علت سیجس سے و مسفے مرکب ہوتی ہے اور اسی وجرسے وہ فتی بالغوہ موجود ہوتی ہے اور دہ علت سے جوشی کا بالغعل وجود نا بت کرتی ہے اور دہ علت ما دی کے ساتھ والب سے انجام دسیے اور اور دسے کوچھے ما دی کے ساتھ والب سے انجام دسیے اور اور دسے کوچھے کے ساتھ والب کے انجام دسیے اور اور اور اور اور اور اور اور کا سامان رکھنا۔

كَقُولَهِ الرَّاكُ الْفَافَانَانَ عَرُّاكُ الْوَالْمَالِ الْمَالِ الْمَاكَةِ عَرَّفَعِتُ وَالْحَالِ فَالْحُرِّبَةَ كَا الْمُهُ الْحِدِ حِيثُ كَا الْمُكَا الْمُلَا الْمُلَا الْمُلَا الْمُلَالُونَ الْمُلَا الْمُلَا الْمُلَا اللَّهُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّ

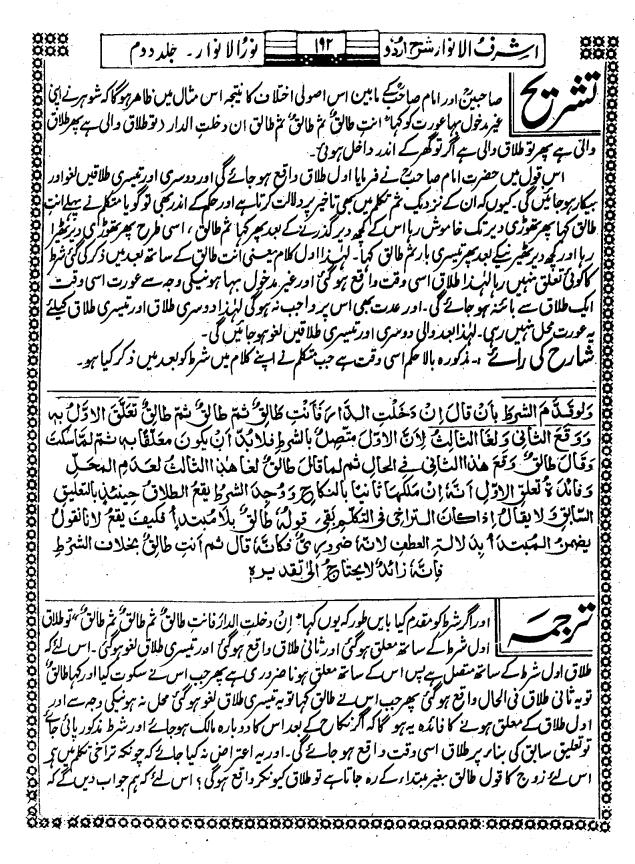
مرج دہے۔ اورا دائیگ کے بعد میں ایک عصر مک اُڈِ اِلَّ الفَّا فَا مَتُ مُوَّا الْمَا اَلَّهُ اَلَّا الفَّا فَا مَتُ مُوَّا اللَّهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ ال

مر المراعات برداخل بونا ، اس كى مثال قلف المنظم المراكة الما المؤافائت الفافائت المؤافائت المؤافائت المؤافائت المؤافائت المؤافائت المؤافائت المؤافائت المؤافائي المرادية المرادة المرادية المرادية المرادية المرادة ال

اسيت رف الايوارشي اردو پورالا بوار - جلد دوم ک بنارپر علام تواسی وقت فورًا ہی آ زاد ہوجا نگیگا کیونکہ غلام کی آ زادی میسنی حربت کا وجود دائمی ہے۔ وہ غلام کے آن رینے اور بعد دونوں زمانوں میں موجود ہیں۔ اس لئے معسلوم ہواکہ اس مثال میں وُانٹ مُح<sup>ریع</sup> علت ہے اور ہزار کااوا کرنا اس کامعلوں ہے اورعلت اپنے معلول پرمو قوف نہیں ہوئی البتہ معلول اپنی علت پرموقوف ہواکر تلہے اس لیے اس مثال میں حربیت موقوف نہ ہوگی الف کی اوائیرگی پرملکہ حکم یہ ہوگا کہ غلام فور آ آزاد ہوجائے اور ہزار روپیہ ی ادائیگی اس غلام کے دمر قرص سے حس کو بعد میں ادا کر سگا الكيث اعتراض اوراس كاجواب، أكروكيك تول وانت تري "كوارّ الله امركاجواب مان لياجاك اوراس طرح اس فول کی تعبیری جائے کو تو ایک ہزارا داردے تو تو آ زادہے - عربی سیمبراس عبارت کواس طرح پر کہاجلئے گاکہ اِنا ڈیٹ اِلی اَنفَافاُ نِبِ مُرَطُّ (اگرتو کے ایک ہزارا داکردسیر تو بھرتو ازاد سیر) فل ہرہے عبارت کی تو ى بناربرغلام كالآزاد بهوناالف كي ادائيگي پيروتوت رسيے گا- اور فاركِ حقيقي مفيظ ميسني تعقيقے مفيظ بمي درست بو چوانٹ : مولی کے تُول فَانت مُرُمِی کو جانب امراس وقت قرار دیاجاسکتا ہے جب جواب امر منتقبل کے معنے دے رہا ہو۔ اورامرکیلیۓ جواب کا لا مااسی وقت صروری ہو باہے جب کلمۂ اِن شرطیہ کو محذو ف مانیں کیوبی ان شرطیہ امنی بعی اور حمله اسمیه کو معیم سنقبل کے مصلے میں تبدیل کردیٹا ہے مگر شرط بد سے کہ اِن مشرطبہ لفطوں میں موجود ہوا ور *قدر بہونیکی صورت میں ماصنی اور جملہ اسمیہ کوست قبل کے مصنے میں تر رکن نہیں کرتا۔ مثال جیسے اِن تا تبی اکر متلک* ر تومیرے پاس آئیگا تو میں تبرااکرام کرد ب گا۔ دوسری مثال اِن تأتی فائت کرم می اگر تومیرے یا س آیے گا تویس محرکم ہوگا، تیراعزا دواکرام کیا جائے گا کہنا تواعدی روسے درست نہیں ہے بلکہ صبح یہ ہے واتنی اُرمکٹ . اورنذكوره بالامثال مين مويك بحقول مين إنُ لفلون مين وكرمنهي كيا كيا استك وأنتُ حُرِي كوميزون إنُ شرطيه مستقبل كحرمض من تبديل نذكر ليكاكيونكه انت محرم جمله اسميه ہے للندا اس كو توجواب امريمي نهيں كہاجا سكا اس کئے جواب امر کیلئے مستقبل کا ہونا ضروری سے۔ وَتُسْتَعَادُ بَمِعِنِ الواوِلِفِ قُولِهِ لَـمُ عَلَى ﴿ ثُمْ هُ فَلِي مُ حَبُّ لَزَمَهُ وِرُحَمَانِ بَيَانُ الِلمَعْنَى المَجَازِى فِي الفِاء كِنعُ لَ بِيانِ حقيقتما لان الفاءَفِ قوله فدِيمَ حَمْ لايمكِن أَنْ تَكُونَ المتعقيب إذِ االْتَعَقِيبُ أَسْمَا يَكُونُ فِي الْأَعْرَاضِ وُونَ الْأَعْيَانِ وَالِكَامِ هَمْ عَارِثُ لَا يَتَصِوْمُ فِي التَّعْقِيثُ إِلَّا بِسَبِ الْوجِ بِ فِوالِن مُنْ مَ وَالْحِالِ إِنَّ لَهُم يُنَا شِّرُ سَبَنًا أَخُونِ عِنَ التَّكَلُّم بِالْدَائِم مَكُم حَتَّ يكونَ وُجوبُ هذا عَفَيبَ الاوَّلِ فَلَامُكَ ۚ أَنْ مَكُونَ بِمِعِينِ الواوِصِ لِمَا حِمَّا نِ وَقَالَ الشَّافَعِيُ لِمُمَاكِمُ يستَقِمْ مَغْفَ الفَاءِ مُعِولَ تأكِينًا السِمَا فَسِلَّ كَانَّهُ قِيلًا فَهُوَ دِمُ هَمَمُ فيلزمُ در هسکم وا جها

مرا فرالالوار جدودم ا وركله و فا قرار كرنيواك كقول له عَلَيَّ ورم فرور م من مدر م من وادك معنى من استعاره كياكياسي چا بخداس پر دو درم لازم ہیں . بہاں پر فارکے مطلع مجازی کا بیان سے اس کے حقیقی مطلع ا تول فارته کلی می تعقیب کیائے ہونا ممکن شہیں ہے کیو بکہ تعقیب عرض میں ہوا رهسم عین ہے اس میں تعقیب نہیں پائی جاتی لیکن دمہیں وجوب کے لحالم کے بی دکھی دوسرے سبب کو اختیار منہیں کیا ہے تاکہ نان کا وجوب اول درم ندا صرور کی ہے کہ فاریماں پرواد کے منے میں ہوپس اس کے ذمر دو درہم لازم ہوں گے۔ او درست منین بین لبزااس کو ما قبل کی اکید قرار دیاگیا گویا معط مي سلتوارك ليا جا تاب بيهان سه فارك مجاز كامعنى كوبيان كياجا رباب اسك فرايا كليه فاتعبى واوك مطفيس استعاره كياجا بالب مجازا وادكر مطفي ب بولاجا رکے گئے۔ مثلاً کسی نے کہا <sup>ہ</sup> اۂ ملئ درہم طور ہم کا درہم کا میں ان ایک درہم ہے اور ایک درہم ہو ہو ہے کے مصلے میں لیا جاتا ہے اورا قراد کر منوالے پر دو درہم واحب ہوں گے اسے کاس مثال میں فار کا برائے تعقیب مشارع کر بری اور افراد کر منوالے کر دو درہم واحب ہوں گے اسے کا اس مثال میں فار کا برائے تعقیب باكيونكة تعقيب اعرامن مين بهوني ہے جواہرا دراعيان ميں تعقيب منہيں بہوتی - البتہ وجوب ذمہ كو اصل قرار دیا جلئے - بیمعنوی چیز*ہے، عرض ہے - اکسلئے* اس میں تبعقیب ہوسگ نے نے درہم کینے کے ملاوہ کوئی دومراسب وکر نہیں کیا تاکہ پیلے درہم کے بعد دومرے درہم سلے کلمہ فار کا تعقیب کیلئے ہوناصیح نہیں ۔ اور جب کلمہ اپنے حقیقی معسیٰ یعنی تعقیب پر والات کے مجازی مضلے کے مائیں بھے۔ تواب تقدیرِ عبارت یہ ہوگی لاء علی درہم و درہم ، رفلاں محصلے ، در م ہے اور ایک درہم ہے ۔ اور میروا و 'برائے عطف ہو گا اور نتیجہ یہ ہو گاکہ اقرار کرنیوالے۔ ام شافع طی رائے ،۔اس بارے میں امام شافع ہے فرمایا کہ کلمہ فاحب برائے تعقیب سی حقیقی مصطرف مہر ئى <u>لىنے ك</u>ې بجائے تاكىد كىلئے ان ليا مائے تو گؤيا امام شانتى شكے بقول اصل عبارت اس طرح ہے کہ علی درہم فہودرہم " (اس کامیرے ذمرانک درہم ہے بس وہ ایک درہم ہے) دوسر جماراول ن اکبیر ہے۔ اس صورت میں اقرار کر نبوالے بر صرف ایک در ہم واجب ہو گا دو در ہم واجب نہ ہوں گئے۔ مرحمت ا را جح قول احداث کاب ، بقول امامشافعی اس کلام میں مبتدار میں کام ہر مقدر سے اور احداث تول مے مطابق ماتن کے کلام ہر مجاز ہوگا اور فار مجازا واؤ کے مصنی میں ہوگا اور جب دونوں احتمال ہوں۔ معنى مجاز كابونا يا مدون بونا تواليه موقع برمجاز برمحول كرناا دلى اورمهترسے-اس دجسے مجازيں انبهام معمولی ہوتاہے اور محذوف میں ابہام زیارہ ہوتا ہے کیونکہ مجازمیں ابہام صَرف معنی میں یا یا جا تاہے لفظ میں

191 عنورًا لا توار علد دوم المِشْهِ نُ الله الأارشي الدُّو جائے۔اس کامطلب پرسے کمعطوب علیہ کے بعد معطوب می کم میں موخ ہوا درحکم کے اندریمی تا خرسے یا یا جاسے سلک میں ہے۔ اس کی ایک صورت بہسے کہ محرمیں وح ا میں یہ منع ہے۔ کیو بکہ اس سے لازم آتا ہے کہ ملت یا فی جانے اورم برسب اس الي كليه م كونكلم اور حكم دواور الين بن ما خير كيك أنا جاسية واس اليعب حكم مؤ ئ تنظم وسي لوزخر ما نا جائے گا کو یا شوہرنے معلوب علیہ کا تعلم کردیا ً دبر کے بعاد حکم کا تکلم کردیا مجراس نے سکوت اختیار کرلیا مجر مفودی دیر کے بعد حکم کا لَى ثَمَا فِي جَهُ يَهُمُ مِطلقًا تُراخي كَيلِيمًا مُلبِ ادرِ مطلق سے معیشہ فِردِ کا مل مرادلیا جا ماہیے اوراس میں کا مل فرد لکم اور حکم دونوں ابی میں تا خیر بائ جائے کیونکہ ار فرض کیجۂ حکم میں ترائنی یا ن جائے اور تکلم کے اندر يُ تولا زم أنيكاكم بن وجر ترافي ما ن ملك حالاً بحد بن وجه تراخي بن بان جات-می کا مسکلک بدان کے نزدیک م کے درید صرف حکم کے افد تراخی ہواکری ہے ، تکمی تراخی یرج کی دلیل ، انفوں نے لفظ کے طاہر رغیل کیاہے کیونکہ طاہر ہیں معطوب علیہ کے ساتھ اس کا معلوب ملا ہوا ہوتا ہے اور اگردونوں سے درمیان فعیل کردیا جاسے تو قاعدہ سے کہ انفصال معلوف علیہ اورمعطوف سے بالتوعطف جائز نبين للمذامع الم مهواكه نم كے درميه صرف حكم ميں تر اخي بائ جائے گی ، تعلم ميں تراخی زبو گی يْمُرَةُ مِلْ الْخِلامِ مَا بِينَ مَا بِقُولَ حَقِّلَ وَاقَالَ لَغَيْرِ الْمَدُ خُولِ بِهَا أَنْتِ طَالِقُ فَم كَالْقُ شَمَّ طَالِنٌ إِنْ وَخُلْتِ الدَّامَ فعيد لَا يَعْمُ الاقرالُ ولَيْعُو مَالِعِدَ وَلَانَّ البَّوَاجِي لِمَا كَا وَالْتِكُمْ فَكَانَتُهُ قَالِ أَنْتِ طَالِقٌ وسُكُتَ عَلَى هاذَا الْفَكُ بِمَ فَوَقَعُ هاذَا الطّلاتُ وَلَمُ يَبَّ عَسَلًا بِمَالِعِكُ ﴾ لِلاَ بِهَا غَيْرُمُوطُوءً ﴾ فيلغُو وَهَذَا إِذَا أَخُرُ الشَّرَطُ-ادراس اختلات كاتمره ووسيحس كومصنف النفي اس قول مين بيان فراياب حتى اذا قال نغير المدخول بها الوئيهان مك كرجب شو بربينه ابني غير مرخول بها عورت يست انت قالع تُم طالق مُر طالق ان دخلت الدارُسُ کے ۔ تو اُس صورت میں اما م ابوصنیفر کے نز دیک بہلی طلاق و اقع ہوگی اوربعد والی طلاقیب لغو ہوجا میں گی ۔ اس کئے کہ تراخی حب بحکم میں ہوئی تو گو یا اس سے صرف انت طالق کی اور اس صديرماكرساكت موكيابس يرطلات وارتع بهوي إدراس كعدابد البدروالي طلا قول كافحل بافي ندره في كيزك وه خرد ول بهاسه بس کام منوبردآیا - به حکم جب سبه که شرط کواس سن می خرد داری ا بو-



وَقَالا يَعَلَقُ الْكُلُّ الشَّرُطُ الْفَالِمِ اللَّهِ الْمُلُونَ الْمِسَلِ وَالْتَكُمُ مَتَعَقَّى عَنْ هُمَا وَلَا فَصُلُ وَالْعِبَاءَةِ فَيَ الْكُلُّ الْشَرُطُ الْوَلِمِ اللَّهِ الْمُلُولُ الْمُلُونَ وَاللَّالِينَ وَاللَّالِينَ وَاللَّالِينَ وَاللَّالِينَ وَاللَّالِينَ وَاللَّالِينَ وَاللَّالِينَ وَاللَّالِينَ وَاللَّهُ وَاللَّالِينَ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَاللَّهُ وَالِمُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَالِمُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَا مِلْمُوا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَا اللَّهُ وَاللَ

اورصاحبن نے فرایا کہ بہتین طلاقیں معنی ہوجائیں گی اور ملی الرتیب واقع ہوں گی کول کہ وسل میں معنی ہوجائیں گی اور ملی الرتیب واقع ہوں گی کول کہ وسل میں ہوجائیں گئی است ہے اور بیر عبارت میں کوئی فصل ہمیں ہے لہذا کل طلاقیں شرط پر معنی شرط پر معنی ہوجائیں گی اور الرح خواج ہوئی اور اور اتع ہوئی اور ورت مرخول ہماہ ہوجائے گی اور اُل فر خواج ہوں گی اور اگر مرخول ہم انہ ہوجائے گی اور اُل مرخول ہماہ ہوجائے گی اور اُل فر فرات کی واقع میں ہوجائے گی اور اُل مرخول ہماہ ہو تا کہ خواج ہوگی اور اُل مرخول ہماہ ہوجائے گی اور اُل مرخول ہماہ ہوجائے گی ہوجائے گی اور اُل مرخول ہماہ ہوجائے گی اور اُل مرخول ہماہ ہوجائے گی اور اُل مرخول ہماہ ہوجائے گی ہوجائے گی ہوجائے گی ہوجائے گی ہوجائے گی ہوجائے گی اور اُل مرخول ہما ہوجائے گی اور اُل مرخول ہماہ ہوجائے گی ہو ہوجائے گی ہوئے گی ہوئے گی ہوئے گ

میسی حب شرط پائی جائے گئ تب بینوں طلا تیں ترتیب وارعورت پر داقع ہوں گی۔ صاحبین کی دکیل ۔۔ ان کے نزدیک کاریم تراخی فی التکا پر دلالت نہیں کر تا ملکہ تکامیں اتصال اوروصل پا یاجاً ا ہے اسسے تینوں طلا قیں شرط پر معلق رہیں گی۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ شوھرنے شرط کو بیلے ذکر کیا ہوا و رطلاق کو بعد میں ۔ یا علا توں کا تذکرہ چیلے کیا ہوا ور شرط کو آخر میں ذکر کیا ہو۔ دونوں صور توں میں تینوں طلاقیں وقوع شرط پر موقوت اور معلق رہیں گی۔ اور جب شرط پائی جائے گی معسنی و خول دار عورت کی جانب سے پایا جائے گا تو اس وقت بینوں طلاق ترتیب دار داقع ہوجائیں گی اس لئے کہ وہ عورت جو مدخول بہا بہو وہ بینوں طلاقوں کی عمل ہوتی ہے۔ البتہ وہ عورت جو عیر مدخول بہا ہو تو اس پر اول طلاق واقع ہوجائے گی اس کے بعد وہ بائنہ ہوجائے گی۔ اور دومری اور میسری طلاق

كاده محل نبيس ربي اس كئے و ويؤل ملاقيں ضائع اور لغو بهوجا كيں گى ۔

کاده کل بین رئی اسے دونوں کلا میں شرط مو تو اس کا تفصیلی کم ام صاحب کے تول کے مطابق ادپر وکرکردیا گیاہے۔اوراگر عورت مرخول بہا ہوا درشو هر کے کلام میں شرط مو خوا درجزار معدم ہو بوسٹ نی شوہر نے اپنی مرخول بہا عورت سے اس طرح کہا است طالق می طالق میں شرط برمعلق رہے گی ۔ اس مثال میں شوہر نے بینوں طلاقوں کے درمیان می کا افظاذ کر واقع ہوجائیں گی اور خالت طلاق شرط پرمعلق رہے گی ۔ اس مثال میں شوہر سے بینوں طلاقوں کے درمیان می کا افظاذ کر کیاہے تو شرعًا اس کا مطلب یہ ہوا کہ شوہر نے کہا انت طالق می طالق بھی اس کے بعد اس نے سکوت اختیا رکیا محوث ی دیرے بعد کی کھی اور اس موخول ہو اور شاک موان سے بدولوں اور قدت واقع ہوجا تیں گی اور آخری بعینی تیسری طلاق شرط پرمعلق رہے گی اور اس موخول ہوا عورت کی جانب سے جب دخول دار کی شرط پائی جائیگی خواہ زمانہ عدرت میں ہی

ہ ۔ اگر شرط مقدم ہوا ورعورت مرخول مہاہے اور کلا) میں شرط پہلے اور طلاق کا ذکر بعد میں گیا گیا ہے۔ مثلاً شوہر نے اس طرح کہا ہوائ دخلت الدار فائن ما طالق مٹر طالق مٹر طالق - اس صورت میں پہلی طلاق شرط کے ساتھ معلق ہو جائیگی اور اس کے بعد کی دولؤں طلاقیں اِسٹی واقع ہو جائیں گی ۔

ام صاحب کے نزد کی بہلی طلاق کے تعد سکوت متحق ہے۔ اس کے بعد دوسری اور تنیسری کوشوم ہے کہا ہے لہٰذا جب بہلی طلاق کے بعد سکوت بایا گیا۔ لہٰذا اول طلاق ہی کا تعلق شرط کے ساتھ بایا گیا اس لیے وہی شرط پر معلق رہے گی اور چونیکہ بعد کی دولؤں طلاقوں کا شرط کے ساتھ کوئی را لبطہ نہیں ہے اور عورت مدخول بہا ہے اس دوسری اور تمیسری طلاق کا محل بھی ہے اس لیے یہ دولؤں طلاقیں عورت پراسی وقت واقع ہوجا کیں گی۔ والشراعلی العمواء۔

كَوْتُولَةٌ فَلْيُلُومٌ عَرُيمِينِهِ ثُمَّ لِيَّاتِ بِالذَى هُوَ خَارِ بِيانُ لَمَجَابُ كَلَمَةُ ثُمَّ بِعِدَبُكَ التَّقِيقَةُ الْكُورِ عَلَى الْمُعَالِمُ الْمُكَالِمُ عَلَى الْمُعَالِمُ الْمُكَالِمُ عَلِي الْحِنْثِ وَجَوَابُ تَقْدَدُم الْكُفَّا مُ وَبِالْمَالِ عَلِي الْحِنْثِ وَمِنَا اللَّهُ الْمُعَالِمُ اللَّهُ الْمُعَالِمُ اللَّهُ الْمُعَالِمُ اللَّهُ الْمُعَالِمُ اللَّهُ الْمُعَالِمُ اللَّهُ الْمُلِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّالِمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّالِمُ الللَّا اللَّهُ اللَّالِمُ ا

اسِتْ رَفُ الأنوار شرح اردُ و 📃 يؤرالا يؤاربه جددوم رامنها فلیکفرعن بمینهٔ ثم لیات بالذی ہوخیر ( جوشخص سی تم کا عهد کرے اس کے بعداس تسم کے غیر کواس واسے چاہیئے کرابن قسم کا کفار و دیدے بھروہ کا م کرے جواس سے بہتر رہو ) اس میں اتبان خیر حنث اور ایک بیار کر ایک کرانے کا میں ایک اور کا میں براز اس کے بہتر رہو کا میں بہتر ہوں اس میں اتبان خیر حنث لیاہے۔ نیس علوم ہواکہ کفارہ کی تقدیم حنث پرجائز ہے۔ پس کسک ك القول الم مغرف والم عليكم السّلام عليكفوع بينينه الخير الكث سوال مقدركا جوات، اوراس ضمز اوركفاره اداكردين ك بعد مجرضهم كمات والاحانث بوجك تويه جائز بيداوركفاره ادا بوكيا اس سنلميل خادج ما قعی کی دلیل به حضوراکم صلیرانشرعله بولم نے ارشاد فرمایا مین صلوب علی بینی فرای غیر معاضی لابعی عن بمين على ليأت بالذي هوجلي (أكركس يزكس چيز رقسم كفاني كه ايساند كرون كانبعراس كربيداس علاوه سے بہتر سمعانة چاہے کو و اپنے قسم كاكفار و اكردے تبحر و كام كريے جواس سے بہتر يك بورى حديث كى بل يرب عن عبد الرجل بن سمرة قال قال النبي صل الله عليه ولم يا عبد الرجل بن سمرة إذ إحلفت علیمیان فرا آیت غیرها خبر امنها فکفتر عن بمینك فعم است النای هو خیر دای عدار من بن سمره اگریم کسی کام پرفسم کها در بعرم اس سے مبتر مورد کام پرفسم کها در بعرم اس سے مبتر مورد کام پرفسم کها در بعرم اس سے مبتر مورد کی اگرا سے قسم توطنیکی جانب اور اس حث کو کفاره اواکرنے مدین میں اتبیان خیر مذکور سے اشرارہ کیا گیا ہے قسم توطنیکی جانب اور اس حث کو کفارہ اواکرنے کے بعد کلمہ مم سے ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے واضح ہو گیا کہ کفارہ اگر قسم میں حانث ہونے سے بہلے ادا کر دیا جائے تو درست ہے ادریہ احنان کے مسلک کے خلاف ہے۔ سُّتُعِ يُرْبَمِعُ خُ الوادِعَ مَلاَ بِحقيقة الاَمْرِيَّ لُهُ لَمُ عليهِ الرَّوَايَةُ الْأَخُوبَى وَهِ تَوَلِمَ عِ فلياتِ بِالَّذِي مُوَّحَادِ ثُمُ لِيُكَفِّرُ عَنْ يَعِينِهِ فَإِنْ مَا يَقْتَضِحُ تَقْدِيثِهُ الْحِنْتُ عَلَى الْكَفَا مَا فَ فَ سُمُمَّ فِي الْسِرْوَاتِ مِهِ الْاوَلَى مَعْسَى الواوِفيفَهُ مِمْ مِينَا مُوسِوبُ حِيلًا الأَمْرَيْنِ أَعْنِو الكفائمة الْكُخُرَى فَلِنَا عَلِمُنَا بَالرِفِ آيَةِ اللَّحِي وَجَفَلْنَا لَفَظَ شُمَّ فَعِ الْلَوْلَى مَعِنَ ٱلوادِلَيَعُ الامرُعَلَ

## عَقيقَتِهِ لانَّ المَهَا مَ فِوالْحَرُونِ خَالِاً مِن المَهَامِ سِفِ الغِمْلِ بِمُلِ الأَمْرِعَلِ الدامَةِ وَخو هَا-

مر میں ہوتے ہوئے ہورہ اعتراص اورا ما صافعتی کے استدلال کا جواب در کررتے ہوئے بدل نوا اللہ میں میں میں ہوئے ہوئے بدل نوا اللہ میں کا میں میں کے درمیان میں میں کا میں کیا گئے ہوئے کا تاہیں تھے۔

علاقہ موجود ہے کیونکہ واو تو مطلق جمع لینی عطف کے لئے اللہ اور من عطف کیلے آتا ہے تھے۔

به عطف مع التراخی کی قید نے ساتھ مقید ہے تو اس جگہ قاعدہ یہ پایا جائیگا کہ مقید بولا جائے اور مطلق مراد کیا جا مران معنا بلوں اس ایوں سے ایوں سے اس میں بیٹن کی اس میں میں مال دان قول میان

اور بی مجازی منطئ ہیں اس سے اس مجھ روایت ہیں تم بولکرواؤ کے معظم دادلینا از قبیل مجازہے۔

م کو واؤ کے منطئے ہیں مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ تاکہ فلیکفر امرالوجوب کے منطئے ہیں استعمال کیا جاسے کیؤی اگرواؤ کے منطئے ہیں تم کو نہ لیا گیا تو امر کا وجوب کے منطئے ہیں لینا حمل نہ ہوگا کیونکہ اگریم کو اپنی حقیقت ہرر کھتے ہوئے امرکووجوب محیلئے لیا گیا تو تا اس ہوئے امرکووجوب محیلئے لیا گیا تو تا اس سے ہوئے اور اہام شافعی کے یہاں صرف جواز کا قول ہے واجب نہیں ہے اور اہام شافعی کے یہاں صرف جواز کا قول ہے واجب وہ بھی ہوئے اس لئے اہام شافعی کو بھی اس صریف پرعمل کرنے کیلئے امرکو حقیقت سے نکال کر بھی اور اہام شافعی کیلئے لینا پرطے کا جب فعل ہیں مجاز کا ارتکاب کرنا اس سے بہتر ہے کہ ہوف میں مجاز کا ارتکاب کرنا اس سے بہتر ہے کہ ہوف میں مجاز کا ارتکاب کرنا اس سے بہتر ہے کہ لینا زیا وہ بہتر سے۔

مرک ای مقل ملے ہیں کہ فعل امرکوا ہا حت برجول کیا جائے۔

اس کے مقل ملے ہیں کہ فعل امرکوا ہا حت برجول کیا جائے۔

دونوں روا بتوں کے درمیان تطابق ،- روایت اول میں کائم مروا و کے معظ میں ایا جاسے

اوراس سے صرف مطلقاً جع کے معنے لئے جائیں جو کہ واؤ کے معنے ہیں۔ اس طرح اب حدیث سے صرف یہ منہم ہوگاکہ جنت اور کفارہ دولؤں واجتی ہیں اس سے قطع نظر کہ ان ہیں سے کون مقدم سیے اور کون مؤخر ہے۔

اس کے بعد دوستری روایت جس میں کاریم اپنی حقیقت بر سپوٹس سے ترتیب کما نگہوت ہوتا ہے میں ہی ۔ یہ واجب سپے کہ اولا حارث ہو بھر کفارہ اوا کرسے۔اس تا ویل کی صورت میں احزاف کا مسلک ٹابت ہوگا۔ شوانع

كإسلك أبت نه بوكاء

شوافع کا بچوات : جب دونوں دوایتوں میں تطابق ہی بداکرنا ہے توا دیری ترتیکے بجائے اس کا مکس کرلیا جائے معنی ہیں دوایت میں تم کواپن حقیقت پر رکھا جائے اور دوسری روایت میں تم کو واکے کے معنی میں مستعار کے لیا جلے نو کھارہ کی تقدیم صنف پر ابت ہو جائے گی۔ رہر

جوآب ، شوافع کامسلک اس تاویل سے بی نابت منہو گا اسلے کا گرددسری روایت میں نم کو این حقیقت بر بابی رکھا جائے تو تابت ہو گا کہ اوائی نارہ حانث ہوت سے پہلے واجب ہے جبکہ اس کے وجوب کا قائل کوئی بھی نہیں ہے۔ امام شافعی صف جواز کے قائل ہیں۔ شامع نے اختاف کی جانب سے مزید فرایا۔ اگر ہم اول روایت پر پوری طرح بلآبادیل کے علی کریس کے تومتعدد خوابیاں لازم آئیں گی۔

آول ، کفاره کی اُدائیگی حانث ہوئے تسے پہلے واجب سے اور یہ اجماع کے خلاف ہے۔ دوم ، روایت اول مطلق ہے۔ کفاره کی اُدائیگی حانث ہوئے اور کی اور یہ اجماع کے خلاف ہے۔ دوم ، روایت اول مطلق ہے۔ کفارہ بالصوم اور کفارہ بالمال دو نوں کوشا مل ہے تو دونوں کو حانث ہوئے اور کفارہ بالصوم ہیں تقدیم کوجائز ، جبکہ سیدنا اہام شافی حبیہ ہوئے کہ کسی مرج کے بغیر کفارہ بالمال کو کفارہ بالصوم ہر ترجیح دی گئی جو ستقل اہا شافی مربع کے بغیر کفارہ بالمال کو کفارہ بالصوم ہر ترجیح دی گئی جو ستقل اہا شافی مربع ہوئے ۔ برا حرب ہوئے ۔ مربع کے بغیر کھا کہ بالمال کو کفارہ بالکل ترک کرنالازم آتا ہے ۔ برا حرب کا سوال ثانی اہم شافعی میروارد ہوگا ۔

ندگوره خرابیون وراشکالات کی بناربراخنا ت نے مہلی روایت کومعمول بہا بنایا وردومری روایت میں یہ تامیل کی کہ اس روایت میں کامیم خم واور کے منظ میں مستعار کے لیا گیاہے تاکد درسری روایت سے مطالعت میں استعار کے لیا گیاہے تاکد درسری روایت سے مطالعت میں استعار کے لیا گیاہے تاکد درسری روایت سے مطالعت میں استعار کی استعار کی استعار کی درستان میں استعار کی استعار کی استعار کی استعار کی درستان میں استعار کی درستان کی درستان

بوجلت اوروج ترجيح كااشكال يمي واردنه بور

وَكُلُ لِإِنْبَاتِ مِإِبِعَنَ لَا وَالْإِعْرَاخِ عَتَاقَبِلَهُ عَلِسِيلِ التن اللِي اَ يُ تِدارُكِ الْغُلَطِ عِظ وَالْعَلَكُنا فَو سَكُلُم مَا قبل بَل إِذْ لَكُم يَكُرُ مِقْصُورُ الْكَاكِ انْمَا المقصورُ مَا بِعِنَ لَا رَكَم خطاء سُفاواقِع وَنفس الله مِوفا وَاقلت جَاءَ فَي ثَلَ بِلُ اللّهِ عَمْرُ وَكِيانَ مَعْنَا لَا اللّهِ عَلَيْهِ اللهِ عَمْرُ وَلِي مَا عَلَيْهِ اللهِ عَمْرُ وَلَا فِي مَرْفِي عَمِلُ عِيدُ عَلَيْهِ اللهِ عَمْرُ وَلَا فِي مَا عَامَ وَ النَّعِي إِنْ يَعَالَ مَا جَاءَ فِي الا نَبْاتِ وَإِنْ جَاءَ فِي النَّي إِنْ يَعَالَ مَا جَاءَ فِي الا نَبْاتِ وَإِنْ جَاءَ فِي النَّهِ الْنَ يَعَالَ مَا جَاءَ فِي الانْبَاتِ وَإِنْ جَاءَ فِي النَّيْ إِنْ يَعَالَ مَا جَاءَ فِي الْمَاكِ عَلَى مَا عَامَ فِي الْمُعْلِي الْمَاكِ وَالْمَاكِ وَالْمَاكِ وَالْمَاكِ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللللّهُ اللللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللللللللّهُ اللّهُ الللّهُ اللللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللللللللّهُ الللللّهُ ا

\*



فَتُطْكُرُ تُلْتُ أَذاقالَ لِإِمُواْتِهِ المَوْطوعِ أَنْتِ طَالِقٌ وَإِحِدٌ لَا بَنِنْتِينِ لِأَنَّهُ المُمْ يُمُلِف ابُطِأِلَ الْأَوُّلِ فيقِعَابَ تفريع على كوتِ لاعُراضِ عَمَّاقبُ له يعن أَبِّ الاعْراضِ عمَّاقبُه إنمايصة إذاكان ماقبلة صالحا الاغراض كمافر الاخباب آمّاؤ الانشاءات فلا يَمكِنُ ذَلِكَ فَيقُعُ الاوَّلُ والسَّافِ جميعًا فَغُ مَسْئِلَةِ الطلاقِ أَسَادَ أَنْ يَضُوبَ عَنِ الوَّاحِلَةِ الخ الاثناين فالقياس يقتضي أن لايقع الاوّل بل الأخرُو لكن لمنّاكم يُجِمَّة الأُغْزا حرب عَنِ الطَّلَاقِ لِاجْرُمُ يَعِمُلُ بِالْآوَلِ وَالْأَخُومِعُ أَفَيَعُ النَّالْثِ

چنا بخرتین طلاقیں داقع ہوجائیں گی حب کوئی شوہراین موطور ہ ہوی ہے کیے انب طالق واقد ا بل ننتن اس ك كه اول كه ابطال كا الك منهن رسمًا للها مل تحرد ديون جانب كي طلا قين وافع ہوجائیں گی. یہ ایک تفریعی مثال ہے۔ اِس قباعدہ پر کہ بل اپنے اقبل سے اعراض کیلئے اور ہے۔مطلب یہ ہم باسطاعراض اس وقت ضيح بهو تلب حبكه بل كالما فبل اعراص كاصلاحيت ركفتا بيو حبيبا كأخرس بحيوكم بإصلاحيت ركھتى ہے ليكن انشارىي أيمكن بنبي ہے - المذاا ول أور نان و واؤں جانب کی طلاقیں واقع ہوجا میں تی بس مسئلہ طلاق تیں شوہرنے ارا دہ کہ آئے واصرہ سے اتنین کیطرب اعرافن ىرىنے-توقىياس كاتقا ضابق<sub>ە يەسى</sub>پە كە اول طلاق داقع نەبھوملىكەئب داپى داقع يېو،لىكىن جېرطلاق <u>ئىسے اعرا</u>ض رناصيح نه ہواتولا محالہ بل كے اول اور آخر كے مطابق سائھ سائھ على كيا جائٹيگا لہٰذا تين طلاقيں واقع ہونگی۔ ا ایک تیفرنعی مثال فقبی مسئله سیواس بات بیر که کلمهٔ مل اقبل سیم اعراص اور مابعد کوژنا بت ترني كحيكي أتاب جبكها عراض مكن بنو اورا كركسي موقع برما قبل سَه اعراض مكن نهو

﴾ تو ما قبل اور البعد د ويؤ*ن بئي* أبت مانے جا ٽيں <u>ـ</u>ـًا ُ فتطلق ثلاثاً الا ـ پس وہ بیوی جوموطورہ عیسنی مرخول بہا عورت سے ا*گریسی نے کہ*اانت طالق واصرۂ رتواکد طلاق وآلی ہے، بل ثنتیں دہلکہ دو طلاق والی ) توا<sup>س</sup> صورت میں چونکہ بل کے ماقبل سے اعراض کرنا ممکن تنبیں سے اس کئے ماقبل کی انک طلاق اور بعدوالی دوطلا قیس تبیون واقع مہوجائیں گی اور عُورت میں طلاق سے مطلقہ بزجائے گی۔

اعراض کی صحت بیکلام انشاری اعراض درست نهیں ہے، اعراض اخبار میں درست ہوتاہے کیونکہ خرصد ت ادر کذب رم ردو کا احتمال رکھتی ہے ادر کلام انشار اس کا احتمال نہیں رکھتا۔

انشارگا حگی بیکلام انشائی صدق وکذب کا حمّال بنین رکھتا بلکة کلم کے فورًا بعد وہ واقع ہو جائاہے اس سے
اجراض کرنے اموقع ہی بنین باقی رہتا۔ پس مسئلہ نمورہ بین شوہرنے ایک طلاق دیکر دو طلاقوں
کی جانب اعراض کیا ہے توقیاس کا تفاضا تو ہی تھاکہ بل کا ماقبل عیسنی طلاق داعدہ واقع نہ ہو بلکہ بل کا ماجدہ یہ کی جانب اوقع ہو جا کی سے لہٰذا طلاق واحد عیسی بل
دو طلاقیں واقع ہو جا کئیں مگر طلاق از قبیل انسٹ کا سرسے جس سے اعراض ممکن بنیں سے لہٰذا طلاق واحد عیس بنی بل
کا ماقبل اور بل کا مابعد معیسی دو طلاقیں دو توں بروی پرواقع ہو جا کیں گی ارتیج بج عورت پر ندکورہ صورت میں بین
طلاقیں واقع ہوں گی۔

تن میں موطورہ کی قید کا فائدہ بیسے کہ اگریم کلام کسی غیرمہ خول بہا عورت سے کہا جائے تواس پر فقط ایک طلاق واقع ہوگی کیوسکہ اس سے اعراض ممکن نہیں ہے اور چونکے غیرمہ خول بہا ہے اس لئے اس ایک طلاق سے دہ باسک ہوجائے کی بھر بل کے مابعد میں دوطلاقوں کی دہ محل نہ رہ گئی اس لئے بعد والی دونوں طلاقیں محل نہ ہوسے کی دہ سے لغوا ور بریکار ہوجائیں گی ۔

بعلان توله لما على ألك بب الفان جواب عن قياس أفرفات يقيش مَسَأَل الاقرار على مَسَأَلَة الاقرار على مَسَأَلَة الطلاق فيقول يلزم هذا الممثال ثلث الاب وخرم نقول إن از واس و اخبار وهوج مل الاخواب وتداس ك الفكط فيع مك على أصله والطلاق إنشاع لا يحتمل المتداس ك فيات في الضرورة الداعية المؤلع مكل بهما -

بخلاف مقرکتون لؤعلی الدی براله بالفان کے داس کے بیرے دماکی ہزار ملک ددہزار میں) یہ عبارت میں کو مسئلہ طلاق پرسٹلہ اقرار کو قیاس کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کو فرکورہ اقرار میں ہیں ہزارہ اور فلمی کے اور ہم اختان کہتے ہیں کہ یہ اقرار اور اخبار ہے۔ یہ اصراب اور فلمی کے قرار کا حمال رکھتا ہے بہذا اس کی اصل برسی عمل کیا جائے گا اور طلاق ان رسے جس میں تدارک کا احمال ہی منہیں ہے بس کا یہ بل پر ایسی صرورت اپلے کے اس کے دونوں جانبوں پرعمل کیا جائے۔

عند المراب المراب الم المراب المراب

نزدیک مین ہزار کا قرار سجما جائیگا اور اقرار کرنے والے شخص پر بچدرے بین ہزار و اجب ہوں گے۔

ا حنات کی جانب اس کا جواب دیاگیا که شال له علی العن بل الفان میں کہاگیا ہے کہ اقرار کرنیوا سے له علی العث کہ کرا کی بزار کا قرار کیا ہے لیکن جب اس نے بل الفان کہا تو اس نے بیلے اقرارے اعراض کیا اور اس بات کا اعراب کیا کہ میں کے کلام میں اس نے غلطی کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ اس کے میرے ذمہ دو ہزار ہیں۔

ورسى اسى مثال يه مثلاً محدي كما مستون سنة بل سبون " دميرى عمر سام مال سبح بلكه سترسال ؟ تو يه اقرار درست سبع - ليكن جهال تك طلاق كرمس تلك كا تعلق ب تووه ازقهم اخبار شهي ملكه ان ارمين جس ميس نه اعراض كا حمّال موتاسير مذكس غلطي كي تلافي كي كوني كمجا كشش رم تي ب -

وَلِكِنَّ الاسْتِكُمُ الْهِ الْحَكَالَىٰ وَ الْمُ يَحِيُّ لِمُنَاسَبُهُ وَمُلاَ مَا مَيْ الْكِلْمِ السَّابِ كَفُولِكِ مَا جَاءُ فِي مَنْ يُكُلُّ مَا مُوالِكِمُ السَّكُ مُكَنَّ الْحَلْمَ الْكَلْمُ السَّكُ مُكَنَّ الْحَلْمَ اللَّهُ وَالْ الْمَاكُمُ مَكُولُ اللَّهِ وَمُلاَ مَا مَيْ اللَّهُ الللللَّهُ اللَّهُ الللللِّهُ اللللللَّهُ اللللللْمُ الللللللِّهُ الل

ا در کابرلکن فی کے بعد تدارک کیلئے آ باہے عینی اس دھم کو دور کرنے کیلئے آ باہے جو کلا مسابق موسی کے درمیان ایک مناسبت اور لزوم تھا تو تر نے اپنے اس قول سے اس کام کوسنگروہم ہوا کہ عمرضہ آ یا کیؤیم دونوں کے درمیان ایک مناسبت اور لزوم تھا تو تر نے اپنے اس قول سے اس کا مرارک کیا کہ کان عمر و لیکن عمر آ یا کہ مناسبت اور اگر مشد دہ ہوتو مشہ ہوتا ہے اور استدراک میں عاطفہ کے شرک ہوتا ہے اس میں الموقوع میں دونوں شافہ کے مراد یہ ہے کہ کان کام مسابق میں ربط موجد ہوا درائسات موجد ہوا درائسات میں الموقوع میں الموقوع ہو آ کہ ہو کہ میں الموقوع میں الموقوع میں الموقوع میں الموقوع میں الموقوع میں الموقال الموقوع میں الموقع م

🗏 نوزالا نوار جددوم است رف لانوار شرح اردو حریف لکتی بھی جوٹ رو ماطعنیں ہے ایک حسیرے ۔ پیملیفی کے بعداِستدراک (تدارک بھیلئے آ آہے مطلب بيب كدلكن سع بيبل كامس بووهم بريابهوا تقااس كودور كريث كييك اس كلم كولايا جابل سى نے كہا بإجارى زير ميرے ياس زير منہيں آيا- تواس سے يہ تأ ترس ل ہوتا لہے كەنشا يەم دىمى ندايا ہو گا تواس دوركياكيااور كهاكيالكن عمروا كبكن عمروآ يلهيه بميسني زبدنو تنهي آياميكماس سيجويه وبهم بيدا بهوا يداور عروسك درميان غايت تعلق سيم. توجب ريينهي آياتو عرومي منه يا بهو كا-اس توبم كولكن عروا كهه لكن كى تخفية ، شارح على رحمه في كالكن الرمخففه ب توبر برائع عطف بو كاا دراكر برحرب مشدده ب تو مهروب لْغُعَلْ مِن سِيرُوكُمَّا مَكُرُ استدراك بِمُعِينَا دِينَا مِن مَا طِفْ كِسائِرَ شركِ مِوكًا -لكن حضر كي وربعية المرمفروكا عطف مفروركيا كياسي توشرط بيسب كه لكن نفي كي بعد واقع بهو- اس ليرة ضربة ريدلكن عرواكمناميم منهيب، اوراكر كهاجائه أخرب زيرالكن عروا اقيه درست، ورعطيف جمله كأجمله يركيا كياسيه تؤكله لكن دوحكم أسكتاك كلام موحب بين بهي اوركلام منفي يربجي البية يه *صزورى سبے كەلكن سے يبيلے و*الاتجا تىمتىنىت بھو يۇ تىجدوالامىنغى بھو - يااس كا عكس بھو - دويوں جهوں كاا ثبات دنغى يس مختلف بونالفلون نين بو - جيسے جاء ني زيد لکن عروالم يحي - يالفطوب بين ندکورنه بهو مرمن مصلے بين ہو - سَا ذرّ زریژ للن عمروا ما ضرط اس مثال میں دویوں مطلم شبت میں میرور ہیں منجومعنوی اعتبارسے دویوں میں اختلات سنى زيد كييك يسفركا ثبات اورعرد كييك سفرى نفي بيان كالمي سيد لکن کے ہار میں ماتن کی راستے ، حرف لکن کے ذریع عطف کرنا اسی وقت درست ہوگا جب کلام مربوط ہوجی نی ملا ہوا ہوا ور لگن کے معبدوآلا کلام اس کے منافی نہومیسنی لکن سے پہلے جس کی نفی کی گئی ہولکن کے بعبداسی کا اشبات بذكيا كيابهو ملكه نغى اورإ ثبات دويول كاتعلق دومختلف جانب لأجع بهور أكران دويون سشرطون ميس محوق امك شرط مذيان محمى تولكن كا مابع روالا كلام اقبل يرمعطوت منه بوكاً ملكه بركام مصتالفه موكاء ولمّاكنا أمثله الاتساق ظامرة فيمابي الاصولتين لمُستِعد رَّض لها وذكر مثال عَلا الاسكاق خاصةً فقال كالمتواد الزرجت بغير إذ ب مؤلامًا بما في دم مم فقال المحام النكاع والنا عين عمائة وخمسية ومماات هاذا فسنخ للنكاح وجعل لكن مستال لِكُنَّ هَانُهَ الْفُو فَعَلِي كَاتُبَاتِهِ بِعِينَهِ فَاتَّ فِي هَاذِ المِثَالِ لِمَا قَالَ المَوْلَى أَوَّ لَا لَا أُجِد النكاع فقد تلع النكائح عن الصلم ولمين كارتجه صحة شمّ لممّا قال بعدة ولكن أُجِينَ كُمُ بَمَانِي مُحْسَيْنَ يَلْزُمُ أَنْ مَكُونُ أَتْبَاتُ ولِكَ الْمِعْلِ المنفى بعينِم لِأَنَّ المُعْرَفَ النكاح تابع كاعتبائ فيتكافض أؤل الكلام بأخرة فعسلنا كاغلا ابت أوالنكاح بمعما

است رف الا بوارشى اردوم یں مولیٰ نے نکاح کی اجازت کی نفی بھی کی ہے اور نکاح کی اجازت بھی دی ہے۔ گویا جس فعل کی نفی کی گئے ہے اس کا اثبات بم كياكيلهد اكسك اس كلام كاپه لا بصداس كلام كه اخرى جدير منا في اورمناقض بوگيا اكسك انساد ى شرط نه يان كى كهذا اس مِثال مين حرف لكن عطف كمعظ ندديجًا ملك ككن برائ استيناف بو كما اورجماجل م گاکه اس نے مولی نے باندی کوایک سو بچاس درہم کے عوض نکاح کرنسکی اجازت وی سہے -سِوال، موالى كى كلام مى بعينه اس كلام كى نفي نبي كى كى جس كالثبات كياكياب اس وجست كذبكاج أن جس ي آقاف اجازت دى سيروه امك سوي اس درم ك مبرك سائت و اورض تكاخى اجازت بني دى وه مرت عور ہے ہوئی نیانیہ ہے۔ حاصل بیکہ دونوں نکاح الگ ایک ہیں۔ کیونکر ایک شبت ہے اور دوسرامنفی ہے۔ اور فعل مثبت وفعل منفي دويؤس ايك دوسرے كيمغاير سوت ورس و لكن كاماقبل العدر كے مناقض مذرا اورجب مناقض ر الواتسات كى سَرَطِد يائ في السلة أس جكه كارداك كوعطف كيلة بهوما جاسية مذكراسيناف كيلة جواتَ ، - اس اشكال كاجواب به دياكيا بيركذ كان مركا باب ا در ذائد بواكرياب - اس كاكون احتبار العقاد وعدم العقادِ كان مين بني كياجا ما حنائ مرك ذكرك بغير ملكم مرك نفي كسائه مي نكان منعقد بوجا الهد ورجب مركا عبار بني تو آقل كلام كامطلب بواكه اس نے بيلے نكان كي نفى كى بعراك راجه اس نكام كي اجازت ديدي اس لي فعل منفي اورفعل مثبت دويون المي بو گئة اورات كات كي شرط نهيں يائي ري - أس لئ ترب كن استينان كيك موكما ، عطف كيك نه موكما . وَا وُلِاَ حَدِالْمَانُ كُومَ نُنِ وَقُولُ الْمُلَا الْحُرُّ اَوُ هَلْ الْعُولِ الْحَدَّ جُمَّا حُرُّ وَهٰ ذَامُنْقَالُ شَكْسِرال مُرَّة وَفَورالا سُلام وَ ذَهَبَ طَالُفَةً مِنَ الْحَمُولِيانَ وَجَمَاعَةُ الْعَويانَ إِلَى أَنْهَا مَوْضُوعَةً لِلْسُكِ مِهُولِيسَ بِسَدِيدٍ لِا تَالشَكَ لِيسَمِعِظُ مقصودُ اللمتكلِّم قَصَى تفعيمت مَ للمُخاطَبِ وَلمَا سَمَا يلزُمُ الشَّكُّ مِرْ مُحَكِل الكلامِ وَهُوَ الخبرُ المبجولُ وَلذا لذمَ مِثْمًا التخيير في الانشاء ولوسكم أن الشك معصوة فقد وضع لما لفظ الشكي -ا در اً و مذكورين ومعطوف معطوف عليه ) مين سي كسى امك كيليّ آماسيم - امرقائل كا قول مرجم الإرام المرابع المالي ب جيساكس في كها مربها مُرعه بدينديه والمشمس الانمان الم فخرالاسلام حلى بيدا ورملمار اصول اورعلما دبخو كاانك كروه اس بات كيطرت كياب كه اكتشك كم الح وضع كياكيا ب مكرية درست منهي ب كيونكه شك كرئ السيمعي منهي كين كرحس كالاده متنكم في ال وسمعان تحلي كياب البة شك عل كام سه لازم آتاب اور جرم ول ب اس وجس اس اسان ال

جس طرح احد مما حراث سے بغیر کسی تغیین کے معطوف میں سے ایک غلام آزاد سے اسی طرح مذکورہ بالا مثال میں بھی دونوں غلاموں میں ہے کورہ بالا مثال میں بھی دونوں غلاموں میں ہے کوئی ایک غلام لاعلی التغیین آزاد ہوگا۔

. تخییراور آباحت کا فرق ، دونوں بین فرق بیہ ہے کہ اباحت میں معطوب اور معطوب علیہ دونوں جمع ہوکتے ہیں معرفی پر

معرفی من دونوں کا اجماع جائز مہیں ہے۔ تنجیر سی منال ، ۔ اِصْرِبُ زیڈااو عمروًا رنو زیدیا عمو کو مار معیسنی مخاطب کواس کا حق حاصل ہے کہ دونوں میں جن تو کمی جانبے مارے منگے دونوں کو مارنے کی اجازت تہیں ہے۔

بن و بي ميسبو . رسيد مررو و و براس من بارس من ال مين حق ديا گياسيد . مخاطب دولون کې مجالت مين ابا حت کې منال د مانس الحين اُوابن سيرين - اس منال مين حق ديا گياسيد . مخاطب دولون کې مجالت مين

XX

وها ذا الكلام إنشاء عيد الخار أن الخار المناع المناه المنا أوهاذ النشاع مِن حَيْثُ الشوع لاتَ الشيطُ وضعَ كَالايجادِ الحرِّ بي بهذا اللغ والمسيَّم يُخْتَمِلُ أَنُ يَكُونَ إِحْبَامٌ اعْنُ مُحِرِّيتِهَا سَرَابِقَ يَا عَلْ هَا الْكُلامِ لاَجَلِ كُونِهِ خِبرًا مِنْ حِيثُ اللغة ولمماكمون موذا جهتاني فأوجب التخيار اي تغيار المتكلم من حيث كونهانشاء بعب ذلك بأن يُوقع العتق في أيتهما شأ و كيعين أن ماناكان مرادًا في على إحمال أَنْ يَكُونُ هُذَا التَّعِيدِينَ بِيا نَا لِلْحَارِ المِبِهِولِ الصَّا دراعَنُمُ مِنْ حِيثُ كُوبَ، حَابُ الْحَكَ انشاء من وجه و اظهار امن وخبه اى كاكت المبتين ووجهتاي فكن إلى البيان وو جهتَايُ إِنْشَاءٌ مِنْ وَجَهِ كَاكُمُ يُوجِهُ العَتَى الأن فِوقِتِ البيانِ فتشترِ كُل مِولاحيلًا المَحَلُ إِذَ بِنَ انشَاءَ العتق لا يكور والا في عَيلٌ حَمَالِج لَهُ فَاذَا مَاتَ أَحِدُ العَبْدَ يُنِ قَسُلِ البيان وَلَقُولُ إِن مُ الْعَان مُوادًا لِي لَهُ يَقُبُلُ لا نَامُ لَيْنِي مَحَالًا لا يَامِ العَتْ وَتِعِينَ التجي للعتق واظهام من وحبى البخبر المهجمول الشابع فله فذا يجب بم علكي من كانب العاض وَالَّا فَفِي الْأَنْشَاءِ لِايُحِبِ وَالْعَاضِي بَأَن يَعْتَى عَبِدَةُ البِيتَ فَالْحَاصِلَ أَنَّ جَهِنَّ الأنشاري وَالْحَامِيةِ قَكُ اعتبرَتُ فِي كُولُ مِن المُبَيِّنِ والبيانِ بِوَجِهُ يُنِ مختلفَايُنِ احتيا ظَافْوْ العبيِّنِ مِن حيثُ قبو لِه التخييرُ وَالْبِيَانَ وَفِي الْبِيَانِ مِنَ حيثُ كُونِ إِلَى التعمَرِ وَعَيرٍ الْمَانِينَ الميت لايص التهمير وان باين عبدا قيمت المارمن المتوالمال في مرض موت المير لعكنم التعمك

قول؛ هذه الحقط الحركمة الخديد كلام شرعًا الشياء سيد مكرًا زروسيط لفت يركل خرب. انشاء بهوين كى دجه يسبع كه شرويت نع اس كلام كوم يت كه انشاء يحيك وضع كيلها ورج كلام شي كى ايجاد كيلية وضع كياجائ اسى كوانستِ الركباج السبع اس لئة شرعًا يركل م انشاء سبع و

خبر ہونی کی وجہ ،- اور لذت کے اقتبارہ یہ کا م خربے کو کھ لفت والوں نے اس کام کو خرد ہے کیائے وضع کیا ہے ماصل یہ کلاکہ شرقا اُزام یہ اواز النا ارہے مگرا حمال خرب نے کا بھی رکھا ہے دیے ہے کہ اس کا م کے خصیہ کے اور کہ موجودہ ہے اس کی اطلاع اس کا م سے ذریعہ دی گئی ہے۔ معلوم ہوا یہ کام دوج تیں رکھتا ہے ۔ ایک جانب انسا رہے اور دو مری جانب خربی ہے اور جیسا کہ سابق میں گذر و کا ہے کہ کا ہے اور انسا و میں اختیار دینے کے اس کا م سے جب و اسلے کو اختیار ہو کا کہ ان دونوں فلاموں میں سے جس کو چاہے میں از اور دیے ہے اور کہ نے سے میں کہ دونوں فلاموں میں سے جس کو چاہے میں از اور دوسے نے متعین طور پر میں مجدے کہ آزاد کہ نے سے میری مراد فلاں غلام کو آزاد کرنا ہے۔

بهرکیف اگراس کلام گوخرمر فجو آثر کیا جائے توجیساً کہ بیجی پہلے گذر چکاہے کہ کائر او مذکورین میں سے ایک کیلئے آ باہے اور کلئر اگرسے جو خردی جاتی ہے وہ متعین نہیں ملکہ جہول ہو تی ہے اور جب وہ اس کلام کا بیان کرے گاتو رفتہ اور کلئر اگر مذالہ کہ متعین کر نبرہ الا ہر کلاتہ اس میں اس میں ان خرس ان کر نبرہ الاسمی سرور دیکھا

انشار نحیوج سے ایک فلام کومتعین کرنیوالا ہوگاتوسائے ہیں اس مجہوں جرکا ہیاں کرنیوالا ہمی ہوجائیگا۔ مصنع سے کا قول : جس طرح نرکورہ بالا کلام میسی انداح سے او خذا - انشا را ور خرکے احمال رکھنے کیوج سے دو جہیں ہے۔ اسی طرح وہ کلام جواس کا ہیاں کرنیوالا میسئی ہوگا جیسے آ قابیان کے وقت اب اس غلام کوآزاد ا وہ ہمی من وجرانٹ رہوگا ورمن وجہ خرہ ہوگا وریہ ایسا ہی ہوگا جیسے آ قابیان کے وقت اب اس غلام کوآزاد ا کررہ ہے ۔ اور جب یہ کلام مہیں میسئی میسئی میان کرنیوالا ہے میسئی ہوگا جیسے قابل ہو نا بھی حروری ہے اس وج سے غلام کوآزاد کررہ ہے تو اس آزادی کیلئے محل میسئی غلام کا آزادی کے قابل ہو نا بھی حروری ہے اس وج سے کرمت اور آزادی اسی حکمہ واقع ہوگی جوعت کیلئے محل ہوگی میسئی عق کے قبول کرنیکی صلاحیت رکھی ہوگ ۔ لہٰ ذا اگر اس بیان سے ہیلے ان دونوں غلاموں میں سے کوئی ایک غلام مرکبا اور آ قانے کہا کہ آزادی سے میری مراد ہی مراہوا غلام تھا تو اس کا یہ بیان قابل قبول مذہوگا اسے کے کہیت غلام مجل عتی تہیں ہے جبکہ ہوقت بیان اس

کا محل عتی ہونا صروری ہے۔ ان وونوں غلاموں ہیں سے جو غلام ابھی ذیرہ ہے آزادی کیلے وہی متعین ہوگا۔

ہیان کا خبر سمونا ،۔ اگر یہ بیان پورے طور پر اخبار ہوتا تو بحالت بیان محل کے صلاحت کی شرط نہ ہوتی بلکہ بہلے ایجا ۔
کیوقت جب وہ ملام مبین کا تکا کر رہا تھا اس وقت قیام محل اور صلاحیت محل کی شرط ہوتی ۔ مگر بیان کی صالت بی صلاحیت محل شرط کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ بیان پورے طور پر اخبار نہیں ہے بلکہ من وجہ ان ارتبان کی علامت ہے کہ یہ بیان پورے طور پر اخبار نہیں ہے بلکہ من وجہ ان از مربی ہے اور بیان کیا جارہ ہے جو مجہول ہے اس خاصی کیلم من ہوتی کلام مبین جو بحد من وجہ اس خرکی اخبار ہے جو مجہول ہے اور روہ خبر محبول اس بیان سے بیا ہے۔ اس قاصی کیلم ون سے آگاد خبور کیا جائے گا کہ وہ دونوں غلاموں میں سے اور معین کو متعین کردے ۔

**کلام کاانت مهرونا اساز کرن کل اوجوه به کلام انشاء بوتا نو بهر**قا صی اس کا مجاز نه بهوتاکه وه اینے غلام کومتعین طور پرآزاد کردیے ا<u>سال</u>ے کہ کلام انشار میں قاصی کو اس کااختیار نہیں دیاگیا۔

نشار م كا قول :- مبينً ما مك فقد كسائه اورمبين ما مك كسروك سائه دونون من مخلف اعتبارات سے دوجہن ہونيكا اعتبار لطور احتياط كياكيا ہے - جنائي مبين ماء كفته والا اس ك اس ميں انتاء كا اعتبار كياكيا اور چوبكة بيان كو قبول كرما ہے اس ميں خبر كا اعتبار كياكيا اور وه كلام جوبيان ہوسے كلام مبين ميں منهمت كا حمال مياد كياكيا والله عنها كياكيا والله كو كياكيا والله كياكيا كياكيا والله كياكيا كياكيا كياكيا والله كياكيا كياكياكيا كياكيا كياكياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكياكيا كياكيا كياكياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كياكيا كيا

اورلفظ اکت ب کالت کے باب میں داخل سوتو و کالت صبح بوگی مثلاً کوئی شخص بور کہتا ہے

ث فيالانوارشرح ار يَكُتُ إِذَا إِذِيزًا " تَوَانِ مِين سيحِس مِن تصرف كرسكا صيح بُوكا دونون كاا جبّاع مشروط نهين سيداس ليؤكه لفطاؤ انشاء ، مقام برتخه کیلئے آباہ اور توکیل انٹ اوسے بخلات بیج اوراجار مکے کیونکدائ دونوں ہیں تر دی**ر بیج** منہیں ہود يوني شخص اُس طرح تمهاب بعبت نغِرا ونغِل ، يا تحجه بعت ننزا بالفي اوبالفين ، يا تحج آجرت منزا ونزا ، يأتجه آجرت بزابالف اوبالفین تویه تر دید صحیح نهیں ہے تھو بھی مقصود علیہ یامقصود بہمجہول سے اورسا تھ ہی یہمی متعین نہیں ہے*رک* س کوحاصل ہے مگراس صورت میں کومن لؤ الخیار دویا تین میں مصلوم ہو کہ دوکے درمیان واقع ہو گایا تین بان مثلاً يو*ن بجه كه خ*يار بالخ كوسيه يامشترى كوماً صل سيه يا اجريت بين دسينه واله كو آيا جريت ير ا در خیار میند ، مثن ، اجرت ادر دارتین دو میں یا تین میں واقع ہو تین سے دائد نہ ہو کیونکہ نلا نہ عمرہ ، او سط ، اولی بسبه اور چوتقی چیز زا نرسیم اس کی حاجت نهیں ہے اور جہالت جنگ وحدال تحیطرت منفنی تنہیں ہے کیونکہ ن لهٔ النحیار تعین ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ استحسانًا صبح جہوں گے اس خیار کو خیار شرط کے سائمۃ لاحق کرتے ہوئے ان فراً ورامام شافعي مي نزد مك معيونه سيدوه جهالت يراس كوقياس كريت بي -ماتن نے کھاکہ کلمہ اکر آگر و کالت کے باب میں داخل ہوتو و کالت درست ہوگی جیسے کسی نے کہا َ كُلَت انْهُ إِلَا بَسِع اَبْدِ العبد داس غلام كوِفروخت كرنيك ليرً بين في اس كؤيا اس كودكيل بنايا - تويهُ وكيلُ مناناً استحسانا جائز بوكا وسطعيك اسى طرح جيسي كسى في كها" وكلت احدها یک ان دومیں سے ایک کواس غلام کی بیچ کیلیئے وکیل بنیایا ، تو بطور استحسان یہ ونجالت درست ہو . لهٰ زاان دولوٰب وکیلوں میں سے جو تھی غلا م کو فیوخت کر د کیگا ہع درست ہو جا بیز کی مگر یہ درستگی مع ا ہو گی ۔اور بہ شرط نہیں کہ دولوں وکیل جمع ہو کر فروخت کریں تیب بیع درست ہومگر قیاس میں یہ و کالت جا کنر پر ا ہوگی کیوبچہ کلزاد کے داخل ہونسکی بناء ہر وکیل مامور مجبول ہوگیا اقراسی جمالت کیو قبہ سے و کالت درست ب كه كم ي اكتب انشار مين داخل بوناسي تو تخير كافايده ديباسي-اور رحكم كى تعميل كيدائي انع ننہيں سبے اس ليئ كر دولوئ وكيلوں ميں سے جو يل كرديكا وسي مؤكل كر حكم كي تعميل ترنيوالا سجها جلت والكا ورمؤكل ك حكم كي تقيل كريا سي تركامة مديد وللذاجب كلية اؤك واخل كرف سي وكالت كامقصدها صل بهوجا باب يو وكالت بمي جائز ع کی ا ورجهال مک وکیل کے مجبول ہونیکا تعلق ہے تواس کا حل یہ ہے کہ اس جگہ و کالت کی بنیا دلوس م برسب اس كئ وكيل كاس اندانس فجول بونا نزاع كى جانب مفضى نه بهو گا-اورد كالت كے باب ميں اس قسم ی جمالت گواراکه لی جاتی سیم ا باب بین د اخل بونا ، اگر کار داره اور مبع کے باب بین داخل بوتو بيع درست بوكى مذاجاره ورست بوكا جيداك غض في كها البيث الإا والزا " (من في اس كوياس) كد مُوفِت كيا لدَّ ص برمقد بيع كياكياب يعسى بيع اس صورت أي جونكم جبول سيداس لية بيع درست نهماكي.

اجاره کی دوسری مثال بر یسی نے کہ آجرت انزا وانز ( میں نے اسکو یا اس کوکرا بیردیا ) توجس پیزکوکرا بیر دیاگیا سے وہ مجول ہے۔ تو بید درست بہیں ہے۔ لیکن اگر اس نے کہ ان اجرت انزا بالف او بالفین دمیں ہے اس کو انکیصہ ہزاریا و وہزارے عوض اجرت بر دیا تو چونکہ مقود بہ یا اجاره کا بدل مجول ہے اصلے بیر اجاره درست نہ ہوگا شیارح کا قول :- شارح سے فوایا جب کہ کھئے آؤ اب اجاره میں واخل ہو، یا بین کے باب میں واخل ہو تو جبسا کہ اور بیاس کی جہالت کیوجہ سے نزاع بیدا ہو تا ہوں ہے اور جس کو خیار دیا گیا ہے معقود علیہ یا معقود مجبول ہوتے ہیں اور بداس کی جہالت کیوجہ سے نزاع بیدا ہوں ہے اور جس کو خیار دیا گیا ہے میں کہ کا میں کہ ان المحتیار کہوں ہے۔ اسکو بیس کے معقود علیہ باری کو جس کے اس کو اس کو اختیار کے اس کو اس کا اختیار کا اس کو اس کو اور اجارہ وہ دو میں سے کسی ایک ما قدر کہا ہوں کہ اور ہواں کو دوخت ہو اس کا اختیار کے اس کو بااس کو دوخت ہو کہا ہوں کہ اور اجارہ وہ دو کہا ہوں کہا اس کو دوخت ہو اس کو دوخت ہو جا کہا ہوں کو دوخت ہوں کو دوخت ہوں کو دوخت کو اس کو بالم کو دوخت ہوں کہا کہا کہا کہا کہ کو کہا کہا کہا کہا کہا کہ کو کہا کہ کو ک

شارح کا قول ، بیع ، اجرت ، مکان جس کوکرایی رایاگیا ہو دویا اس سے زائد ہوں اور کائے اوکے ذریعہ ان کو ذکر کیاگیا ہوتو جس کو خیارحاصل ہے اس کے لئے گنجائش سے کہ وہ ان ہیں سے کسی ایک کومتعین کریے ۔ اور اگر نذکورہ چیز میں تین سے زیادہ ہوں تو مثلا اگراس نے یوں کہا '' بعث نزا او لزا او انزا او انزا '' اور یکہ کم خریدار کو اختیار دیدیا تو یہ سج درست نہ ہوگی اور جس کو خیار حاصل ہے اس کو ان ہیں سے کسی کے اختیار کرے'

کا حق نہ ہوگا۔

دلین ، بخیاتعیین کوخرورت کے تحت مشروع کیا گیاہے۔ جس طرح صرورت کے بخت خیار شرط کومشروع کیا گیا ہے اور صرورت مین سے پوری ہوجاتی ہے کیو بحر میں میں او نی ، اوسط اورا علی تینوں درجوں کی چیز میں موجود ہیں بر تاریخ میں میں کر دن

اور چوچھا یہ زائر سے اس کی صرورت نہیں ہے۔

آبحاً قهل خیارتعین بین معقود علیه یا معقود به اگره مجهول بهو تاسیه نیکن چونکه من او اکنیار کے متعین ہمؤ کی بنا و پر بیر جہالت نزاع نہ بیدا کرے گی اور جس جہالت سے نزاع واقع نہ ہووہ مصند نہیں مہوتی اس لیے یہ جہالت بھی مفضی الی النزاع بنہ ہوگی ۔

اور اتن سن کماخیارتعین کی صورت میں عقد سیے اور عقد اجارہ دونوں استحسانا جائز ہیں اور اس خیار کو بیسنی خیار تعیین کو خیار شرط سے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا اور صرورت کی بناء برجس طرح خیار شرط مشرور عہدے - اسی طرح خیار تعیین مجنی مت روح سے لیکن امام زفرع اور امام شافع نیماس کا اعتب ر

كرك كيت مبيب كمعقو دعليه اورمعقود بهركى جہالت كى بنا دىير سبع اور اجارہ ورست منہيں ہيں۔

وفالمه هُرك ذاك عنّد هُما إن صَحَ التخييرُ وَ فِالمَقَلَ بِنَجِبُ الاَ عَلَّ مَعَمَا الاَعَلَى مَعَمَا الاَعْلَ عَلَى الْمَعْمِ الْمُعْمِ الْمُعْمِ الْمُعْمِ الْمُعْمِ الْمُعْمِ الْمَعْمِ الْمُعْمِ الْمُعْمِى الْمُعْمِ الْمُع

اورساحبین کنردیک مهر می ایسا ہی (حکم) ہے اگر تخیر صحیح ہوا در نقدین ہیں جو سے کم ہوواجب
حوصی مہر دیکا صحیح ہے لیکن صحیح شرط ہے ہے کہ تخیر دوجیزوں کے درمیان دائر ہو میں۔ نفع اور نقصان کے درمیان منس یاصفت کے مختلف ہو سے کہ یتخیر دوجیزوں کے درمیان دائر ہو میں۔ نفع اور نقصان کے درمیان منس یاصفت کے مختلف ہونے سے مثلاً یوں کے علی الف درہم او ما ق دینار۔ یا کچے علی الف حالة اوالین مؤجلة "
یا کچے علی لذا العبد اولیز العبد کیونکہ ندکورہ بالا تمام مثالیں نفع نقصان تنگی اور آسانی پر شتمل ہے لہٰذا تخیر صحیح سے جوجا ہے درمیان دائر تخیر صحیح میں ہو بالا تمام مثالیں نفع نقصان تنگی اور آسانی پر شتمل ہے لہٰذا تخیر صحیح میں ہو بایں طور کہ نقدین کے ایک جنس کے قلیل دکتیر کے درمیان دائمی ہو۔ مثلاً ستو ہم اولا محالہ اقل واجب ہوگا کیونک اس اختیار میں نروج کا کو دی کہتا ہے تروج شکالف درھم او علی الفی درھم او لا محالہ اقل واجب ہوگا کیونک اس اختیار میں نروج کا کو دی فائد ہم نہیں ہے ملکہ افل مقدار دینے میں اس کا نفع ہے۔ عورت کا نفع معتبر نہیں ہے کئیر کے قبول کرنے میں کیونکہ اس تقریر سے ملکہ افل مقدار دینے میں اس کا نفع ہے۔ عورت کا نفع معتبر نہیں ہے کئیر کے قبول کرنے میں کیونکہ اس تقریر سے تو ذمہ سے بری ہو تاہے اور نکاح میں مالی اصلی جیز نہیں ہے تاکہ زیادتی کی دعایت کا اعتبار کیا جائے ۔ اس تقریر سے تو ذمہ سے بری ہو تاہے اور نکاح میں مالی اصلی جیز نہیں ہے تاکہ زیادتی کی دعایت کا اعتبار کیا جائے ۔ اس تقریر سے تو درہ سے بری ہو تاہے اور نکاح میں مالی اصلی جیز نہیں ہوتا ہے تاکہ زیادتی کی دعایت کا اعتبار کیا جائے ۔ اس تقریر سے دوسال کیا میں اس کا تعبار کیا جائی ہو تاہم کی دیا ہے کا دوسے میں میں میں کیا تھا کہ کو دی کی دعایت کا اعتبار کیا جائے کیا تھا کہ کیا تھا کہ کیا تھا کہ کیا تھا کہ کیا تھا کیا تھا کہ کیا کہ کو دیا ہے کا کو دیا ہے کیا تھا کہ کو دیا ہے کیا تھا کہ کیا تھا کہ کیا تھا کہ کی تھا کہ کیا تھا کہ کو دیا تھا کہ کیا تھا کہ کو دیا تھا کہ کیا تھا کہ کیا تھا تھا کہ کیا تھا کہ کی

χασοροφορά το συμφοροροφοροροφοροροφοροφοροροφορο

یہ بات بھرس آگئ ہوگی کہ نقدین کی قدیمی اتفاقی ہے کیونکہ جب شوھرنے شادی کی علیٰ نہ العبداوعلی نہ العبدتوصاحبین کے نزدیک کم قیمت والا غلام واجب ہوگا ایساہی کہا گیاہے مگریہ صاحبین کا تول ہے۔ اورامام ابوصنفائے کنزدیک ان تمام صورتوں میں مہرمتنل وا جب ہوگا کیونکہ مہرمثنل ہی نکاح میں موجب اصلی ہے اوراس مہرمسی کی طرف عدول اسوقت سے جب مہرمتنل وا جب ہوگا کیونکہ مہرمثنل بیا یا نہیں گیا البتہ عرف اس صورت میں کہ اس نے الالف الحالم مہرمتند مقررکیا یا الالفین النسیة (براد نقدیا دو اور ای کا مہرمثن ایراریاس سے اکر بہوتو عورت کو اصل ہے اوراکی مہرمثن ایک مہرمتن اس میں جوجا ہے دیوے۔

ا کاردادا کرمبرس داخل بوتوصا حبی شخص نزدیک به اُوتخیر کیلئے ہو کامگر شرط بیسے کہ تخیر مفیداور درست سودیسنی جن دوجیزوں میں کاروداخل کیا گیاہے وہ دونوں چیزس اختلاب جنس یاا ختلاب مصف کی سنام برنفع و نقصان آسانی و تنگی کے درمیان دائر ہوں۔

اختىلاب وصف :- ندكورشال مين ايك نقدىمو، دوسراا دھارىمو. اگرى دوبۇن كى مېنس ايك بوجىيىڭ يەسرنے كہا تزوّجه ئى الف حال اُ والفين مۇحلەم (ميں نے ايك ہزار نقد يا دو ہزارا دھارىكے برسے نكاح كيا۔

باقی رسی به بات که زامدّر قریب نیم عورت کا فارز قریب اور کم رقم دسینیں اس کانعصان ہے لہٰ زااس مور میں بھی تخیر مفیدو درست ہے اور دب تخیر درست ہے تو کلہ او کو تخیر کھیلئے ہونا چاہیے اور شو ہر کواختیا رحاصل در باری ت

بون پسب سے جواب :- اصل میں قاعدہ بیسے کہ شوسرائنی ذمدداری سے عہدہ برا ہو جلئے کم رقم اداکرنے پر بھی وہ ذمدداری

σος συστικού συστικου συστικού συστικού συστικου συστικου συστικου συστικου συστικου

ر ماہ ہے۔ اس لئے شوھر رکم رقم کا داکرنا واجہ ہے اورجہاں تک عورت کے مفا دا در نفع کا تعلق ہے تو اس کا سدیعا سا دہ جواب یہ سے کہ باب نکاح میں مال دلیسٹی مہر بکوئی اصلی چیز نہیں ہے تاکہ زائد رقم دیجرعورت کے نفع کا لحاظ کیا

مائے میسنی نکام میں چونکہ مال اصلی چز نہیں ہے اس لئے مال تی زیا دن کی رعایت کی اعتبار نہیں کیا گیا ہے۔ وفی المفقدین عجب الاقت الله -اوراگر اورود نقود کے درمیان داخل کیا جائے تواقل رقم واجب ہوگی - یہ متن ہے شار درنے اس کی تششر کے میں فرایا "من جنس واحد من النقدین" کہ کر ایک اعراض کا جواب دیا ہے۔ سوال میہ کہ عبارت وفی النقدین بجب الاقل سے تو معسلوم ہوتا ہے کہ نقد خواہ کوئی ہمی ہواس میں جو کم ہوگی وہی شوھر رواجب مرگی خواہ کئی کرمیاں دیوں کی نقر دائک بھول مالاگی الگی جنس کی بھول میٹا کرمی زیر کرتے ہیں تعالم اور در بھر

ہوگی۔خواہ اُ وُسکے میں آورنب کی نقودا مک ہول یا الگ الگ جنس کی ہوں۔مثلاً مردنے کہا تزوجت علی الفّ درہم او مآقہ دینا پر دمیں نے امک ہزار درہم یا امک دینار کے عوض نکاح کیا ، بقران دوبؤں میں سے جورتم کم ہوشو ھرکے ، • میں میں نا بار میں سرکہ اسکار کی جس سے میں ایک میں ایک کا میں ہوئے ہوئے کہ اسکار کیا ہوئے کہ اسکار کیا ہوئے

ذمه وه رقم واحب ببونا چاسیخ حالانگر آلیسامنهی ہے کیونکہ اس صورت میں توشو هرکو اختیار حاصل ہے کہ جور کم چاہیے اداکردسے جیسا کہ او برگذر دیکا ہے۔

آبازاشار تلاجیون نیمن جنس وا در که کرمات کومان کردیل به کداگر دونون نقود ا بکب جنس کی بون اکوک بها وربع بصرف در م ندکور بون یا صرف دینا رکا ذکر کیاگیا بو - نیزان کے اوصاف بھی مختلف نہوں تب شوھر رِاقل رقم واجب بوگ اور تخییر شوہر کو حاصل نہ بوگی اور اگراؤ کے بیلے اور بعد کی ذکر کردہ نقود کی جنس مختلف ہوں یا جنس تو متحد بوم محراوصاف میں فرق بوتو اس صورت میں شوہرافل رقم دسینے کا مستحق منہیں بوگا بلکہ اس کو اختیار حاصل بوگا للبذائن جنس واحد کھنے سے ذکورہ اعتراض وارد منہ ہوگا ۔

بقول شارح مذکوره بیان سے بیمبی واضح ہوگیاکہ بین عبارت و فی النقدین کی قیداتفا تی ہے احرازی قید نہیں سے کیونکہ افل مقدار کے واجب ہونیکا حکم نقد مین کے علاوہ دو چیزوں کو کلہ اور کے ذریعہ ذکر کیا جائے ہوا مک ہونس کی سبیری افران دونوں کی مقبوں میں کمی بیشی کا فرق ہو توصاحبین کے نزدیک اس میں بھی افل شی واجب ہوئی اور سر برا العبد و انہا العبد د میں سے بخدسے اس غلام یا اس کے کیلئے اختیار نا است نہیں ہوتا العبد کی اس سے کم قیمت ہے۔ تو فلام کے عوض نکاح کیا جب ہوگا۔ شارح سے فرایا مہر کے سیاس کی اس سے کم قیمت ہے۔ تو شوہ بر بر کم قیمت میں ابت کے جو بیان کیا گیا ہے وہ تام کا متام صاحب بی کے قول کے مطابق ہے۔

اورامام اعظم ابوصنف می نزدیک تو پذکورہ تمام صورتوں میں صرف مہرشل کا حکا دیا جلئے گا اورمہرشل اگرمقدار اقل سے کم ہوتو مقدار اقل ہی وا جب ہوگی - اوراگر مقدار اکثر سے مہرزا نکر سے تو مقدار اکثر وا جب ہوگی اورمہر گرمقدار اکثر سے مہرزا نکر سے تو مقدار اکثر وا جب ہوگی اورمہر گرمقدار اقل دمقدار اکثر کے درمیان سے تو مجرمش وا جب ہوگا - مثلاً اس نے علی بزا العبد او علی انہا العبد کہ کم کو رت سے نکاح کیا جبکہ ایک غلام کی قیمت دوسرے سے کم سے تو امام صاحب کے نزدیک مہرمشل وا جب ہوگا - اورمہرشل سے نکاح کو ایک مقدم عورت کو اس کے مہرشل سے زائکر دسینے اگر کم دام والے غلام سے نام والا ملام دینا وا جب ہوگا کیونکہ شوھرعورت کو اس کے مہرشل سے زائکر دسینے

پررافنی ہوگیلہ ہے اورمبرشل اگرزائدر قم والے غلام سے می زائد مقدادیں ہوتوشو ہرکے ذمہ وہ مقدم واجب ہوگا جو دونوں غلاموں میں سے زائد قیمت والا ہو اکسلے کے عورت مہر مثل سے کم پر اضی ہو جکی ہے اورا کر مہرشل دونوں کی قیمتوں کے درمیا ہونواس وقت مہرشل ہی واجب ہوگا۔

اورمبرشل اگرای برارسے مہوتو میرشو برکوا ختیار حاصل بوگاکدہ ایک ہزار نقداداکردے یا مجددہ براد دھادہ یہ اس کے کشو بر بوی کومبرشل سے زائد دسنے برراضی ہوگیا ہے۔ اور چانکہ دونوں صورتوں بیں شوھر تبرع بی کردہ ہے۔ ایک سبزاد نقد کی صورت میں تبرع بیرسے کہ وہ نقد ہی دے دہ اس کا تبریط ہے۔ اور دو ہزادا دھا دوالی صوت میں تبری اس طرح ہے کہ وہ میرشل سے ایک ہزارتا کا دے دہ اسی وجسے عورت کوکوئی اختیارها صل تنہیں ہے۔ اور اگر مہرشل درمیانی ہو میسنی ایک ہزارت زائداور دو ہزادسے کم مقیدار میں ہوتو عورت کیلئے مہرشل واجب ہوگا۔ اور اگر مہرشل درمیانی ہو میسنی ایک ہزارت زائداور دو ہزارسے کم مقیدار میں ہوتو عورت کیلئے مہرشل واجب ہوگا۔ امام صاحب کی ولیل ، ۔ نکاح کے باب میں موجب اصلی میرشل سے کیونکہ میرشل ہی بھنچ کے مساوی ہوتا ہے۔ اور میرشل کوچوڑ کرمتعین شدہ مہرکی جانب اس وجہ سے رجوئ کیا جاتا ہے کہ وہ تعین اور معدوم ہے اور جہاں کا به اور ایسی صالت میں میرمشل کی جانب رجوئ کرنا واجب ہے کیونکہ اصلی موجب وہ بی ہے۔ موجب وہ بی سے کیونکہ اور جب سے کیونکہ اور جب میں ہوتا اور ایسی صالت میں میرمشل کی جانب رجوئ کرنا واجب ہے کیونکہ اصلی موجب وہ بی سے۔

مَوْالَكُفَا مُرَّةِ عِبُ اَحْكُ الاَسْاءِ عندنا خلاقًا للعض بعين اَنَ وَصَالِ كَفَام اِ وَرَّ وَ فَيكا اِن الْاَسْاءِ وَ فَيكَ الْاَسْمِنُ عُنَا مَا مُن قولَم تعرف وَل الْعَلَى الْمُلِكُمُ اللهُ وَمَلَى اللهُ اللهُ وَمَلَى اللهُ ا

کردے اور حس بر میکفارہ وا جب ہورہ ان تینوں میں سے کوئی ا مکی کفارہ اداکر سکتا ہے۔

بحالتِ احرام اگرمحِ م نے شکار کرلیا تواس با رئیں ارشا دِ باری ہے ' یا ایمالذین اُ مؤالا تقتلواالصیدوانتم مُوُم وَمِن قلاُ متعدًا فجزاء مثل ماقتل من النعم کی ذواعدلِ منکر بر 'یا بالغ الکعبۃ اوکفارۃ طعام مساکین اولدل ڈلک صیامًا لیڈوق وال امرہ (مائدہ) اے ایمان والویم بجالتِ احرام کسی شکار کوقتل مت کروا ورتم ہیں سے جوشخص مُراقتل کردیگا توجوانز وقت کیا ہے اس کے مثل کا برلہ دینا ہوگا اور اس کا فیصلہ تم ہیں سے دوعا دل آدمی کریں گے جو اس سے واقفیت رکھتے ہوں ا وراس ہری کوبطور نیاز کعبہ تک بہنچایا جائے گایا بھرخ پرمسکیوں کو کھا ناکھلا اسے یا اس کے مطابق میسنی مساوی

اس کوروزه رکهنا بروگا تاکه وه استینیسکی سرا چکوی و

مطلاب یہ کہ آگر کسی نے اخرام کی حالت میں گسی جانورکو قبل کردیا تو وہ عادل آدمی اس کی قیمت کا تخییہ گائیں۔ آگراس قیمت میں کوئی ہری کا جانو رخر ہدا جاسکتا ہو تو اس مجرم کو کفارہ اواکرنے کیا جسی باتوں ہیں ہے کسی ایک کا حالو رخر یہ اور ایس ہے۔ اقرال ہری کے جانور معروف ہیں ہیں ہری کہ کا اور اور نے کا اور نیجا اور لیجا کر سرای کو ذرئے کر دے۔ دوئے یا اس قیمت سے گیہوں یا دوسر انا ہ خرید ہے اور نقراء کم برتق ہم کر دے ۔ سوئم کفارہ یہ ہے کہ پرسکین کے غلہ کے بدلے بیشخص ایک دوزہ رکھے۔ اور اگر اس دو اور ہری کا جانور نہ خریدا جاسکتا ہو اور اگر اس دو عاول آور ہو تا ہو کہ کا میا کا دو اس کے جانور کے بدلے تجویز کیا ہے، ہری کا جانور نہ خریدا جاسکتا ہو اور ہری کے جرد کے بدلے تجویز کیا ہے، ہری کا جانور نہ خریدا جاسکتا ہو اور ہری کی قیمت نوا مگر ہو تو بھر مساکیوں کا کھانا یا اس کے بقدر روزے دیکھنے کا اس کو اختیار

سے دونوں ہیںسے ایک اداکردسے ۔

صافی یوسیدے قبل کی سرایوسی کفارہ اس کومی کلی اوکے ذریعہ قرآن میں ذکرکیا گیاہے اس لئے مجرم کوان تین کفارات میں سے کسی ایک کفارہ کے اداکر نیکا اختیارہ اصل ہے۔ لہٰذا احنات کے نزدیک اس کلی اوکی وجہ سے تینوں کفارات میں سے کسی ایک کفارہ کا اداکر نا واجب ہو گاا ورتینوں میں سے کسی ایک کفارہ کی تعیین کا حق بمثلا بہ کوھال سے کہ وہ اس کی تعیین کردے قول سے تعیین کا اعتبار نہیں ہے۔ فرض کیج ہو اگراس شخص نے تینوں کفارات کو اداکر دیا ہمسالین کو کھا نا مجی کھلا دیا تو کفارہ کے نام برحرت ایک ہی کاشمار کی اواکر دیا جو ایک سے اور کی کھا میاں کہ کھا دیا تو کفارہ کے نام برحرت ایک ہی کا شمار کی اواکر کیا ملکوان کی ادائی کی کھا ہوا ور باتی دو کفارے نہیں ملکہ تبری شمار ہوں گے اور اگر تینوں کوا دا نہ کیا ملکوان کی ادائی ترک کردی تو صرف امک سے ادا نہ کرنیا گئی گارسی جھا جائے گئی اور اس کی سزامی دی جائے گئی اس سے جواد کی دی جواد کی دی ہو گئی کہ مذکورہ انور میں سے جواد کی دی جواد کی دی ہو گئی کہ مذکورہ انور میں سے جواد کی دی جواد کی دی جواد کی دی ہو گئی کہ مذکورہ انور میں سے جواد کی دی جواد کی دی ہو گئی گئی گئی گئی کہ مذکورہ انور میں سے جواد کی دی جواد کی دی ہو گئی ہو گئی کی میں ہوتا ہی کی سے ۔

م ہو وہ ملی و کردوں بھی معتزلہ نے کہا بطور کفارہ علی سبیل البرلیت مینوں کفارے واجب ہیں اور اگران میں ہو سے اما اسی ایک کفارہ کو اس سے اواکر دیا ہو باقی دولوں کفارے اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائیں گے۔ اور اگراس سے تمام

كفارك اداكرديع تووه ان كرزديك جيع كفارات كالداكر تنوالا شماركيا جاست كا- تبرع كما كوني سوال منين -

(28)

الجواهب بن جانراج ناف :- احنان كيطرف سي مقتر له اور علما دعرات كوجواب ويا كيله به كرآب كا يدمسلك لغت اور شرع دولان كے خلاف ہے اس وجست او كاكله اصلا مضياء كسكة وضع كيا كيله بن جمع بين الاسفياء كيك نہيں آتا-لئذا اوك ذريعه مذكوره امورس سے صرف الك شئ واحب بهوكى ندكرتمام استياء

تُمَّ بَعِنُ الفَهَا عُرُ حَقِيقة كلمة أوْ تَهُ عَ فِعِلَ لَهَا فَقَالَ وَسَفِي قِولَ مِنْ اَنْ يَقتُّلُوا أَو كُيصَلُّمُوا للتخيير عندمالي وعندنا بمعن بالتكام الآية إنها جزاء الذين يكاربوك اللهوك وَكَشِيْعَوْنَ سِفِ الْأَهِضِ فَسَادًا أَنْ يَعْتَكُوا أُولِي لَبُوَّا أُولَعَظَعَ أَيْدٍ يَهِمْ وَالرَجُلُهُمُ مِنْ حَلَابِ اَوْ يُنفؤ امِن الْأَسْ صِ فَاتَ الله مَعْ قد نقل المسحار بأني ولِسَا عِ الفسّادِ أعْنِي قطاعُ الطربي أس بعَن زيئة من القتل الصّلُب وتَفَطّع الاثيرى وَالارجبل من خلاب والنفي من الآرَضِ بطرير التربيل بُكِلْمَةِ أَوُنْمَا لِكُ يُعِولُ إِنْهَا عُلِي حَالَهَا فَيَتَّخَ أَلَامًا مُ بِينِهَا وَعِنْدُ نَا كَبِعِنْ بَلِ للإضرارِ . عَنْ كَلام وَشَرُ و رَصِفَ آخَرُ لاك جناياتِ قطّا رَالطريقِ كَانَتُ عَلا أَى بعترِ انواح أَعَنى آخن المال فقط والقتل فقط والقتل واخن المال جبيعًا والتغويف فقط من غير قت ل وَاخْذِ مَا لِي فَقَا بُل بِهِ فَهُ الْجِنَايَاتِ الْأَمْ بَعُ الْحِزْئِيَةُ الْامْ بَعُ وَلَكِنَّ لَكُونَكُ كُورَالْجِنَايَاتِ سَفِ النص إعمّادًا على فهرم العاقلِينَ وَوْ إلى لأنَّ الجزاءُ انها يكون على حَسَب الجناكَيْ فعلظها بغلظ وَحُفْتُكُا عِنِفَتَمِ الْكِلْيَانِي مِنَ الْحَكِيم الْمطلق أن يَجَازِي أَغَلْظُ الْجِنَاكِةِ بِأَخْفَةُ الْآَ تقدر يُرُعبارة القران ال يقتلوا واقتلوا فقط بل يصلبوا إوا ريفعُت المُحَام بَهُ بقتل النفس واخذالمال كالتقلع الديهم وكركبلهم وذاكخذ فاالمكال فقط كب ينفوا من الامون إذا تحوفوا الطريق وقد وماده لذا البيائ بعيب بلمار وى عن التيبي صلى الله عليه وسلم انتها وادع ابا مُودَةَ آَتُنَ لايُعَيْنَ كَاوَلايُعِينَ عَلَيْءٍ خِأَءَكَ ٱنَاسٌ يُونِيكُونَ الأسلامَ فقطعَ اصْحَامِ أَي بُرِوة عليه الطريق فانسل جبرشك بالحكية فيعران من فكل عراحذ المنال صليب ومن قتل ولكريا خري الِمَالَ قُتِلَ وَمَنْ اَحْدَا الدَمَالَ وَلَمْ لَعَتُكُ قُطِعَتُ مَدُى ۚ وَمَ جُلَّهُ مِنْ خَلابٍ وَمَنَ افرَ وَالإَخْا نُغِر مِن الام ضِ وَلَكَ حَمَلَ الوحِنيقَةُ تُولِدُ مَنْ قَتَلَ وَاحْدَ الْهَالَ صُلِّبَ عَلِي احْتِهَا مِل الطَّعَلَى بهذه المحالة لا إختصاص هذه العاكم بالصَّلب بحريث لا عبوراً في عا عبرة بال أثبت للاكام الغيائ فجالا بعبته إن شاءً قَطَعُ في قتل أرصك وان شاءً قتل أوصك مرب عشير قطع لأت الجناك تعتمِلُ الاتعادَ والتَّعَكُ و فاتراعي عِلمًا الجهتين في والموادموالنغ ليس المجلاء عن الوطن كايُوهِم من الظاهِم بل النفي عن الظهوي على مجر الامامن بأن يُحْبُسُواحِيُّ سِوْبِوا

🗏 نوزالانوار جددوم یان کرنے کے بعد مصنعت نے اس کے مجازی معنی کو بیان فرایا ہے اور التہ توالی ول ان بقتلوا وبصلبوا رووقتل كردسية جائين يا سولى ديدسية جائين عين كليّاو الم الكيّ ليمعني ميسبيه بورى آيت اس طرح ريب الماجزا والذين فيحاربون التلز إِذَا أَنِ يَقِتَلُوا الرِّيصِلِّبُوا الرِّتَقِعُ عِنْ أَيْرِيهِم مِن خلابِ الدِّينِ وَلِيِّ كِ، فَسَادِ كَي تُوسُنُ مُ كُرِنُواكِ، قطاع الطريق ﴿ وَالْوَ يَعْمِيكِ جارِجِ النِّي میں شروع ہو نیکے لیے آتا ہے کیونکہ قطاع الطرنق کے برائم چارطرح کے ہوتے ہیں۔ اخذا کمال فقط،القتل فقط القل واخزالمال اور تخولیٹ فقط بغیر قتل کئے ، اور اخذا کمال ۔ بنس ان چاروں قتم کی جنایتوں کے مقابل چارجزائیں بخويز يوتن ليكن نف مي جنايتول كا ذكر منهي كياكيا عقل والول كى فنم براعماد كرية باوسة كيونك جزا جرم كمطابق ہوت ہے پس جزارغلیظ ہوگی جرم کے غلیظ ہوسائے اورمنزاخفیف ہوگی جرم کے خفیف ہونیکی صورت ہیں اورک مطلق کی شان سے بعبیسے کہ غلیظ ترین جرم کی سزاخفیت ترین بجویز کرے یا اس کا عکس تجویز کرے۔ بس قراز ك عبارت كى تقديريه سپير ان يقيلوا ذا قتلوا نقط بل يصلبواا ذار تغعت المجارية بقتل النفسس واخذالمال مل ايديهم وارجلهم اذاأ خذواالمال فقط بل ينفوامن الارص إذا خو فواالطري وأبكى سزايه سيح كم وه قسل كردسية وه صرف قتل كري بلكه وه سولى پرچرط معاديي مائين جب جنگ كاشعله قتل نفس اوراخد مال محيوجه سے بلند برو لين ملكة جلاوطن كروسية جائين جب راسته مين محص ط سے مروی سے کہا ہے ابور دہسے مصالحت کی آ بالحقيون سيغان يرراستين واكمرفالا توحضرت جبركنام ان يرخد بالوط ليااستصولي دى جلسنة ا ورح سے مال بوط لیا مگر قتل نہیں کیا تو اس کے اہم بیر خلاف میں کاٹ دیے ہوا تیں اور حب ا صرف طورا يا و ممكايا وه جلاوطن كرديا جاسئ - ليكن امام ابو صنيفير في قول من قتل و إخذ المال صلب كواس ير محول فرایاب کرمیلب اس حالت کے سائھ مخصوص سے۔اس بات برمحول نہیں کیا کہ یہ حالت صلب ہی کے سأته مخصوص به كه غيرصلب جائز منهو ملكه إمام صاحب كالنفي وقت كوافتيار دياسيدكه وه ان جار سنراؤں میں سے جوسنرا بچویز کرے جا کرنہ ہے ۔ اگر ا ام چاہے توہیا قطع کردے میرفتل کرنے یا سولی دیدے 

حق تعالى شانۇنے داكون كان چار حالات برجار احكام نازل فرلىك ہيں- اسلے كەسزاجرم ك

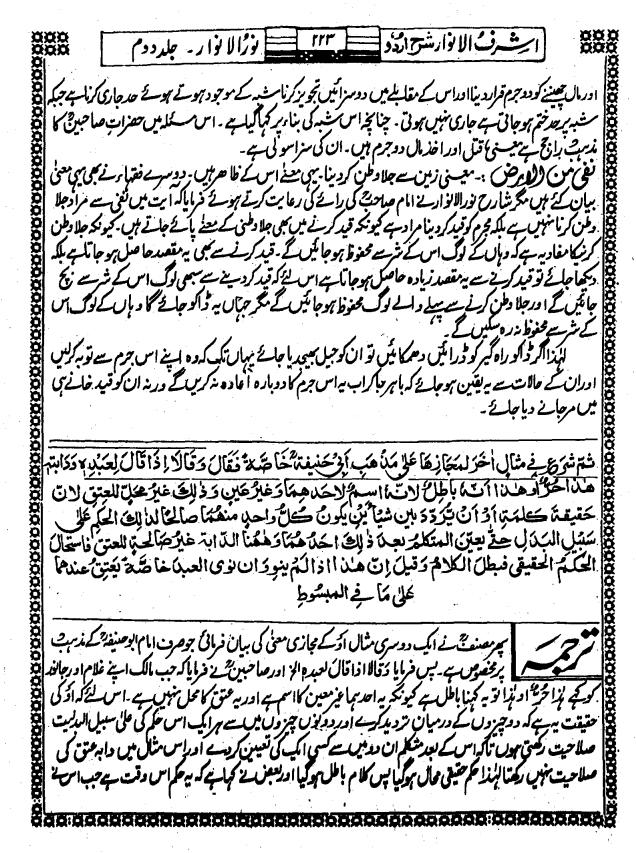
مطابق ہوتی ہے۔ جرم ملکہ توسزائی ملکی ہوگی، اور جرم مراا ورخطراک ہے تو اس کی سز ابھی بڑی ہوگی۔ ہرحال جرم کے مطابق سزادی جائی ہے۔ اس لئے اس حکہ اور کے شیئے تنجیر کھیئے لینا مناسب نہ ہوگا کیونکہ باری تعاسلا حکیم ہیں اور حکیم جرم کے مطابق ہی سزانجو پر کر الہے۔ اور اور کونخیر کھیئے اسنے میں لازم آتا ہے کہ فرض کیجی واکووں نے کسی توقیل ہی کہ اور امام السلین ان کو صرف جلا وطنی کی سزانجو پر کردے تو لازم آئے گا کہ جرم سخت اور سزا اس کی ملکی ہے جو حکمت کے خواف ہے۔ اس طرح فرض کیجے مزاجو پر کردے تو لازم آئے گا کہ جرم سخت اور سزا اس کی ملکی ہے جو حکمت کے خواف ہوتے ہوتے مرکبا اور سزا میں ہوگئی ہے۔ اس طرح فرض کیجے مرکبا ورسزا

ا مکے سوال : برم کاتقابل سزاسے کرنا درست نہیں ۔ کیونکہ تقابل کا تقا ضائویہ ہے کہ آیت ہیں جرم اورسزا دونوں کا ذکر کیاجائے جبکہ آیت ہیں سزائیں مذکور ہیں جرم کا مذکرہ نہیں ہے ایسلئے جرم اورسزا کے درمیا ن تتا ہا کہ کی

جواب :- شارر سے اس کا بواب یہ دیاہے کہ اہل مقل کی فہم و فراست پراعتماد کرکے ہر ائم کا ذکر مہنیں کیا گیاہے . دوسراجواب یہ سیے کہ جوابح کا ذکر آیت میں حکما موجود سے حقیقتر اگر صدر کو رمنیں ہے ۔

نزگوره بالا نجمت کا حاصل به نکا گراوی فردید میمان تخیر کرفیخ مگن تنهیس به اسلی کا داوکواس حگه مجازًا بل کے مفیے میں لے لیا گیاہے اور آیت کی تقدیراس طرح پرسوگی اُ اُن یقتلوا اوْا قُلْوا بل کیصلکو ااوّالونق المحاربة بقتل النفس واخذاتمال بل تقطع ایریهم وارجلم اوْااخذ واالمال مل میمنفوامن الارض اوْاخونو االولاق یر مطلب به مواکه واکو وس کوقتل کی مزادی جائے جب وہ صرف قتل کا ارتکاب کرمیں ملکہ ان کوسولی برجر حادیا جائے جب وہ قتل کرمیں اور مال جین لیں ۔ ملکہ ان کا دائمنا ہاتھ اور بایاں بیرکائے دیا جائے میں وحل میں کہا ہیں۔

📃 يۈرالا بوار به جلد د دم ا مک اعتراض :- مرین کے الفاظ ہیں کہ یہ قافلہ شرف براسلام نہیں ہوا تھا لمکہ اسلام لانیکے ارادہ سے سغرکیا تھا ان کوسلان نہیں کہا جا سکتا البتہ غیر سلم ستامن کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اور کسی غیر سلم صحتا من پر ڈاکہ ڈوالا صروا جب حرشری واجب نہیں ہوتی اسلے ابوبردہ کی توم کے ڈاکو کوس پر کہ حبنوں نے غیر سلم صحتا من پر ڈاکہ ڈوالا حدوا جب جواب ، - دریث میں اسلام سے اسلامی ا حکام کا تعلم او سے بیسنی آبیوالے توگٹ سلمان بوچکے تعے اور وہ مسائل اسلام سیکھنے کیلئے سفر کررسپر تھے۔ اس کی تائیر اس حدیث سیر سی بہوتی ہے جس میں بریدونِ الاسلام کے الفاذک بجليخ يريدون رسول التُركِ الفاظ مُدكور مهن معيسي آينوالے لوگ اسلام كے احكام سيكينے كى عرض سے آرہے تے۔ اس ماویل کے بعداب ابوبردہ کے ساتھیوں کا حملیہ سمانوں پر سمجعا جائے کا اور سے آنوں پر ڈاکہ ڈالنا حد کا موجب سے اس لئے بذرائية وى ابوبرد كسا مقيوں كيلئ حدكا بران مازل موا-دوستراجواب اساشكال كالك جواب يرمى ديا جا ماسي كمانيوالا كروه مسلمان منهي مقامكرا سلام قبول ر شیکے ارا دِہ سے آ رسیم تھے ۔ اور قا عدہ سیے کہ جوشخص اسلام قبول کرنیکے ارا دہ سے سفرکر تاہیے ن<sub>ے</sub> می کے ما نرز ہو تاہیے اوردی پرڈاکہ ڈالنا حرکا موجب سے اس لئے ان ہوگوں پرڈواکہ ڈوالنے کی وجہسے صرحاً ری کی گئے۔ قول؛ <u>ولكر بحَلدًا بوحني</u>فة رح الخ اس عبارت بين اكيسوال مقدر كا جواب مُركورسي - امام صاحب كا تول برسي كما الم وقت *کوفروع میں ندکورہ* چا روں ابور میں سے ایک کے اختیار کر لینے کاحق حاصل سے جبکہ احنات کا مسلک اوپر یه ذکر کیا گیائے کہ امام صاحب کے نزد کی ہرجرم کی سزاالگ سے ملکہ جبیبا جرم دسی ہی سزامجویز کی جلنے کی ۔ اس مین ے میں ماریم ہونا ہے؟ جواب :-اس اشکال کا جواب بیر دیاگیاہے کہ جن چارجیزوں کا ذکر کریاگیاہے ان سے وہ چارسزائیں مراد نہیں ہیں جن کا آیت میں ذکرہے۔ ان میں تو حصرت امام صاحب امام وقت کو کو تی اختیار نہیں دینے بلکہ امام ابو صنیفہ حسکے نر دیکٹ استیار اربعہ سے مراد میرہے کہ ڈراکو اگر کسی تحص کو قتل کرے اور مال بھی چین کے تو اسکے دوجرم ہوگئے ۔ لہٰذا ا مام وقت ان چارسزاؤب مین سے تو دی امک سزا دے سکتاہے۔ ڈاکو کا دا سنا بائھ اور بایاں بیر کا ط دے بھرانس کو قتل کردے یا بھر ماہتھ بپر کا بٹ کراس کوسولی پر اُٹٹکا دے ، یا ماہتھ بیر کاٹے بغیر صرف اس کو قتل کردے ، یا ماہتھ بیر كاسطِ بغيراس كوسولي َديدِت ـُـ گوياجِرم اكيــــهـ أوراس كى سزائيس چار ہيں۔ اور اُن چاروں ہيں اام وقت كواختيار ہے جس کو چاکے حاری کرے۔ ا الم صاحب بي آيت ميں بيان كرده چارجرائم كى چارسزاؤں ميں امام كيلئے خيار كو نابت سنہيں كياہے - للزاا الما<del>صا .</del> کے اتوال میں کوئی تعارض منہیں رہا۔ ایک اعتراض ، اس تا دیل پرنهی ایک اعتراض دار د مهوتا ہے ۔ اس جگه اتحاد کا سنبدیا یا جا تاہے اس کے قتل



جب سی شخص نے اپنے غلام اور جانور دونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا" کہزا ہے او کہزائے امام صاحبے کے نزدیک نفس الامرمیں ویساہی ہے جیسا صاحبین کا تول ہے۔ بیسنی او احد المذكورین غیر معین کیلئے سے اوراس حكہ مذكورین میں سے ایک عتی کا محل ہنیں ہے مگر کنرا حریم اولز ا

مجاز اتعیین کا حمال رکھتاہے کہ تعین طور بر فلام مرادلے لیا جائے اور جب بطور مجاز تعیین کا احمال رکھتاہے اسکے غلا آزاد ہوجائے کا جیسے آتوانے اپنے فلاموں ٹی جانب اشارہ کرکے یہ کلام کہا تو قاضی تعیین کرنے براس کو مجبور کر لیگا

كدوه ان ميسيكسي الك كو آزادي كيلة متعين كردك .

نیزاگر بی کلام تعین کا احمال نر رکھ آو قاضی کو بیری نه به و ناکدون کلام کو اصرالمذکورین میں سے کسی کو متعین کرنے پر
مجبورکرے۔ معلوم ہواکہ میں کلام مجاز اتعیین کا احمال رکھ تاہے۔ نیز بیر بی طے شدہ بات ہے کہ کسی عاقل بالغ کے کلام
کو نغو اور سین سے کے کلام اوک سینے کے بہتر یہ ہے کہ کسی الکی شمل شرکیا جائے۔ اور عمل کرنے کی ایک صور س
یہے کہ کلام اوکو اس کے حقیقی شنے پر مجمول کر لیاجائے بیٹ میں خوار دیا محرصفات صاحبین اس حکم اوکو مجاز اور اس حکم اور مجاز توار دیا محرصفات صاحبین اس حکم اوکو مجاز کے
یہ اس کے امام صاحب کے اس کو واحد عزم معین کے بیٹ میرالو کا سید تواس کلام کو تعیق بر مجمول کرنا آگری سین سے اس کے اس کا موجوز قاسے عربی کا میں ابن سے حربیت کے مضا مراد کے جائمی اور فلام کی آزادی قرار دیدی جلئے کہ سے کہا میں کو جائمی اور فلام کی آزادی قرار دیدی جلئے اس کلام کو خوبوں کرلیا جائے گا۔ میسی اس کے منظم مواد کے جائمی اور فلام کی آزادی قرار دیدی جلئے اس کلام کو خوبوں کرلیا جائے ہیں اس کے منظم مواد کے جائمی اور فلام کی آزادی قرار دیدی جلئے اس کلام کو خوبوں کرلیا جائے گا۔ سے کہا میں جائے جائمی اور فلام کی آزادی قرار دیدی جائے اس کلام کو خوبوں کرلیا جائے دیں اس کلام کو نو قرار دیدیں گے۔ اس کی خوبوں کرلیا جائے کا میسی کی اس کی خوبوں کرلیا جائے اور کا میک کی کا میسی کی سے حرب کے مضا مراد کے جائمی کا دو کو خوبوں کرلیا جائے گا۔ اس کلام کو نو قرار دیدیں گے۔ اس کمام کمام کو نو قرار دیدیں گے۔ اس کمام کو نو قرار دیدیں گے۔ اس کمام کمام کو نو قرار دیدیں گے۔ اس

وَ فِلكَ أَيْ كُونَهُا مُستعاً مَا يَ يَعِينِ الواوِ إِ ذَاكِ النَّي فِي مُوضِعِ النفي اَوُمُوضَعَ الْأَباحَةِ لا يُهْمَ مَا قُن يُنْتَادِ لهذاالمكان ولايصام الكي الابقرين كقوله والله لاأكلم فلاناحي إذا كلم احكاما عِنْ وَلُو النَّا مُرْكِنَ إلا مَرَّةٌ مَنَالٌ لُوتُوعِهَا فِي مُوضِع النِّق والنَّا هِمُ أَنَّ قُولُ وَحَيُّ إِذَا كلَّمَ تَعْمَ يَحُ كُونَهُا يَعِينَ الوارِ وَقُولَ وَلوك مُلْهُمَا تَعْمَ يَحُ لَعِبَ مُ كُونِهَا عِينَ الوارِ مِعنى إذا كانت بمعنى الواو ذيعتم الحنث بتكلم احدها ابهما كان إذ لولكم تكن بمعنى الواوكم يحنث الابتكااحدا فاداتكلم بأحده ممازى تفع اليمان و حنث به نم بتكلم أخر له يتعلى حكم الحنث وإذا لَمُ تِكُلُّ فَ فَاللَّمُ اللَّ إذ هُتك حُرِّمة إسم الله تعم كُم يُحدُ الأَمرَّة واحداة ولككانت عَيْن الواولكا رَعن المُخارِ المُعنان المَعني وقيب الكفامة لكي واحده منفه كلط حدة وقيل النقل يع على العكس يعيف أن قول وحتى إذا كلم احده عن الواولم عن الابتكلم المجموع من حيث المجموع ويتوقف الحنث على ان يتكلم بكلمه فلا عن مجرد مكلم المحرو عن الواويمن بتكلم العمان وان يتكلم بكلم المراحدة والم تكرف عن الواويمن بتكلم المعمان وان ولك ولك كلم كالمراحدة والمراحدة والمراحدة والمراحدة والمراحدة والمراحدة والمراحدة والمراحدة والمراحدة المراحدة والمراحدة والمراح

اورده معسن كلمة الوكا والتسكم معظيين مستعار بهونااس وقيت بهو باسب حبكه كلمة الأمقا الفي يامقام ا الحت بس بو اور به دونول مقا) اس ك شرط قرار دسيم كن بي كه به دونوب مجازك قريبه بي -اورقاعده ب كم مجاز كيطرت بغيرسي قرينه ك رجوع منهي كيا جاسكتًا - جيبة قائل كاتول والترا المرفلانا اوفلانا يُ د اللّذي قسم منهن بات كروك كامين فلاك سے يا فلان سے يہال تك كروب اس نے دولوں مِن سے كسى ا كيف سے كلام كرلمالو هانت بهوجائيگا -اوراگر دونوں سے كام كرليا تو حانث نه بهو كامگرانك مرتبہ - يه كاية اوكے مقا) نغي ميں واقع بہو كى الكي مثال ہے - اور مصنف الكا تول بظا ہر حتى اوا كلم احدها الخ واو كے معظ میں مثال اور تمفر بع ہے - اور مصنف بھن كا تول دلو کلمها به مثال اس کی *سے که کل*هٔ اومعینه وادُ کے اُمعے میں سنیں ہوجا تا۔ مطلب یہ سے کہ حب اُرُ وا و *کے معنے* میں ہو گاتو جنٹ عام ہوجائی کا دولوں میں سے کسی سے کلام کرنے کی صورت میں وہ دولوں میں سے ایک ہو یمی ہو۔اسوجہ سے کہ اگراک کو اور کے معنے میں ہو تا ہو حانث نہ ہو تا بجز دومیں سے امکیہ سے کلام کرنسکی صورت میں تب وہ دومیں سے ب سے کا اگر کی افق من می موجائیگی اور اس سے حانث ہو جائیگا ۔ پھرد و سرے بالام کرنے کی صورت میں حانث ہونیا حکم لاگونہ ہوگا ۔ اور جب کلیۂ اومین واؤنہیں ہوا تو اگر دونؤںسے کلام کرلیا تو ایک مرتبہ حانث کے علاوہ نظ نه ہوگا اور داجہ نہ ہوگا مگرمرن ایک کفارہ یمین کیونکہ اللہ تعلائے نام مبارک کی ہتگ مرت ایک مرتب یا ن کئی ہے اور اگر کائے اوجینہ واو کے مصنے میں ہو تا تو البتہ یہ کلام دوئین کے درجہ میں ہو تا بس ہر بین کا کعن ارو فلیرہ واحب ہوتا۔اوربعض نے یہ بی کہاہے کہ مثال اس کے رمکس ہے۔میسنی مصنعت کا تول حی اذا کا امام يحنب به واوسك معنى من مز بونيكي تغريب - اسلخ كه أرعين واو بوتانة حانث منهو ما مكر مجور صب سارك كلام کرنسکی صورت میں - لہٰذاحنٹ دولوں سے کلام کرنے تک موقوت رہے گا بس محض دولوں میں سے کسی ایک سے كلام كرنيكي صورت مين حانت منه بوكا يب حب أوعين واد منهي ب تو دومي سے حس كسى سے مبى كلام كريكا مانت بوجاً نِيكًا اور بيتيك مصنف ما تن كا تول" ولو كلهما لم يُحنث الامرة واحدة \* يه وادّ كے معنے ميں بهونيكي مثال سے -و مرابئيكا اور بيتيك مصنف ما تن كا تول" ولو كلهما لم يُحنث الامرة واحدة \* يه وادّ كے معنے ميں بهونيكي مثال سے -مهربر بین منتبع بردادٔ کاتکام کرنانو هانت منهو تامگر ایک مرتبه اور واحب منهو تامگر صوب ایک کفاره اگرمیه

ہوجاتلہ اور دونوں سے بات کرنے سے اس کا حاف ہونا موقوت نہیں ہے۔ قول ہولی کلمھمالکر بین الاموق واحد ہا الا میں کارہ او بعنی واوسے اس کی تفریع ہے۔ جبکہ ہن ہیں اس کوواؤ کے مین واور نہ ہونے ہر تعفر ہے کہا گیاہے۔ بہرحال ان کے نز دیک یہ عبارت اُ وکے میں واؤ نہ ہونے پر میتفریع اس وجہ سے ہے۔ کیونکر اگرائی مین واؤ ہو تا تو قسم کھا نیوالا مجوعہ کے ساتھ کلام کرنے سے حافث ہوتا۔ اور حافث ہونا اس بات برموقوت ہوتا کہ وہ دونوں سے کلام کرنے۔ اگر اس نے حرف ایک سے کلام کیا تو قسم ہیں حافث نہ ہوگا جس طرح الا اکلم فلا نا وفلا نا میں دونوں سے ایک ساتھ کلام کرنے سے حافث ہوتا اے ورصرف ایک کے ساتھ کلام کرنے سے وہ مان بوتا ا

ولو علم الأيكم احدًا إلا فلانا أوفلانا فلمان يكلمها مثال لوقوعها في موضع الأباحب الات الاستثناء من الحظم إباحة وإطلاق والتفريع في قول فلد أن يكلمها تفريع كله كونها بعين الواورا ولوتكم مله الواول كالكما التكلم بهما فكن الفي أو ولولك تكن بعين الواولا يحل التكلم الامن واحده فاذا كلم الحكم المان فلم الامن واحده فاذا كلم الحكم المان فلم المان فلم المن عدد من ونها حين الواود قبل تظهر تمون في المناع بالواوة بالمحدث المن فان المان لكم بالواوة بعد عليم بالسنعا واف لكم باون المان الما بالوادة بالمناع المناع ال

كَ عِبَالسَّعُهُمَا فَا وَتَغِيدُ إِبَاحَنَهُ الجَمِعِ وَالوَاوُ تُوجِبُهُ وَ لِهِ ذَا مِمَّا لا يُعْرَفُ وَالفَهْ ثَ بَيْنَ الْإِبَاحَةِ وَالْعَبِيرِ عَلَيْ الْمِعْرَاقُ الْمُعْدِيرِ وَلَهُ وَكُلُ مُ الْمُعْدِيرِ وَالْمُعُولَةِ فِي مُنْهُولًا فَأَدُ

اوراگری نے قسم کھا کہ علاوہ فلاں یا فلاں کے کسی اور سے کلام نہ کریگا۔ تواس صورت بی ال منا دمانغت کے معالستشار اباحت اوراطلاق کیلے آتا ہے۔ اور مصنف کا قول فلا بیکلہما یہ واؤ کے معنی یں مینے کی تفریع ہے کمونکہ اس مقام پراگروہ واو کا تکا کم کر تا تو دونوں سے کلام کرنا جائز ہوتا۔ لہذا اور میں بی ایسا ہی ہے۔ اوراگرواؤ کے مصنے میں نہو تا تو کلام کرنا طلال نہوتالیون صوف الک سے۔ بس جب دونوں میں سے ایک سے کلام کرلیتا تو یمین ختم ہوجاتی ، بھر جب دوسرے سے کلام کرتا تو کفارہ واجب ہوجاتا۔ اور مصنف شے نے میں واو نہ ہو نیکا نم و ذکر منہیں فرایا۔ بعض نے کہاہے کہ اس کا بخرہ یہ مثال ہے تو جانس الفقہاءاو المی میں واو نہ ہو نیکا نم و ذکر منہیں فرایا۔ بعض نے کہاہے کہ اس کا بخرہ یہ مثال ہے تو جانس الفقہاءاو المی میں تا ہے دونوں کی مجالست مباح ہوگی۔ لہذا کل جا وجع کے مباح ہونیکا فائدہ ویتا ہے اور واواس کو ماتوں کے مطابق منہ میں ہوئی ہوئی۔ لہذا کم جا ورابا حت اور شخیر کے درمیان فرق اہل عربیہ اور علماء اصول

کرم اومقام اباحت بیں ،۔اس مگداس قا عدے کی مثال ذکری گئی۔۔ اگریسی نے تسم کمانی کہ والٹرلا اکلم احد الافلانا وفلانا دانٹری قسمیں کسی سے بات نہ کروں گامگر فلاں یافلات؟ توقسم کمانیو اسلیکیلیوجن دوافراد کا اس نے کلام در کرنے ساستشنار کیاہے کلام کرنا جا کو ہوگا۔

به مثال کرواد کے مقام المحت کے مقام میں واقع ہوئے کا آیف نقبی شال سے اس کے بہال منوع اورمنی سے استشار کیا استفار کا استفار کا احت ہوں کا اورمنی سے استشار الم حت ہوں کا کہ او کے واقع ہوں کی ایک مقام الم حت میں کا کا اور کے واقع ہوں کی ایک مثال ہے۔

قولهٔ فلدان بیکلمه به الاسب اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ان دونوں سے کلام کرے۔ یہ عبارت اس بات کی تفریع ہے کہ کلدا ویک میکنا ویک میں درکا استشار کیا ہے۔ ان کے ساتھ بات کی کا جائے واؤسے کلام کرنا ہوئی۔ اس بات کی کہ کا جائے ہائے ہوئی۔ اگر اس حکہ اور کر ہوئیا۔ اور اگر مرت بات کا مراب کو ہوئیا۔ اور اگر مرت بات کلام کرنا ہوئیا۔ اور اگر مرت میں دونوں سے ساتھ کلام کرنا ہوجا تا اور کفارہ اس کی کے ساتھ کلام کرنا جائز ہے اور مرت ایک سے کلام کرنا جائز ہے اور مرت ایک سے کلام کرنا جائز ہے اور مرت ایک سے کلام کرنے کی صورت میں قدم ہوری منبس ہوتی احد مدووس سے کہ ساتھ کلام کرنے سے اس بر کھارہ ہی واجب ہوتا ہے۔ کی صورت میں قدم ہوگیا کہ کلے اوالی حقیقت بر منبی ملکہ واؤ کے منظ میں ہے۔

مراوعین واومنیں ،۔ شارح نے فرایا - ماتن نے اس اصول پرتفریع بیان نہیں کی کر کائر کو عین وائر منہیں ہے -البقد وسر علمار نے اس برتنفر تع بیان کرتے ہوئے گہا کہ کلمۂ اوسے عین وائر نہ ہونیکا نتیجراس قول میں فلا صربو گاکہ کسی کو مخاطب *كرك كب*ا" جالس الفقها را والمحدثين " (تم فقها ريا محدثين كى مجلس مين مبيعوم اس مثال مين أكر اكركى حكم وا وك بهوتا تؤنخا لمب يرفقها يراور محدثين دولؤل كي مجلس بي بيرهنا واجب بهوجا ما- اورجب أوسك سائمة كلام كرليا تؤ دونؤن ى محاص من بيتمنااس كيك مباحرب.

س بن بينها سيسير من مارس. معدوم بواكه كليرائ معطوف عليه اورمعطوف دويون كوجيح كزميكي ابا حت كا فائره ديدله بيرجبكه واو وويون سحاجمان ہ واجب کرتا ہے۔ اور جب اقد اور واؤ دو اوں کا ابت کے درمیان اس قدر فرق ہے تو کام او بعدید واؤکس طرق

بوكتابي ميسن كالمراؤ معينه داؤمني بوسكتا-

، و سارے مالیے میں سہار ، سبہ درار میں ہد سسا۔ شارے مالیے من فرمایا کہ دائر اوراؤ کے درمیان کا فرکورہ فرق عام طور پرلوگوں کومی اوم نہیں ہے بلکہ صرف خواص ہی کواس سے وانفیدتے ہے اورا ہل عربیہ اورا ہل اصول کے طربق پرا با حت اور تخیر کے درمیان فرق مہرت مشہور ہے بیعنے یہ کہ اباحت میں دونوں کو جمع کیا جاسکتا ہے اور تخیر میں جمع منہیں کیا جاسکتا۔

مَّرِذُكُرِعِبَازُا أَخُرُ لِإِوْ فَقَالَ وتسُتعا مُ بَعِيْحِينُ ازُ إِلَّا أَنُ إِذَ انسُنَ الْعَطِفُ لِاخْتِلَامِن الْكُلُامِ هُ بِعِمْلُ صَرِبَ الغَايَرَ مِعِينِ الاصلُ فِي أَوْ أَنْ تَكُونُ العَطْعِبِ فَا ذَاكَمْ بِيَتَوْمَ العطعث بأن عِنتلعت الكلامان اسمًا وفعلاً أوْما ضيا ومضاً دعًا أوُمثبتًا ومنفيًّا أوُشيكًا الْحَرَيشُوش العطعت ويمنعُهُ وَ يَكِونُ أولُ الكلامِ مستدًّا بعيث تُصَوبُ لَمْ عَائِيةٌ فَيما بسيًّا عَافَتُ تُستَعَامُ كُلُّمُ أَوَ بَعِينُ حتى اكرالًا أَنْ فَعَلَىٰمُ استقامَةِ العطفِ باختلابِ الكلَّا مَينِ لَكِني لَعْروم أَوْعَنُ معنا كَاولان كوبَ السابقِ مُسَمَّت ثَمَّا بحيثُ يَعِمَلُ صوبَ الغايتِ فيمَابِعِد هَا شُرطِ لَكُونِها بَعِينُ حِيثٌ اوَ رالًا أَنْ لِلْكَ حتى للغائية ينتهى بها المغيّاك مكان أحد الشيأين في أو ينتهى بوجود الأخرور الآأن استنام ف الواقع حكماً عنالفت ما سبق في الاحكام حكماً ان حكم المعطوب باكوينالع حسكم المعطوب عليه بوجود احدها فقط فيتعقق ببين أو وبين معلى مِن حفّ ورالا أَن أَن معلى تجرج بمعين العطعب ايط وموك إلا أن وأن كوك الثابي جزة من الاول مندة شرطسي حَى وُونَ إلا أَنَّ وَسَيجِي عَقيقًا للهِ بعث عقد

پر مصنف کے کدی دوسرے مجازی معنے بیان کئے ہیں بس کہا اور کلمی اوحی یاالگا اُف کے معنی میں مرا مجى مستعارليا جانا ہے اس وقت جبك كلام كے اخلا ف تحيوم سے عطعت فاسد بوم است اور كلا إيان غایت کا احمّال رکمتا برو مطلب به سی که کلمهٔ اومی اصل نویه سید که وه عطف کیلئے بوا ورجب عطف درست نهجو

کیلئے غایت ہوتی ہے اورحیٰ کا اقبِل مغیا ہو تاہیں۔اسی طرح کائہ اوجبعطف کیلئے ہوتاہیے تو اس وقب اس کا معطوون اورمعطوف علیہ وِولوٰں ایک دوسرے کیلئے غابیت بن جاتے ہیں۔ اس کئے دونوں کے درمیا مناسبت البت بوكئ اس لي كلمة الركوكلة حيّ ك معنى مي الينا درست بوكيا.

الآائج اورا كرك كورميان مناسبت ، الآائي توحقيق استثناء بيع جب بي إلّان كا ماقبل حكم بي مابعه کا مخالف ہوتاہیے۔اسی طرح اکترجب عاطفہ ہوتومعطوت کا حکم معطومین کے حکمے خلاف ہوتاہیے۔ لہٰذا اُگّذاور

الاّ ان کے درمیان مناسبت بان گئی للز اکلی اُوکو اِللّا اَن کے مطفی اِسابھی درست ہوگیا۔ حتیٰ اور اِلّا اُن کے ما بین فرق ، البتران دونوں کے درمیان ایک فرق یہ ہے کہ کلمہ حیٰ غایت کے سکتا مجمعی بھی برائے عطف بھی آ تاہے مگر اِلا اُن مجمی عطف کیلئے منہیں آتا۔

وقرافرق برب کردی بیرسفرط به به که تا ن اول کا جربه یمیسنی معطوت معطوت علیه کا جز واقع بود بیست و مسلمت کلیت اور راس اس کا برزید و اقع بود بیست اسکت کلیت اور راس اس کا برزید و اوراگر جزنه بو توانتهای درجه کا دونوں کے درمیان خلطاورات کا د بوجس کی بنا دبروه جزکے درجه بین بهوگیا بود جیسے ضربی السادات حیٰ عبیر بیج و جد کو درور سادات کا جزمنهی ب حیٰ عبیر بیج و جد کو درور سادات کا جزمنهی ب حیٰ عبیر بیج و جد کو درور سادات کا جزمنهی ب

كول، نعم الني الكور الموسطة الموسطة الموسطة المورية ا

جسے اللہ تقل کے کارشادہ کے لیس لک بن الامرشی اوستوب علیہ اولید ترمیم (آپ کو کی اختیار میں اللہ تعلیم اللہ تعلی خرج میں یا اللہ تعالے ان کی توبہ قبول فرائے یاان کو عذاب میں والدے۔ بس اس آیت میں اور کے اس اس آیت میں اور کے اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ اللہ تقالے لئے تول لیس لکٹ پرمعطون ہو کیون کہ ان دونوں میں کا ا

اور حتی الی کیلرح نایت کے لئے آتا ہے۔ مین کارہ حی اگرچاس مگرون عاطفیں شمارکیا گیاہی فیمرون عاطفیں شمارکیا گیاہی اسکو میں اصل وضع غایت کے لئے ہوت ہے جیسے کہ اللہ تعلیا کے قول ہی حتی مطلع الغروات ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعلیا کے قول ہی حتی مطلع الغریس بہر حال جب مطلق بولا جلئے اور کوئی قریبنہ موجود نہ ہوتو اکثر و بیشتر الیسا ہوتا ہے کہ حتی کا مابعد ما قبل کے حکم میں۔ بہر حال جب مطلق بولا جلئے اور کوئی قریبنہ موجود نہ ہوتو اکثر و بیشتر الیسا ہوتا ہے کہ حتی کا مابعد ما قبل کے حکم

یں داخل ہوتاہے اور کلئے الی تفصیل اپنے مقام میں آئیگی . اور کاری کی عطف کیلے مستعل ہوتاہے غایت کے معنی قائم رکھنے کے ساتھ اور مناسب یہ ہے کہ معطوت ذکر ہیں بھی اور امر محکی میں بھی معطوت علیہ کے بعد ہوتاہے جس طرح غایت مغیار کے ساتھ اور مناسب یہ ہے کہ معطوت ذکر ہیں بھی اور امر محکی میں بھی معطوت علیہ ہے ہے جس کے معنی اور نسطے کے ہیں۔ اور الاستنان کا تی یہاں تک کہ کرور بچوں نے بھی الفضال فعیل کی جھ سے جس کے معنی اور نسط کے بھی اور اور اعلان کے بھی اور اور اعلان کے بھی اور اور اعلان کے معنی بر تھا شا دوڑ نا اس طور برکہ دوڑ سے وقت بچرا سینے دولوں اس کے بیروں کو اور اعلان کی بھی ساتھ نیچ و اس کے معنی اور اور بھی اور کرور بچرا کھی اور کی اور بھی مقید ہوگیا ہو۔

و الے ۔ اسی طرح القری قریع کی جمع سے جس کے معنی اس بھی کے ہیں جس کا چرا اس کی معنی مقید ہوگیا ہو۔

اس کا عطف الفصال بروا قع مع غایت کے سے کیون کہ قری معیسی دبلے اور کردور بچرا الفصال بھی مفہوط طاقتو ر بچرا سے بھی جوالیت خص سے بات کرتا ہے جس کے ساتھ اسکی بلندی مرتب المثل دکھاوت کی امید منہیں ہوتا۔ یہ تفصیل اس وقت سے جبار کمارہ کی اسمارہ اللی بھی مساسے اسکی بلندی مرتب کے ساتھ اسکی بلندی مرتب کے سے کا امر را امنا سب منہیں ہوتا۔ یہ تفصیل اس وقت سے جبار کمارہ کی اسمارہ اللی میں مرتب کی ساتھ اسکی بلندی مرتب کے مرتب المثل دکھاوت کا مرز امنا سب منہیں ہوتا۔ یہ تفصیل اس وقت سے جبار کمارہ کی اسمارہ اللی ساتھ اسکی بلندی مرتب کی سے میں کے اسکارہ کی اسمارہ اللی سیارہ کی ساتھ اسکی بلندی مرتب اللی میں میں اسکارہ کی اسمارہ کی سیارہ کی سیارہ

کے جس طرح کار ال فایت کو بیان کرتاہے ، کار عن مجی اسی طرح فایت کھیلے آتاہے۔ اور حتی کا ذکر ا اگرچرو وب عاطفہ میں کیا گیاہے مگر فایت کے مصنے اس کے حقیقی ہیں۔ حس طرح الی حروب جارہے

مگرغایت کے معنے حقیقی ہیں۔

صورت به سبه که حی کا انجدای اقبل کا جزواتع موتای جید اکلت السمکة حی راسها اس مثال بین راس جزا ور سک اس کاکل سب ، ادراکل سک کی انتهار اور غایت راس سک سب و یا حی کا مابعد این ما قبل کا جزیونه موجود اس مثال ہی حی مطلع الغج میں و می سے لیلة القدر مراد سی میسنی لیلة القدر پوری رات موجود رسمی سیریهاں مک که فجو طلوع مروجائے و تو طلوع فی لیلة القدر کا جز منہیں ہے۔

شر ہے۔ کہا کہ جب کلم بنیر کھی قید ماکسی قریب کے مذکور ہو تو بیشتر کؤی یہ کہتے ہیں کہ حی کا ماہداس کے اقبل کے حکمیں داخل ہو تاہے۔ دوسرے علما رنے کہا کہ حی کا ماہد حتیٰ کے ماقبل کے حکمیں داخل ہوگا در مرہ نامی نؤی نے کہا کہ اگر حیٰ کا ماہداس کے ماقبل کا جز ہو تو البداس کے اقبل کے حکمیں داخل ہوگا در مزہیں۔ حیلات کی کہا کہ اگر حیٰ کے مضاحقیقی غایت کے ہیں۔ اور کہی کمبی غایت کے سائھ ساتھ برائے عطف

معی آ تاہے مگر یاستعمال بطور مجاز کے ہوگا۔

لفظ حیلی کے معنی حقیقی و مجازی کے درمیان مناسبت ،-اس سلسلمیں بہ ہے کہ جس طرح فایت حکم اور بیان میں اپنے معطون علیہ کے بعد نہ بیان میں اپنے معطون علیہ کے بعد نہ کور ہوتا ہے گو بالعب د میں ذکور ہونا استعمال کرنا جائز میں ذکور ہونا دونوں میں قدر مسئتہ کے ہیاں مناسبت کی بنا مربر کلمہ حتیٰ کو مجازًا عطف کیلئے استعمال کرنا جائز میں خوائز اعظمت کیلئے استعمال کرنا جائز میں جاری القوم حتیٰ زید میں توم میں کو دی میں ایک کہ زیر میں آیا۔ اس مثال میں زیرا بین توم میں کو دی انفال آدی ہے با بھر سب سے کمتر شخص ہے۔ ان دونوں معنوں کے اعتبار سے اس میں غایت بننے کی صلاحیت پائی

τσοσσασαρισμός με το προσφαρίο το προσφαρισμός το προσφαρίο το προσφαρί το προσφαρίο το προσφαρίο το προσφαρίο το προσφαρίο το προσφαρίο

حی خرجت بند ید ایک ایسا جدید جوابرائید سے اقبل سے تعلق نہیں سے ناس کا محل اعراب بے جیساکہ پیلے مقا کیلائے تا۔ ا من المراكم المراكم المركم ال یہ ہے کہ حتی کو بمب ی الی لیکر فایت کے لئے قرار دیا جائے۔ دوسرامقام یہ ہے کہ حتی کو الیسی ا غایت اورانتها ببنایا جائے که وه استدائی جملے میں ہو۔

ببرائي صورت يس كلير من اپنے العدوالے كلام كے ساتھ مل كراسين ما قبل كا متعلق بوكا ورحي كا مابعد حزء

بردگاحیٰ کے ما قبل والے کلام

دوستری صورت میں ایسانه بروگا- اول مقام کی مثال جیسے سرم حتیٰ اد خلہا- اس بیں حتیٰ اد خلہا جوحیٰ کا مابعد كالمبيّه وه سرم سع متعلق بوكا ورحي ادخلها سريُ ميسى شروع كلام كاجز بوكا كيوك لفطرسرت يس نعل اورفاعل دوناس موجود بین اورا دخل ان ماصبه مصدر کی تاویل می*ن بهوکر سرت کامعنو*ل واقع بهوگا اور تقایم عبارت کی اس طرح پر ہوگئی کہ سرے حتیٰ د خواہا۔جس طرح اگر اس مثال میں بجائے حتیٰ کے الی مذکور ہونا توجار اس طرح بوق سرت الى وخولها رئيس اس مع داخل بوكة تك طِتّاراً > اس مثال بين الى اسين البدك سائد مكراسي اقبل كاستعلق ساورسشروع كام كاجز سب

دوسے مقام کی مثال خرجت النساوحی خرجت مند (تمام عور میں سکل ایس پہانتک کہ مندو مبی سکل کی اس جیلے کا ما قبل سے کوئی ربط منہیں ہے ، کیونکہ مذبقہ یہ اسپنے ما قبل کا فاعل ہے اور نہی معنول اور ان کے ملاوہ

کوئی اور معول مجی منبس سیے۔

وَعَلَامَتُ الْغَايَةِ اَنْ يَعِمِّلَ الصَّلُامُ الامُسِّدُ ادْوَانُ لَيُصُلِّرُ الْاَخِرُ وَلَاكَةً عَلَى الانتقاء كالسَّاي يحتملُ الامنسَوِّدِ ادْ الْحُصِيْلَةِ مَهِ مِنْ يَكُو الْسِي خولُ يَصُلُمُ اكُن يَمُنتَكَّ الْيُخَرُّوج هندٍ لانهاتكوك أعلى منهن اوَخا وَمن لهن وهويصل للانتفاء الكير فان وحجد الشهاب معًا تكون حقَّ المعانية في الفعل فإن لَمُ تستقِمُ فلِلْمُحَالَ الإَ بَعِينَ الاَمِكَ أَيُ فِإِنْ عَنَ مُ الشَّرُطانِ جميعًا أَوُ احَدُ مُهُمّا فَتَكُونَ ﴿ مَعَلَىٰ لام كَى لِأَجَلِ السَّبَبَ بِيَاءَ فَي وَنَ الاَدَّلُ سَسِبًا وَ السَّا فِرْ مُسَبَّبُ المُناسَبُ لِإِبِنِ الغَايَةِ وَالمُتَجَانِ الْآلِ النَّ الْعَالِينَ فِي بوجُودِ الحَذاء كَمُمَا يُنتقِي المُغيّا بوجُودِ العَاكِيرَ فَإِنْ تَعَلَى مِ مُلْدِد الْمُعَلَّى المُعَلَّا ا العَطْمِ المَحْضِ وَكِظِل مَعْنَ الْعَالَيْ وَأَي الْتَعْدِدُ رُبُ السَّبُوتُ أَيْمَرُ تَكُونُ مَ الْعَطْمِن الْمَهُ حَضِ مَجُا نُهُ اوَلَا يُرَاعَى مِ مَعْفَ لِلْغِيائِةِ اصْلاَ وَهِلْهُ السَّعَامُ لَا احْدَعَهُ ا الفقها و ولانظ يزلها في كلام العرب.

(31

لايُجَابِهِ فَي نَسْسَمَ فِي العَاءَ وَ لَهِ لَهِ لَهِ أَسْلَكُ أَيْ أَدُخُلَ الْحَكَةُ بَصِيعَةُ البجولِ

قول ان لمرا تك <u>حتى اتف دى عندك فعتدى هُوُ (اگريس تر</u>ك باس نه الله معتدى هُوُ (اگريس ترك باس نه الله معتدى مُورُ (اگريس ترك باس نه الله معتدى مُورُ (اگريس تيرك باس نه معتمر معرف الله معتمر معرف الله معتمر معرف الله معتمر معرف الله معتمر مع

اس مثال بين كلمة حيى فركورس جو حرف عطف كے لئے لایا گیاہے- اس لئے كماس

σσορούσου συμφορού συμφορο συμφορο συμφορο συμφορο συμφορο συμφορο συμφορο συμφορο συ

فرالانوار طددوم است رنالانوار شرح اردد حگسببیت کے معنے صیحے منہ من مرکبو بھر اس مثال میں تغدی رہیج کا کھا نا کھانا ) متکم کا فعل ہے اور اتیان سجی خوداسی کا نعل ہیںا درعاِ دت یہ ہے کہ آ دی خود اپنے آپ *بوجزا سنہیں دیا کرتا ۔* اس کی تائید اس مثال سے بهوتی سیر کسی نے کہا" اسکست کی اُ وُخُلُ الجنۃ " میں اوخل صیفہ مجہول ہے ﴿ میں اسلام لایا تاکہ جنت میں وَجُل کیا جا گوئ) معردف سے ساتھ یہ مثال صحیح نہ سہے۔ اس لیے کہ معروت کی صویت میں دخولِ اسلام اوروخولِ جنت دونوں میں مُتکلم کے فعل ہو جائیں سکتے اورلازم آ تاہے کہ یہ شخص خو داسلام لا کر اپنی جزا دینا جاہتا ہے ا ورحاصل بعنیٰ اس غبارت کے بیر موسے کیمیں اسلام کمیں داخل ہوا ٹاکہ خود جنت میں و اخل ہو جا توں اور پڑ صحیح منہیں ہے ۔ دخولِ جنت توخداد ند تعالے کی مرضی اور اجازت پرموقو ہے ہنہ اسلام لانے پر۔ اور مجبول کی صورت میں اس عبارت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ میں اسلام میں داخل ہوا یا کہ جنت میں داخل کیا جادئن إسن صويت ميں دخول اسلام تو بندے کا فعل ہؤا اور دخول جنٹ حن تعاليٰ کی مرضی برمو قوے ہو گا۔ ا و ۔ بیر بالکل درست ہے۔ حاصل کلام پر ہوا کہ متن کی مثال میں تغدی اورا تیان و ویوں کے دو توں خو دمتنا کے اپنے فعل ہیں۔ اوراگرخیٰ کومجازات کے لیے قرار دیا جائے تولازم آباہے کہ آدی خود اپنے کوجہ زا دے رہا ہم جو قاعدہ کے خلاف سے ۔ لہٰذا اس حکہ کلمۂ حتیٰ کو صرف عطف کے لیے سونا ہی متعین ہے ۔ کو یا اس نے پیر كابكة ان ما تك نا الغالى عندك نعيدى حري "دارين تركياس نآيا تهر تركياس كها نا نه كها يا توميرا غلام آزاد سبيري مطلب به ليا جائے گا- ميں ضرور بالضرور آوُن گا بھرا كركها ما كها وَ ل كا یس غلام آزاد ہوئے کی شرط عدم اتیان بھرمتصلاً عدم تغدی کو قرار کیا جائے گا ٱگرقسم کھا نیوالا مخاطبَ کے پاش آگیا کھرمتصلاً صبح کا کھا نائجمی اس نے کھالیا تواس کی قسم پوری ہوگئ ا ورنتیجہ یہ نکلے گا کہ اس کا غلام آزاد نہ ہوگا۔ اوراگر قسم کھا نیوالا آیا نہیں، یا آیا تو مگر تغدی نہیں کھا یا کچہ دیر کے بعد تندی کی توان مینوں صورتوں میں وہ جانت لیوجائے گا۔ اور اس کا غلام کمبی آزاد بوجا۔ شا رح نے کہا کہ اگر تسم کھا نیوالا مخاطب کے پاس آیا اور کچھ دیر گذر جانے کے بعد اسنے کھانا ک كلان والااس وجهس حأنث بوكا- اس مثال ميں قريب ترين حروب فاء مركورسير اور حتى كو فاء كے معنے میں لینا اس کے اقرب ہے کیو بحد حتی غایت کے لئے آیا ہے اُور فارتعقیب کے لئے آیا ہے جبہ تعقیب کے معنے عایت کے معنے کے بالکل قریب قریب ہیں ۔ اس کے کہ حس طرح غایت مغیا کے فورًا بعب تی ہے اس طرح فاركا مابعد معبى فارك ما قبل كے فورًا بعبداً تاسير-اس الير حتى كو بمعنیٰ فاركے لينا زيادہ قريب ہے اور حب حتی کو بمبسیٰ فاءلے لیا گیا تو بھر تراخی کے معلے درست بنر ہوں گے بلکہ مخاطب یے پاس آنے کے فور ًا ابعب تغدى كاپايا جانا صرورى بوگا اس كے آئے ہداگر تغدى بين تا خربوگئي تو شرط جو بحہ پان گئي اسكة قسم كھائے والا اپن قسم ميں حانث بهو جائے گا اور نقيجہ يہ ہوگاكه اس كا غلام آزاد ہو جائے گا۔ حظی مجعیٰ واقرین اس مثال میں بعض حضرات نے کہا ہے کہ حتیٰ کو داو کئے معنے میں لینا زیا دہ مناسب ہے ۔

کیونکہ مجازی مضنے مراد لینے کیلئے اتصال صروری ہے اور دولؤں کے در میان اتصال بصورت واز زیادہ پایا جآبا کہ وادیکے معنے میں لینے کی صورت میں عدم اتیان اور عدم تغدی دولؤں غلام کے آزاد ہونے کیلئے شرط ہوجا میں گے۔ بس اگر متعلم مخاطب کے پاس منہیں آیا یا آیا مگر اس نے تغدی نہیں کی توسشہ طیائی تری اور غلام آزاد ہوجا سے کہ تواس صورت میں شرط منہیں پائی گئی۔ اس وجہ سے کہ تواس صورت میں شرط منہیں پائی گئی۔ اس وجہ سے کہ تواس صورت میں شرط منہیں پائی گئی۔ اس وجہ سے کہ تواس وورت میں شرط منہیں پائی گئی۔ اس وجہ سے کہ تواس وورونوں افعال میں موجہ دہیں اس لئے تھی کھانے والا جانت ہوجائیگا۔

شائ علی الم محمد کواکه فقط اتفتی کے بارے میں تعفی تصرات کا تول یہ ہے کہ یہ لفظ الم الم ایش بیر معلون ہے اور منفی تعبی المحمد کی برعطف منہیں ہے تو ان کا یہ خیال محف ایک خیال ہے اس کا کوئی اعتبار منہیں ہے کہ یک اس صورت میں معنی عبارت کے یہ ہوں گے کہ اگر میں تیرے باس نہ آیا۔ اور تیرے پاس آ کر تفدی کروں تومیرا غلام آزاد سے بیسنی اتیان مذیا یا جائے اور تفدی یائی جائے تومیرا فلام آزاد ہے۔ یہ معنی علط ہیں۔ اسلیم کو بخیر تفدی اس کے باس کیسے مکن ہوگی۔ ہے بغیر تفدی اس کے باس کیسے مکن ہوگی۔

وَمنَعُ احرُوفُ الجُرِّ وَهُوَ مَعُطُوفٌ عَلَى صَمُونِ الكلامِ السَّابِقِ اَنَّمَا قَالَ اَوَّ لاَ منَعَا حُرُوفُ الْعَطَفِ شَم بعد الفل ظِ عَنْهَا عَطَفَ هٰذا عليهِ فَالبَاءُ للا لَصِاقِ فَهَا دَخُلَ عليهِ البَاءُ هُوَ الْعَلَى الْعَلَى اللَّهُ الْعَلَى اللَّهُ اللَّه

ا ورحرون معانی کے بیل سے حروب جمی ہیں۔ سابن کلام کے مضون سے اس کالعلی ہے گویا
منہا حرون الحربیت کی حروب علمت پرحرون جرعی ہیں۔ سابن کلام کے مضون سے اس کالعلی ہے گویا
منہا حرون الحربیت کی حروب علمت پرحرون جرکو علمت کیا۔ جن میں سے حرمت با مالعمات کیلئے آئی ہے البُدا
جس اسم پرحرت با روا خل ہوتی المولی ہے ہوگا۔ لفظ بہی اس کی اصل ہے اور باقی قد دسرے مضاس کے جازی ہی
اور حرب بار اشان پر وا خل ہوتی ہے چنا بخد اگر کوئی شخص اشتریت منگ بنزاالعبر بکر من خط جرج و رمیت ہے
میں امر کر جند کی مور کے برلے یہ غلام خریا ) کے تو کر شن ہوگا و داس سے استبدال صحیح ہوگا۔ اس
و جرسے کہ جب بار کا مخول بن ہوتا ہے یہ غلام خریا ) کے تو کر شن ہوگا و داس سے استبدال صحیح ہوگا۔ اس
گی اور کر جند کی کر شخص تبدیل کرنا قبضہ سے پہلے درست ہوگا کیوں کہ شن میں تبدیل کرنا قبضہ سے بیلے درست ہوگا کیوں کے مشکل عقد کوکڑی طرف منسوب رب
سے اور اگر کر حظہ میچ ہوتا تو یہ تبدیل جائز دہوئی ۔ بخلاف اس صورت کے کرمشکل عقد کوکڑی طرف منسوب رب
سے اور اگر کر حظہ میچ ہوتا تو یہ تبدیلی جائز دہوئی ۔ بخلاف اس صورت میں بیع سلم ہوجو ایم کرنا اس کو اس کا بیا جانا صرور ی سے تاکہ بیج بیا صحیح ہوجائے لہذا اس کو بایا جانا مورور ی سے تاکہ بیج بیا صحیح ہوجائے لہذا کو کہا تب یل
میں ہوگی۔ لہذا اس میں بیع سلم کی شرون کو میں میں تبدیلی کرنا جائز کر کہا تب یل
میں ہوگا کیوں کہ مسلم نے میں قبضہ سے بہا تبدیلی کرنا جائز ہو کا تب یل

قولی و منها حروف الحق الحق الم بن اصل میں حسروف کی دوسیں ہیں۔ اوَلَ حروف مبان دوسیم حروف معانی ۔ اور پھر حروف معانی بھی دوسیوں پرسے ۔ حروف عاملہ ، حروف عز عاملہ۔ کا سابت میں حضر دمعانی غیر عاملہ معیسنی حروف عطف کو مصنع جے بیان کیا ہے۔ مذکورہ

عنوان قائم کرکے ماتن نے حروف معانی عاملے کا ذکر شروع کیا ہے۔ حضر ومعانی عاملہ میں سے حروم جارہ م سماریں ۔ اس یہ لیز نہ مایا ۔

ومنها حدوب الجرّ الا . كه من ومعانى عالمه بيست حروب جريمى بي - جرك معن لفت بي كيني كي كي المدين الميني كي الم آت بي - حروب جرحونك نعل كي معنى كواسم ككي في كولات بي اس لي ان كو حرووب جرس موسوم كياكيا ب -

قول الكائم الالهاق الإ يجون و عاطف كبيان سه فراون ك بدرائيس برعطف كرت بوك ما تن في كم البيل باء المساق كيكور الهاق كم عازً ابو تاب حبيد به داع داع اورالهاق كم عازً ابو تاب حبيد مدس هم بزيد و ين زيد كوري محرك مراك اصل بي الهاق كى حقيقت به ايك چز كادوسرى جزرك سائد متصل بهونا و الهذا جس اسم برحض باردا على بهوكا اس كوملعق به كم ا جاسك كا اور حس كومتصل كيا جاسك و المعنق به كم اجاسك كا اور حس كومتصل كيا جاسك و المعنق به كم الماسكوملوكا و المعنق به كم المسكومكا و المسكومكا و المعنق به كم المسكومكا و المس

می سنارج نے کہا الصاق کے معنیٰ حرف بار کے حقیقی اور لغوی دو نوں معانی ہیں۔ ان دوکو حیوار کر باتی بارکے جتنے معانی آتے ہیں۔ وہ سب بار کے مجازی معانی ہیں جیسے بارکھی سرائے استعانت آتا ہے جسکے کتب ہے بالقلم

یں سے میں مروسے معما۔ بارکھی مجازًا ظف کے معنے دیتا ہے جسے صلّیہ میں استجہ میں مقام سی میں نماز بڑھی ۔ کمجی بار علت بیان کرنے کے لئے آتا ہے جیسے اِنکم طائع می باتخاذِ کم العجٰل" تم نے کا سے کے بیچے کو معبود بنا کراسینے اوپر ظلم کیا ہے۔ اس مثال میں بار برائے تعلیل ہے اور اگر نمیں منعا رئت کے معنے دیتا ہے جیسے اشتریت الفرس بسرچہ۔ میں نے گھوڑے کو اس کے بالان سمیت خریدا۔ اور قسم کے معنے بھی دیتا ہے۔ جیسے باسٹر لا نعلق کذا داسٹری قسم میں ایسا ضرور کروں گاے اور کھی اپنے مرخول کو متعلی بنانے کیلئے بھی آتا ہے۔ جیسے فرمرب اسٹر بورچم داسٹر تعالے انکی رونی کولے گیا کہی مقابلہ کے معنے ویتا ہے۔ جیسے اشتریت العدد بالفرس دمیں نے غلام کو گھوڑھے کے بدلہ خریدا )

کبھی زیادت کیلئے آتا ہے۔ جیسے ولا تلقوا با یہ سیم الی التہلکتہ ﴿ ثَمَّ اللّٰهِ بَا سِمُّوں کو لَاکت میں مت ڈالو مانت کیا : حرف بارتن پیروا خل ہو تاہے اور دہ مقابلہ کے معنے دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ الھا

کے معنے مبی بائے مباتے ہیں۔ اسی وجہ سے کہا جا تاہیے کہ مقابلہ بھی الصاق ہی کے معنے ہیں ہے ، ثلاً کسی نے کہا اشتریت منک الالعب مبکر من حنطیّہ ( میں نے بچو سے ایک کر گیہوں کے بدلے اس علام کوخریدا )

اسُ مثالٌ مِن الكِ يُرُكِيهِ وِ خَمْنِ بِنِي كُا اور غلام مبنيع قرار ديا جائي كُو -

اس مثال میں جو نگی کر بیر با ر داخل ہے اس کیے کر بمن ہوگا اوراس کا طرب آخر ملیع ہوگا۔
اور یہ بیج حالی شمار بہوئی مبیع کی منہ ہوگی جس میں مبیع ادھار بہوتی ہے اور رہت ہی اگر کر برقیف کرنے سے
سیلے جو کے ایکھے کرنے کے بدلے گیہوں کا تباد لہ کرے تو یہ تبادلہ درست ہوگا کیوں کہ فذکورہ متال میں ایک
کر گیہوں شن ہے اور مثن برقیف کرنے سے بیلے اس کا تبدیل کرنا درست ہے اور اگر یہ کر گندم کا ببیع ہوتا
توقیف کرنے سے بہلے اس کا تبادلہ جا کرنے نہ بہوتا اس وجہ سے کہ ببیع برقیف سے بہنے تبادلہ درست ہیں۔
اس کے برخلا ف اگر خربیائے والا یہ کہتا افسائریٹ مناہے کر گامن حنظہ بہنا العب کر اس نے تبحد
سے ایکھے کر گیہوں اس غلام کے عوض خربیا تو یہ عقد سیام ہوگا۔ اور کسی مؤجل کو معجل کے بیلے دور خت
کرنے کا نام بیع سلم ہے۔ مکر اس میں کچھ شرطیں بھی ہیں۔ عقد سلم میں ببیع کا نام مے افیہ ہے ادر کن

<del>ʹͺϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙϙ</del>

کانام رأس المال بد، اورسلم کامعا ملکر نیوالا (فروخت کننده برمصلم الیه کہلا ناہے۔ اور خریدارکورٹ السلم کہتے ہیں۔
الہٰذا ندکورہ بالامثال میں عقد سلم کے لحاظ سے غلام توراک المال بہو گا۔ اورایک کو گیموں کے افروری ہو۔
اورغلام جو کہ اس مثال میں راس المال ہے وہ سامنے موجود ہی ہے جس کا مجلس عقد میں سبرد کرنا ضروری ہو۔
اس لیے خرریدار بیست نی اور رب الستام اس غلام کو مصلم الدیست بالئے کے سپردکردے اور جو نکہ کو حظم متعین نہیں ہے لہٰذا یہ مبیع اور مسلم فیہ سے جو کہ غیر معین سیے اور غیر معین ہونے کی بنا ویرس لمالی کے دونوں موجود ہیں تو کے ذمہ قرض ہوگی۔ لئز اجب اس معاملہ عقد بیں وائس المال اور شیام فیہ دونوں موجود ہیں تو یہ عقد بیج سلم کہلاسے گی اور گیہوں کا ایک کو مسلم فیہ سے اور قبضہ کی بیا مسلم فیہ کا تبدیل کرنا نا جائز ہے۔
یہ عقد بیج سلم کہلاسے گی اور گیہوں کا ایک کو مسلم فیہ سے اور قبضہ کسے پہلے مسلم فیہ کا تبدیل کرنا نا جائز سے اس گذرم کا تبدیل کرنا درست میں ہوگا۔

البندا الركوني شخص كم ان اجرتى بقدوم فلان فعبرى موه والروج كوفلال كرائ كالمري واقع بهو كالعينى السي خرر يوفنس الامري واقع بهو كالعينى السي خرر يوفنس الامري واقع بهوك و كرائ ا خرتى السي خرر ميوننس الامري واقع بهوك و كرائ ا خرتى خرا لمصفا لقدوم فلان " (اگرتو مجد كواليسى خررد عرب الصاق كرائ عندوم سي ملعق بهو) ا ورخر لمعتى بالقدوم بهو منهن كري حرب كاف كرنوال كا قدوم واقع بين نه با با جائي و لين السي الراس فلان كرفت كدوم كافت وي قرم الما قادم الما كافت وي فرمادق وي تو معكا حافث بهو كا ورنه حافت نه بهو كا ورنه حافت نه بهو كا و ترب كدولان ان فلا أنا قدم "كراك الترمية الما المولات ا

(32)

عبارَت یہ ہوگ ہے وہ دخبرتنی باق ِ فلفٹا قَرِمُ راگر تونے مجھ کو خردی کر بسیک فلاں آگیا، گوما یہ کلا مج پہلے بہوگیا کیو بحہ ہم جواب دیں گئے کہ ہار کی تقدیر صرف سلامت صُفے کیلئے کا فی ہے ۔ دوسسری ما نیرات قول مؤ فلوقال إن اخبرتنی الخ بارے الصاق کیلئے ہونے پرامکے تفریعی مثال ہے کا گر ی ہے کہا ''اِن اخبرتنی بقد دم نبلاپ نعبدی محریم''رُ آگرتو نے فلاں رکے ]] آت کی خبر دی تومیرا غلام آزا دہیے، یہ مثال ایک قسم ہے جو خبرصا دی پرواقع ہوگی . ليوبحه وه بارجو قدوم بردا خل سير برائ الصاف سے وا درالصاق كے لئے بوٹ میں مثال نے معظموں گے کہ اے مخالمہ اگر نوٹے مجھ کو انسی خبر دی جو فلاں کی آ مرسے کمفنی ہونو میرا غلام آ زاد ہے ۔اور یہ خبر قدوم فلاں سے ملصق اس وقت ہیں ہوگی حبب کہ قدوم فلاں واقع کے مطابق ہُو ۔اس لیے اگر مخاطب ہے فلا*ں کے قدوم کی خبرس*حی دی ہے تو قسم کھا نیوالا معسنی متکارا بی قسم میں حا نٹ ہو جاسئے گاا ور غلام آزاد مع اوراگر مخاطب نے قدوم فلاں کی خبروا تع کے مطب آبق بیلی صحیح خبر تنہیں دی ہے تو کہا جائے ہو گاکه به خبرقدوم فلا رسے ملصق تهنهیں سے لہٰذا حسنت کی شرط تنہیں یا *ناگئی آسیائے مت*کلم حانث مذہوسگا اور البته إگر تنكم نه يه كها تعاكم إن اخرتي ان فلا نًا قَدِمُ فعدى مُحرٌّ " داگر يون محم كو خردي كه بيشك ا تتخص آگیابوً كېس میراغلام آزا دسیے کو په خبرصا دق د کاذب دوبون پرمحمول ہوگی ـ لاِنْدااگر خاط حیے ز قدوم فلاك كي سخي مذي توتجي متكلم حانث بهوجائے گاء اور حجو في خبردي سنے تب بھي وہ حانث بوجائے گا۔ ا در غلام آزا دہوجائیگا اس وجہ لیے کہ اس مثال میں حردت با دحوالعماً ق پر دال مقا مذکورتہیں ہے، اس کی خرمطلق سيحوكه صدق وكذب وولؤل كااحمال وكمتى سي شارح نے کہا معیقال وق تعدیمی وبھرتما رہو گیوی وبھرنا لیام۔ اوریہ اعراض نرکیا طائے کہ اخرار ىيى تعديه با *دىكەبغىرىنۇپ بې*ۋامرتا - بىيىسنى اخبار**ا**گىرلا زىم كا ھىيغ*ە بېو*لۇ دەكسى مفعو*ل ي*امتقاھنى مېنى بېۋ تا- ا دراگر باب افعال سے ہونو منعول اول ہی کی جانب متعدی ہوگئا۔ بان اگر دوسرے مفعول کی جانب متعدی ہوگا تودہ باء کیوجہ سے ہی متعدی ہوگا۔اس حکہ اتفاق سے یہی بات یا کی جارہی ہے کہ لفظ انجرد دسرے معنول بیسنی ان نلانا قدم حمی جانب متعدی سے اس کے یہ باءی کیو جہسے متعدی ہوا سے اورا صل عبارت یہ مانی جائے گی کر اِن ا خِيرِ كُنِّي بْآنِ فْلِا نَّا قَدِمَ \* - لِهٰذَا قدوم فلان بير با ردا خل ہے - ارسطة ميّا مثال اورا ذل مثال دولان برابريكيُّئير للهذاا وآب مثال كيطرح ميرمثال مجمعي جمر ريشه واقع مان جائي اور مرمن سبى نعرويين برمتكم مانث اورغلام فركوره بالاتفصيل كے مطابق اعتراص ندكيا جائے اس لئے كەهم جواب ديں محركم بهم كوية تسليم بنهاي كه اخبار

دو سے مفعول کی جانب مرت حرب با رکے دریعہ ہم متعدی ہوار تاہے بلکہ بلاواسط ہا بر کے ہمی متعدی ہوتا ہے لہٰذا ممکن ہے کہ مثال اِن اَجْرَتٰی اَن فلا نَا قدم میں اَجْر دوسرے مفعول کی جانب بلا واسط با رکے متعدی ہو لہٰذا بارکولی حواجر اَض کیا گیاہے وہ واقع نہوگا۔ اور اگر بیٹ نیم می کولیا جائے کہ اجر دوسرے مفعول کی اُن بارکی تقدیر مسئے کوسلیس بنانیے لئے ہوت ہے نہ کہ مطاق بواسط ہا دمت متعدی ہو اہد تو دوسرا جو اب یہ دیا جائے گاکہ بارکی تقدیر مسئے منہیں ہے۔ لہٰذا خرخواہ صا دق ہو یا کا ذب خروسین سے متعلم حانث اور غلام اس کا آزاد ہوجا سے گا۔

ولوقال إن خوجت من الدّار والآيادي يسترط تكوارُ الْإذُب لِكُلّ جُووج لان مُعنالُ إِن خَوجت مِنَ الدَّارِ فَانْتِ طَالَتُ إِلَّا حُروجًا مَلْصَعَابًا وَ فِي وَهُوَ نَكِرَةٌ مُوصَونَتٌ فِي الْآنَبَاتِ فَعُسَمُ بَعِمُومِ الصِّفَةِ فَيِحدُمُ مَاسِوَا ﴾ فعَينما تخرجُ بلا إذب تكونُ طالقًا ولعَلْمُ فيما لهم تُوحِدُ تربيتُ يمانٍ الفُوي اَوْتَكُونُ دِعَاكِيُّ الباءِ غالبَةٌ عَلَيهَا بَعَلافِ قولَ إِلَّا أَنْ آوْن لَكِ اَى يَعُولُ إِنْ جَرَحب مِن السدّارِ الأ أن آذن لِكِ فأنتِ طالِقٌ فات كُل لايشترط تصرار الاذن فيه لكن حُرُوبُ مَكْ إِذَا وُجِدَ الاذِنْ مَرَّةً بِكَنِي لِعَدَا إِلْمِنْتِ لاَنَّ الباءَ لَيَسَتُ بِمُوجُودَ بَإِ فيدوالاستشاءُ لَيْسُ بمستقيم لانَّ الاذن لا يُجَانِش الخروجَ فيكونَ بمِعشن الغا يُرِّو الغا حِدُّ لَكُفَّى وجودُها مرَّةً فالرتفع حرمت الغروج بوجودالاذ بمرة وني ترحن عكيه بات تعدب والغائب تبكلف والادلى تقديرالبًا وفيكونُ المَغَن الاخروعًا بأنْ آذَن لكِ فيكونَ مَالَ، وَمَالُ تول مِ إلاّ يإد ون واحدًا فيشتر كُ تَكُوامُ الاذ بِ لَكُلِ خُووج اويق إنَّ المنادِطُ مَعَ أَنْ بِتَادِيلِ المُمْسَى والمُصُلَ مُ تَلِيقِعُ حِينًا كُمُ ايقَرَ أَبِيكَ خفوقَ النَّكُم أَيُ وَتَتَ خَفُوتِم، فيكُونَ المَعْنَ لأ تخرجُ وَقَتَّا إِلاَّ وَقُتَ الادْنِ فِيجِبُ لَكُلِّ خُرُوْجِ الْإِذُ نُ وَ ٱجيبَ عَنِ الاَيِّ لِ بَانَ تَكْتُ رِيْرَ تولب الآخرورة إن آذن الم كلام عنال لا يُعرف له وحده صِعَة وعن الثاني بأسبه يَعَنَثُ يَجَ إِنْ خَرَجَتُ مَرَّةٌ مِلاً إِ ذِن وَعَلِى التقديْرِ الادُّلِ لَا يَحنثُ فَلا يَحَنثُ ما لشلق وَ أُمَّا وجوب الادب لكُلِّ وُخولِ فِي قولِم تَعَمَّ لا مَل مُحْلُوا بَيُوتِ النَّبِيِّ الدَّاكُ يُؤُو ذَنَ لكُ مُرف مستفاؤ مِن العَرَ سِنَةِ الْعَقْلِيَّةِ وَ اللَّهِ قَلْمُ تُولَمُ تَعَالَى إِنَّ ذَلْكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيُّ الأَية -

ادر اگر کسی شخص نے کہا ان خرجت من الدار الابا ذُن ' ( اگر تو گھرسے سکلے گی مگرمیری اجازت تو اجازت کا ہونا سرخردج کیلئے شرط ہو گا کیونکہ اس کلام کا مطلب یہ ہواکہ اِن خرجت مِن الدارِ فانتِ طالقُ الاخروجًا ملصقًا باذی ( اگر تو گھرسے نکلے گی تو تجھے الملاق سے مگر یہ نکلنا الیسا ہوج میری اجز

سے ملا ہوا ہو > اور چونکہ یہ خسرو ج نکرہ موصوفہ کلام موحب میں واقع سے للزا صفت کے عوم کے سامتہ عاً) ہوجائے گا اسکے اس کا خرق جی خیرحہ رام ہو گا ۔ لہذا جب کہی اس کی اجار ت کے بغیر نیکلے گی توطلاق والی ہوجائے گی ۔ ممکن سبے یہ چیز خروج کے عموم نکرارا ذن کی شرطانس صورت میں بہوجب کہ تمین فور کا قربینہ موجود نہ ہو یا تھے حرف با مکالحاظ اسْ قربيّهُ يُرغَالب بهو بنخلات اس كَ قُولُ الإأن أذن لك "كِ . تعيني شيوهرَيه كهي كه ان خدجية مرب المدارالان اذن المص فانت طالق ( اگرتوگھرسے سکلے گی مگر یہ کرمیں تبجھے اجازیت دے دوں تو تجھ مرطلاق ہو د سیجه متعلماس مگرخروج پراجازت کوشرط قرازئهیں دے رہاہے ملکہ اجازت جب ایک مرتبہ پائی جائے گی تو' حانث نرہو کے کیلئے کا فی ہو گی کیونکہ حروثِ ہاراس کلام میں موجود تنہیں ہے دراستثناء یہاں پر درست مرتبه کا فی ہے المذا فروج کی حرمت ایک مرتبہ آ جازت یا ہے جانے سے رفع ہو جائے گی۔ اور مہاں مرامک اعتراض وارد بہوتاہیے کہ غایت کومقدر ما ننا بھی محض تکلف ہے ۔ آولی یہ ہے کہ بار کومقرر مان لیا جائے تومضخ بير موجائيں گے كه الا خروبيّا ماں أ ذ ن لك ركبين وه خروج جس ميں ميں بچھ كوا جازت ديرو ں تواس كلام اورالا با ذن دويون كلامون كاانجام اكب بوجائے كالبلذا ا ذن كا تكرار برخروج كے ساتھ شرط ہو جائٹیگا'، یا بھر سے کہا جائے کہ فعل مضارع اُنُ مفیدر کی تا دیل میں سے -ا ور مصدر سمجی وقت ہوتا ہے جیسے بولاً جا تاہیے ' نتیاہ خفوق الینجہ رہیں تبرے یاس ستاروں کے عزوب کے وقت آئ<sup>ی</sup> م*ن گا*ل ہو<sup>'</sup> اسْ صورت میں کلام کے معنے یہ ہوں گے لوتخر کا وقتاً الالدوقت (لافوق) رتو کسی وقت مت مکل مگرامار لینے کے وقت ) تو ہر خسر ورج کے لئے اجازت واجب ہوگی۔

سيلے اعتراض كا جواب يه دياكيا سے كه اس كے قول كى تقدير الاخروعًا باك آزن لك ايك مكبرا مهوا جملہ ہے خبن کے صُحیح ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔ اور دوسرے آعراض کا جواب دیا گیاہے کہ متکا اس دقت جانث ہو جائے گا اگر عورت بلاا جازت ایک مرتبہ سکل جائے گی ۔اور میلی لِقدیر سرِحانث نہ ہوگی۔ لہٰزا شك وا قع بروجانيكي وجهست حانت منهوكا - اوربهر حال احازت كامر دخول كے دقت واجب بهونا التارتعاليٰ كقول لات مخلوابيوت النبي الاان يؤذن لكمم دنى كريم صلى الترعليه وسلم كالمرول ميس داخل مت بهولیکن حبب بم کوا جازت دیدی جلیے ) میں سرد خول کے لئے اجازت کا واجب ہوا کتربینہ عقليه ولفظيه دويؤں سے ستنبا دہيے اور قرمينه النترتعالے كاارشا دہے كہ ان ذكم كے ان يودى الكنے

شبهنى كريم صلحال للمطليه وسلمكوبة تكليف ويتلبع

المارك الصَّالَ كِيكَ بِهُونَ بِرَدُو سِرِي تَفْرَلِع ؛ ماتن نَهُ كَهَا ال خوجب مِنَ الدار الآباذين فانت طالَق راكرتو كَفرسَ بغيربري اجازت كم بالبركلي تُو

ا بس توطلاق والى بى كى يەسى كى جى جەسى عورت كواپنى با برجانے كے لية بربار

ا جازت لینا صروری ہوگا - اس لئے کہ اس کا قول با ذبی میں بار داخل ہے جوکہ الصاتی کیلیے ہے اور معنی اس عبارت كي بربول كي كدون مزجت من ويدورونانت طالب وهو خرورة الملصقًا بافي وأكر تو ككرس تعلى يو يوطلاق والى

سے مگروہ خروج جومیری اجازت کے ساتھ ملاہوا ہو۔ اس میں خروجا اسم نکرہ سے اور ملصقا بازن کی صفت کے سائق متصف ب، اورجب بهصفت عام ب تو نكره بعي عام بي رب كا مطلب برب كرجها به اس صفت

كانحقق بو كاربال وه نكره موصوفه بهي يا جائے كا اس ليك اس مثال بين سروه خروج جوشو سركي اجازت

کے ساسمقد ملا ہوا ہوگا وہ طِلاق سے سترشیٰ ہوگا ۔ اس کے علاوہ جو خروج بھی عورت کی جارب سے ہوگا وہ باعث طلاق ہوگا - اورعورت حب مجبی بھی شو ہرگی ا جازت کے بغیر باہر جائے گی اس پرطلاق ہو جائیگی۔

شارح علىارهمدك فرايا كدخروج كيكي اجازب كالمجزر بكونااس وقت مضروط بيعب يمين فور كاكوتي قرينه و ہاں نہ پایا جائے، یا قرمینہ نمین فور کا موتود تو ہو مگر ہارگ رعایت اس پر غالب ہو لہٰذا اُکر بمین فور کا قرمینہ یا یا جا تا بهوا در باری رعامیت اس نیر غالب نربیوتواس صورت مین سرخروج کے لئے اجا زی کالینا صروری ننبوگا ا دراس کی قسم صرف متعین خروج پر محمول ہو گی ۔

ا*وراً گرشو هرب کها* اِن خرجتِ من الدارِ الّا اَنْ ا ذن الحِ فاَنتِ طالِقٌ بيسنى *اگرتوگوسے با برِّ کل* بحزاس کے کرمیں تحکو اجازت دوں تو بس تو طلاق والی ہے۔ اس صورت میں ہرخہ روح برعورت کے لیے بارباراً جازت لینا فنروری نه ہوگا ملکہ طلاق کے وقوع سے بچنے کیلئے صرب ایک بار آجازت کے لینا کا فی ہوگا۔ کیونکہ اس مثال ہیں بارجوالصاق کے لئے آتا ہے ندکور نہیں ہے۔ اور الاکے ذریعیہ استشار کرنامجی درست منہیں ہے کیو نکے مستنیٰ کا مستنیٰ منہ کی جنس سے ہو نا ضروری ہے جبکہ یہاں ا ذن مستنیٰ ہے اورخہ سروج مستنیٰ مندہے دوبوں ایک جنس کے نہیں ہیں اس سے اس مجکہ الاکا برائے استشارہو نامجی درست نہیں للہذا یہاں الآبجازاً الى كم معن مين مو كااور غايت كرمين ديكا اورقهم يورا بوك كميلية غايت كا صرف الكير تبريحقن کا نی ہے اس کیے یہاں پر خروج کے لئے ایک مرتبہ اجا زِٹ لینا صروری ہو گا اس کے بعد خروج کا وہ حکم يعنى بغيرا جازت بابرجاب يروقوع طلات كاحكروا تكع ندبوكا

است نثناً را ورغایت کے درمیان منااسبت ؛ ان دونوں کے درمیان مناسبت پر سے کہ دونوں کا العدا قبل کے مخالف ہو تاہے اور دونوں کا ماقبل دونوں کے مابعد سے منتہی ہوجا تاہیے۔ میں ان دونوں کے درمیان مناسبت ہے۔اسی مناسبت کی سنار پر الآ کو مجازًا الی غایت کے مصفے میں لیا گیا ہے۔

شارتج بے فرایا کہ الاحور عابان ا ذ ن اے اس کی تقدر نکالنا تعیسی بارکواس مثال میں مقدر انزا صحيح تهنن ہے کیونکہ اس صورت ہیں حریب بارائ میردا خل ہوگا جب کہ حرمت جرحمیث اسم پر داخل ہوتا ہے بغل ا ورخرت بردا خل نہیں ہوتا۔اس خرابی کی بناء بریماب بار کامقدر ما نیا جائز منہیں ہے۔

جوا ب نما نی - اس حگه با ر*کو مقدر* ما نیا اصل قا عدہ کے بھی خلاف ہے ، اسی طرح لفظ الا جو *کو حر*ف استشا

ہے اس کو الیٰ حرف جاریے معنٰ میں لیکر غایت کے معنٰ میں مجازُ الینا بیکھی خلا ب اصل ہے البتہ مجاز بہنیبت حدف رنیکے کمتر درج کی خسرابی ہے بالحصوص جہاں جذف زیادہ ہوجس طرح اس مثال ہیں انساہی ہے کہ اگر ہا می ذو ماناً جاتا ہے بولفظ خسروج مئی محدوف مارنا پرسکا البذا صف کے مقلبے میں مجاز ابہون ہے اس لے بہتر ہے كم إلا كوالى كے معنے میں لے لیا جائے اور بار كو محذوف نہ ما باجائے۔

**د وسرے قول کا جواب** ، آخن نعل مضارع کوان کے سائتر مصدر کی تا دیل میں کیاجائے تو وقت کے معنیٰ دے گااکس کے عورت انگ مرتبہ اجازت کیکراگر دوبارہ با ہزسکلی تومتکلم حانث ورغورت پرطِلاق واقع ہوجائے <del>۔</del> گی اس کے اس تقدیرعبارت کے نتیجہ میں عورت کو ہر سرخروج آبرا جازت لینا طلاق سے بچنے کے لیے صوری ہے ا دراگرالاً کو بمعنے الیٰ ہے لیا جائے تو ایک بارا جازت لیکر ن<u>تکلنے کے بع</u>دجب دوسری یا تیسری بارغورت ک*ھرسے* باہر نکلے گی تووه مطلقه نه بوگی اور متکلم اپنی قسم میں حانث نه بوگا اس لیئ که اس صورت میں عورت بر صرف ایک مرتب به

اس کیے الا ان اخن البیسے کلام کرنے کی صورت پیں متکلم ایک صورت میں حانب اوردومری صورت میں حانث مہنی ہوتا لہذا اس کے حائث ہوئے میں شک ہوگیا۔ اور قاعدہ سے کہ بصورت شک حن واقع سنبي بهوتاللندامتكام اس صورت بين حانث نه بهوكاء اس لية معلوم بواكه اس ملم أذن لك بي أن يوشيدة سنہیں ہے اکدمصدر کئی اوبل میں ہو کروقت کے مصنے دیگا بلکہ حرف الا حرف الی کے مصنے میں ہے جوغایت کامنی دیے ہا

وَفِي تَعْتُولَ ﴾ أنتِ طَالِق بمشيسًة الله تعرب تعني الشيط فيكوبُ تعديدُ ﴾ أننُتِ طَالنُ إنْ شَاءَ اللهُ تعرفلايَعَمُ وَلا يُرِيُكُ بِهِ فِهِ أَكَ الْباعَ بِعِن الشَّرطِ لاتَّ مَا لَهُ يَرِدُ في مستَعِما ل مَن الْأَأَنَ البَاءَ للالصَاقِ عَلَى اَصَلِهَا فَسُكُونُ الْمَعْنِي أَنْتِ طَالِقٌ طَلا تًا مَلْصِقًا بَمشيعُةِ اللهِ وَلاَ مَكُوبُ مُلطّةً بِهَا إِلَّا انُ يَشَاءُ إِللَّهُ تَعُو وَهِي لا تُحْلَمُ قَتُظُ فَلا يَعِعُ الطلاقُ بِهِ وَلَكُتِهَ أَعُلُونُ عَلَيهِ بِأَنَّهُا كُرْمَ لا يَجُونُ أَنْ تَكُونَ الْمِنَاءُ للسبب يَنْ وَمَكُونَ الْمُعَىٰ آنتِ طِالِقُ بسَبَبِ مشيئة اللهاتعالي فيُعَمُّ الطلاقُ كَعَمَا فِي قُول بعلم اللهِ وَقُل بن وَ أَمْرِ الْمُوعِ وَحَكَم وَالْجُوابُ أَنَّ الاصل ف الطلاقِ الحظمُ فينبغي أَنُ لا يقعُ أمَّا وقوعُ لأف علم الله تعاريخوع فلان مَن إِلَهُ بِي مُعن إنْ عَلِمُ اللَّهُ فَلا مُسَاعَ فِيهِ الدِّبِعِلْهِ بِعِنْ السببية وَوُقُورِ الطلاقِ بِم فَتَأْمَثُلُ.

ا وراس شخص کے قول انتِ طالق مشیئہ الله تعالیٰ میں بآر شرط کے معنے میں ہے۔بس تقدیر كا عبارت يسهوگي انت طالقٌ إنْ مِناء الله ' بيس طلاق واقع نه هو گي ـمصفُّ کي مراديهُ بي سے کہ با رسرط کے معنے میں ہے کیو بحداس کے بارسے میں استعمال نا بت منہیں ہے بلد معنے یہ ہیں کہ بارالصاق

کے لئے ابن اصل پر ہے۔ کہن منظ یہ ہوں گے انت طالق طلاقا منظ ہشیئة اللہ تعالے د توطلاق والی ہے اسی طبلاق موالہ توالہ تو اللہ تعالی مشیئت سے ملعق بہن ہوگی لیکن اللہ تعالی تعال

شارح على الرحمه ك كماكم اتن كامقد اس عبارت سے بينني ہے كذاس مثال بين باء إن كے معظ بين ہے اس كئے كداس مراد دراصل بير ہے كہ باء توابن اصل كے اس كئے كداس طرح كا استعال كلام عرب سے منقول نہيں ہے ۔ ما تن كى مراد دراصل بير ہے كہ باء توابن اصل كے ليا فاطلت معنی العماق است الله توالئ الله تا كا ملاق المعنی العماق اس وقت مكن ہے جب الله توالئ ہے الله توالئ كا ميالئ الله توالئ كا مت بيات سے ملعق ہوں۔ طلاق كا بدالعماق اس وقت مكن ہے جب الله توالئ كى مت بيات سے ملعق ہمى معملوم منہيں ہوئے۔ اس ليے اس جلاسے عورت ميلات واقع نہ ہوگی ۔ ر

اعراض ، الترتعلك كى مشيئت قديم سے موجود سے ليزاطلات واقع بهوجانا چاستے ؟ جوارب : اس كا جواب يه ديا جائيگا كه نفسر مشيئت بيشى اداده بارى تعالى كى صفت تديمه سے

چوائی : اس کا جواب یہ دیا جائیکا کر معنیت سے کا دہ ہاری تعالی صفتِ فدیمہ ہے ۔ شارح علیالر جمہ سے فرایا - عاری ذکر کردہ تا دیل پر ایک اعراض وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس حکمہ با کوالفا کے بجائے اگر سبب کا مان لیا جائے تو کیا حرج ہے ۔ اگر ہار اس مثال میں سبب کیلئے ہوتی تو عورت پر فی الحال طلات واقع ہوجاتی جس طرح انتِ طالق تعبلم انٹر اور انت طالق بقدرہ انٹر و ہامرانٹر اور بحکم انٹر کہنے پر

ملاق واقع بوجاتى .

اس کا جوآب ہے دیا گیاہے کہ طلاق ابغض المباحات ہے اور جوجیزابغض المباحات ہوگی وہ معنوع ہمی ہوگی اور خداوندتعب کے کو ناپسند سمی ہوگی معلوم ہوا طلاق میں اصل ما نفت اور ناپسند پر گہنے۔ تو اس کے مناسب سہی بات ہے کہ طلاق واقع مذہوا ورکوسٹش ہمی اسی کی کرنا چاہئے کہ طلاق واقع کہ سمو۔اوراس پر

عمل جب می مکن سبے کہ اس جگہ بارکوالصاق کے لئے ان لیا جائے، سبب کے لئے نہ انا جائے۔ اور جہانتک بعلم اللہ اور بقدرۃ اللہ میں طلاق کے داقع ہونیکا تعلق سبے تو ان میں طلاق ہوجا تی ہے۔ اگر بارکوالصاق کے لئے مان لیا جا تائو ان صور توں میں بھی طلاق ہواقع ہوتی ،
لئے مان لیا جا تائے اکہ بارکوالصاق کیلئے ماننے میں معنی غلط ہوجاتے ہیں کیونکہ بارکوان جگہوں میں الصاق کے لئے ماننے میں معنی ہوں گے ، وہن علم ولائے حالان کہ بعلم اللہ کا بار اِن علم اللہ کے معنے میں نہیں آیا اسٹ کے مجود اس میں معنی ہوں گے ، وہن علم واقع ہوگئی۔ مارکور اسے سبب مانا گیا ہے جس سے طلاق واقع ہوگئی۔

مَعِالَ الشَّافِحِ عَ أَلْبَاءُ فِحْضُولِهِ، تَعْ رَامُسَحُوا بِرُو سُهُمْ لِلتَّبِعِيضِ فَيكُونُ الْمَعْفَظُ وَامْسَحُوا بَعُضَ رؤسكم وَالْبِعِضُ مطلقُ بِينِ أَن يَكُونَ سَعْدُا أوما فَوقَ مُ حَتَّ قريبُ الكُلِّ فَعِلْ أَيِّ بِعِض بِمسَحُ كُونُ آنتيابالمامويرب وقِبال مَا لِكُ إنهاصِلَما أَى ذائلَة وَكُانَ الْمُعْنِ وَامْسَحُوا روُسَكُمُ وَالْظَاهِمُ مِنْهُ الْكُلُّ فَيَكُونِ مَسْمُ صِّحَالًا الرَّااسِ فَرُ حَمَّا وَلَيْسَ كَلَا لِكَ ابْ ليسَ للتبعيض ولا للزيادة لأن التعيض مكائ فلانكام الكير ولوكات التعيض حقيقة وهو موتجب من لزم الاشتراك والترادث وكلامًا خلاك الاصل وككن لك الزيادة ايضًا خلاث الأصل بل مِي الالهَاقِ حقيقاة على أصل وضعِها وَاسْمَا جَاءَ السِّعَينَ فِي مَسْح الرَّاسِ بطهيّ الخَوْكَ مَاقال الكنها وَا وَحُلَتُ فِي الْهُوالمَسْمِ كَانِ الفِعِلُ متعددٌ يَّا إِلَى عِلْمَ فيتناول كَلْمَ المُحْرَكُ مَا الفِعل متعدد يَّا إِلَى عِلْمَ فيتناول كَلْمَا مُحَمِّا إِذَا قِيل مَسْبَحْتُ الْحَائِط بيكوى فالحارِعُط عَمَلُ الفعل ومفعول لَمَ يُوادُب كلدُوالدِيْ الله يُ ذَخَلَ عَلَيْهَا السَاءُ يُوَادُ بِهِأَ البَعُضُ إِذِ المعتابُ فِي أَلَةٍ قَلَى مِ مَا يَحْسُلُ بِهِ المقصودُ حَاذَا دَخُلَتُ فِي مَحُلِ الْمُسْمِ بِقِي الْفِعِلُ مِتَعِنّ يَا إِلَّى الْأَلَى صَلَيْ الْمُسْمِتُ بَالْحَالِمُ الْمُسْمِدُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّلْمُ اللَّهُ اللَّا أوُ قيلَ وَامْسَتَخُوابِرُو مُسكم فَيْحٍ لَيُونَ المَسْمُ مَعَلَّا يَا إلى الألَّةِ فَكَاتَ مُ قِيلَ مَسَحُتُ الدِيرَ بالحائيط فيشبئ المكحل بالوسائل في أخذ بعضه فلايقتضى استيحاب الرأس وانمايقتضى الصَاقَ الألبَ بالمحلِّ وذلك لا يُستوحِب الكلُّ عَادَةٌ فصاح المرادب اكترالك السكر وَذُلِكَ مَقِدا رُثِلْتِ أَكْمَانِعُ لَانَ الْاصَانِعُ اصْلَاعِ النيرِ وَالْكُفُّ تَابِعُ وَالثلثُ اعترا فَأُوتِهُمْ مُقَامُ الكُلِّ فَصَامُ السَّعِينُ موادًا بَهْ فِي الطَّريقِ الرَّحَهُ انعِهُ الشَّافِي مِن إِنَّ الباء السبعين هذا الحدى واليتى ابى كنيفة وكمرسعة من الدواية الأخرى وهي أستاما مُجْمِرًكُ فِحِوَّ المعقدام لانَّمُ لَمُ لَعُلِمُ أَنَّ المُرادك الرَّاس اولعضُكُ فيكون فعل النبي هُوَانَتُهُ مُسَمَّعُ عَلَانًا صِيتِهِ بَيَا نَالَمَ وَالنَّاصِيمَ فِي مقد الرُّحُ بُعَ الراسِ فيكون مُسُحُ و بُع المتأس فه صنّا سواء كيان بثلث أصابع اوتصلها لات الكلام فيهاطويل وانهايتبت

**ΑΦΡΑΙΚΑΙΚΑΙ ΤΟ ΕΕΡΙΚΑΙ ΤΟ ΕΕΡΙΚ** 

ا درامام شافعی شنے فرمایاکہ بار اللہ تعلیا کے قول کر اسسحوا برؤ سکر "میں تبعیض کیلئے سے لہٰذا آست لے معنی یہ ہوں گے کہ واسٹی العفن رؤ سرکم ہے۔ اپنے لعض سرول کا مسح کرو۔ اور تعض اس کے درمیان مطلق ہے کہ ایک بال مویا اس سے زائر ہوں تھی کمل بالوں کے قریب ہوں لزنداجس بعض برعمل کیا طيع كا ماموريم و بجالات والاشمار بوكا- اورامام مالك عن فرايا باءيها برصد كي بي نعين زائده سيرس كوياكه مطلب بیرے واسٹوارہ سکم (نم اسٹے سروں کامسے کرو) اِس سے ظاھرہے کرکل مرادسے البذابورے سرکام رنا فرض ہوگا۔ حالا نکی واقعہ ایسا نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حرمت بارتبعیض کیلئے تنہیں ہے اور مذر یا دے کے حیض معیٰ مجازی ہیں۔ لِہٰذااس کی طرف رجوع نہ کیا جائے گا۔ اور اُکر تبعیض کے مصنے حقیقی ہو<sup>2</sup> ميض مِنْ كما مقتصني سبے يو اشتراک اور بترا د من لازم آجا تا اور سے دوبوں خلاب اصل ہیں، ایسے ہی زیاد سے معنے مجی خلاف اِصل ہیں ۔ کبکہ حروب بار العباق کے بیے سے معیسنی حروب کہ بار اپنی آصلِ وضع کے بحاظ سے حقیقی معنے والعباق، کے لیے سے اور مسیح راس ہیں تبعیض کے لیے آنا و وسری وجہ سے ہیے۔ لیکن حب وه ( بام) آلیمسح میں داخل ہو تاہیے تو فعل (مسح ) اپنے محل کیطر من متعدی ہوجا تاہے ا در کل محل کو شابل بوجا السي جيب كما جا ماسي مستحت بالحاكط (ميسة ديواركوهوا) يا واستوا بروسكم (اين مروس) مسح كروى كما ملك تواس صورت من مسيح البيئة لركيطرت متعدى بوجا تاسي تو كويا مسحية الليد الحاكظ کہا جا تلہے (تعیسیٰ میں نے ما محد کو دیوارسے جھو اس کس مکل اپنے وسیلوں کے مث ابہ ہوگیا تعین کے اخذ امیں - البذاآیت میں فعل (مسع) بورسے سرمے مسح کرنیکا مقتفی مہیں ہے، البتداس امر کا مقتفی ہے المحل سے معنق ہوا ورب عادة محل ما تقاصا منہ يومر البندانينجديد نكاكداس سے يد كا اكثر حصر مرادسے-ا *دراکٹریڈتین انگلیوں کی مقدارسے کیو ب کہ نیریٹ* اصائع ہی اصل ہیں ا ورکف رستھیلی <sup>ہ</sup> تابع کہے۔ ا ورتینِ اَن میں اکثر ہیں بیں ہین انگلیوں *کوکل کے* قاہم مقام دیدیا گیا ہیں۔ لہذا تبعیض اس طربق پر مرا دہوگئ ۔انسا نہیں ہے جیساکہ امام شا فعی نے فرمایا ہے کہ حرب با رتبعیف کے لئے ہے۔ امام ابو صنیف کی دوروائیوں سے یہ ایک روابیت ہے اورمصنف جے دوسری روابیت مے تعرض مہنی فرما یا۔ وہ یہ ہے کہ آبیت مقداد کے حق میں مجل ہے کیو بکہ آبیت سے معلوم منہیں ہو تاکہ کل راس مراد سے یا کبف راس مرا دسے - للزابن كريم صلے التار تعالى عليه وسلم كا نعل اور وہ بيسب كه مستمع على ماصيته (آب ك

أوربعض سركامسح جائز كميون قرارد ماكيا ؟

جواب بنا مسح رائس میں بعض رائس کا مسے آیت سے منہیں بلکہ حضر با رحب الدیر داخل ہوت ہے مثلا ید بر داخل ہوتا ہے۔ داخل ہوتا ہے محل کوشا مل ہوتا ہے۔ واخل ہوتا ہے اور پورے محل کوشا مل ہوتا ہے۔ واخل ہوتا ہے۔ اور ویسے سے الحاکظ بیکری (میں ہے دیوار کو اپنے ہاتھ سے مسح کیا ) اس مثال ہیں دیوار فعل مسے کا محل ہے۔ اور اس کا مفعول بھی ہے اور فعل سے جو نکہ پوری دیوار کی جانب منسوب ہے۔ لہٰذا اس سے پوری دیوار کا مسح مراد ہوگا۔ اور یدس بربار داخل ہے وہ جو نکہ الدمتے ہے اسے کئے اس کا تبعض مراد ہوگا کیون کہ الدمت مور والمسے منہیں مقصود والمسل ہوجائے اور مراد یہ ہوگا اس کے اس مگہ آلہ سے کل مراد نہ ہوگا ملکہ اتنا حصد مراد ہوگا جس سے مقصود حاصل ہوجائے اور مراد یہ ہوگا کہ میں نے ہاتھ کے دور مراد یہ ہوگا ۔ کہیں نے ہاتھ کے دور مراد یہ ہوگا اور مراد یہ ہوگا اور مراد یہ ہوگا ۔ کہیں نے ہاتھ کے دور کی مصد سے دیوار کا سے کہا ۔

اور حرف با رجب محل برداخل بهو تا ہے تو قعل سے آلہ کی جانب متعدی ہواکرتاہے اور محل با کا مجود ہوگا اور آلہ نعل سے کا معول ہوگا حیسے جب کسی نے کہا مسی اللہ اللہ تا اس کا اصل سیمی جائے گی کہ سسے تالید بالحالظ ، اور آبت کی تقدیر اسی طرح یہ ہوگا کہ واستو االایدی برؤسکا در حس طرح حرف مسیح کرواہی سروں کے درائیہ سے کہ اس طرح محل میں آلہ اور وسیلہ کے مشا بہ ہوگیا اور حس طرح حرف بارجب آلہ برداخل ہو قالے ہوگا تعین مراد ہو گا اور عالی تعین مراد ہو گا تھا ہند کا تقاصد ندر سے گا بلکہ صرف الصاق کا لقاصد بندی مراد ہوگا ۔ تو آبت میں شرح کا فعل پورے سرکو گھیرے کا تقاصد ندر سے گا بلکہ صرف الصاق کا لقاصد مرد ہوگا کہ آلہ محل سے ساتھ موجلے اور عادة اس کا تقاصد نہیں کرتا کہ آلہ کا مل مراد ہو۔ لہٰ ذا اس کا القاصد نہیں کرتا کہ آلہ کا مل مراد ہو۔ لہٰ ذا اس کا تقاصد نہیں انگلیوں کو میں فعل سے مرد ہوگا اور کئے کا الزین انگلیوں کی مقدار سے لہٰ ذا ان تین انگلیوں کو کل کا قائم مقام قراد دیج تین انگلیوں سے سرے کرنے کی اجازت دیدی گئی ۔ بیس آبت واسٹی ابرؤ سکم (متم اپنے سرول کا مسیح کرد) میں فعل سے سرے کرنے کی اجازت دیدی گئی ۔ بیس آبت واسٹی اس مرد ہوگا۔

شارج علاجی نے فرایا کہ ابرکو تبعیض کے ایک کا قول واستوابر کوسی سے ایک روات ہے ہیں ہے۔ امام صاحب کی دو در مری روایت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا قول واستوابر کوسکم میں سرے مسلح کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر مقدار راکس مجل ہے اس لیے دلاہ میں ہی جو کہ دو مستور کا مغول ہے مقدر ما نزا صل کے خطات ہے۔ اس لیے وامستواکو لازم کا درجہ دیدیا جائے۔ اور اُجڑ وامسخ الراس اس کا ترجہ کیا جل یہ دیسی راس لیے کوموجود کرد۔ اس سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ باری تعالیٰ کی مراد راکس ہے۔ یا بعض راکس مراد ہے۔ اس لیے مقدار کے بارے یوں یہ استے جل ہے جس کی تعالیٰ سے کہ گئی ہے کہ آجے ہے مقدار ناصیہ کا سے فرایا اور ناصیہ سے جو تھائی سرم ادلے لیا گیا اور ناصیہ سے جو تھائی سرم ادلے لیا گیا اس طرح ہو تھائی سرم ادلے لیا گیا۔ چاہے میں انگلیوں سے کیا جائے۔ اس طرح ہو تھائی سرم ادلے لیا گیا۔

مگراس قول براعتر اضات وجوابات بهت زیاده بین اسلئه ما تن نے اس قول کو بیان نہیں کیاہے۔
قول کا انتما بذہ میں استیعائب مسیح الوجاد الا بچرہ کے مسے میں استیعاب تابت ہے۔ یہ عبارت ایک محذوف سوال کا بتواب ہے۔ سوال بیرہ کہ تیم والی آیت میں فرامسجوالوجو بکم واید بکمی نرکورہے۔ اس آیت میں حضر با محل پر داخل ہے الرکم میں خوالا یہ کا بوجو بکم و اید بکمی نرکورہ یہ اسکواالا یہ کا بوجو بکم و اید بکمی نرکورہ یہ اس ایت میں حرف بادمل پر داخل ہے اور فعل مسح آلہ کی جانب متعدی ہے جس کی اصل یہ اید بکمی نامسجواالا یہ کی بوجو بکم واید بیم و لہذا مذکورہ بیان کردہ قاعدہ کے مطابق تیم میں چرہ واور با تھے کے مسلح کا استیعا نے فائل ہیں ؟
میں بیر بر اور با تھے کے مسلح کا سیعا ب کے قائل ہیں ؟

جواب برخونكة بم وضوكا نائب بر جيين تعالى فنطويات وان كنتم مَرْف أو عَلَىٰ سفر ارُجاء احده منكم من الغائط اولامستم النساء فلم تبحره والماء فتهته والمعيل اطلب فالمسعوا بوجوه منكم و ائده كم وجرب صاف طاهر به كه تيم وضوكا قائم مقام بدا ورقائم مقام اورنائب كسائق وي سلوك كياجا تابيجواصل كرسائة كياجا تاب لهذا جي طرح وضوك اندر جره اور بائة دولول كاستيعاب صروري قرار ديا كياب تيم بي هي صروري بوركا - لهذا كها جائيكاكه تيم كي آيت بي نبي حرف بارزائد به -

عروری مراوی میاهی یم یابی مروری ہو کا جہاؤ کہا جائیا ہے ہی الیت یا جی طرف ہار را مار ہے۔ اعتراض ، ۔ اس جواب پراعراض وارد کیا گیا ہے کہ موزوں پرسکے دولوں بیروں کے دھونے کے قائم تقام

میں جب کہ بیروں کے دھونے ہیں استیعاب خروا ہے مگر مسیح ہیں استیعاب شروا نہیں ہے۔ جواب، - اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ کو غلط فہی ہوئی خف پر سسے بیروں کے عنسل کا قائم مقا کا منہیں بلکہ بدل ہے لہٰ اور خلیفہ کے ابن منہیں بلکہ بدل ہے لہٰ ذا بدل کو قائم مقام اور خلیفہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیوں کہ بدل اور خلیفہ کے ابن فرق ہے است کے کہ بدل تو مبدل مذکے امکان کے ساتھ مشروع ہے اور خلیفہ میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ جب موروں برکسے کیا جاتا ہے اس وقت کے مبدل منہ عیسنی بیروں کو دھویا تھی جا سکتا ہے معینی دھونا

بیروں کا مکن سے اور جب تیم کیا جاتا ہے اس وقت وضو کرناممکن منہیں ہے۔

وَعَلَىٰ الأَنْ اَمِ فَقُولُ الْكَ عَلَىٰ الْفُ دِنَ هَمْ كَلُونُ وَيُسَّا الآان يَتْصِلُ عِهَا الوديعَ تَهُ لات حقيقَة على في اللغت الاستغلاء والاستعلاء تد مكون حقيقة مخون بالمعلى السلح وَقَدُ مَكُونُ حَكَمًا بَانَ يلزمَ عَلَى وَمَتِ مِنْ كُلُ عَلَى الفِ دَمَهُم وَكَارَبُ مَعَلَى الْفَلِي وَرَابُمُ فيجب عَلَيْ فِي أَنْ تَصِلُ بِهَا لَفَظ الوديعَ تِهِ بَانَ يقول لِلا عَلَى الْعَلَى وَمُهُم وَدِيعَ مَنْ الله المناح وَلَارِيجِ مِعَلَى عَلَيْهِ حَفظ مَا لاا كَاءَ وَمُ

اور على لازم كرف كيلة ألب حيا مجدكس شخص كالدعلى الدف درهم كهنا دين كے طور برير و كامكريو

ترجيه

<u>ZODO CONTROLO CONTRO</u>

که اس کے ساتھ و دبیت کالفظ متصل ہو کیونکہ دنے علی کی حقیقت لفت ہیں استعلاء ہے۔ اوراستعلاء کہا تھے قت ہوتا ہے جیسے زیرٌ علی السطح (زیر حقیت کے اوپر سینے) اوراستعلاء کیلئے حکمًا ہوتا ہے بایں طور کہ اس کے دمہ میں کوئی چیزلازم ہوجیسے لئو علی الف در چم پیس گوالف در حم اس سے بلند ہیں اور اس پر سوار ہیں۔ پس اس پرالف در جمسم واجب ہوں گے۔ پس اگراس کے ساتھ لفظ ودیست کومتصل کردیا۔ بایں طور کہ وہ پر ہم تا ہے ہے۔ کی اوائیگی واجب ہوگی۔

بی رہا ہے اور اس مالی کا بگران است اس نے فرایا کہ حرف عَلَا الزام کیلئے آبلہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم ملک علی کا بگران استعلاء کے معنی کے استعلاء کی دوسیں ہے۔ کیونکہ کلم کے علی استعلاء کی دوسیں کے سیائے وضع کیا گیا ہے۔ بعب نی اپنے آپ کو بلند سیمنے کیلئے۔ اس کے بعداستعلاء کی دوسیں استعلاء کی دوسی استعلاء کی دوسیائی دوسی

ہیں حقیقہ اکی شی کا دوسری شی پر بلند ہو نا جیسے زید علی انسطی (زید حقیت کے اوپر ہے) اور حبت اس کے نیچے ہے۔ حکی بلند ہونا۔ مثلاً کوئی شخص اپنے ذمہ کوئی چیز واجب قرار دے لے جیسے لفلان علی العن در هم والل کے میرے ذمہ ایک ہزار دراحم واجب ہیں۔ اس مثال میں ایک ہزار دراحم اقرار کرنیو الے کے ذمہ واجب اوراس سرار ہیں۔

شارت بے کہا : اگراس قول کے ساتھ ودلیۃ کالفظ ملادیا جائے۔ اوراس طرح کہا جائے کہ لغلانِ علی العن درہم ودلیۃ ۔ توکلہ علی الزام کے معنے سے جوانہ ہوگا۔ البتہ اس کے ذمہ درام کم کا مفاظت کرنا صوری ہوگا۔ البتہ اس کے ذمہ درام کم کا مفاظت کرنا صوری ہوگا۔ البتہ اس کے ذمہ واحب ہوگا کیو نکے لفظ صدات کوادا کرنا اس کے ذمہ واحب ہواجہ سے مون اس کے ذمہ واحب ہزار واحب ہوت سے جن کا اداکر نا اس کے ذمہ واحب ہوا کہ کا ماداکر نا اس کے ودلیۃ کے لفظ سے ادل کلام کا حکم تبدیل ہوگیا۔ اس کے ودلیۃ کا مادل کیلئے بیان تغییرواقع ہوگا ور ودلیۃ کی صورت میں حفاظت واحب ہوتی ہے ، ادائی واجب نہیں مفاظت واحب ہوتی ہے ، ادائی واجب نہیں مفاظت واحب ہوگا۔ اس کے درام کم کا مادل کیلئے بیان تغییرواقع ہوگا ور ودلیۃ کی صورت میں حفاظت واحب ہوتی ہے ، ادائیگی واجب نہیں سے کا مادل کیلئے بیان تغییرواقع ہوگا ور ودلیۃ کی صورت میں مفاظت واحب ہوگا۔

فَإِنْ وَخَلَتُ فِالْمُعَاوضاتِ الْمَحْضَةِ كَانَتُ بِمَعْذِالْبَاءِ بِأَنْ يَقُولُ مَثَلًا بِعِسَدُ ملذا أَوُ آجَرْتُ هذا أَوْ لَكُحْتُهُا عَلِّ الْعِن دمهم فكان بمعنظ بالعن دم فَمَ مَجَاشًا لات البَاءَ للالصَاقِ وَعَلَى الالزامِ فالإلهاقُ يُناسِبُ اللزومُ وَالْمُوَادُ مِنَ الْمَعَاوضَاتِ مَا يكونَ الْعُوصُ فَيْ مِا صِلِيًّا وَلا ينفَكَ وَتُطْعَنِ الْعُوضِ فَيْحُمَلُ عَلَا أَنَّ الْمَسَى عِوضَكُ

پس اگر محض معاوصند کے موقع برعلی داخل بوتو اس وقت باءکے معنے ۔۔۔ میں ہوگا

137

مثلاً کوئی شخص کہتاہے "بعث ٰنزاا واُبحرت ٰنزاا وَنکحتہاعلے الف درهم" (میں نے اس کوفروخت کیایا اس کو المجرت برگا اجرت بردیا، یا ہیں ہے اس کا نکاح کر دیاا مک ہزار درهم کے برلے ) تو مجازًا بالف درہم کے مضامیں ہرگا۔ کیونکہ باء الصاق کے لئے آئی ہے اور علیٰ الزام کیلئے آ ماہے لہٰزاالصاق لزوم کے مناسب ہے اور معاوضاً سے مرادوہ ہیں جن میں عوض اصلی ہوں اور عوض سے بالکل جوابذ ہوں سے محول کیا جاتا ہے کہ مدخول علے اس

کلم علامعا وضات محصه میں داخل ہونکی صورت ، ۔ اگر کلمہُ علی معاوضات محصہ میں داخل ہونکی صورت ، ۔ اگر کلمہُ علی معاوضات محصہ میں داخل ہو وضاحت محصہ کی قید گاکا کر ماتن سے طلاق بالمال اور عتاق بالمال کو خارج کیا ہے۔ کیونیکہ معاوضات محصہ سے وہ مراد ہیں جومعنے اسقاط سے

خالی ہوں ۔ اور طلاق وعتاق دو یوں میں اسقا طرکے مطنے پائے جلتے ہیں اکسلیج یہ دو یوں معاوضات

معینہ سے خارج ہوںگے .

اگر کلمہ علے معاوضہ کے مقام ہراستعال کیا جائے تو وہ بارکے معنے درے گا۔ جب سی نے کہا بعث مغذالعب علی الف درجی (میں نے اس غلام کوہزار درجی کے بدلے فروخت کیا) دوسری مثال آجرت انہاعلے الف (میں نے اس کو ایک ہزار کرا میں برلی آئی ہزار کے بدلے فروخت کیا) دوسری مثال آجرت انہا علی الف (میں نے اس سے ایک ہزار کے بدلہ نکاح کیا۔ ان بینول مذکورہ بالامثالوں میں علی بمعنی بارسے اور علی الف کے معنے بالف کے بہوں گے۔ اس سے کہ حرف باربرائے الفیات آتی ہے اور علی برائے الزام آتا ہے اور الفیات الزام کے مناسب ہے۔ کیونکہ جب ایک جزووں بری چیز کے ساتھ لازم ہوگی تو وہ اس کے ساتھ ملی ہوئی اور ملفت بھی ہوگی انہ الزام کے ساتھ الفیات بھی باری باربر علی کو بارک معنے میں مجاز الے لیا جا اسے۔ ساتھ الفیات بھی باری ساتھ الفیات بھی باری بنا ہوئی اس کے ساتھ الفیات بھی باری کے ساتھ الفیات بھی باری کے ساتھ الفیات بھی باری کے مناسب سے ساتھ الفیات بھی باری کے مناسب ساتھ الفیات کیا جا کہ مناسب ساتھ الفیات کے مناسب ساتھ الفیات کیا جا کہ مناسب ساتھ الفیات کیا ہوئی کیا گیا ہوئی کے اس کے مناسب ساتھ الفیات کیا ہوئی کیا گیا ہوئی کیا ہوئی کیا گیا ہوئی کیا ہوئی کیا گیا ہوئی ک

قولئ والموادمن المعاوضات الخ به عبارت ایک می دون سوال کا جواب ہے۔ سوال کی تقریر بیہ ہے معاوضہ محصنہ کے مفہوم میں مال داخل ہو تاہے۔ اس لئے نکاح کومعاوضہ محصنہ میں شمار کرنا کیو نکر درست ہوگا۔ اس لئے کہ نکاح کے مفہوم میں ال داخل نئہیں ہے حبکہ شارح متحاوضہ محصنہ کی مثال میں نکاح کا ذکر مجم کیا ہے۔ حوات :- شارح نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حکم معاوضات سے وہ معاوضہ مراد ہے جس میں عوض اصلی ہو، عارضی نہ ہو اور عوض اس سے کہمی جوانہ ہو تا ہو۔ نکاح میں یہ دولاں بائیں یا تی جاتی ہیں۔ اس لئے

کا ح کوان میں شمار کرلیا گیاہے۔

لہٰذامعاوم ہواکہ علیٰ جب معاوضات میں داخل ہو تو وہ باء کے معنے میں ہوتاہے۔ اصلے جس پرعلیٰ داخل ہوگا وہ عوض شمار کیا جائے گا۔

وَكِن الْذُااسُتُعُمِلَتُ فِي الطّلاقِ عِنْ لَهُ مَمّا بِأَنْ تَقُولَ الْمَزُرُ ۚ مَ لِلْوَجِهَا طلِّقُنِي تَلْتُ عَلِى الْعنِ

<u>ΑΝΤΟ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑΝΙΑΝ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑΝΙΑΝ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑΝΙΑΝ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑΝΙΑΝ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑΝΙΑΝ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑΝΙΑΝ ΕΕΘΕΡΑΝΙΑΝ</u>

وهم فعن هُمَاهُو بِمِعِنْ بِأَلَف دَمُ هُم عَمَاكُانَ فِي البِيعِ وَالاَجَامَةِ لاَنَ الطلاقُ الطلاقُ الدخلة عِوضُ حِمَامَ فِي مَعِنْ المعَاوضَّاتِ وَ إِنَ لَمُ لَكُنُ فِي الاَصُلِ مِنهَا فَأَنَ كَلِّقَهَا النوجُ واحِدَة عِبِ اللَّهُ الالفُولاتُ الجُواء العِوضِ تنقسِمُ عَلِي اجزاء المُعَوَّضِ وَعِنْ لاَ النوجُ واحِد اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ

اوراسي طرح دہ سِئلہ حب طلاق میں استعمال کیا جائے توصا حبین کے نزد کیے کلمۂ ہا رہے معنیٰ ] يس بهو گا باً بي طور كه عورت اينے شوہر سے تجے \* طلِّقتی ثلثاً علی العب درهم " ( مجھ کو تين طلاق الک رِ م کے عوض میں دیدے ) توصاحبیرج کے نز دیکے علی الف درہم معنی میں بالف درہم کے ہے جس طرح بیج اور اجارہ میں ( علی بارکے معظمیں اس اللہ اس وجہ سے کہ طلاق پر جب عوض واخل ہو تاہے نو طلاق معاوضات کے معظ میں ہوجاتی ہے اگر جدوہ اصل میں معاوضات کے قبیل سے مہیں ہے۔ بس اگر زوج نے ایک طلاق دری تو ثلث العن واحب ہو گاکیو نکہ عوض معوّ ض کے اجزاء پر منقسم ہوتا ہے۔ اور امام ابوصیفی<sup>ر س</sup>ے نز دمک<sup>ے</sup> علی شرط کیلئے ہے بعیسنی اس مثال میں کیونکہ اصل وضع میں طلاق معاوطنات کے باب میں سے نہیں ہے ع**وض تو ت**ہیں اس کو عارض ہوجا تاہے لہٰذا عارض کیوجہ سے معاوضا ت کے ساتھ لاحق نہ کریں گے بیس گویا عورت نے علی شرط الف درہم کہا تھا ( ایک ہزار درھم کی شرط یر ) اور کلئے علی شرط کے معنے بین مشتعبل ہوتا کہتے جیسے الترتیا کہ وتعلك كالرشادسية يبايعنك على ان لايشركن بالشرشيئا (المغوث في آب مصبعيت كيليه اس شرط يركهوه التُرتعاك ك سأن كسي كوشهك منكرس كي -كيول كرجب زاستواكيلي الزم بوق ب الهذاشرط كي معن یا ده قرب دین بقابله بار کے بینے کے لہٰذا اکر شوہر کے اکمیہ ملاق دی ہے تو عورت برجو وہ نه بوكاكيون كمشرط عا جزار مشردط كا جزارير منعتم بي بوق علماً واصول في اسي طرح كماسي. [ ا أور كلمة على حب طلات كياب مين أو اخل كيا جلئے توسمى صاحبين كے نزوركي وہ على معنى ا بارہوگا۔مثلاً عورت نے اپنے شوہر سے طلقتی ثلاثا علی الف درجم (تو مجھ کو آیک ہزار درہم کے عوض میں طلاقیں دیدے) تو صاحبین کے نزد مک یہ کلام بالف درہم کے معظ میں ہوا جس طرح بيع إدراجاره بين حب على داخل بهوتو وه بعني بار بهوتائية اسي طرح بيهان بمي بار كم معناديكا کیوں کہ ملاتی اگرحیا بن اصل کے لحاظ سے معادضات میں سے نہیں ہے لیکن جب اس پر خوص داخس ک

موجاً الب تومعا وضات كے معنے ميں موجاتى ہے۔ اور قاعدہ سے كہ على جب معا دضات كے موقع ير داخل موتودہ باء خ معنى بس المين اس الي اس مثال طلعني ثلاثًا على العن ورتيم مبى بالعن وريم كم معنى من الورتين طلاقیں اس کاموق من ہوں گی۔اس لئے شوہر پر آگر صرف ایک ہی طلاق دی توعورت پرالعث کا تہائ واحب برر المرحورت امك ببي طلاق سے بائنہ بروجائے كى كيونكه يه طلاق غلى ال سے اور ملاق على ال سے طلاق بائن وا قع ہوتی ہے اس لئے عورت پر میران بھی ایک طلاق بائن واقع ہوگی ر

تنبيص الماس كلهمي الم صاحب على كوشر ط كيك لمنته بي كيونكه اصل مي طلاق از تسم معادضات سيربي تنبس اسيليم معاوضات سيمراد بيسيه كهاس كاعوض اصلى بوعارضى ندبروا ورعوض اسسه كبعج لمحده نه ہو اِ درطلاق میں اصل عوض منہیں ہے ملکہ عارضی ہے اور وہ میسنی عوض ملاق سے جدام می ہو جا تاہے کیوشکہ ملاق اکر بال کے بیسلے میں ہوتی ہے تو بغیر مال کے بھی ہوجاتی ہے۔ جب طلاق از قسم معاوضات سنیں تو معاوضات

نيركوره بالامثال مين على بمعنى بايرنه بو كاجوكه عوض كيلة أسيع بلكه مجازًا على شرط كيلئه بوكا-عبارت كامفوه اب بیه**روآبیا**که عورت سے کہا طلقنی نِلا ٹا علیٰ شرط الف درہم د تو بیچھے تین طلاقیں ایک ہزاردرہم کی شِرط بر دیدے ٹ ا عشر احن : راس صورت میں ایک ہزار در بھے مثیر طاہوں گے اور میں طلا قبیں مِٹ روط ہوں گی اُور میں سیج الحراص بر اس مرد می درد می برد می برد می با این است است است اور اگرایک هزار در هم کا دیناتین منبس سے می دوراگرایک هزار در هم کا دیناتین طلاقو سطی به خطاب بر طلاقو سطی بر خطاب بر می در اصل اس کلام کی اصل بر سهد کمین طلاقیں شرط میں اور سزار در سم کی ادائیگی مشروط ہے۔ جواجے : دراصل اس کلام کی اصل بر سے کہ بین طلاقیں شرط میں اور سزار در سم کی ادائیگی مشروط ہے۔

لبُذَاس مثال مين كلمهُ على شِرط كسك ليُ سبع-عُلَمَ عَلَى كَالسَتْعَالَ شَرَط كَيلَتْ . بارى عزاسم كاتول بِمَا يَعْنك عِلاان لاَيْنَكُن بالله شَيْفًا وه وترب

آپ سے اس شرط پر سعت کرئ ہیں کہ دو باری تعالے کے ساتھ کسی کو شرک مذکر ہیں گی۔

اور مجازی منف کینے کیلئے منا سبت صروری ہے اس کئے شارح کے علی کی حقیقت استعلاد اور شرط ہو کہ **بھازی معنے نہیں دونوں کے درمیان مناسبت ذکرگی ہے۔ فرمایا جو لمبندی چلسنے والا ہو تاہے جس پر ملبن ک**ی **چاہی جات سے اس کے لئے لازم ہوتاہے ۔ اسی طرح جزار شرط کے لئے لازم ہوتی سبے اسی مناسبت کی بنار** ر ملی کوشر طے معظ بیں لے لیا گیاہے۔

<u> وَمِنْ المَّبِعِيضِ حَلْمَا اَصِّلُ وَضَعِهَا وَالْبَوَا قِي مِنَ الْمَعَانِي مَجَاءً ۚ فِيْعَا فَإَذَا قَالَ مَن شِئتَ </u> مِنْ عَبِينَى عَتَقَمًا فَأَعْتِقُمُ لَكُمَّ أَنُ يَعِتَقَعُهُم إلَّا وَاحِدٌ مِنْهُمُ عَنْدَا لِهِ حنيفةً بِم وَ ﴿ لِكَ لَان كَالِمَةَ مَنْ لَلْعِمومِ وَكُلَّمَةُ مِنْ التَّبعيضِ فَيَجِبُ أَنْ يَصَّمُلَ عَلَى لَعِضِ عَا السَّقَيْمَ

الْ مَلُ الْبِيَانِ فَلَ الْهُ مَا اللّهُ عَلَى الْمُعَلَّى مِنْ اللّهِ الْمِلْ الْمُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْم مِن الْبِيَانِ فَلَ الْهُ اَن يُعَتِّقُ مُكَا اللّهُ عِبِقَ مُكَا الْمِ عَلَيْ الْمِنْ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ

ر من و من کابگان ، وضور حاره بیسے حوب من بی ہے۔ اکثر فقہاء کی رائے میں میں میں ہے۔ اکثر فقہاء کی رائے میں میں م حرب من اپنی اصل وضع کے اعتبار سے تبعیض کے لئے آتا ہے اس کے علاوہ دوسرے مام معنے من کے مجازی ہیں۔ اہلِ لفت نے کہا مین اصل میں ابتدار غایت کیلئے آتا ہے۔

اوربعض نے کہا حضے مِن برائے تبدین آ ٹاہیے۔ اِلک قول یہ بھی ہے کہ مِن ان تمام معانی کے درمیان مشترکہ ہے ما تُن نے بھی اکٹر فغنبا رکے ندسہب کو اختیار کیا ہے۔ اور فرما یا مئن شدئت من عبیدی العتق فاعتقہ 'نوجبر کوچاہے *میرے غ*لاموں میں ہے آ زا دی کوتولیس اس کوتو آ زا دکروکے <sup>ی</sup> امام صاحرے فروایا مخاطب ان بفلاموں میں ایک کو حمیوٹر کر باقی تمام غلاموں کے آزا د کریے کا محا ا ما مَ صاحبِ كَى دليل :- حرب مَنْ برائع عموم وضع كيا گيائيه -ا ورحرب مِن تبعيض كيك - ا اس کلامیں دو بوں کی رعایت کی جائے گی ۔ لہٰذا مخاطب غلاموں میں سے بعض کے آزاد کرنیکا محاز ہو گا۔ لے کوکلمۂ من کے عموم کی وجہ سے اس کو اختیار ہوگا کہ حب غلام کو جا ہے آزاد کردے ۔ مگر کلم پر مرتب کا تقا یہ ہے کہ بعض غلام اس کی ملک میں باقی رہے اسٹلئے آگر مخاطب کرنے شے بعد دیکھیے تہام غلا موں کو آزاد ردیابو جوغلام آخرین با تی ره گیاہے وہ آزاد نہ ہوگا۔ اوراگر سارے غلاموں کو ایک سائم آزاد کردیا تو ایکھ کے سوابا فی تمام غلام آزاد ہوجا میں گے اور ایک کی تعیین میں آ قاکوا ختیار ہوگا۔ صاحبین کی رائے برخصات صاحبی نے فرایا کہ اس مثال میں میٹ برائے بیان سے۔ اورمطلب یہ ۔ اُگریة میرے غلاموں کو آزاد کرنا جاہے تو توان کو آزاد کردے ۔ لہٰذا اگر مخاطب نے تام غلاموں کو آزاد ر ذیا توسب آزاد ہوجائیں گے جیے آرمونی نے کہا" مُنْ شائرمِن عبیدی العتق فانحرُقُه "میرے غلامو ں میں سے جوآزا د ہونا چاہیے تو تو اس کوآزاد کردے۔ اس صورت میں اگر تمام غلاموں نے اپنی آزادی جاہ لی توسب کے سب آزاد ہوجائیں گئے۔ یہ امام صاحب کا قول ہے۔ توجس طرح اس مثال میں حریث مزنی بان کے لئے سے اسی طرح متن میں بیان کردہ مثال ہیں بھی حروب میں بیان کے لئے ہے۔ حاصل بیکان دو نوبِ مثالوں کا حکم صاحبین کے نز دیک ایک ہی ہے اور تمام غلام آزاد ہوجا کیں گے ۔البتہ ا مام صاحبؓ کے زدیک دوبوں مشالوں میں فرق ہے۔ متن والی مِثال میں ایک غلام کا بغیر آزادی کے باقی رہ جانا صروری سبے اور دوسری مثال میں رشمام غلام آزاد ہو سکتے ہیں و تجرِّفرق ،۔ امام صاَحبُ کے نزد کی بوشارح سے فرق بیان کرتے ہوئے فرایاکہ جس طرح اُی عبیدی صُرُ بُکُ وَهُورِ مِنْ مِیں ای عبیدی صربتہ فہو ہوئی جو فرق ہم بیان کریے ہیں وہی فرق یہاں بھی ہے۔ مُثَالِ أُولَ مِين ٱلرَّخَاطَب كُوتِما عَلامون في مارايو تمام غلام آزاد بوجائين كُ-اوردوسري مثال میں *اگر مخ*اطب ہے تمام غلاموں کو مارا توسب غلام آزاد نہ نہوں گئے بلکیعیض آزاد ہوں گے اس \_ اول متال میں ایک مکرہ سے اور صارب ہونا صفت عِلم ہے اس لیے صفت کے عام ہونی بنارم ائٌ علم ہوجائیگااسی عموم کیوجسے شام غلام آ زاد ہوجائیں گئے۔اور دوسری مثال ہیں ضرب نحاطب کی جانب منسوب ہے انگا کیلے دن منسوب نہیں اس کے انگا وصف سے خارج بہوگیا اسکے اس میں اب عموم ندر ما اور حب عموم مذر ما توسمام غلام زاد منهول کے صرف بعض غلام زاد مہوں گئے۔

وَ إِلَّى لِإِنتِهَا وَالْغَاكِيةِ أَي لِانتِهَا وِالْمُسَافَةِ أُطْلِقَ عَلَيْهَا الْغَاكِةُ اطْلَاقًا للجُزُوعَ لَو كُلِّ مَا قَيلَ كَنُمَّ بَيِّرَ قَاعِدُ لَا لَا أَنَّ لَا أَيَّ مَوْضَعِ تَكُ حُلُ الغَانِيَّ فَي هِ وَأَى مَوْضَعِ لا تَلْخُلُ كُ فقال وَإِنْ كَانَتِ الغَانِيُّ قَامَٰتَ بنفسِهَا كَقُولِ مِنْ هِذَهِ الْحَالِظِ الى هذه الْحَالِظِ الْ تلاحل الغَا يَسَانَ فِ الاقرارِفاق الحائظ عاية فا مُحت بنفسها أى موجودة قبل التكلم غير مفتقي ة في وجودِ ها إلى المغيثا فلا تل خُلابِ في المُغيثا وَاحترَ مَ فابقولنا مَوْجُوعُ قبلَ التكلُّمِ، عَنِ الْأَجَالِ المضروب بولاة يون وَ النَّمِن فِي قول م بعث هذا أو اَجَلْتُ المَّنَ إلى شَهِرِاوُ إَحَرُتُ مُ إلى مَ مَضانَ أَوْ إلى العَب وَحُومٌ فَانَّ كُولُ هَا ذَهُ وَان كَانَتُ تَعَا مُسُنَّةً بنفسِّهَا ظَاهِرً الكَنْهَا وُجِدَ بِ يَعِبُ لَ التَكلِمِ وَ احتَوْمَ بِقُولِنَا غِيرَ مِفتَقَى } فَوْ وَجِدِهُأ عَنِ الليلِ فَأَنَّ المفتقِم فِي وُجوده الزالنها مراو أمّا وخول المسجد الاقصى في قول ماتط سُبِحَانَ الْهِ فَاسَى كَيْ بِعِبُود لَبِلَّا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحِوامِ إِلَى المَسْجِدِ الْاَقْصَى فَيَا لاَ خباراللهُ هَ لا بالنص وَان لهم ثكر قَا مُحَدّ بنفسِها فان كان صَدم الكلام مُتنا ولا للغاكية كان فِ كُوْهَا لَاخِرَاجَ مَا وَسَاء هَا فَتَنْ خُلُ كَهَافِ الْمَرَافِق فِي قُولِم تَعْرِوَ أَيْدِيكُمُ أَلِ المَرَافِقِ فَإِنَّهَ أَلِسَتُ قَالِهُمَةً بنفسِهَا وَصَنَى مُ الكلامِ وَهُوَ الآيُدِي مَتَناوِنَ لَها الانتها مُتَنَاوِلُ إِلَى الْآبِطِ فيكُونُ فِ كُوهَا لاخراج مَا وَسَاءُ هَا فَتَنَ تُحُلُّ بنفسِهَا فَبَطْل مَاقَالَ زُفَرُ إِنَّ كُ كَا يَةٍ لَاتَكُ خُلُ تَحْتَ المُغِيِّكَ وتستى هذه خاجة الاسقاط آئى غَايِمَ الغَسَلِ الإحبل اسقاط ما وراءً ها ادِّعَابَ أَلفظِ الاسْقاطِ ابْيُ مُسْعَطِينَ إلى الهَزَافِقَ فهي خارِحَبِيُّ عَنِ الْاسْقاطِ وِينتقصُ هِ إِذَا بِقُولَ مِ قُرلُ بِي هِ إِذَا الْكُتَابِ إِلَى بَابِ القياسِ فَإِنَّ بَا بُ القياسِ تَحَارِجُ عَنِ القَاءِةِ وَانُ كَانُ الكتابُ مُتناولاً لمَ عَمَلًا بِالْعِروبِ وَإِن لِسَمَ يتناولها وكان فِي شَكُّ فَن كُرُهَا لَمَ لِذَالِحُكُمِ الدَهَا فَلا تَدْخُلُ كَاللَّهُ فَي الصَّومُ فى قول تعلى شقراً تتمواً النصيام الالكيل مثاك ليمال مَم يتنا ولها الصديم واي الصوم لغتُ الامساك ساعَة فُرِكُ واللَّيْلِ لَا جَلِ مِنَ الصُّوم اللَّه فلا بَدُ خُلُ هُ وتَعَيْثَ الصَّوم وَمِثْ إِلَّ مَا فَيَهِ السَّلَّ مُثْلُ الْإِجالِ يِنْ الْاكتِمَانِ كَمَا إِدَا كَلْفَ لَا يُكَرِّبُمُ الى مَرْجُبُ فَإِنَّ فِي دَخُولِ مَرْجَبُ فِيمَا قَسِلُما شُكًّا فَلا مِن حَلَّ فِي ظاهِرِ الروائيةِ عَنْهُ وَهُوتُولُهُ مَا وَكُو مُواكِدًا الْحُسَنَ عَنَا النَّا مَا يُلَا خُلُ لَاتًا اول الكُلام كَانَ المتابيد فلا تَعَالَى الله مِتَا الله مِتَا الله مَا وَلا نَ الفاية مِدَاتِ فلا تَعَالَي الله مِتَا الله مُتَا الله مُتَا الله مُتَا الله مُتَا الله مَتَا الله مُتَا الله مَا الله مُتَا الله مُتَا الله مُتَا الله مُتَا الله مُتَا الله مَا الله مَا الله مُتَا اللهُ مُتَا اللهُ مُتَا اللهُ مُتَا اللهُ الحكمة الى نفسه ها ديقيت بنفسها خارجة عناكم

بورُالا بواربه جلد دوم  مقا) کی مثال ہے جہاں صدر کلام فایت کو شا ل سہیں ہو تا کیو بحصوم لغت میں اساک ساعۃ کا نام ہے ہیں لیا کا ذکرصوم کولیل تک کھینے کیلئے ہے۔ لہٰذالیل صوم میں داخل نہ ہوگی۔ اور جس مقا) میں صدر کلام کے فایت کوشامل ہوئے میں شک ہے اس کی مثال فتموں میں او قات ہیں جسے کسی خص نے قسم کھا تی لا لیکٹم الی رحب (وہ رحب کک کلام نکر ربیگا) ہیں رحب کے اسینے ما قبل کے دخول میں شک ہے۔ لہٰذا امام صاحب کی فلامری روایت امام صاحب کے مطابق رحب واخل نہ ہوگا اور صاحب کا بھی میں قول ہے اور حضرت جس کی روایت امام صاحب سے یہ کہ رجب داخل ہے کیونکہ عادی کے مقالہٰ ذا فارت ایک کھینے لیا ہے۔ کہ رجب داخل ہے کہ ویواس فایت کے رفایت الامتداد کہتے ہیں کیونکہ فایت نے حکم کو این ذات تک کھینے لیا ہے۔

من مرك الى حابيان ، حرب إلى غانت كے مطنے دسنے كے الئے وضع كيا كيا ہے مگر ملے اللہ عابت كے مطنے دسنے كے اللہ وضع كيا كيا ہے مگر مسر في انتہاء كيا ہے آتا ہے اللہ علمہ اللہ انتہاء كى انتہاء كے انتہاء كى انتہاء كى انتہاء كى انتہاء كے انتہاء كى انتہاء كى انتہاء كى انتہاء كى انتہاء كى انتہاء كے انتہاء كى انتہاء كے انتہاء كى انتہاء كى انتہاء كے انتہاء كى انتہاء كے انتہاء كى انتہاء كے انتہاء كے انتہاء كى انتہاء كے انتہا

سے مرادیہاں پرمسافت ئیے آور فایت پرمسافت کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور فایت کا اطلاق مسافت پر ایسا ہی ہے جیسے جسنز کا اطلاق کل پر سوتا ہے اور مسافت کل ہے اور غایت اس مسافت کا آخری جسنزہ ہے اور جب غایت سے اس حکہ مسافت مراد ہے توشعنے ہوں سے کہ کارڈ الی مسافت کی انتہا کو مبیان کرتا۔ سر۔

قاَّعَتْ کَا یَہِ: غایت اپنی مغیامیں کب داخل ہوگی اور کب داخل نہوگی - اس کا ایکے اصول شارح یے بیان کیاہے چنا بخرفرایا کہ اس بارے میں چارا قول ہیں۔

دا، اللی کا مابعدایت ماقبل کے حکمی مطلقاً واضل ہوگا۔ د۲) الی کا مابعدایت ماقبل کے حکم میں مطلقاً داخل نہ ہوگا۔ د۲) الی کا مابعدا بنتے ماقبل کے حکم میں مطلقاً داخل نہ ہوگا۔ د۲) داخل نہ ہوگا۔ درم) داخل نہ ہونا کے ماقبل کی جنس سے ہوتود اخل ہوگا۔ درم) الی کے داخل ہونا نہ ہوناکسی خارجی دلیل الی کے داخل ہونا نہ ہوناکسی خارجی دلیل مارم دولا ہوں ۔

مصنف بی اس آخری ندم بی قدرت تفصیل کی ہے کہ اگر غایت بداتہ قائم ہومیسنی ماقبل کا جزر نہو اور تکلم سے پہلے موجود ہوں خیا ہی معیا کی محتاج نہ ہو۔ تواس صورت میں غایت ابتداء اور غایت ابتہاء دولوں کے دولوں مغیا ہیں داخل نہوں گی جیسے من ھاناہ المحالط الل ھاناہ المحالط داس دلوارسے اس دلوارسے اس مثال میں دولوں دلواری اس کے کلام سے خارج ہوں گی اس کے کام میں داخل نہوں گی اس کے کہا میں داخل نہوں گی اس کے کہا کہ الی ازخود دخول اور عدم دخول برولالت مہیں کرتا لیکن اگر غایت مغیا کے حکم کے تحت داخل بھی فایت مغیا کے حکم کے تحت داخل بھی مرکوس جود منہیں تود اخل ہوئے دہیل نابت بیں مگر اس جود منہیں تود اخل ہوئے دہیل نابت بیں میں داخل ہوئے دہود منہیں تود اخل ہوئے دہیل نابت بیں مگر اس جود منہیں تود اخل ہوئے دہیل نابت بیں مگر اس جا کہ علی دہول اور دوسراکوئی سبب موجود منہیں تود اخل ہوئے دہیل نابت بیں مگر اس جا کہ غایت تو مصنفل ہوئے دور دوسراکوئی سبب موجود منہیں تود اخل ہوئے دہیل نابت بیں دور دوسراکوئی سبب موجود منہیں تود اخل ہوئے دہیل نابت بیں دور دوسراکوئی سبب موجود منہیں تود اخل ہوئے دہوئے دہ

ہوئی اس لئے غایت مغیاکے حکم کے تحت داخل نہ ہوگا۔ شارح عاليجيهن كها : بهب وجود قبل التكلم كي قيد لكاكراك اوقات سے احتراز كيا بيے جودين اورش كيائے مقرر ہوتے ہیں جیسے بعث نیزاً وا حبائ النمن الی شہر ﴿ میں نے اس کو فروخت کیاا دراس کی قیمتِ امک ما وکی مِقرر کی اس مثال ہیں شہر اجل اور وقت ہے ۔ ڈو َسری مثال اُجرتِہ اکی رمِضان (میںنے اُس کورمِضان تک کیائے رابه بریسے لیا ﴾ اس مثال میں رمضان غابیت سے -ان دونوں میں سے ہرائک غابت موجود بنفسہ اگرجہ سے اور مغیا کی محتاج مہیں ہے مگران کا وجود تکلم کے بعد ہواہے جبکہ مابد کا ما قبل کے حکم میں داخل ہونے کی شرط یہ ہے کہ غابیت قبل التکاموجود ہو۔ ر اور غیر مفتقرۃ فی کوجود ہا کی قیداس لئے لگائی کہ دارت اور مرافق کو خارج کردیاہے کیونکہ رات اپنے وجود ہیں دن کی مختارج سیم اور مرافق اسینے اپنے وجود میں ایری کی مختارج میں رات دن کی اس لیے مختارج سے کہ رات ِ مِانسے کمجس کی ابتدائی عزوب ہمس سے ہوت ہے اس لئے رات اپنے وجود میں سور ج کے عزوب کی محتاج ا *در عزو*ب شمس منها که محتاج ہے۔اسی طرح سرفق بدکا محتاج ہے *کیؤسکہ مرفق بغیر ریدے منہی*ں پایاجاما قولك وأماً دخول مسجد الاقطرال يعارت الكيسوال مقدرك حواب يرشمل بيد بارى تعالي كاقول ب سبحاق ولذى وسرى دىرو ليلاِّمن ولمسي والحرام ولى ولمسير ولوقعه يه اس مثال مين عابيت مکان ہے اور بنفیہ قائم ہے اور قبل التکام موجود ہے اور اِپنے وجود ہیں مغیاکی محتاج نہیں ہے ۔اسے لیج بیا*ن کرد*ہ قاعدہ کے مطابل مسی اقطی کو جو کا غایت ہے مغیا کے تحت بیسی اسراء کے تحت داخل نہوا<del>جا آئ</del>ے راء کے حکم میں مصبحہ لقطنے داخل ہے اور دلیل سے نابت ہے کہ رسول اکم صلے الٹرتعالیٰ علیہ کو سلم راء کے موقعہ پر سبت المقدس میں داخل ہوئے اور بحسجہ انصلی میں نماز نیڑھی ہے ؟ ے ایب :-اس مثال میں سحداقطیے میسی غایت کامغیا کے حکم میں واخل ہونا أحادیث مشہورہ سے ناہت سبے منک مذکورہ آسیت سے - اگر داخل ہو تو لقینیًا سوال ببیدا ہوسکتا کے لیکن حب مدسیت سے نیا بت سے توسوال اگرغایت قالم بنفسه نه بهوتواس کی دوصورتیس ہیں - صدر کلام غایت کوشامل ہے یا منہیں۔ آگر سے تو بھرتخا میت بے ماسواکوخارج کرنے کیلئے آ تاہے اور خود غایت مغیا کے تحت داخل ہوگی ۔ فاعنداو خو<del>ک</del>کم وَ یکے الی المرافق میں مرافق از خو د قائم منہیں ہے۔ ملکہ اپنے وجو د میں پیرکا محتاج ہے اورصدر کلام مرافق کوٹیالل کے کئے کم پرکٹے اطلاق ابطایک ہوتا ہے اس لئے یہ حکم مرفق کو شامل ہوگا اوراس حکیما بیت کاذکر اس کے ما شواکوخارج ک<u>رے کیلئے</u> لایا گیاہیے۔ اس سلسكين شارح عليارهم نے فرايا كر ہمن ميں جو قاعدہ بيان كيا كيا كيا ہے اس سے اما أ ذرح كا قول كر

کوئی غابیت مغیامیں داخل نہیں ہوتی ملکہ خا رج ہوتی ہے باطل ہوجلہ بے گااور یہ غابیت جب کااور ایمی مذکرہ ہوا اس غایت کو غایت اسقاط کہاجا تاہیے اور الی المرافق فاغیلو اسے متعلق ہدا در بخسل کے حکم میں داخل ہے اور مرفق کے ماسواکو خارج کرنے کیلئے آئی ہے۔ <u>ای</u> بیگر مسقطین الحالب دافق ایز اورتم اینے دوبوں با تقوں کودھورُ اس حال بیں کہتم ساقط کرنے والے ۔ اس صورت میں مرافق استفاط کے حکمت خارج اور عسل کے تحت داخل ہوں گے۔ رو ر<u>ن تنقیق هذا</u> الح بهال ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ صدر کا آ اگر غامیت کو شامل بوتواس صورت میں غایت مغیائے حکمیں شامل ہوتی ہے۔ اس مثّال کاکیا جواب ہوگا مثلًا اَلَّے شَخْر ن كهاً قوات هذه الكتاب الى باب القياس" بيرة اس كتاب كوباب القياس مك برما - اسمال میں باب القیاس قرارت سے خاری ہے۔ ماقبل کے حکم پروا خل منہیں ہے۔ حالا تکہ اس مثال میں صدر کلا عایت کوشامل ہے۔اس شموکریت کا تقاضار سیصے غایت مغیالتے حکمیں داخل ہے۔ جوات و است اشکال کا جواب بیا ہے کہ مذکورہ قا عدہ اس وقت سے خبکہ عدم د نول کی کوئی توی دلیل موجود بر ہو۔ اور اگر عدم دخول کی دوسری کوئی فوی دلیل موجود ہو تو اس کے باو بود کرصدر کلام غایت کوشامل ہے۔ مركز غايت مفياك حكمين داخل منهي بهوتى - اس مثال مين اگرجيصدر كلام غايت كوشامل يهي متحرع رون جوانس ی قوی دلیل سے اس بات کا تقاضا کر تاہیے کہ باب القیاس قرار ت سے خارج ہولہٰ زاعرت کی دلیل کی بناریر اس مثال میں غایت مغیا کے حکم میں داخل س ‹ فَيَا عَلَى لا ﴾ اگرصدرَ کلام غالب کوشامل آنہو یا صدر کلام کے غالبت میں شامل ہونے سِرِ شب ہوتوان دولو صوربول میں عایت کا ذکراس لئے کیا جا آلہے تاکہ حکم کو غایت تک پہنچا دیا جائے سیسنی نمایی کا ذکرحہ کم کو ستخير كما ما الب اورخود غايت حكم من داخل باس بهوت جس فرح وممو ومهور وهيام وفي ولايل مير اهيا تقوری دبرروزه رکھانیمراس کو بوط دیا بو و چنجی اینی قسم لمس حانث ہوجا نیگا نجیونکیمللق امساک یا ماگیا ۔ اسی طرح اس آیت میں لیک کا ذکر اسلے سے کہ صوم کے حکم کولیل تک مینجا ما بعائے اور بتایا جائے کہ روزہ رات مکھے قائم رہے گا مگر ہونکہ روزہ رات کو شامل منہیں ہے رات تو دصوم میں وا خانم ہوگی۔ شارَح ہے کہا ، اگرصدر کِلام کے غایت کوشا مل ہوئے پرسٹ بہوں واس کی مثال وہ او وات ہیں جو قسم میں ذکر کے عجاتے ہیں جیسے کسی نے قسم کھائی ورلائی تھر کھی کھی رہے النٹری قسم میں رجب مک کلام نیرونگا اس قسم میں رجب کا ماقبل کے حکمیں واخل ہونا مشکوک ہے اس لئے صدر کملام لعین کی واللہ لا اکلم مطلق سے جو تابید کا تقاضا نہیں کرتا تو یہ سبی تنہیں ہوسکتا کہ الی رجب کا کلام اسوا کے ساقط کرنے

الع لا یا گیاہے اس لئے اس جگر فایت بین إلی در جب کا اقبل کے حکمیں داخل ہونا مشکوکھ ہے۔حضرت امام صاحبے نے در ایا اس مثال میں الی سر جب اقبل کے حکمیں داخل نہیں ہے اوراس قسم کا اطلاق ماہ رحب سے بہلے کہ بڑگا ہی قول حطرات صاحبین کا مجی ہے۔

وَ وَلِكُمْ فَيَةُ وَهِالْ الْمُوَاصِلُ مَعُنَا ﴾ فِ اللَّفَ وَالُّفَ وَالْفَلَ الْمُكَابُنَا فِي هَا الْقَلْ بَوَلَاللَّهُمَ الْمَعَامُ الْمُعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَامُ الْمَعَلَمُ الْمَعَامُ الْمَعَلَمُ الْمَعَلَمُ الْمَعَلَمُ الْمَعَلِمُ الْمَعَلِمُ الْمَعَلِمُ الْمَعَلِمُ الْمَعْلَمُ اللَّهِ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعْمِلُ الْمُلْمُ اللَّهُ الْمُلْمُ اللَّهُ الْمُلْمُ اللَّهُ الْمُلْمُ اللَّهُ الْمُلْمُ ا

اور فی ظفیت کیا ہے۔ اور افت میں یہ اس کے اصلی معظیہ۔ اس حدا کہ حارے علماء میں مختلف ہیں جسنی اس باب میں ختلف ہیں جو خون کر مان میں اس کلم کو حذف کرنے اور قائم رکھنے کے باب میں مختلف ہیں جسنی اس باب میں مختلف ہیں جنی کا مابعد اپنے اقبل کیلئے معیار ہے۔ زائد مہیں ہے یا یہ کہ اس کا مابعد طون ہے۔ اور کا گرمہیں ہے باب کہ اس کا مابعد طون کرنا اور ہائی رکھنا دولوں ہرا ہر بیں جسنی وہ اپنے مابعد کے تام اجزاء کو مسقوعب اور گھیرے ہوئے ہے۔ بیں اگر اس نے است طال وہ مندا کہا اور کہ کا اور کوئی نیت مہیں کی تو طلاق اول غد (صبح سوریے) واقع ہوج اس کی اور اگر اس خوات کی اور اگر اس خوات میں دیا نہ تصدیق کی جائے گی قضاء مہیں کیوں کہ یہ طاهر کے خوات کہ نامی کہ اور کوئی ہے۔ اس صورت میں حکہ طلاق دینے اور ام ابو صنیفی آئی دولوں ( حذف وا تبات ) کے درمیان فرق کیا ہے اس صورت میں حکہ طلاق دینے والا دن کے آخر مہار کی نیت کی نیت کی تو دیا نہ اس کی تھی تا خو مہار کی نیت کی نیت کی تو دیا نہ اس کی تھی تا خو مہار کی نیت کی نیت کی تو دیا نہ اس کی تھی تا خو مہار کی نیت کی نیت کی تو دیا نہ اس کی تھی تا خو مہار کی نیت کی نیت کی تو دیا نہ اس کی تھی تا ہوگی اور کوئی نیت کی نیت

لي معيار ہو گااوركون سى صورت ہيں حرف تى زائد ہو گا وركس صورت ہيں حرف تى كا مابعد اسينے ما قبل كے طرف

ا در ما قبل سے زا مُرْہُوگا :

صاحبی کے نزدیک فی کا ذکراوراس کا حذف دونوں اس بارے میں مساوی ہیں کہ فی اپنے ما قبل کے تمام اجزاء کو گھے لیتا ہے اور دونوں ہی صورتوں ہیں فی کا اب دا قبل کیلئے معیاروا قع ہوتا ہے اور فی کا البد ماقبل سے زائد شہیں ہوتا۔ جیسے کسی نے اپنی بیوی سے کہا "انت طالق غزا" یا اس سے کہا "انت طالق فی غیر ادر ہے تہ وقت شوہرنے کوئی نیت شہیں گی ہے تو دونوں صورتوں ہیں غدے اول حصد میں طلاق واقع ہولئے گی اور عورت غدے تام اجزاء میں مطلقہ رہے گی کیوں کہ جب شوھرنے کوئی نیت نہیں کی تو غدرے اول جو اول خدییں وقورع طلاق کا حکم اور میں کوئی مزاح مہیں یا یا جا آیا س لئے ترجیح بلام زخ سے احتراز کرتے ہوئے اول غدییں وقورع طلاق کا حکم قضا گاس کی نیت کا اعتبار کرلیا جائے گا محرق تضا گاس کی نیت کا اعتبار کرلیا جائے گا محرق تضا گاس کی نیت کے معتبر سونسکی وجہ یہ ہے کہ آخری دن اس سے کلام کا محمل ہے۔ اور کلام کے محمل کی نیت کے مطابق فتوی کا میں میں تب کے مطابق فتوی کا میں کی نیت کے مطابق فتوی کا میں کا میں کا میں کی نیت کے مطابق فتوی کا میں کا میں کا میں کا میں کی نیت کے مطابق فتوی کا میں کا میں کا میں کا میں کا میں کی نیت دیا نہ معتبر سونت ویا نہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کی نیت کے مطابق فتوی کا دیا گا

اور قضاءً منت کے معتبر نہ ہونیکی دجہ یہ ہے کہ دن کے آخری حصد کی منت کرنا ظاھر حال کے خلاف ہے اس کے فی کا کلام میں ذکر کیا جانا ، نہ کیا جانا دونوں صور توں میں طلاق غدر کے پورے اجزاء کو گھیر لے گا۔ اس کے جب شوہر نے آخری دن کی منیت کی تواس نے گویا دن کے بعض اجزاء کو خاص کرنا کا ہرکے خلاف سے اور ظاہر کے خلاف کی منیت قضاءً معتبر منہیں ہوتی ۔ اور ظاہر کے خلاف کی منیت قضاءً معتبر منہیں ہوتی ۔ امام صاحبے کے نزد کی اگر شوہر نے انت طالت غذا کہا یعنی فی کا ذکر منہیں کیا اور کوئی منیت بھی امام صاحبے کے نزد کی اگر شوہر نے انت طالت غذا کہا یعنی فی کا ذکر منہیں کیا اور کوئی منیت بھی

άσος συσσοσούς σου ο σου ο

مرحم المسلم المركامة وتبل تقديم كيكة وضع كيا گياسيدين اس كية وضع كياكياسي كداس كاماقبل اس جيز كياكياسي وضع كياكياسي من المين المن المين المن المين المين المين المين المين المين المين المين المون يعمفا ون كياكياسي وضع كياكياسي وضع كياكياسي كما المين المن المين الم

ا وردوم ری صورت کے معنے یہ ہیں کہ تواس ایک طلاق والی سے کہ عنقریب اس کے بعد دوسری اکیا . ملاق فی انحال واقع ہوجائے کی اور آئزہ جو آئے گی اس کا حال معلوم نہیں ہے۔ اور حب کبار ولجهُ سنیں ہوئے تواسینے ماقبل کی صفت ہوئے ہیں بھینی جب قبل ادربعی ٹیس سے ہرایک کیا ہے۔ سے مقید مُوركه شومرسني انت طالق داحرة قبل واحرة اولبدوا حدة بواس صورت مين قبل اورببداسين ی صفت بنتے ہیں ؑ کرنزا پہلی شال انت طالق واحدۃ قبل داحدۃ میں ایک طلاق اور دوسری یعن انت واحدة بعدواحدة مين دوطلاتين واقع بهونكي . اس وجهسے كہيلي صورت كے معنے يہ ہيں كه انت طالق واح تو و الكيث طلاق والى سے حود وسىرى الك طلاق كے پہلے سبے جوآ بنوالى سبے . بس اول طلاق واقع ہوجائے گی یے والی ملاق کا حال معلوم نہیں ہیے ۔ ا ور دوسری مثال کے معنے 'یہ ہیں ایت طالق واحدۃ التی کاست بعدالوا حدة الاخرى الماضيه - بس د وطلا قي<u>س ايك سائة وأقع بهو*ن گى - بي*ري تفصيل قبل اوربعبُر</u>ي یے اور میرحال مب ئلۂ اقرار میں کپس اس کے قول لۂ علق درھمر واحد قبل درھرمیں ایک درھ بہوگا اور باقی دوسری صورت ہیں اُس کے دمہ دو درحم دا حب ہول کے۔ علاء کے اسی طرح فہ تعریب لفظ قبام اس لئے وضع کیا گیاہے تاکہ بتلئے گر قبام کا ماقبل اس کے مابعد سے مؤخر سے ِ طلاق کے م<u>صط</u>ے میں بعاثر کا حکم فبل کے مرعکس ہے۔ اور جس حاکہ قبل کے ذکر بطلاق واقع ہوتی ہے اس جگا اربور کالفظ و کر کما جائے تو دوطلا قیس واقع ہوتی ہیں ۔ اورجہاں لفظ ے ذکر کرنے پر دوطلاقیں واقع ہوتی ہ*ں اگراس حگہ لفظ بعثر ذکر ک*یا جائے تواکی طلاق واقع ہوتی ہو قوله وَاذا قُتُ مَا مَا مُن مِن الكَ اللَّه اللّ دوبؤں کا مضاف الیہ کو فک صمیر واقع ہو تو یہ اگرچہ اپنے ہا قبل کی صفت بنتے ہیں سکر باعتبار معنے یہ اسیے البعد كى صفت بن جائے ہیں جیسے اُمك شخص نے اپنی غیر مدخول بہا عورت سے اس طرح كہا" ابت طالق واسدة يه كها انت قالق واحدة بعيروا صرة و تو اس صورت مين قبل اوربعبر معضك ليا فاسے اپنے مالعگر کی صفت ہوں گئے اور قبل والی صورت ہیں ووطلاقیں اور بعبر والی صورت ہیں صرف ایک طلات وا نّع ہوگی۔ اسلے کہ ترجمہ یہ ہے۔ تو ایک طلاق والی ہے اوراس سے پہلے ایک طلاق ہومگی ہے۔ اسبمثيال مين امكيه طلاق في الحال و اقع كي حجى إورقبلها وأحدة كَهُمَارِ امكِ طَلاُق اس سير يبلغ ما صي واقع کی حمی آیسے بچوطلات زمانہ حال میں واقع کی گئی ئے وہ زمانہ نیکا میں واقع ہوگئی۔اور مجوطلاق زمانہ ماضي ميں دِي گئي وه مجمى اسى كے سائھ زبانه حال ميں واقع بوجائے گئي۔ اس طرح عورت پردوطلاق يں واقع برول كي -كيونكه صاحب بإيه ك لكماب "ايقاع طلاق في الماصي إيقاع في الحال أز ما نه ما صي أي ملاق كاواً قَعْمَ إِنَّا دراصل: مأنه حال ميں واقع كرناہے - اس ليح رّ مانه ماصي كى طلاق مجى حال والى طلاق

DOC

کے ساتھ واقع ہو جائے گی اوراس عورت پرایک ساتھ دو طلاقیں ہوجائیں گی۔

ووسترى صورت مين ميسنى انت طالق داحدة تعديل واحدة مين إيك طلاق زمانه حال مين اوراكك طلاق

زمانه حال کے بعد والے زمانے میں معنی زمان استقبال میں واقع کی گئی ہے۔

پس انت طالق واحدة گهر موطلاق زمانه حال بین دی گئی ہے وہ تو فورًا واقع ہو جائے گی مگر بعد ما واحدة کہ مرحوزمانه آئندہ میں طلاق دی گئی ہے وہ واقع نہ ہوگی اس لئے کہ عورت عیر مدخول بہانے لہٰذا اس پر عدت واجب منہیں ہے اسلئے وہ ایکھ طلاق واقع ہموجانے کے بعد دوسری طلاق کر لئے محل باقی نہ رہی اس لئے بعد واحدۃ سے جو دوسری طلاق دی گئی ہے وہ واقع نہ ہوگی۔ سک جو ایجے واقع نہ ہوگی۔

ایک اعتراض بد مذکورہ قاعدہ پر بعض نے اعتراص کیا ہے کہ مثلاً تحتی نے کہا جادی رجل وزیر قبلہ دیرے یاش مردآیا اوراس سے پہلے زیرآیا) اس مثال میں قبل ضمیر کیطرف مضاف ہے اورضہ اس کا مضاف الیہ ہے۔ مگراس کے باوجود قبل اپنے ماقبل میسنی زیدگی صفت بن ریکہ ہے جس کا مطلب میں ہے کہ میرے پاس ایک ہے۔ ایسا شخص آیا کہ جس سے پہلے زید آیا۔ جب کہ آپ کے قاعدہ کے مطابق لفظ قبل کو اپنے مابعد کی صفت واقع

ببوناجا ييئة تفاج

جوات، به ية قاعده اس صورت بين بي جب قبل كے بعد اسم ظا برسوار حيوه لفظ قبل كامضات اليه واقع مرورة واقع منال كواعة اض بين مرود اور مذكورة بالامثال بين لفظ قبل كے بعد كوئى اسم طا برندكور تنهيں بيد - للمذااس مثال كواعة اض بين

ىيش كرنا درست منہیں ہے۔

دوسی آقاً علی بیسی مسئوت نے فرمایا اگریہ دونوں لفظ نین لفظ قبل اور لفظ بعثر کسی ضمیر کیطون مضاحت ہر وسی تو دونوں اپنے اقبل کی صفت واقع ہوں گے۔ جیسے کسی نے ابنی غرمزوں بہا عورت سے کہا " انت طالق واحدہ قبل واحدہ قبل واحدہ قبان دونوں مثالوں ہیں قبل اور واحدہ قبل واحدہ قبان دونوں مثالوں ہیں قبل اور احدہ اقبل کی صفت ہوں گے۔ اور فبل والی صورت میں مطلب ہیں ہے کہ تجمیرا مکیا لیسی طلاق واقع ہے جوا کی اور افع ہوں گے۔ اور فبل والی صورت میں مطلب ہیں ہے کہ تجمیرا مکیا لیسی طلاق واقع ہے جوا کی اور افع ہوں گئی اور والی منال میں مطلب ہے اس کے انت طالق واحدہ سے تو ایک طلاق نور اواقع ہو ایک گیا دور مری طلاق بروائی ہو گئی گئی دور مری طلاق بروائی موافق ہوگی۔ اور دور مری مثال میں مطالب یہ تو گئی ہو گئی علی اور ایک طلاق واقع ہو والی دو مری گذری ہو گئی اور جو طلاق میں مقال میں جو طلاق اس مثال میں جو طلاق ان واحدہ کے دریے دری گئی وہ تو تی ایجال واقع ہو جو اس مقال میں جو طلاق اس مثال میں جو طلاق ان واحدہ کی دور تو مری کی اور جو طلاق ما میں مطالق کہ اور جو طلاق ما میں مقالت کے ساتھ واقع ہوگی۔ اسی مذکورہ قاعدہ نے مطابق کہ ایقا ع طلاق میں ایقاع نی الحال ۔ المی مذکورہ قاعدہ نے مطابق کہ القات کی المامنی القاع نی الحال ۔ المی مذکورہ قاعدہ نے مطابق کہ القات کی المامنی القاع نی الحال ۔ لہذا الب دول کے مطابق کو القات کی المامنی القاع نی الحال ۔ لہذا الب دول کو المی مطابق کہ القات کی المامنی القاع نی الحال ۔ لہذا الب دول کی مطابق کہ القات کی المامنی القاع نی الحال ۔ لہذا الب دول کی مطابق کہ القات کی المامنی القاع نی الحال ۔ لہذا الب دول کے دولی کی دولوں کی مطابق کہ القات کی المامنی القات کی الحال ۔ لہذا الب دولی کو دولوں کی مطابق کو دولوں کی کو دولوں کو دولوں کو دولوں کی کو دولوں کو دولوں کی کو دولوں کو دولوں کی کو دولوں کو دو

طلاقيں في الحال واقع ہوجائيں گي۔

اس فاعدہ برایک اعر اصن بہ جاء نی رجائ قبل زید غلامۂ اس مثال میں قبل کالفظ منمیر کے ساتھ مقید منہیں ہے بلکہ استم فالفر معینی نیزید کی جانب مضاف ہے۔ اس لیخ قبل کو اسپنے ماقبل کی صفت ہوا جا ہے۔ حالاللہ اس مثال میں لفظ قبل اسپنے مالب کی صفت واقع ہے۔

جواب : يه قاعده اس صورت بين ہے حب نفظ قبل كے تقدمضاف اليدے علا وہ كوئى اسم ظاھر ندكور نه ہو حبكہ اس مثال بين مضاف اليہ كے علاوہ غلامهٔ اسم ظاھر ندكور ہے - البنداس قاعدہ پر اس مثال سواعتر ان

شارح نے فرمایاکہ ندکورہ احکام صرف غیر مرخول بہاعورت کے حق میں ہیں ۔ اوراگرعورت مرخول بہاہو تو ذرکورہ بالا مهور نؤں میں دوطلاتیں واقع ہوں گی۔ یہ دولوں لفظ میسندی قبل اور لعبر خواہ اسم ظا هرکی جانب مضاوت ہوں، یااسم صنمیری جانب مضاف ہوں۔

اوراگرطلاق کے علاوہ اقرار نے موقع پران دونوں الفاظ کا ستعال کیا جائے تواس کے اتکا طلاق کے اتکا طلاق کے اتکا م کے علاوہ ہیں، بعینہ ایک حکم مہیں ہے۔ جیسے سی نے اقرار کیا اور کہا لۂ علی در ہم بعدہ در ہم اس اسے سے ذمہ ایک در ہم ہے اس کے بعد ایک در ہم ہے اس اسے بعد بوں ایک در ہم ہے اور عاد ایک مفروم ہے مراد لیا جائے گا کہ اس کے لئے میرے ذمہ ایک در ہم ہے اور اس کے بعد ہوں گے ۔ اور عبارت کا مفہوم ہے مراد لیا جائے گا کہ اس کے لئے میرے ذمہ ایک در ہم ہے اور اس کے بعد ایک در ہم ہے وہ ہی ہوں ہے ۔ جبکہ مسئلہ طلاق میں بعد والی صورت میں اگر بعد کو ضمیر کی جانب مضا کیا جائے تو عورت میں اگر بعد کو ضمیر کی جانب مضا کیا جائے ہوتی ہوتی ہے ۔

اسی طرح اگرافرار کرنیوالا کچے اور علی در رہم قبلہ در ہم اسکے لئے میرے ذمہ ایک درہم ہے اوراس سے میں افرار کرنیو پہلے ایک در هم ہے ، یا کہ علی در هم تعبد درہم کے ۔ ان دو نوں صور توں میں بھی افرار کرنے و الے کے ذمہ

است ف الا بوارش ارد و معلم المعلم الم رتح پیچیے نقدیم و تا خیرسے د و درہموں کے وجوب کا فی الحال اقرار کیاہے لہٰذا س پر دوہی درہم واحب ہونگے لبزااس صورت میں بھی دوہی درحم واجب ہوں گے۔ **اِور طلاق کے مابین فرق** ،- نرکارہ صورت غیرو خول بہا عورت کے لئے نرمن کیا گیاہے ورغيك مخول بهاايك طلاق سے بائنة موجائ بيداوراس برعدت واجب رنبي بهوتي اس لئے جن صورتوا بیں عورت پر دوطلا قیں واجب ہوتی ہیں۔ ان بین صریف اول طلاق واقع ہوگی - اور دوسری طلاق کے واقع ہر نے سے میں ہے وہ بائر نہ ہوجات ہے اور تحل طلاق کا آئی مہریں رہتی۔اس لئے دومری طلاق کغو ہوجات ہے اور دین واجب کرنے کیلے محل جونکہ باقی رستاہے۔ایس ایک درجم واجب کرنے کے بعد دوسرادر ہم کی قانب بوسكتاب يحيولكه اقرار كرف وألا اوراس كاا قرار باقى سب وَعَنِّى الْعَصْرَةِ فَا ذَاقًا لَ لَغُنُومِ النَّ عِنْدِى ٱلْفُ دِنْ هَمِ كَانَ وَدِيْعَةٌ لِأَنَّ الْحَضُى ؟ تَكُ لَ كُلِ الْحِفْظِ دُوْنَ اللَّزُوْمِ لاتَ عِنْلَ مِكُونَ لِلْقُرُبِ وَالْقُرُ بِ الْمُتَيَقِّنَ هُوَقَرَب الْأَمَانَةِ وُونَ الدَّيْنِ لَاكِنَا مُعَمَّلً وَلَهُ ذَا إِذَا وَصَل بِه لفَظ الدَّيْنِ بِأَنْ يَعُولَ لَكَ عِندَى العَن دَيْنَا رُكِي وَيُنَا رُكِي وَيُنَا رَكُونَ وَيُنَا رَا ا ورلفظ عنن موجود گی بتائے کیلئے وضع کیا گیاہے۔ جنا یخہ حب کوئی شخف کسی دوسرے الشخص سے کیے لک عزری الف درہم رہم ارامیرے پاس ہزار درہم ہے ) تواس کا پوکہز ودیوے کا افرار ہوگا کیو بھرکسی تنی کی موجودگی اس کی حفاظت کی نے مذہبی کرتی ہے، اس کے لزوم کی بنیں۔ اس دجہ سے کہ لفظ عند قریب کیلئے آتا ہے ۔ اور تقبنی قرب وہ امانت کا قرب شمار ہو تاہے نہ کہ قراح ی لئے جب اقرار کرنیوالے سے لفظ کین اس کے سائھ ملادیا بایں مورکہ کے لك عندى الف دَينا تودين شمار بوگا-عنار کابس نا اسما خطوت میں سے ایک ملفظ عند سجی ہے ۔ یہ لفظ موجود گی ك بيان كريف كے لئے آیا ہے خواہ موجودگی حقیقة بهو جیسے زیرعند عمرہ بیا موجودگی ا محکماً ہو جیسے غدی مال (میرے یاس مال سے) یہ اس وقت بھی کہا جائے گئا ہے جب مال اس کی جیب میں موجود نہ ہو بلکہ مال اس کے گھر ہیں رکھا ہوا ہو۔ مہرحال لفظ عذموجود کی کوہرے ان کرنا ہے۔ جیسے ایک آ دِی نے دوسرے سے کہا لکھ عَبْری الف درھم (نتہارے میرے پاس ای<del>کھی</del> براز<sup>د</sup>ا توريكلام وديعيت پر محول كياجائي وين بير محول مذهو كا- اس ليخ لفظ غن اس بات بر دلالت كرتك بير كه أمك ہزار دراہم میرے پاس موجود ہیں، لازم ہونے پر والات نہیں كرتا- اس وجه سے كه نفظ عند قرب كو

اسِشرفُ الا بوارشي اردو المراه المراه المراه المراه المردوم صفت ہوکراستعال ہونیکی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ اسم صفت ہے کیونکہ کلمہ غیر بعنی مغیر ہے اور مغیر ذات مع تغیر کا نام ہے معنی غیر ذات مع التغییرۃ میراس کی دلالت ہے اس بلئے یہ غیراسم صفتی ہو گا للمِذا اس کو صفت قرار دینا نی روسی میرانگری کی میان اس کی وجربید که لفظ غیر خودتونکره سید، اوراگر میمعرفدی جانب فِرِ ہو جائے تو بھی مکرہ ہی رہتا ہے،معرفہ نہیں ہو تا اس لئے حب یہ نکرہ ہے تو نکرہ ہی کی صفت لفظ غاير استثناً عرك له به اس وجه سے استعمال كياجا تاہے كہ يہ حرف الآكے مشابہ ہے كيوں ك انِ دوبوَّں ہیں ان کا مابعد ما قبل کا غیر ہواکر ماہیے اسی مشا بہت ی بنا ربر لفظ غیرکو استثنار کیلئے استعال کرلیا ماہ <u> صبیحسی نے کہا لۂ علی درهم غردانی - اوراگراس نے غیرکور نع پڑھا ت</u>و افرار کرنے والے پر ایک درہم ہورا فا - اُس کے کہ رافع کی صورت میں غیردانق کی صفت واقع ہے اِ قبار كمِنعِالے نے لفظ غيركونصب يرض عالة لفظ غيراستشنارے معنے دسے گااورمطلب بيروگاك ب دانق کم ایک در م واجب سے اس کئے اقرار کر نیوا۔ کے برا مک دائق کم امک درہم واجب ہوگا۔ والق میں بون کوفتی اور کسبرہ و و بوں درست ہیں - اور درہم کے چھویں حصہ کو دائق کما جا السبے ۔ <u> فیظ سویلی : به لفظ بھی نکرہ کی صفت بنتا ہے اوراسنتنا کرے مفنے دیتا ہے۔ پہ لفظ در حقیقت ظرت</u> نے کہا ضرب خالڈا سوی حامر مینی مکان حامر ہیں نے حامد کی حکمہ خالد کو ہارا ۔اور حولکہ ب لئے اس کونیت پر 💎 موقوت مانا جا تاہیں۔ اگرینیت رفع کے کے استعال ہوگا اورا قرار کر بنوالے بریورا درہم واجب ہوگا اورا گر ساتھ پرت ماہے و جور است سے ہوں اور اسرار پر سے بہتر ہوں ہے۔ اس کو نصب کی نیت سے بڑھاتو یہ استثناء کے مضے دیگااوراس پرالک دانق کم ایک درم واجب ہوگا شارح نے فرایا کہ نمکن ہے کہ قاضی تخفیف کیوجہ سے اس کو قبول نہ کرے اور میں کہ کررد کرد نے اپنے مفادکیو کہ سے آستشناء کا ارادہ کیا سے۔ مِنهَا حُروبُ الشهطِ فَإِنْ اَصُلُ فِيهَا لانِهَا لَهُمْ تُسْتَعُهُ مَلْ اللَّهِ لِيهِ ذَا الْهَعُن وغيرُ هِسَا نستعمل لمعكان أتخرو للهذا علب إن نستى الكلُّ بحرُ ب الشرط و ان كان بعضُهَا اسمًا وانتها تدوخل عل امرمعل ومعل خطرالوجور وليس بكائن الامحالة سَعِمَلِ فِيمَالِم مِكُنْ عَلِيْ خَطِرُ الْوجودِ مِلْ هِيَالْ الله بضَ بَ مِنْ الْتَاوِيْلِ لَانْدُع لودَلانستعُهُل عَلا الركاريكار الإعتالة الأبالتا ويل لاتم على اذا فاذا قال إن ٱطلِّقُكِ فَانْتِ طَالِقٌ كُم تُطَلِّقٌ حِتَّ بِمُوتَ احدها لانَّ هذا الشَّاطُ لا يُعَلَّم قطعًا الا

مانیہ مجی ہے۔ بیلغی کے مصنے دیتا ہے۔

جواً وسلے ، اس نام کے دو حرف میں راول إن حرف شرط، دوسرا إن نافیہ - جوال حرف شرطب وہ

موٹ شرطاہی کے مطنے دیتا ہے دوسرے کوئی معنے نہیں دیتا۔ جوابتے ، ۔ اس اعتراض کا یہ بھی جواب دیا کیا ہے کہ ان کو حروب شرط میں اصل کا درجہ اس دجہ سے دیا ہے کہ یہ صرف حرف شرط کے معنے دیتا ہے۔ دوسرے کوئی معنے نہیں دیتا۔ اس میں ظرفیت وعنی کاکوئی ۔ ارمنیں کیا گیا ہے جس طرح دوسرے حروف میں مثلاً متی اورا ذا ان میں شرایے سائھ ظرف

ہونیکامبی اعتبارگرلیاحا اسے۔

نے فرایا کہ حروب ان السے معدوم میر داخل ہو ناسبے جس کے وجود کا حمال ہواوروہ وجود و عدم کے درمیان مترد دیہو۔ اِس لیے ان کا داخل کرنا ایسے امریر جس کا محود لغینی ہویا جس کا وجود مال ہو درست سنیں ہے بجزاس کے کہ اس کی با ویل کرے محال ہوئے سے نکال کرمختمل کے درجہیں لے آیا ہے؟ محال اورمتنع پر حضر َإِنْ اس وجر سے داخل سنبیں ہو تاکیوں کہ جس کا وجو دہ تحق ہو و ہو آ ذا کا تحل ہے میسنی اس حکیرین ا ذا داخل ہوتا ہے۔ مثلاً ان لم اطلقک فانتِ طالع ؓ ﴿ اُگُرْمِي تِحْ كُوطُلا قِ مَ روں تو تو طلاق والی ہے ۔ شوہرنے عورت کوطلاق دینے کوطلاق نہ دسینے بیر معلق کر دیا ہے۔ تواس **موت** میں عورت برطلاق اس وقت واقع ہوگی جب شوہرا در ہوی میں سے کسی ایک کے مرب کا وقت آ جائے گا اس لیے کہ طلاق منہ دسینے کی شرط لقینی طور مراسی وقت یا نئ جاسے گئی۔ جب آن میں سے کسی کے مرہے کا وقت قریب آجائے گا کیونکہ اس <u>سیمیں کے ہروق</u>ت طلاق دینے کا انسکان یا یا جا ٹاسپراس لئے موت سے بیسے طلاق وافع نه ہوگی - اورجب شو تہرنے کوری زندگی طلاق نہیں دی اوراس کی موت کا دفرے آگیاا ور صرف انت طالِق کھنے کا وقت باقی ہے تو آب شرط بائ مئی بعیت نی طلاق ینہ دسینے کی شرط یا ن مگئی۔ اور حبُ شرط یا نگانگی نُو وه طلاق جو شرط نرمعلق نقی وهٔ اب اس دقت آیس واقع بهو جائے گی

اورغورت اگرغیرمزخول بہاہے تو میرات سے محوم ہوجائے گی کیونکہ اگروہ عدت والی ہوتی یا علا یس ہوتی تو مطلقہ بیوی کی میراث پلے کا حق صاصل ہوتا - اور بیرچونکہ عدت میں مہیں سے اسلے

- - حربہ ایک اور جان کی ایک اسی طرح اگر عورت کے مرنیکا وقت قریب ایکیا اور جان کیلنے کے شارح علی کے اللہ اللہ اسی طرح اگر عورت کے مرنیکا وقت قریب ایکی اور جان کیلنے کے وقت انتِ طالق تحفي ي كناكش باقي مذرس تو يو بتكم طلاق مد وسين كي شرط يا في كني اس كي اس وا

برمرتے و توت طلاق واقع بهوجات و گی۔

اور کلمه افانحا تو کوفه کے نزدیک وقت اور شرط دونوں کیلئے بیک وقت صلاحیت رکھتاہے کہ کم کا این اور کھی شہیں بھی کیا جاتا - مطلب یہ ہجر کہ کا نا اور افرات اور شرط دونوں کے درمیان مشترک ہے بس بھی کا اس مجازات دشرط دونوں کے درمیان مشترک ہے بس بھی کا اس مجازات دشرط کے بطوراستعمال کیا جا اور اس کے بعد فعل مضارع کوجزم کر کے اس کی جزامیں فار داخل کر دیا جاتا ہے ۔ اور کھی کا ات ظومت محیطرح استعمال ہوتا ہے بغیر جزم کے اور بغیر فول مارک دیا جاتا ہوگا اور نہ جزامیں فار داخل ہوگی اگر چہ شرط دجزائے طرز فار دوسلے اس کے بعد فعل مضارع پر جزم نزاک گا اور نہ جزامیں فار داخل ہوگی اگر چہ سے ہے۔

بردوسلے اس کے بعد فعل مضارع پر جزم نزاک جب اذا شرط کیلئے ہوں۔ شعر کا ترجہ یہ ہے۔

بردوسلے اس کے بعد فعل مضاری کے ساتھ زندگی بسر کرجب تک تیرارب تجھے مال کے دریعہ ماللار بنائے اس کے خوریعہ ماللار بنائے

حب کوئی مشکل اور شختی بیش آئی ہے تو مجھے بلایا جا تاہے، اور جب عرق کھا ناکیایا جا تاہے توجن رب کو بلایا جا تاک اور حب کلمۂ ا ذاکے ذرلیہ جزالائی جائے تو اس وقت اس سے دقت کے معسیٰی ساقط ہوجاتے ہیں گویا کہا۔ افاحرف شرط ہے۔ امام الوصنیفر ملاہمی قول ہے۔ اس وجہ سے کہ ا ذاشرط وظرف و ویؤں میں مشترک ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مث ترک ہیں عموم منہیں ہو تا کہذا دوعنوں ہیں سے کسی ایک معنیٰ کے مراد لینے کے وقت دوسر معنیٰ کا باطل ہونا ظاہر ہے۔

[ کلمیرا ذاکابیگان ، حروت شرط میں سے ایک شرط کا حرب ا ذا نبی ہے۔ اس کے متعلق 

الماكك بدار أرفعل مضارع بوتو وهجسندم بوتاب. ا وَآكِي جِسنِ إِسِيفًا مُواطل بِهِ إِنَّا لِهِ مِينُون اسْتُعال إِسْ صورت مِين بِسِ جبكه ا ذا برائح شرط استعال كياكيا بهو-لِيكِن ٱلْرَشِرِطُ كَيْ علاوه كسي دوسرى وجه سعه مثلاً ظرف تحييلةً يا وقت كرمعنظ دسينة تحييلةُ اس كواستعمال كبيا گیلے تو ذرکورہ مینوں باتیں نہ ہوں گی

شعزوا ذاتصبك خصاصلة فتحديل - اورجب تجهكوي تكليف ينج توتو تحل ي كامك -اس مصرعهی اوا بمعنیٰ إن سبے واور شرط تحییلئے استعمال ہوا سبے - اور آذائے تبد فعل مضارع مجزدم سب اورحب كلمه اذا بعني وقت بوتواس كى مثال واذا تكون كرمها أدعى لها واذا يعاس الحيس يدعى جندب وي مصين الوقت آجاتا بدية اس وقت مي بلايا جاتا بول - اور حب حلوب انطب كى بوتى بي توجدب كوبلايا جا آلسے-

اس شعراب تكون ارعى اور يحاس فعل ہيں ا ورمجه زوم نہيں ہيں۔ اس لئے معلوم ہوا سہاں اذا

ماتن نے فرایا کہ حب اِ ذاکو بولکر شرط کے مصنے مراد لئے جا کیں تو وہ وقت کے معنے میں ولالت من مطالقة **ا** كريگااورنه ئ تضمنًا ولالت كريكا بين امام صاحب كى رائيسيد - اس كى وجه دراصل يديد كد كاذا حب شرطاور ظرف دونوں معانی کیلئے مٹ ترک ہے اور عموم مشترک درست منہیں ہے۔ اس لئے حب نظرطاور ظرف دوست منہیں ہے۔ اس لئے حب نظرے درمعانی میں سے کوئی ایک معنے مراد لئے جائیں گئے تو دوسرے معنی ازخو دساقط ہوجائینگے۔

<u> وَعِنْكَ نَحُا ۚ وَالْبُصَرَةِ هُولِلُوفُتِ حَقِيقَةٌ فَقطوَ قَكُ تَسْتَعَمَلُ للشَّرَطُمِنُ غُيُرِسُقوطِ الوقت عنها</u> عَلْسِيلِ المَحَازِمِتُلُ مِنْ فَإِنَّهَ الوقتِ لايَسُقُطُ عنهَا ذُ الْكِ بِحَالِ وَإِذَا لَهُ يَسْقُهُ طُ ذُلِكَ عَنُ مِي مَعِ لِزوم المجازاةِ لَهُا فِي غَيرِ مَوضع الاستفهام فالا ولى أن لا يسقَّطُ وٰلِكَ عَنْ إِذَا مَعَ عَدَم لزوم المهجأزا وَ لَهَا وَهُوقُولَهُمَا أَى ابي يُوسُف ومحسمَّيِنُ ۗ وَلَكُن سُيرِد عليهما أَن مُن أِذاكُم يُسْقُطِ الوقت عنها يلزُم الجمع بين الحقيقة والمحبار وَالْجُوابُ انْهَاكُمْ تَسْتَعْمَلُ إِلَّا فِي الْوقت الذي هومِعِنْ يُحقِيِّعٌ لَهُا وَالشَّمَ عُلَا سُمَالُوم

تضمُّناً مِنْ غيراس ادية كالمبتت أالمتضمّن لمعضف الشروط.

ا ورنحاةِ لهره كے نزديك كلمهُ ا ذاحقيقةً صرف وقت كيليِّ موضوع ہے يہم كلم وحتى كيطرح ونت کے معلے ساقط ہوئے بغیراس کااستعمال شرط کیلئے بھی ہوجا تاہے ۔مگر بہام بطور مجاز بروتا سبع بيخا كجز كلمه برحي وقت كييك وضع كياكياسيه اس سعه وقت كے معنے كسى وقت س ب برمصنے حیٰ سے ساقط نہیں ہوستے با دجود یکہ مجازات میسنی شرط اس کے لیئے لازم سے کے مقام میں نہ ہونوا ول یہ ہے کہ کلمہ اذا سے مہی وقت کے معنے ساتھ نہوں جبکہ کلم یا اذا بيئه مجازات رسرطى لازم بمي تبين ہے - يه صاحبين كا قول بيد ميسى ام مابولوسف اورام محرام كا -کین ان دوبو ب پرایک اعترات وارد ہوتا ہے کہ جب دقت کے معلی آذا سے ساقط نہ ہوں گے توجم ع ہیں الحقیقت والمجا نزلازم آئے گا - جواب اس *کا یہ سے ک*ہ اذا صرب وقت ہی کے معنیٰ میں متعمل ہو ناہے جوا*لا* عنٰ ہیں ادر شرط کے معنی ضمنا بلاالاِدہ کے لازم آجائے ہیں جینیے وہ مِتدا جوسٹ طے مغینے ن بو جیسے الذی یا تینی فلا درہم وہ تخص جومیر کے پاس آئے گا اس کیلیے درہم ہے ) م المماز اكمهاذ اكم معنى بصولوب ك نزديك :-﴾ آتاسیے آ ورکھی متی کیطرح اس سے وقت کے معنے کے بجا۔

تے ہُں مگر وقت تے <u>معن</u>ے ساقط نہیں ہو تے اور شرط کے م<u>م</u>ع ی ہوں گے۔اس کے کہ لفظ متی برائے وقت وضع کما گیاہے اور وقت ک

ليمعظ لازم بونيك باوجوداس سيروقت يحتمعظ ساقطنهن بويسك نوكلمة اذاجس یعنے لازم بھی منہاں ہیں اس سے وقت کے معنے کس طرح ساقط تہو سکتے ہیں -

ں یہ کہ اوالطور مجاز نتر ط کے لئے بھی استعمال کرلیا جا تا ہے مگر اس سے وقت کے معنے ساقط

ہن*یں ہوئے - حضا جبن گائی ندم ہے۔۔* ع**جبر احن** ، کلمۂ اذا کوجب مجازا شرط نے معنے میں استعمال کر لیا گیا اوراس سے دقت کے مطنے ہوک فيقي معلى بهن ساقط نهبين بهوتے كو اس صورت ميں حقيقت و مجاز كا احتماع لازم آ تاہيے اور

ب :- اس کا جواب میر ہے کہ ا ذاصرت اپنے حقیقی معنی مینی بعنی وقت استعمال ہو تاہیے اور شرط تے مطبح ضمنیا لا زم آجائے ہیں جن کاارادہ بھی منہیں کیا جاتا۔ اور حقیقت ومجاز کاابتماع اس و قت باجازً ہے جب ارا دہ ایساکیا جائے آوراگراز خود جمع ہو جائیں تو یہ نا جا رُز سنیں ہے۔

یہاں پریمی دونوں معنیٰ کا اجتماع غیرارادی ہے اس لئے نا جائز نہ ہو گاجیے وہ بتلاجس ہیں شروا کے۔ صفح مبھی پائے جاتے ہوں جیسے الذی یا تینی فلۂ درہم ۔ تو اس میں متدا اور خبر کا ہونا اس کی حقیقت اوراصل ہے۔ اور شرط وجزا کا پایا جانا مجازا ہے ۔ اوراس مثال میں سے دونوں صادق آئے ہیں مگر شرط وجسز اکا اس میں ارادہ نہیں کیا گیا ہے اس لئے اس میں کوئی حرج منہیں ہے ۔

حَتَّ اذاقال الإمرأت إذاكم اطلقائ فأنت طالق الايقع الطلائ عندكا ماكم يمن احكم الانتكاعندكا بمنزل موب الشرط والمقطاعين الوقت في الوقت في الرائل المنتكا عندكا بمن المنتاب فالق وفي لا يقع مالكم يمت الحك في الوقت في المنتع المنافي المنافي المنافي المنافي المنتب في المنتب في المنتب في المنتب في المنتب في المنتب المنافي المنتب المنتب المنتب المنافي المنتب المنتب

است من لانوار شرح اردو کے سائخہ مقید منہں ہوتی جیسے کہ مٹی شئت کہنے کی صورت میں ۔لہٰ ڈیک اوم ہواکہ ا ذاعموم وقت کے نے طلاق کواس کی مشیت کے سابھ متعلق کیا ہے۔ لیس آ نەپپوگى - اورىيم خېر فى الحال ونوع ميں ہوگيا ہے لہٰذا شك كيوجہ سے طلاق واقع مذہوگ ۔ يہ بحث الرقت نی تھی۔ بہرحال جب اِس نے وقت یا شرط کی نیت کرتی ہے تواس کی نیت کے اذا ما کلمهٔ ا ذاکیطرح ب لین اس میں سب مااکفات سے کہ مجازات د شرطی کے معلیٰ ا واسے شرط کے منٹے لئے جائیں سمجے تو وقت کے منٹے اس سی احب ان کے معنی میں ہوگھا تو شرط کے مصنے وسے محل اور ĬŎŔĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠĠ لے معنے مراد لئے جائیں گئے بواس سے وقت کے معنے سا قط نہ ہونگے نقتی صند سے ماتن نے ذکر فیراتی ہیں۔ جنائیخہ فیرمایا ا زالم اطلقک فانتِ ت طالق معنیٰ انِ لم اطلقک فایزت طالق ک لی وحرسے عورت برطلاق اس وقت کے واقع نہ ہو گی حب کا بادجود وتنت تحمعتي ساقط منهس ببوستے اس فا نت طالق معنی میں متی لم اطلقک فانت طالق کے بیے۔ اور متی والی صورت میں تکلم ملام سے فارغ ہوتا ہے اُسی وقت طلاق واقع ہوجات ہے بے بدر سمبی عوریت نے طلاق کوچا ہاتو اس ئی حس طرح انت طالع نمنی شدئت والی صورت میں بنی حکم دیا گیا۔ پیرے کرعورت کا اختیاراس مجله سنہیں رستاً ملکہ محلس کے بعد تعمی اس کوطلاق چلسنے کا اختیاار جا صل ہوتا لہے ۔ا دراگرا ذائمعنی اِن ہوتاجیساً

اورارًا ذاكومتى كے معنے نبی كے ليا جاسئ اور وقت معنیٰ ليے جائیں توبعد مجلس عورت كاحق باطل مہیں ہوتا کیونکہ انتِ طالق می شدّت مجلس کے ساتھ مقید تنہیں ہے بلکہ محلس کے بعد بھی اختیار ماتی

مركوره بالا تفصيل من علوم بهواكدا مك صورت مين عورت كالضيار باطل بهوجاً للسير، اورامك صورت مين يه اختيار باطل بنهي سبوتاب إفي رستاب بلزلانت طالق إذا شئت كيف سي حوافقه ارغورت كويق بني طور رحاضل بهوا تتعالب مجنس اس اختيار من شك بيدا بوكها ادراس فاعده سيركه قطيقين لويزول بالشكت اس مقام برسمی شك سوجه ست عورت كا حاصل شده تقینی حق باطل نه هو گا

المذاآس مبكه عورت كوحق كالعبر مجلس كختمه رسااس ليع تنبس بيد كه كلمة اومتى كم معنى مين موكر وقت كمعنظ ميں بعے جيساكه صاحبين كامسلك بنے ملكه مذكوره بالا در كى بناء يرسے -اورسسئل جو اس وقت زيرنطرسية وه يه كه ا والم اطلقك فإنت طالق ميں جوطلات ــــــــ في الحال واقع مهني ہوتي وه اس وجر سے نہیں کہ کلمۃ ا ذائم بنی ان سے ملکہ اُس کے سے کہ اس کلام کے دریعہ فی الحال طلاق کے وتوع مين شك وأقع بوكياب المذانى الحال طلاق كووا قع بهو نامشكوك بي كيونكه شك كيوجري ووں یاں میں اور میں ہوگا وروہ اپنے اختیار کو استعمال کرسکتی ہے اور طلاق آخری عمر میں واقع ہوگ اوريه اس وجرسي نهاي كه كلمة اذا معن الى شرطيه كيس بلكه وقوع شك كى بناريج من كانفصيل ا ور سیان کی جاچکی ہے۔

بثارح نے فرمایاکہ امام صاحب اورصاحبی کا مذکورہ بالا اختلات اس صورت بیں ہے حسکہ شوہری کوئی سیت منہو۔ اوراگراس سے ا ذاکے بارے میں ظرب ہوسے یا شرط ہونے کی نیت

کوکے اصلی معنیٰ کیا ہیں۔اس بارے میں اہل عربیت کا قول یہ ہے کہ کلمۂ لوخارج میں انتفاء شرط کی وجہ سے

نتفاءِجزائے کئے آتاہے۔

ارباب معقول نے کہ انتفاء جزاء کی بناء برانتفاء شرط کیلئے آتا ہے۔ وولوں نے باری تعالیٰ کا یہ قول اپن ولیل میں وکر فرایا ہے کو کان فیصد کا المبئت الاادللہ کفسیک تا اہل عربیہ نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اگران دولوں (زمین واسمان) میں خدا کے سواا در می خدا ہوئے تو ان کا یہ نظام درجم برجم ہوجا آل مسکر جی تحاس کے علاوہ دومراکوئی خدا نہیں ہے اس لئے ان کا نظام فاس نہیں ہوا۔

حاصل به نکلاکه الدی متعدد نه بهونی بنا تربر فساد نهی بهوا - ارباب مقول نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا اگر زمین وآسمان میں چند خدا ہوتے تو ان و و نوں کا نظام فاسد بہوجا یا مگر ہونکہ نظام عالم فاسد منہیں ہوا -اس سے معلوم ہوا کہ عالم میں خدا کے سواکوئی دوسرا خدا بھی سنہیں ہے ۔مطلب بیر ہواکہ عالم کے فساد کے مد

هوسيكي بنارير تعدد الأكاانتفار هوا-

علمائے اصول کے نزد کھے اس آیت کے معنیٰ یہ ہیں اور وہ معنیٰ مذکور دونوں معانی سے مختلف ہیں اور ہے کہ اس جگہ کلمہ کو بعنیٰ اِن ہے جس کا استعمال استقبال کیلئے کیا جاتا ہے اور حس طرح اِن مروت شرط ماضی ہر داخل ہو کرا ہے خدخول کو مستقبل کے مصنے میں تبدیل کر دیتا ہے اسی طرح حروث کو بھی ماضی ہر داخل ہو گا اور ا بینے مدخول کو ستقبل کے مصنے میں مبرل دیگا الہٰذا مردت کو برومی اسکام جاری ہوں گے جو حروث اِن شرطیہ برجاری ہوتے ہیں۔

ا شارح نے فرایا کہ اس بارسے میں امام صاحب کاکوئی قول ہم کومعلوم منہیں اس کئے صاحبین کے استان کے ساحبین کے

قول پر عمل کیا گیاسہے -

كَدين السَّوالِ عَنِ الْحَالِ فِي أَصُلِ وَضَعِ اللَّغَنِ تَقُولُ كَيْفَ مَن يِلَّا أَى آصَحِيحُ أَمُ سَقِيمٌ فأن استقامَ اى السوال عَن الحالِ فيها والا تَجالَ لفظ كيف والموادُ باستقامة السوال عن الحالِ فيها والا تَجالَ لفظ كيف والموادُ باستقامة السوال أو عنها أن يكون ولا كان يكون ولا كان يكون ولا كان يكون ولا كان يكون والعلاق وبعده م استقامتها ن لا يكون ولا كان الشي والعنام العالم على العنام العنام العنام العنام العنام العنام العنام العنام المعالم المناس الم

اور کیف افت میں حالت دریافت کرنے کیا وضع کیا گیاہے۔ تم کہتے ہو کیف زیر کا گیا حال ہے عنی بیمارہ یا تندرست ہے ؟ پس اگر تندرست ہے معینی حالت کے بارے میں سوال درست ہے تو بہتر ہے ور مذلفظ کیف کا ذکر سکیار ہوجائیگا۔ سوال کے درست ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ شی کیفیت اور حالت والی ہو۔ اس سے قطع نظر کہ وہاں کیفیت کا سوال کیا گیاہے یا نہیں جیسے کے کلہ طلاق میں اور اس کے درست نہو جیسے اعماق میں اور اس کے درست نہو جیسے اعماق میں اور اس کے درست نہو جیسے اعماق میں اور اور کا ذری کے جب

آسکیفئے کا بگیان: - اور جرف کیف حال کے سوال کیلئے آباہے - حال سے مراد صفت اور حالت سے اس سے حال نوی مراد منہیں اور نہ وہ حال مراد سے جوما صفی کے بغیر ستقبل سے اسلامہ آباہی اور نہ حال کے معنے وہ ہیں جو ملکہ کے مقابل آباہی میسنی حال سرو کمفت

سیلی موان سیلی موار به حال کے معنے کوہ ہیں جو ملکہ کے مقابل آئی اہے میسنی حال سے دیکیفیت مراد لینا جوراسخ نہ ہو۔ لہٰ زامطلب یہ ہواکہ حرف کیف ناعتبار لفت صفت اور حالت کو دریافت کرنے کیلئے وضع کیا گیاہے مثلاً کسی نے محیف زیر کہا لیسنی زیر کسیاہے تو اس سے مراد سائل کی یہوگی کہ تندرست سے یا

ماتن نے فرایاکہ اگر کسی کی حالت کومعلوم کرنامقصود ہوتواس وقت کیف اپنے صیح معنے دیگا ور مذکبی نے

کوئی اور دوسرے معنیٰ نہ ہوں گے۔

شارح نے کہا، سوال کے صحیح اور درست ہونیا مطلب یہ ہے کہ جس اسم پر لفظ کیف داخل ہوتا ہے وہ اسم کیفیت اور حالت والا ہوگا اس سے بحث سہیں کہ اس جگہ کوئی سوال بے یا مہیں ۔ جیسے طلاق کے باب میں ۔ اس کئے طلاق وہ اسم ہے جس میں کیفیت پائی جاتی ہے ۔ کیونکہ طلاق بائذ ، رجعیہ اور مغلظ میول کیفیتوں کی ہوتی ہے۔ اگر طلاق بائنہ سے بھر دیکھا جائے کہ وہ بائنہ خفیفہ ہے یا بائنہ غلیظ ہے ۔

موں سے سرائی کے درست نہ مونیکا مطلب میر سبے کہ حس اسم پر لفظ کیف داخل ہے وہ اسم حالت اور کیفیت والا نہو مسلے عاق میں امام صاحبُ کے نزد کیے۔ کیونکہ ان کے نزد کیے عتاق کوئی کیفیت مہنی ہے۔اس لئے اگرا قا سے اپنے غلام سے کہا ' انت حریم کیف شدئت ' تو غلام فی الحال آزاد ہوجائیگا۔

تُمْ بَيْنَ عِكَا الْمَالِكِي عَلَا عَيُرِ ترتيب اللَّعْ فَقَالَ وَلَا لِكَ قَالَ ابُو حَنَفِهُ مُ فَوَلَهِ اسَتُ مُ الْكِ عَنْ الْعَتَ السَّرَ احْالَ عَنْ الْهَ عَنْ الْعَتَ السَّرَ احَالَ عَنْ الْهَ عَنْ الْهُ عَلَى عَنْ الْهُ عَنْ الْمُ اللّهُ عَنْ الْهُ عَنْ الْهُ عَنْ الْمُ اللّهُ عَنْ الْهُ عَنْ الْهُ عَنْ الْهُ عَنْ الْهُ عَنْ اللّهُ اللّهُ عَنْ الْمُ اللّهُ اللّهُ عَنْ اللّهُ اللّهُ عَنْ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّه

الزُّوْجِ وَإِنِ اتَّفَقَ نِيتِهُمَا يَقِعُ مَا نُويَا وَإِنْ اخْتَلَفَ فَلَائِكٌ مِنْ اعتبارِ النيَّلَيْن فا واتَّعارَضَا تَسَاقَكُما فَبَقُو أَحْمِلُ الطلاقِ الذِي هُوالْرَّجِيُّ فَإِنْ نُوَرِ الثِنتَيْنِ وَنُومُهُمَا أَيخُرُ لايقع لاتُما عَدَدُ مِعْضَ لِسِي مَنْ لُولِاً لِلْفُظِ وَأَمَّا النَّلِثُ فَأَتَّ مَا أَنْ لَهُ كَلِّنْ الْعِمْا مَنْ لُولَ الله خ لكستكة واحِدًا عتباري بينااحتمك الكفظ عند وجُود الده ليل طلبة ليل هاهنا في لفظ كيف مَاسْمُااحْتَاجَ إِلَى مُوافِقَةِ مِنْ إِلَوْجَ مَعُ اسَّهُ فَوَّصَ ٱلاحُوَالَ بِيرِهِ الْإِنْ حَالُةُ مِشْبَتُوهَا مِشْتَرِكَتُ بَيْنَ البُيْنُونَ مِ وَالْعَلَ وَ فَحِتَاجُهُ ۚ الْحِالِنَةِ لِيَعَيَّنَ آحَدُ مَعَمَلَيْهُ هلذا كلهُ إِذَا كَانْتُ مِنْ خُولًا بِهَا فَإِنْ أَكُمْ تَكُنِّ مِنْ خُولًا بِهَا تَقَعُ الواحِلَةُ وَتَبِينَ يَهَا وَيلِغُوقُولُ فَكِيكَ شَمَّتِ لَعَدَمَ الفَائِكَةِ-

تھے رلف ونشرکی ترتیب کالحاظ کئے بغیر مصنفے نے دونوں کی مثالیں تحریر فرمایا اور کہا اور السي وجهسا اكام الوصنيفة فرايا السكة ول انت حريمٌ كيف شئت ﴿ يُوٓ ا أَوْا دَسِيحُينِ طرح چاہے) میں کروہ القاع حربت ہے ۔ لفظ کے باطل ہونے کی یہ انکیہ مثال ہے کیو بحد عتَّق حالت کو مفیّت

والى شتى مئيس سيدامام صاحب ك نزويك إورغلاكا مرسريا نمكاتب مال اورنغيرمال وغيره غلام كعواين

میں (اِمصاّف منہیں ہیں) سی معتبر نہ ہوں گے ۔ لہذا مذکورہ کلام میں کیون شکت کالفط نے معنے اور لغو بيدا ورآنادي في اتحال واقع بهوجائيگي - إورطلاق مين ايك طلاق واقع بهوگي اوروصف اور قدرمين زیادت عورت کیطرت سونی دی جائے گی بشرطیکہ شو ہرنے منیت کی ہو۔ تحقیف کے حال والا ہونیکی بيالي مثال سي حكونك طلاق حالت وكيفيت والى ب الم الوصنيفرك نزومك معين بيركدوه رحبي ب یا بائن اور خفیفہ سے یا غلیظی ال کے بدیے ہے یا بلا ال کے بدلے ۔ لہٰذا محض انت طالق کمیف شنت يَ يَكُمُ سِينُفْسِ طَلَاق وا قع بهو جائع كى اور باقى طلاقيس غورت تبطرف سونب دى جاتيس كى . کیفیت اوحالت کے بارسے میں جوکہ کیفیت کا مدلول سے اور وہ طلاق سے وصف کی زیا وی سیعنی طلاق کا ہائن ہوناا درقدر بعیسی ثلاث یا اثنین ہونا یہ جب پہنے کہ زوج کی نیت کے موافق ہو الہٰ ااکر دونوں کی نیتین تیفق ہوگئیں تووہ مقدار طلاق واقع ہوجائے گی حب کی دویوں زمیاں ہوی کے نینت کی ' سے ۔ اوراگرغورت کی سنیت مختلف ہے بیس دویون نیتوں کا اعتبار کرنا ضروری ہوگا۔ اورجب دویوں مِین تعارض واقع ہوگیا تو دونوں ساقط ہوگئیں بیں اصل طلاق باقی رہ تھی اوروہ طلاق رحبی ہے۔ بیس اگرعورت نے دو طُلاق کی منیت کی اور شو ہر کے مہمی رہنے کی نیت کی متی بوطلاق واقع نہ ہوگئ کیوں کہ دو کا عدد محصٰ عدد سبے لفظ کا مدلول سنیں ہے۔ اور تبہرحال تین بیمبی اگرچہ لفظ کا مدلول نہیں ہے۔

مرواحدا عتباري سيحيونكه لفظ دليل موجود بهون كوقت اس كااحتمال ركمتاب اورلفظ كيعب

کنے کے بعد فور اس واقع ہوجا کی ۔ باقی طلاق کے دوسرے احوال وکوالک وہ عورت کے سپر دہوں گے مثلاً طلاق کا بائن ہونا یہ وصف کی زیادتی ہے اور مقدار کی زیادتی میسنی طلاق کا دوہونا یا بین ہونا ہوت کو ان امور کا اختیارا اس وقت حاصل ہوگا جب شوہر ان کی سنت مجاب اضافہ کر ہے مگر یہ اختیارا اس وقت حاصل ہوگا جب شوہر ان کی سنت مجاب میں کرنے ۔ اگر دولؤں کی سنت مطابق ہوگی ۔ اور اگر دولؤں کی سنت کا اعتیار کرنا خور تی ہوگا ۔ اس لیے کہ شوہر کی سنت طلاق کے واقع ہوگی ۔ کی سنت طلاق کے واقع ہوگی ۔ کی سنت طلاق کے واقع کرنے کے مصلی کا میں احدال میں اختیار کرنے میں اور کی سنت طلاق کے جہدا حوال شوہرنے عورت کے میں احدال ہو ہوں کی سنت کا اعتبارا س لیے کرنا صروری ہوگا ۔ اس لیے کرنا صروری ہوگا کی سنت طلاق کے جہدا حوال شوہرنے عورت کے میں دارد سے ہوگا کہ طلاق کے جہدا حوال شوہرنے عورت کے میں دارد سے ہیں ۔ اس لیے اگر دولؤں کی نیتوں میں تعارات

ہوہ کہ تھاں کے بندہ وں موہر کے مورک میر در کیا ہاں۔ ہو جیسے عورت نے طلاق ہائن کا ارادہ کیا ، اور شوہر نے تین طلاقوں کا ارادہ کیا ، یا اس کے برعکس کا دونوں نے ارادہ کیا تو اس صورت میں دونوں کی نیت ساقط ہوجائیگی۔اوراصل طلاق بعنی طلاق رحمی ہاتی رہ کے ارادہ کیا تو اس صورت میں دونون کی نیت ساقط ہوجائیگی۔اوراصل طلاق بعنی طلاق رحمی ہاتی رہ

جائے گی۔ آوراگر شوہرا ورہوی و وبو<del>ن</del> وودو طلاقوں کی بنیت کی ہے بتو دوبوں کی نیتوں میں اتحاد پایا گیا نو آلفاق بنیت کے با وجود عورت پر دوطلاقیں واقع نہ ہوں گی۔ اس لیے کہ دومحض ایک عددہے۔ عدد

د و فرد حقیقی منہیں ہے ، مذہبی فرد حکمی ہے اور انت طالق اس پر دلالت مجمی منہیں کرتا تو دو کی نیت کے باد حود دو طلاقیں واقع منہ ہوں گی۔

واقع ہوجائیں گی۔ وکت سال ہے کہ شہر سے نام محمد اجہال کہ ان کری میں کہ سے کہ اگر اتعاب شہر

ا یک سوآل ، حب کیف شئت کے ذریعہ چھپے احوال وکوائف کوعورت کے سپر دکر دیا گیا تو اب شو ہر ی ننیت نے تو افق کی کما صرورتِ باقی رہ گئی ، پینیت نے تو افق کی کما صرورتِ باقی رہ گئی ،

ی بیست رس ما جواب به ویاگیا ہے کہ یہ بات صبح کمیرتمام احوال وکوالف کوعورت کے سپر دکردیا گیا ہے مگر یہ حالت بینونت اور عدد کے درمیان مث ترک ہے کیونکہ و ہ کیفیت اور حالت ایک بائن مجمی ممکن ہر اور تبن طلاقیں سبمی ممکن ہیں ۔اور جب عورت کی حالت بائنہ ہونے اور عدد کے درمیان مشترک ہے ۔ تواس احتمال کو تعین کرتے کیلئے شو سر کی مزت کی صرورت ہے۔

جب عورت جس کوانت طالق کیف شدئت کماگیا ہے مدخول بہا ہو۔ لیکن عورت اگر غیر مدخول بہا ہوتو ہوت پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ اسی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور کیف شدکت کا کلام اس کے

حق میں بے معنیٰ ادر بے اثر ہوجائے گا اور چونکہ اس پر عدت بھی واحب ہنیں ہے اسٹے کے وہ طلاق کا بمی محل باقی ندرہ گئی اور کوالف واحوال کا اس کی مشیت پر معلق کرنا بھی بیکار ہوجائے گا ، عورت پراس کا کوئی اثر مرتب نہ ہوگا۔

وَقَالَا مَاكُمْ يَقَبُلِ الْاَشَارَةُ فَعَالَ لَهُ وَصُفَّمُ عَالِمَ الْمُعْلِمُ فَيتَعَلَّى الْاَصُلُ الْعَل انَّ عنده مُسَاكُ كَلَ مَاكَ الْمُنْ الْاَمْ الله عَلِيَ الغيرِ المحسوسة كالطلاق والعتاق وغوهما فالحال والاصل بمنولة واحدة اده مُساقيل الوصف بها فلا يعع ماله شكا واقعاً والاخرام وقوفًا بل يُعَلَّى الاصل بالمشيئ كما تعلق الوصف بها فلا يعم ماله تشكا ولا الك للله بالما المترجية بلا مُرجّح لا لاك قيام العرض بالعرض ممتنع فينبغي ان يقومًا معا بالمحل على ماظنة اوبنوا علي النكات و بماحرّن فائن ان فع ماقيل إن في كلام المه مسامحة القلب والا ولى ان يقول فاضلة بماذلة والشي الوجود اخذك المناه منها حكم الاخر ولا الك لانتها والمول بالاصل بمنولة الشي الوجود اخذك القياس فلا يُعتبر والوحد في في فلا يُعتبر والموحد في في في فلا يعتبر والموحد المعالي المناه ا

است رف لانوارشرح اردد من مه م اليولية وقالزمال كيقبل الاشارة الخ-آب لره حيك بي كه حضرت الماصاحبُ كنزديك ا الريفظ كيف كم كرطلات كو تحورت كے جاسبے يرمعلق كرديا جائے توطلات كى حالت اور كيفيت <u>دونوں عورت کے جوا</u>لہ ہو جا میں محمر اصلی طلاق حوالہ نہ ہو گی اور نفس فلاق انت طالق کمیف شدّت کہتے ہی ملاق دا قع ہوجائیگی۔ م صناب صاحبین کی رائے بہرے کجس طرح وصف عورت کے جانے برمعلق رہا ہے اسی طرح اصل طاق مبی اس کی مشیئت برمعلق رسیے گی -قعين إكيونك اصول يرسي كروشي فيرمحس بوادرام شرعي بوسلاطلاق امرشرع اور عيرمحسوس يداسي طرح بيع ، نكاح دِعيره بمي امور شرعيه بين اور محسوس نبين بن تواليسي چيزول كا حال (حالت اور كيفيت) اور اصل دونون بی امک درجه میں بوکتے ہیں اور میران حالت اوراصل دونوک ہی امرشرعی اور غیر محسوس ہیں تواصل کے فیرمسوس ہونی بنار پراس تی شناخت اور میجان ادمان سے ہوتی یا آنارسے ہوگی۔ اور حب اصل کی بہان اس کے آتاروا حوال سے ہوگی تو اصل کی معرفت اس کے وصف کے ذریعہ ہوگی اوراصل کی معرفت اس کے دصف کی معرفت کی محتاج ہوگی۔ ا دھرخود وصف میں اصل کا محتاج ہے اس لئے وصف ىمى اورآصل ىمى دويۇں بى برابرىتىن - اس لىنے ان مىپ سے اُول ييسنى اصل ملاق كودا قىغ قرارد يىنا اوردوكم مين اللاق كوصف كوعورت كي مشيئت برمعلق كرديناكوني معلى منبي ركمتا - للمذاجس طرح وصف طلاق عورت كى مشيئت بربالا تفاق معلق ب اصل طلاق تعبى اس كى مشيئت بيمعلق بهوما چاسيئے - اور دب يه مبي عورت کی میشیئت پرمعلق ہوگئ تواسنت طالق کیفٹ شدئت کہتے ہی اس بیرا مکٹ طلاق واقع نہ ہوگی ملکہ وتورغ طلاق عورت كي مشيئت برمعلق رسيد كي تأكه ترقيح بلامرزع لازم مذاتسئے -بعض او توں نے صاحبین کے تول کی وجہ دو سری بیان کی ہے۔ اور وہ بیکہ قیام العرض بالعرض جونکہ محال ے اس کے طلاق کواصل کہنا درست مہیں ہے ۔ اور کیفیت اس کی عرص سے لہٰڈا عرص اور حال اس کے سأتحة قائم مول سبك وا درا منل بمى طلاق مونكى وجرس ايك عرض بي للزاقيام العرض بالعرض لا زم آسك محا وربیمال ہے۔ ملکہ اصل وجہ یہ سبے کہ اصل طلاق اور وصعت طلاق دونوں مسیادی ہیں اس لیے دونوں ہی کوعورت بیرا کی سائقہ قائمُ اوروا قع ہونا چاہئے ۔ لہٰذاحب وصف ملاق عورت کی مشیت پرمعلق ہے بؤدومهراتجبي اس كي مشيئت برملحكق بهوا شارح نفرایا ، بهاری تعریر کوس مین بم نامیل الدوصعت دوان کو برابر کملے مصنعی برجة ولب كاعتراص وارد بوتاب دور بوكارا وراح ابر تعاكه مصنعة يه فرمات كه اس كي اصل اس حال ا وروصف کے درج میں ہے۔ اس لئے حب اصل معلق ہوتی تو دصعت مجی معلق ہو گا۔ اور متن میں اس

000 000

خارج یں موجود ہوا در مثال پذکور ہیں کوئی ایسا موجود نہیں ہے جس کے بارسے ہیں کہا جائے کہ شوہ سے دریا فت کیا ہے اور کم کواستعنہا میہ مان لیا جائے۔ اسی طرح جب وہ عدد خارج ہیں موجود نہیں توکس موجود کی جد طلاق کا کوئی عدد خارج ہیں موجود سہیں ہے اور کم کو خریہ مان لیا جائے ۔

اس لئے مانزا پڑیگا کہ اس جگہ کم کی دوقسہوں ہیں سے کوئی بھی صادق نہیں آئی اس لئے جازا اس لغط کم کوشرط کیلئے لینا ہو گئے ۔ اوراصل عبارت کا مطلب یہ لیا جائیگا کہ امنت طالق اسی عدد شدیت ۔ تو طلاق والی سے جوعد دلتہ چاہیے ۔ اگر کھنے والا ای عدد الفاظ میں لئے آتا تو یہ شرط میں جاتا اور طلاق کا وقوع عورت کے کسی عدد کے جائے پر موقوف اور معلق رستا ۔ اور معسیٰ شوھر کی عبارت کے بیہوت کہ اگر تو ایک طلاق جاہے تو وہ واقع ہے ۔

چاہی تو ایک طلاق اوراس سے زائد چاہیے تو وہ واقع ہے ۔

ا در اس کے باوجود کہ عدو صرف عورت کی مشیئت برموقوت ہے مگرسا تھ میں مرد کی نیت بھی اس عدد کی ہونا صروری ہے تب وہ عدد واقع ہو گاور مذہبیں۔

شارہ کے فرمایا کہ شوہر کا یہ قول تملیک ہے اور شوھ رہے اپنے اس کلام کے دریعہ عورت کو طلاق کا مال کے دریعہ عورت کو طلاق کا مالک بنادیا ہے اور حتیٰ تملیک کی چربی ہیں سب مجلس برمغید مہوتی ہیں اس لئے یہ کلام مجی اسس مجلس کے ساتھ مقید مہوسے اور عورت کو صوف اسی مجلس میں طلاق کے واقع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا مجلس کے ساتھ مقید مہونے کو جدتم ہوجائے گا۔ مجلس کے ختم ہونیکے لبعد یہ اختیار خستم ہوجائے گا۔

وَحَينُ وَايُنُ اِسُمَا نِ المُكَانِ فَا ذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقُ حَيثُ شَفْتِ اَ وَايُنَ شَعْتِ اَتَ اللّهَ لَا يَعْتَمُ مَاللّهُ عَلَى المُكَانِ اللّهَ اللّهُ مَالَّهُ مَالَّهُ مَالَّهُ مَالَّهُ مَاللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ

اور حیف اوراین یه دونوں مکان کے اسم ہیں بس حب کوئی شخص ابن بوی سے کہے انت طال ویث شکت (بو طلاق والی سے جس مگر تو چاہے اور جہاں کہیں تو جاہے)

ترجيء

توا*س صورت میں عورت حب تک ندچاسیے طلاق واقع ندہوگی ۔* اس وج*سے کہ جب د و*لوں مرکان <u>کیاہے</u> كية كية بي اورطلاق ان چيزول مين سه بيه جوم كان كے سائترا صلاً خاص منہ سے الرزاان كواتى شِيئَتِ كَيْمِعنِي يَرِحمل كيا جائيگا۔ تيسَ طلاق اس وفت تك واقع مذہوگی حب تك كه عورت كی منشأ مذ شیئت مجلس برموقوت رسبے فی مخلاف ا ذااورمنی کے ۔ اس لئے کہ یہ دولوں کلمئر ا کئ کے معنے میں ہیں اور اُن مجاش کت منصدرستا ہے ۔ لیٹ را یہ دولؤں مبی مجلس مک ہی منصر رہیں گے ۔ اور کا پر ا ذااور منی دولؤں عموم زر ماندا وراس کے کلی ہونے گیر درلالت کرتے ہیں لہٰ زِا ابِ دولؤں کلموں میں مشیرت مجلش *برموقوف مذرہ ہے تی اور بیر دو*لوں ا ذاا ورمتی کے معنے میں منہیں گئ*ے گئے بھیونکہ ح*ید مکان سے مصنے سے جدا کر لیا جا تاہیے توان سے زیادہ قریب کلمہ ان سیے جومحص شرط پر دلالت کرتا مستعار ليكران دويؤن كوعموم مكان كم ليؤكينا مناسب تنبس سبع المذاتهرا مك كوان فركوره سائتےمشا بہت ہے۔ اسی مشابہت سے ان کلمات کومشر قاکے بیان میں ڈگر کر دیا گیا ہے۔ لفظِ حَرَيْثُ أورانين كابنان :- ماتن نے لفظ حبثُ اورانين كاذ*كر كرت*ة، *کہاکہ یہ دوبوب برائے ممان و ضع کئے گئے ہیں۔ اگر شوبرنے* انتِ طالق این شنتِ یا 'حیث شیئت کہاہیے توعورت کے چاہیے بغیر طلاق واقع نہ ہُوگی اورعوریت کی پیشیئت س عورت بینے جابا بو طلاق واقع ننہو کی ۔اس وجہ ئئے گئے ہیں مگر طلاق حونکوئشی میکان کے ساتھ خاص پہنیں یں واقع ہوگیاس لیۓ حیث! وراین دوبؤں کا اپنے حقیقی معنی من استعال -اُورجٰب عنٰ حَقَيْقَى متعنَّدرنبو سَكِّي تو مجازًا ان كواكُ شرطِ كےمعنیٰ میں لے لیا گیاہے شئت کے معنے ان شدنت کے ہو جائئر رگر۔

اورشوه کے قول این طالق آق شکرت میں طلاق عورت کے جاسنے برموقوت رہتی ہے اور مشیت مجلس کے ساتھ مقدر رہتی ہے اور مشیت مجلس کے ساتھ مقدر رہتی ہے اس کے کہا ہوئی کہا تو عورت کی طلاق اس کی مشیکت برمعلق رہے گی۔ اور شدیکت اس مجلس کے ساتھ مقدر ہوگی ۔

و حورت می حدی اوران میں صیدت بید ہی رہے ہی۔ اور صیدت است سے سے سے سے معید ہوئی۔ ماتن نے کہا کہ حیث اوران ہیں اوراسی وجہ سے عورت کی مشدیت محلس کے ساتھ مقید منہیں ہوئی وقت اور زمانہ کے عموم بروال ہیں اوراسی وجہ سے عورت کی مشدیت محلس کے ساتھ مقید منہیں ہوئی ملکہ عبد قبلش بھی عورت کی مشدئت مجلش کے ساتھ خاص نہوتی جب کہ اوپر آپ بڑوہ ہے ہیں میں ہوتے تو ان میں بھی عورت کی مشدئت مجلش کے ساتھ خاص نہروتی جب کہ اوپر آپ بڑوہ ہے ہیں

کہ حیث اوراین کی صورت میں عورت کی مشیرت محبش کے ساتھ مقیدرستی ہے حبّ سے اندازہ ہوگیا کہ لفظ حیث اورائین بمعنی ا ذااورمٹی کے مہیں ہیں ملکہ ان حروث شرط کے منٹے میں ہیں ۔

اس کے برخلاف حرف ا ذا اور مٹی ہیں کہ بمی یہ برائے شرط استعال ہوتے ہیں اور کمبی بغیر شرط کے استعال ہوتے ہیں اور کمبی بغیر شرط کے استعال ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ دولوں مقید ہوں گے اور کلمۂ ان مطلق ہوگا اور قاعدہ کے مطابق مطلق مقید پر مقدم ہے اس لئے پر مقدم ہے اس لئے بات شرطیہ کے معنی پر مجمول کرنا مناسب ہوگا۔ اور ا ذا اور مٹی کے معنے پر محمول کرنا غیر مناسب ہوگا۔

اسی مضمون کوشارہ نے اپنے الفاظ میں اس طرح فرایلہ ہے کہ عوم مکان جو کفظ حیث اور آئین میں با جا با جا سے اس کواس عوم زبان سے عاریت میں لینا مناسب نہیں ہے جوعوم زبان کہ ا ذاا ورمیٰ میں با جا ہے۔ اور حیث اور این کو بطور مجازا ذاا ورمیٰ سے کہ طلاق میں رکاوٹ اصل ہے۔ اور حیث اور این کو بطور مجازا ذاا ورمیٰ کے معنے میں لیا جا تاہیے تو طلاق میں ابا حت اصل نعلی ہے۔ اس اصل ہے اور حیث اور این کو ا ذاا ورمیٰ کے معنے میں نہ لیا جا سے برخول کر لیا جا ہے تو مورت کے طرح کہ اگر حیث اور این کو ا ذااور می کے معنے میں نہ لیا جا سے تو مورت کے معنے میں لیا جا ہے تو موبس کے بور میں ہور کے معنے برخول کر لیا جا ہے تو موبس کے بور میں ہور کا ۔ اور اگر ا ذاا ورمیٰ کے معنے برخول کر لیا جا ہے تو موبس کے بور میں ہور کے معنے برخول کر لیا جا ہے تو موبس کے بور میں ہور کے ملئے طلاق کا جا ہذا میا رہے گا۔

ما صَلَ کُلام یہ نکا کہ حیف اور این کو جب ا ذااور می کے معنے پر محول کرنے سے ممانعت کی اصل اباحت برلی جل جائی ہے جو کہ جائز نہیں ہے توان دولؤں کو اذااور می کے معنے پر محول کرنا بھی درست نہ ہوگا۔
قولی الکی واحد من کنیف النہ یہ ایک مقدر سوال کا جواب ہے ۔ سوال کی تعربی ہیں ہے کہ کیف کم حیث ادر این یہ جاروں حروف شرط میں ہے مہنیں ہیں۔ اس لئے ان کو حروف شرط کے بیان میں کیوں وکر کیا گیا ہے جواب یہ یہ جاروں حروف ظرف کے معنے دینے میں اذا شرط ہے مشاب ہیں میعنی جس طرح اذا شرط ہے ہوت کے باوجود ظرف کے معنے پر فوالت کرتے ہیں ، ہوت کے باوجوں حروف ظرفیت کے معنے پر فوالت کرتے ہیں ،

اس لئے کہ کیف حال پر ولالت کر تاہے کہ ظرف کے قائم مقام ہے اور کم کی تمیز کبھی ظرف واقع ہوتی ہے اسی طرح لفظ حیث اوراین یہ دونوں مجی ظرف کر دلالت کرتے ہیں۔ حاصل یہ کہ پونکہ یہ کلمات چاروں ظرف کے منے دینے ہیں افران شرط کی بحث میں ذکر کر لیا گیا ہے۔ افرانشرطیہ کے مشابہ ہیں اسی وجہ سے ان کو حروف شرط کی بحث میں ذکر کر لیا گیا ہے۔

مُثُمَّ بَعِنُ ذَ لَكَ وَ كَوَالْجَمْعَ فِي عَنْ مُحُووْبِ الْمَعَافِي إِغْتِبَارِانَ الْوَاوَالْيَاءَ وَالالْعَ وَالنَّا الْمَعَافِي الْمَعَافِي الْمُعَافِي الْمُعَافِي الْمَعَافِي الْمَعَافِي الْمَعَافِي الْمَعَافِي الْمَعَافِي الْمَعَافِي الْمَعْقِيةِ فَقَالَ الْجَمْعُ الْمُمْ الْمَنْ وَمِ لَا مَا وَلَا الْمَنْ اللّهُ اللّهُ اللّهُ وَلَا اللّهُ اللهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللهُ اللهُ اللهُ اللّهُ اللهُ الللهُ اللّهُ اللللْمُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الل

سوال کی تقریر :- بیجت حرون معانی کے بیان میں ہے ۔ اور جع حروب معانی میں سے بہیں ہے کیونکہ بیاز قبیل فعل ہے ، یا بھراسم کے قبیل سے ہے اوران دولاں میں سے ہرایک حروب کے مغایرہے لہذا تابت ہواکہ جع حضر دمعانی میں سے نہیں ہے تو بھراسے حروب معانی کی بحث میں زیر بحث کیوں لایا گیا ؟ جو آ جب : ۔ جمع بیشک حروب معانی میں سے نہیں ہے مگر جمع کی علامتیں مثلاً واؤ ، یار ، العب اور تا روہ حروب ہیں جو جعیت کے معانی پر دلالت کرتے ہیں اسلے ان حروب جمع کا لحاظ کرتے ہوئے جمع کو حروب معانی کی محت

یخابخ آت کے کہاکہ ہارے نزد کی جمع پذکر سالم جو نذکر کی علامت کے ساتھ مذکور ہوتی ہے وہ بذکر اور مؤنث دولاں کو شامل ہوتی ہے جبکہ مذکر اور مؤنث دولوں ملے ہوں۔ اگر کسی موقع برصرف مؤنث ہوں اور مذکر وہاں نہ ہوں تو جمع مذکر سالم ان کو شامل نہیں ہوتی کیونکہ جمع مذکر سالم کا آنات کو شامل ہونا صوت تغلیب کی بنا ہر بہوتا ہے اور تغلیب جب ہی صادق آئے گی جب جمع میں مذکر ومؤنث دولوں موجود ہوں۔ اور اگر صرف عور تیں ہی عور تیں ہوں مذکر نہ ہوں تو تغلیب اس حگہ صادق نہ آئے گی اس لئے جمع مذکر سالم کا اطلاق سمری سرت بہ نہ مدکھ کے

المم شافعی کی رائے اس بارسے میں بیسپے کہ صیغہ جمع مذکر سالم حبکہ مذکر کی علامت کے ساتھ مذکور ہو آبات

کواس و قت نیمی شامل نه بهوگی جبکه مجمع میں م*ذکرا در مؤ*نث دونوں موجو د بهوں . حرکت کے بید ایم شافع سج کی دلیل میر سر کے بسر علامہ تن ان معانی کیلام مخصر میں مود

دلکیل : اه مشافعی کی دلیل به سبه که سرعلامت ان معانی کیلئے مخصوص بهوتی سبے جومعانی اس علامت کی حقیقت بہن ہیں۔ لہذا حقیقت بهوں اور جمع مذکر سالم کی جوعلامت سبے اس کی حقیقت مذکر میں عورتیں اس کی حقیقت بہن ہیں۔ لہذا جمع مذکر سالم مذکر سے ساتھ مؤسنت کو بھی شامل ہو۔ تو اس صورت میں حقیقت بعنی مذکر اور مجاز معیسنی مؤسن

بن مدر منام مر رمضا منا هد تومن توبی مناس دو بواس متورث بین تفیقت مینی مرزا در مجار میسی مؤت کا اجتماع لازم آسنے گا وریہ نا جائز ہے۔ اوران المسلمین والمسلمات میں نکرار لازم آسز کا کیونکر فظ المسلمین

مذكركے سائحه مؤنث كونجى شامل كيئ مسلمات يس بھى عورتوں كا ذكر موجود كے بلاو خركا تكرار مخالب ميا

برویر منب میں میں ہوائے امام شافع کے استدلال کا جواب یہ دیا گیاہے کہ ہم اس کو تعلیب کے باب سے حرار دیا ہے اور تعلیب بھی واضع کی جانب سے ہوا کرتی ہے لہٰ ذا تعلیب کو مجاز کے ببیل سے شمار کرنا صبح نہیں ہ

فراردیا ہے اور حب تغلیب از قبیل مجاز نہیں ہے تو حقیقت و مجاز کے درمیان جمع مجمی لازم نہ ایر گیا۔ اور تغلیب ہوگا۔ اور حب تغلیب از قبیل مجاز نہیں ہے تو حقیقت و مجاز کے درمیان جمع مجمی لازم نہ ایر گیا۔ اور تغلیب کی کی از قبیہ مجاذ شدائموں ایس کی بیات ہے خبرہ ان میر کا جب نہیں ہوئی ہے۔

كواگرازتسم تجازشار مجى كرليا جكے توق عموم مجاز ہوگا جس كالكي فرد حقيقت اور دومرا فرد مجاز ہوتا ہے اور عموم مجازى شكل ميں جمع بين الحقيقت والمجازلانم مذارك كا -

دوسری خرابی کاجواب احنات کی جانب سے یہ دیا گیاہے کہ مذکورہ بالا بیت عور بوں کی تسلی وتشفی کے متعلق نازل ہو نی ہے۔اس لئے کہ آنحضور کی بعض ہو بوں نے فرمایا تھا خلاد مدتعا لے کے بہاں

استعمال جمع کے قواعد اصغاب جع ، علامت جع برائے مذکر دونوں کوجسنی مذکر اور مؤنث دونوں فرت کوشامل ہوتا ہے۔ دون علامت جع مذکر صرف عورتوں کوشامل ہیں ہوتا۔ دس صغاب جمع علامت جمع مؤنث کیسا تھ صرف عورتوں کوشامل ہیں ہوتا۔ دس صغاب جمع علامت جمع مؤنث کیسا تھ صرف عورتوں کوشامل ہوتی ہوئے ہیں اسمیت ان دونوں تسمی اولاد ہے تو یہ امان دونوں تسمی اولاد ہے تو یہ امان دونوں تسمی اولاد ہے تو یہ امان دونوں شامل ہوں توصیفہ جمع مذکر ہردو امان دونوں شامل ہوں توصیفہ جمع مذکر ہردو فرت کوشامل ہوں توصیفہ جمع مذکر ہردو فرت کوشامل ہوتا ہوتا ہے۔

تیسے قاعدہ کی مثال: فرمنو دینے علی بناتی دمجے کومیری بیٹیوں سمیت امن دو) تو برامان اس کی مذکر اولا دکوشامل مذہوگی - دوسرے قاعدے کی مثال میں شار رہنے فرمایا اصنوبی علی بنی - اگر لوکیوں کے سوا اس کے بیچے ندہوں - تو بیدا مان لوکیوں کوشامل مذہوگی اسلے جمع مذکر اختلاط کے دقت تغلیبًا مؤنث کوشامل مربوتی ہے اگر تینہا مؤنث کوشامل مذہوگی ۔ بہوتی ہے اگر تینہا مؤنث ہی ہوں تو جمع مذکر ان اناث کوشامل مذہوگی ۔

وَامَّا الصَّرِيْحُ فَمَاظُهُرَ الْمُوادُبِ فَهُورًا بَيِّنَا حَقِيقَةً كَانَ اُو مَحَارًا فِيْدِ مَنبيُكُ عَلى الصَّرَا الصَّرِيْحَ وَالمَحَارِ فَكَانَهُمَا فَتمانِ مِنهُمَا وَلَا الصَّرَا الصَّرَا الصَّرَا وَالمَعْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَالمَعْمَا وَعَيْمَا وَعُمْمَا وَعَلَمْ وَالمَعْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَعُمْمَا وَعُمْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَا وَعَيْمَامِ وَعَيْمَامِعُومُ وَعَيْمَامِعُهُمُا وَعِيْمَامِ وَعِيْمَامِ وَعِيْمَامِ وَعِيْمَامِ وَعِيْمَامِ وَعِيْمَامِ وَعِيْمَامِ وَعِيْمَامِعُومُ وَعَلَى الْمُعْمَامِ وَعِيْمَامُ وَيْعُومُ وَالْمَامِعُومُ وَعَلَى الْمُعْمَامِ وَعِيْمُ وَمُعْمَامُ وَعُلْمُ وَعُلْمُ وَمُعْمَامِعُومُ وَالْمَامُومُ وَمُعْمَامُ وَعُلْمُ وَمُعْمَامُ وَمُعْمَامُ وَمُعْمَامُ وَعُلْمُ وَمُعْمَامُ وَمُعْمَامُ وَعُلْمُ وَعُلْمُ وَمُعْمَامُومُ وَمُعْمَامُومُ وَالْمُعُلِمُ وَمُعْمَامُ وَعُلْمُ وَمُعْمَامُ وَعُلْمُ وَمُعْمَامُ وَعُلْمُ وَالْمُعُمُامُ وَعُلْمُ وَالْمُعُلِمُ وَعُلْمُ وَالْمُعُمُّ وَالْمُعُمُّ وَمُعْمَامُ وَعُمْمُ وَالْمُعُمُ وَالْمُعُمُّ وَالْمُعُمُّ وَالْمُعُمُّ وَالْمُعُمُ وَالْمُعُمُ وَالْمُعُمُ وَالْمُعُمُّ وَالْمُعُمُ وَالْمُعُمُ وَامُومُ وَالْمُعُمُ وَالْمُعُمُ وَالْمُعُمُومُ وَالْمُعُمُ وَالْمُومُ وَال

اوربرحال مرح و الفاسيجس كرمين اورماددونون بالكل فا هربون و الفابية بهاس المستخصري و الفابية بهاس المستخصر المستخصر المستخصر المستخصر المستخصر المستخصر المستخصص المس

الله فَعَرَىٰ عَلَىٰ لِسَانِهِ ٱلنَّتِ طَالِقٌ يَقَعُ الطلاقُ وَلولَ مَ يقصِدُ ﴾ و له كذا قول زبعث و إشْ تَرثيث -

ا دراس کا حکمیہ ہے کہ حکم نفس کلا سے متعلق ہوا ور کلا اپنے معنے کے قائم مقام ہو حتیٰ کہ ارا دہ اور [ نیت سے بے نیاز ہو مطلب یہ ہے کم تکلم ان معنی کو لفظ سے مراد لینے کیائے نبیت کا محتلج مذہو۔ بس ار اس بن اراده کیا تھاکہ سبحان اللہ کے بس اس کی زبان سے انت طالق جاری پوگیا توطلاق واقع ہوجائے گی اگر میاس نے قصدًا ارادہ نہ کیا ہو۔ اسی طرح اس کا قولِ بعث اوراشتر سے مجی ہے۔

ور سے کا حب کی ۔ مرتبح کا حکم ہے ہے کہ اس کا حکم نفس کا اسٹ تعلق ہوا ور کلاً اپنے معنی کا سے تعلق ہوا ور کلاً اپنے معنی کے داوہ کے خیارہ میں کسی ارادہ کی ضورت ہو نہ نبیت کی حاجت ہو۔ مثلاً کسی نے ارادہ کی سبحان اللہ کہنے کا کیا مگر اس کی زبان سے انت طالق صادر ہوگیا تو اس سے قضا ڈ طلاق

واقع بوجائے گی اگرجاس نے طلاق دینے کا ادارہ منہیں کیا تھا۔ اسی طرح ادادہ اور نیت کے بغیراس نے بعث ر ر میں نے فروخت کر دیا ) اوراشترمیٹ ( میں نے خریدلیا ) کہا تو ان صریح الفاظ سے بیج اور شراء ٹاکت ہوجائے گ

وَأَمُّنَّا الْكِنَاكِيمُ فَهَا اسْتَعْرِ إِلْهُوَا وُجِهِ وَلَا يُفِعَمُ اللَّا بِعَرِ لَيْنَةٍ حِقِيقَةً كَا كَ أَوْهَا ذَا فِيهِ تِنبُيهُ ٱيِثٌ عَلَى إَنَّ الكِنَاكِيَّةَ تَجْتَمِعُ مَعَ الحقيقةِ وَالمَهُ كَاذِ وَالْمُزَادُ بِالْاسْتِتَارِ هُوَالاسْتِتَامُ بِحُسُب الاستعمال ولاحاجمًا إلى إخراج الخفي والمشكل لات خفاء هما بحسب مانع انحز فلووقع الخفاءُ فِ الصِّرِيجِ أ وِالظهومُ فِي الكنائِةِ بِعُوَامِضِ أَخَرُ لايضُرُّ ذلكَ فِي كُوتِ بِمِ مِيعًا أ وَ كِنَائِيٌّ لِأَنَّ العوانِ مِنَ الدُّخَرَ لا تُعَتَّدُ فَالْمَداحُ فيهِمَا عَلِ الدِّسْتِعْمَالِ وَلها ذَا قَالُو أَرْنَ الْحَقَّة المُهجورًا لأكناكِيُّ وَالمُستَعَمَلَة صَوِيكُ فَوَالمَجَانَ المتعَامَ فَ صَوِيحٌ وَعَكُرَ المتعَارَف مَعِنَائِينٌ مَثِّلُ الفَاظَالَضِمِيرِ لَهَاءِ الكَنِّائِيةِ وَأَنَّا وَأَنْتُ فَإِنَّ كُلَّهَا مُوخِعَت لِيستَعْفِلُهَا المتكلم علاطهق الاستشابره والخفاء وكوست أغزمت المعكادب حدث البغوسية تي لأيضي ىكودنەكنايَةً لاڭ ذلك شيٌّ اخْرُولىلىدا أَنْكُورَسُولُ اللهُ عَلَى مَنْ دَقَّ وَاصَدُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ نِقَالَ أَنَا فِعَالَ عَلَالْسِلْهُم أَنَّا إِنَا أَى لِهُمْ تَقُولُ أَنَا اللَّهُ أَوْ كُورَ اسْمَكَ نَحَقُّ أَفَّهُمَ مُنْ أَنْتُ الظاهِرُ أَتَ مَنْ الْ لِللِن الْيَرِي الْحَقَيقِيةِ وَلَكُم بِذِكُومَتَالَ الكَارِيرِ الْمُحَادِثير

اور مبروال کناید پس وه لفظ سے جس کے معنی پوشیدہ ہوں اور سی قریبہ کے بغیر سیجھے نہ جلتے ہوں۔ خواہ وہ حقیقی ہوں یا مجازی - بنزاس میں منبیہ سے کہ کنایہ حقیقت اور مجاز دونوں کیسائن جمع بوسكتاب اوربوست مده بونے سے مرادیہ ہے کہ استعال کے لحاظ سے بوستیدہ بواوراس سے خی اور

مشکل کوخارج کرنی حا جت نہیں ہے کیوں کہ ان دونوں کا خفاء دوسری رکاوٹ کیوجہ سے ہوتاہے۔ لہذااگر مرک میں پوسٹیدگی یا کنا یہ میں خورسی دوسرے عارض کیوجہ سے واقع ہوجائے تو یہ صرح کے صرح ہوئے اور کنا یہ میں پوسٹیدگی یا کنا یہ میں خورسی دوسرے عارض کیوجہ سے واقع ہوجائے تو یہ میں کیا گیا۔ عرض صرح کو کنا یہ کے کنا یہ ہونے کیلئے مضر نہیں گیا۔ عرض صرح کو کنا یہ مستعل صرح میں الدیسے اور قیقت مہورہ کنا یہ اور انا مستعل صرح کے اور غیر متعارف کنا یہ ہے۔ جسے الفاظ صنی مثلاً بہائے کانا یہ اور انا مستعل صرح کے اور خور سالمی وضع کئے گئے ہیں تاکہ متکا ان کو پوسٹیدگی اور خفاء کے طور پر استعال کرسکے۔ اور خور کو کی مشارک و مسلم کا یہ ہوئے کے مضر نہیں ہے کیونکہ وہ مسلم نے اور جو کہ کہ میں مراد پوسٹیدہ ہوتی ہے اور اسی وجہ سے آن خور سالمی اللہ تعالی صلم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے آن خور سے اس صحابی پر نکیر فرمائی جس نے دروازہ مبارک کو مطابطہ یا ان کا کنا یہ حقیقیہ کی مثال ہے۔ مصنوبی کے سے اس صحابی مثال ہیاں نہیں خرمائی۔ مصنوبی کہ یہ کنا یہ حقیقیہ کی مثال ہیاں نہیں خرمائی۔

حقیقتر ادمجاز اکم کرصاحب کتاب نے اس بات برآ گاہ کیا ہے کہ کنا یہ دونوں کیسا کھ

جمع ہوسکتاہے حقیقت کے سائھ بھی ادر مجاز کے ساتھ بھی۔

قولی واله واله و بالاست اله این ایک مقدرسوال کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ مراد توخی، مشکل وغیرہ میں کبی بوسٹ یو می ہے لہذا کیا یہ بسب کی کنا یہ میں اوا خال ہیں ساگر اسلامی کنا یہ کی تعربی خیرک میں مشکل دخول سے خالی البذا کنا یہ کی تعربی میں کوئی ایسی قید صنور بہونا چاہئے جس کم یوجہ سے خی مشکل معیرہ کنا یہ کی تعربی ہوجا میں ؟

جوات آکنا یہ میں مرادی جوبیت بدگی ہوتی ہے وہ استعال کے لحاظت ہوتی ہے۔ جبکہ متقابلات میں خفار دوسرے وجوہ کی بنار بر ہوتی ہے جواستعال کے علاق میں۔ لہٰذاکنایہ کی تغربیت میں کسی مزید قب کرونہ ایک فرید میں اور ایک میں میں اور ایک میں میں ایک میں ایک میں ایک میں ایک میں میں میں میں میں میں میں

قید کے اضافہ کرنے کی صرورت باتی مہنیں رئی ۔ اور بالفرض خفی وغیرہ اگر کنایہ کی تعرفیت میں داخل ہوجاتے ہیں تو کیا ہر جہے کیونکہ خفی شکل وغیرہ دوسری تقسیم کے افراد ہیں ۔اور کنایہ دوسری تقسیم کے اقدام میں سے ہے ۔اوراس میں کوئی ہرج منہیں کہ دوالک الگ تقسیموں نے اقسام آئیس میں ایک دوسرے میں داخل ہوجائیں ۔

شارم ن كماكه الرصريح بي خفار داخل موجائع، اسى طرح كنايدين ظابركسى عارض كيوجر

DO:

داخل بوجلئے تواس سے اس کے صریح اور کنا یہ ہونے ہیں فرق نہیں بڑتا، صریح صریح ہی رہے گااور کنا یہ کیا۔
ہی رہے گاکیونکہ صریح اور کنا یہ ہیں استعال کا اعتبار کیا گیاہے۔ دوسرے عوارض کا عتبار نہیں کیا گیاہے۔
جنا بخد اسی بنا مریع علماء نے کہا کہ حقیقت مہجورہ کنا یہ ہے اس لئے کہ حقیقت مہجورہ کی مراد معلوم نہیں ہوتی۔
البتہ اگر حقیقت مہجورہ کے ترک کئے جانیکا فرینہ موجود ہوا ورحقیقت مستعلم صریحہ ہے کیونکہ اس کی مرا در میا البتہ اگر جوتی ہے اس کئے وہ بھی صریح ہوگا۔اور مجاز معارف کیا ہوتی ہے اس کئے وہ بھی صریح ہوگا۔اور مجاز متعارف کی مراد بھی فل ہر ہوتی ہے اس کئے جانے متعارف کنا یہ ہوگا۔
عزم تعارف کی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ پوسٹ میں مراد بھی فل ہر ہوتی ہے اس کئے جانے متعارف کنا یہ ہوگا۔

کنایہ کی مثال الفاظ ضمیر ہیں جیسے حو غائب کیلئے اور حاصر کیلئے اکنت اور صنیر تنکلم جیسے انا۔ اس دھ سے ان ضمیروں کو داضع نے اس لئے وضع کیا ہے کہ متکلم ان کو خفا را ور بو مشیدگی کے طور پر استعمال کرسے۔ جیسے اگر تنکلم کسی نام کی صراحت نہ کرنا جا ہے تو اس کی حکہ لفظ حوضمیر کو استعمال کرسکتا ہے۔ کیونکہ صنمیروں

میں مراد پورٹ پرونی کے۔

الكي صحابى ك آنخفوصلى الله عليه وسلم كى كُمر كى كُنترى بجائى بجرجب مضوراكم صلے الله عليه وسلم في دريافت فراياكم كون بود واس في الله عليه وسلم كائا أنا انا يوسنى يركه بي انداز نا يسنديكى فرايا انا أنا أنا يوسنى يركه بيا أنا أنا كيل به متم كواس وقت اپنا نام بتا نا چاسنة ، ضمير كواستوال خرنا چاسنة تاكه مي سبح ليبتاكه وروازه بركون به واس حديث سه اس مصلك كي تقديق بوكى كرفنديركى مراد بورت بوتى به التي احت المعارف بوتى بين واس ضميركنا يه كى مثال كيب بن سكى المحارف بوتى بين واس ضميركنا يه كى مثال كيب بن سكى المراد مسلم نهي بهوتى وقى بين واس ضميركنا يه كى مثال كيب بن سكى المراد مراد مسلم نهي بهوتى وقى بين واس مراد مسلم نهي به وقى وقى بين وقى المراد كله كائنا يدى مثال كيب بن سكى المراد كله كائنا يدى مثال كيب بن سكى المراد كله كائنا يوسنى توابها م بوتا سب مراد مسلم نهي به ين بوق وقى المراد كله كائنا يوسنى توابها م بوتا سب مراد مسلم نهي به ين بوقت و مراد مسلم كائنا يوسنى توابها م بوتا سب مراد مسلم نهي به ين بوقت و مراد مسلم كائنا كله كائنا يوسنى توابها م بوتا سب مراد مسلم كائنا كي كائنا يوسنى كونا كله كائنا كله كائنا يوسنى كائنا كله كله كله كائنا كله كله كائنا كائنا كله كله كائنا كله كله كائنا كله كله كائنا كله كله كله كله كله كائنا كله كائنا كله كائنا كله كله كله كله كله كله كله كله كله

ہے۔ اس سے دلایا پی وابہام ہونا ہے۔ مراد صعوم ہیں ہوئی۔ جواب، - ضائر کا تمام معرفوں میں سب سے اعرف ہونا ان کے کنا یہ ہونے کیلئے مضر نہیں ہے کیوں کہ اعرف المعارف ہوں کا مطلب ہے کہ ضمیر سے کسی غرمتعین چیز کا مراد لینا درست بہیں۔ اس کے برضاف جوعنہ اعرف المعارف ہیں وہاں غیر معین چیز کا مراد لینا درست ہوتا ہے۔ لہٰذا اعرف المعارف ہونے کے باوجود ضمیروں میں المیہ طرح کی پوسٹیدگی ہوسکتی ہے اسی لئے صنیہ کہنا یہ کی مثال میں ذکر کی گئی ہے۔ شادرے سے کہا۔ بظا ہر معدم ہوتا ہے کہ ضمیر کنا یہ حقیقیہ کی مثال ہے اور جہاں تک کنا یہ مجازیہ کا تعلق ہے تو اس کو ماتن سے ذکر نہیں کیا ہے مگر جو مجاز بھی غیر متعارف ہوگا وہ کنا یہ مجازیہ کی مثال

وَ عَكُمُ هَا أَن لَا يَجِبَ الْعَمَلُ بِهَا إِلاَّ بَالنَّيْتِ اَئُ بِنَيْتِ المِتكُلِّمِ لَكُونِهَا مُسُتَرَّةً البِهُ كَا وَ فلايطلَّق فِي انتِ بَاثِنُ مَاكَمُ مِنْ فَيْتَ مَا أَنُ لَهُ مِنْ اَكُولَمُ مِيْنُ شَيْعٌ قَاصْمًا مَقَامَ هَا لالرِ الغَضَبِ أَنْ مُن اصَرَةِ الطلاقِ - اورکنایکا کو جہے کہ اس برعل کر امتکا کی نیت کے بغیروا حب بہیں ہے۔ نیت سے متکا کی نیت کے بغیروا حب بہیں ہے۔ نیت سے متکا کی نیت کی مراد پوشیدہ ہوتی ہے۔ لہذا عورت ابن بائ کینے سے مطلقہ نہوئی حب ملاق کی نیت نہ کرے یا کوئی چیزاس کی قائم مقام ہو۔ مثلاً عضد کی حالت یا طاق کا باہمی دکر فیرہ مسلم کی نیت کے ۔ کنا یہ کا حث کا دکا یہ کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا وا حب ہوگا جب متکلم کی نیت کی ہو۔ مسلم کی نیت کی جا سی موقت واجب ہے۔ جب متکلم کی جانب سے نیت یا تی جائے۔ اور میت نہ ہوئی جائے ہواس کی نیت پر دلالت کرتی ہو۔ جیسے کسی کی اس کی نیت پر دلالت کرتی ہو۔ جیسے کسی کی بیری سے کہا گرفت بائن دو جرائے کو اس جملے کوزبان سے کہنے کیوجہ سے طلاق نہ ہوگی بلکہ شوھر سے جہا کہتے وقت سنیت طلاق کی کرے۔ یا بھر سنیت کا قائم مقام کوئی ایسی چیز موجود ہوجو اس پر دلالت کرے۔ جسے آپس میں طلاق کا ذکر ہور ہا ہو یا شو ہر عورت پر غضبناک ہوا در عضد کی حالت دلالت کرتے ہوگی ہا ہیں وہت بائن کہا ہو تا ہوں جائے گا ہو جائے گا ۔ دلالت کرت بائن کہا ہو تا وہ بھوجائے گی ۔ دلالت کرت بائن کہا ہو تا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی ۔ میں وہت بائن کہا ہو تا ہوں جائے گی ۔ میں وہت بائن کہا ہو تا ہو ہوجائے گی ۔

وَكُنَاكِنَاكُ الطَّلَاقِ سُمِّيتُ بِهَا عُبَانَّ احَفَّ كَانْتُ بُوَائِنَ جَوَابِ سُوالِ مُقَلَّى وَهُو أَنَّكُم قَلْمُ إِنَّ الكَنَاكِيَّةَ مَا اسْتَكُرُ النَّهُمَ ادُ بِهِ وَالْحَالُ إِنَّ الْفَاظُ الطَّلَاقِ البَائِرِ مِثْلُ قول انتِ باعِنُ وبِتَ اللَّهُ وَمَنَّلَةً وَحَوَامٌ وَخُوهَا كَالَةً الْمُعَلِّمِ الْمُعَلِّمَ الْمُعَلِّمَ المَعْلِمَ الْمَعْلَمَ الْمُعَلِّمِ الْمُعَلِّمِ الْمُعَلِّمِ الْمُعَلِمِ الْمُعِلَى الْمُعَلِمِ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمِ الْمُعَلِمِ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمِ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعِلَى الْمُعَلِمُ الْمُعَلِمُ الْمُعْلِمِ الْمُعْلِمِ الْمُعْلِمِ الْمُعْلِمِ الْمُعْلِمِ الْمُعْلِمُ الْمُعْلِمِ الْمُعْلِمُ الْمُلِمِ الْمُعْلِمُ الْمُعْلِمِ الْمُعْلِمُ الْم

اورکنائی طلاقوں کو مجازاً کنایات کہاجا ناہے حیٰ کہ بوائن ہوگئیں۔ یہاں ایک سوال تعدر کر میں میں میں کہ استحال کے استحال کے استحال کی میاد ہوں کے استحال کے الفاظ جیسے شوہ ہوا قول این ہائی مہتر، بتلت، مراد پوسٹیدہ ہو۔ اور حالت یہ سے کہ طلاق بائن کے الفاظ جیسے شوہ ہوا قول این بائن میں صراحہ استعال کئے جاتے موام اور اس جیسے دوسرے کا مات کے معانی معلوم ہیں اور طلاق بائن میں صراحہ استعال کئے جاتے موام

ہی توان کا کنایہ نام کیوں رکھتے ہیں؟ توا حناف نے جواب دیاکہ ان الفاظِ طلاق کا کنایہ کہنا بطور مجازے ہے کیونکہ بائن کے معظم جواب دیاکہ ان الفاظ میں سے ہرا کے معظم جواب دیا ہوا مہام نہیں ہے کیونکہ بائن کے معظم جوابوں والی واضح ہیں۔ لیکن یہ بات واضح منہیں ہے کہ کس چیز سے بائن (جدا سے آیا زورج سے یا گفرخاندان سے یا مال سے اجہام دور ہوگیا۔ اور وہ اس میں یا مال سے بائل ہوئے گیا۔ اور وہ اس محب سے یا مال سے در اور ہما کے موجب ومقتصلی پرعمل کرسے والا شمار ہوگیا۔ اس وجہ سے ان الفاظ کے در لعیہ طلاق بائن واقع ہوتی ہوئے تو ہوتا ہے کہ است بائن کہا جاتا اور انت طالق مراد لیا جاتا ہیں سے۔ اور اگریہ الفاظ حقیقہ کنائی ہوئے تو ہوتا ہے کہ است بائن کہا جاتا اور انت طالق مراد لیا جاتا ہیں

اس صورت میں طلاق رجعی واقع ہوگی۔ ومٹ مرسی اقو اصطلاقت المبارت الك سوال محذوف كا جواب ہے۔ سند مرسی التران کے نام کا مران اللہ میں مراد اللہ میں میں

احنات كنزديك ثناية وه لفظ سي حس كى مراد يوشيده فهوا ورانت بائن ، انت بت بي منظم بائن ، انت بت بي منظم بائن ، انت بت بي منظم بائن به انت بي منظم بائن بي منظم بي م

ے، ووجے -اروں کا بیں جلو ترق ، ہوت ہوت کا جب ہوتیا میدورہ الفاظ کنا کا بین ہے ہوائیا ہے معنی معبادم ہیں اور بیالفاظ ان معانی میں صراحة استعال کئے گئے ہیں ۔لہٰذا ان کو الفاظ کنا ئی میں شمار ک ان کہ بھے این پیران

## ما ص کی ید در الفاظ در حقیقت کنایات سنس بی بلکدان کو مجاز اکنایات کهاجا تاسید.

كَافُ الْكِ فَإِنَّ الْكَاكِيَةُ مَاكِانَ مَعْنَا لَا الْمُوَادُبِهِ مُسْتَارًا الْاَمْعَنَا لَا الْعَوَى وَاصْعًا الْرِيَّ مَعْنَا لَا الْعُوى وَاصْعًا الْرِيَّ مَعْنَا لَا الْمُوادِبِهِ مُسُتَارِّ وَهُوَانِهَا الْمُوادِبِهِ مُسُتَارِّ وَهُوَانِهَا الْمُوادِبِهِ مُسُتَارِّ وَهُوَانِهَا الْمُوادِبِهُ مُسُتَارِ وَهُوالِ فَإِنَّ الْمَدَاكِةَ عَنِهُ الْمُوادِتَ عَلَيْ الْمُوادِثِ وَهُوالِ فَإِنَّ الْمَدَاكِةَ عَنِهُ الْمُوادِثَ وَكُولُ فَإِنَّ الْمَدَاكِةَ عَنِهُ الْمُوادِثَ الْمُدُومِ وَهُولِ فَإِنَّ الْمَدَاكِةَ عَنْهُ اللَّهُ وَهُولِ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَيْكُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَيْ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّلِمُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ ال

اوراس پرساعتران کی کی ایسان کے کا یہ وہ لفظ ہے جس کے معسیٰ مرادی پوشیدہ ہوں۔ من کی مرادی بوشیدہ ہوں۔ من کی مرادی معسیٰ لغوی اور وہ یہ ہیں کہ عورت شوہرسے جداہے لفظ بائن کے اگرچ لغوی معسیٰ واضع ہیں مگر مرادی معسیٰ لوگوں کے خرد کیا اور وہ یہ ہیں کہ عورت شوہرسے جداہے لہٰذا یہ کنا یہ حقیق ہے اسواسطے کو کو اس کے معام بیان کے نزدیک کا یہ بیان کے ذریک کا اور اس کے معنیٰ موضوع کا مراد لیئے جائیں تحییت کو اس کے دور اس کے معنیٰ موضوع کا مراد لیئے جائیں تحییت فلظ کو اس کے منزوم کی جانب منتقل ہوجا ہے۔ جیسے لفظ طویل النجاد اس خروس کا اس سے دہن اس کے ملزوم کی جانب معنیٰ ہوتا ہے۔ اور وہ طول النجاد اس خروس کا قدر کما ہوگا اس کا بیر بھی کما ہوگا کہ سہاں پر ایسانی سے کیوں کہ بائن اسنے معیٰ طول قامت ہے دوس کا قدر کما ہوگا اس کا بیر بھی کما ہوگا کا عمل اسے دہن ماروم کیط ون منتقل ہوا وروہ طلاق سے خوصفت طول قامت سے دہن ماروم کیط ون منتقل ہوا کا علم الئے بیان موضوع کا بیر کھیول کہ بائن اسنے معیٰ موضوع کا بر کمیول سے کہ ونا می کے طریقہ پر کمال کی جونا می کو خور ہے۔

سے اسالقہ جو آب برایک اعتراض ، بطلاق کے الفاظ کنایات کو کنایہ بطور مجاز کے کہا جاتا ۔ یہ قول صحیح تنہیں ہے ۔ اس لئے کہ کنایہ کہا جاتا ۔ یہ قول صحیح تنہیں ہے ۔ اس لئے کہ کنایہ کہنا جہا جاتا ۔ یہ قول صحیح تنہیں ہے ۔ اس لئے کہ کنایہ کہنا جہا جاتا ہے جب کی مرا د پوسٹیدہ ہو فا ہر نہ ہو مگر اس لفظ کے معنے لغوی پوشیر د نہوں۔

چنا بخرسہاں بریسی صادق آتا ہے۔ اس لئے کہ مثلاً بائن کے لغوی مع نے والمونے کے ہیں مُحرّاس کے ہادی معنے ظاهر نہیں ہیں ملکہ دیرے بدہ ہیں۔ اس طرح پر کہ جب شوھرنے جی سے اُرنی کا آت یہ معام ہوگیا

کی عورت شوہر سے جدا ہے مگر حدائی کے معنے پوئٹندہ ہیں۔ آیا وہ ماک سے حدا ہے ، کمال سے حدا ہے ، نکاح ۔ سے حدا ہے۔ بہر حال متعدد احتمالات ہیں اور مراد پوشیدہ ہے اس لیج ان العاظر کنایہ کی تعربینے صادق آتی

ب اس لي يه الفاظ حقيقة الفاظ كناتي بين مُركم مجازًا-

الأراغيّة في واستُبُرِ في وَحِمُكِ وَانْتِ وَاحِراً لا المناظ الشّلْتُ فانها وعيتًا لاحل وعدد للفاظ الكنايات كالمعينة الأحل وحدد لفظ الطلاق في ها تقد بريرًا أمّا في قول المغنّق في المنافظ المعينة لاحل وعدد الله عليها وعيما والمعتبر في قلات المعالمة عنها والمعتبر في المعالمة المعتبر في المعالمة المعتبر في المعالمة والمعتبر في المعتبر في المستبر والمعتبر في المستبر والمعتبر في المعتبر في المعتبر والمعتبر في المعتبر والمعتبر والمع

ασαρφοράσου συναστορικό το προστορικό το προσ

مصرحبي طلاق دا تع بهوگي

طلاق رحيي واقع بهوسلي وجه . كيونكيورت مدخول بهاسي ياغيرمدخول بهلسه ـ الرّمه خول بهاسة وانتضارً طلاق نابت ہوگی کیونکہ شوہرنے ارعت ری کہہ کر مبوی کوعدت گذار نیکا امرکیا ہے اور عدت طلاق کے لجد ٹابت ہوتی ہے۔اس لیج عدیت کے حکم کو درست کرنے کے لئے اعتری کھنے سے پہلے طلاق کا اعتبار كرما فنروری بهونگا اور تقدیر عبارت به بهونی اعت تى لانى طلقتاھ ( بو عدنت گذار كاس ليخ كەس نے بچھ کو طلاق دیدی بہر مال اعتری سے سے یاب دیں طلاق محدوث ہے۔ اور لفظ طلاق سے رجعی طلاق واقع ہوئی ہے۔ اس کئے اعتری کھنے کے طلاق رجعی واقع ہوتی ۔ اورعورت اگرمد نول مبارید تواس کے دمہ عدرت کاگذارنا واجب ہے۔ اُ درعورت اگر عنرمرخول بہا ہے تواس برعدت واحب نہوتی لفظاعتدي كي تشريح ، - اعتدى درومدت كدن شاركرك اس كي اصل به ب معنى ي سے طلقی کے یا کونی طالعت کے داتواسیے آپ کوطلاق دے لے یا توطلاق والی ہوجا ہمیسنی طلقی یا کونی طالقًا سے اس کوعارمت میں لے لیا گیا ہے اور اعتدی کالفظ جا زا کونی طالقا کے معنظ میں ہے۔ اگر کوئی اعتراص کرے کہ اعتری کو انت طالق سے یا انتِ مطلقہ سے مستعار کیوں نہیں لیا گیا واس کا جواب يه ديا جائے سط اعتري صيغهام كاسير، استبطالي امر كاصيغه نهي سيداسي وجه سے اول انشاء اور دوسراجرہے - لہذامنا سب ہوگا جیے کوئی طالعًا یاطلقی وغیرہ -مستعار لینے کی وج یہ ہے کہ ارس میں طلاق دینا سبب سے اور عدت کاگذار نااس کامیب ہے - اور يهال مسبب بول كرسبب مرادليا كياسيه اسبي كواستعاره تحيية بين - لهذابيه بات نابت بهو كني كهاعتاسي

كُونى طالقًا ياطلقى كے مصیفے میں مجازا استعمال كيا كياسے۔ اور كُونى طالقًا طلاقِ كے ليے صرح بح ہے جس سے طلاق رحبی واقع ہوتی ہے لہٰذالفظ اعتدی سے بھی طلاق رحنی واقع ہونا چاہئے مگرعورت چونگہ غیرمرخول بہاہے اورچوستے غیرمدخول بہا عورت پرعدت دا جب نہیں ہوتی اس لئے جوطلات بھی اس پرواقع ہوگئ وہ بالتنه موجائ كي اسي وجرسي يهال بريمي غير مرخول بها عورت بالته بهو جائ كا-

عترت بالذات طلاق كسا تقونها ص بيع . عدت كى مشروعيت براء ورم كيك ، و بي ب اور ما بذي جب آزاد ہوتی ہے تو آزاد ہونے بعد تکام کرنے سے پیلے بھی عدت صروری ہے اس کا مقصد رہی برارة رحميى سے كيو بكة حرست كوطلاق كے سائھ مشاب قرار ديا كيا ہے ۔ اور موك كى ضورت ميں عورت برَ عدت كا وجوب سوك مناك كي عرض سي بواب اس كي واقعي به عدت منه يد ب چنام اس كي عدت مہنوں سے شاری جاتی ہے ندکہ حیض سے۔

وَأَمَّالَ فِي قُولِهِ اسْتَبِرِي رَحِمَكِ فَلِاكْمَا يَحْتَمِلُ أَنْ لَكُونَ كِلْبُ بَرَاءُةِ الرَّحِيمِ لِأَحْبِل الول بِدَا ولِنَكَاحِ نَاوَجِ أَخَرُفَا ذَا نُوى هِذَا ايَعَعُ الطّلاتُ الرَّجْعِي فَانْ كَانَتُ مَ نُ خُولًا

بِهَافَكُاكُمُ قَالَ كُونِ طَالِقًا شُمُ استَبْرَقِ رَحِمَا وَرَانُ لَـمُ مَكُنُ مَلُ حُلِّيهَا يَكُونُ وَلِمَ الْمَرْقُ وَحِمَا الْقَاعِلِي مَعْنَا مُ استَبُرَقُ وَحِمَا الْمَاعِلُ مَعْنِي الْمَرْقُ وَحِمَةً وَاحِدَةً وَاحْدَدُى مَعْنَا لَا أَنْتِ طَالُو مَعْنَا لَا أَنْتِ طَالُو مَعْنَا لَا أَنْتِ طَالُو مَعْنَا وَاحْدَدُهُ وَاحْدَدُهُ وَاحْدَدُهُ وَاحْدَدُهُ وَاحْدَدُهُ وَاحْدَدُهُ وَاحْدَدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَالْمَاعِمُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَالْمَعْنَا وَالْمَعْنَا وَالْمَعْنَا وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُوهُ وَالْمُواحُدُمُ وَاحْدُوهُ وَاحْدُوهُ وَاحْدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُوهُ وَاحْدُدُهُ وَاحْدُوهُ وَالْمُولُومُ وَاحْدُوهُ وَالْمُولُومُ وَاحْدُوهُ وَالْمُولُومُ والْمُولُومُ وَالْمُولُومُ وَالْمُولُولُومُ وَالُومُ وَالْمُولُومُ وَالْمُولُولُومُ وَالْمُولُولُومُ وَلِمُولُومُ وَالْمُولُولُ

الشرف لانوارشري ارده المات المال فوالا فوال جددهم اس کے معنی انتِ ذات طلقہ واحد کا ایکے ہوں۔ بھرمفان کو حذمت کردیا گیا ہوا ورمضاف الیکواسکی مگر جن الغاط کے کینے سے عورت برطلاق رحجی واقع ہوتی ہے ان میں سے دور الغظ استبری رحم کھے ہے ر نواینے رج کوئری کرے صاب کرالے اس وجہ سے کواستری رحمک کے دوسے کی اول و المعسني رحمي صفائ اس لئے كى جائے تاكداس ميں بجير كانطفہ ڈالا جائے - اورشوبر كامقصِد بربوكه ووبوى سيركهنا جابتاك كرتوفيض سي اسينه رحم كوصا ف كرك تاكه مين تحدس جاع كرون اوراس كم بچہ کی بیب اس ہو۔ استبری رحک کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ شوہر کامقصداس لفظ کے کہنے سے یہ ہوکہ اسکان کا ح ( دوسر شوہرسے نکائح کرمے نے کئے کہ اسپے رحسہ کوصا من کرہے ۔ چونکہ میں سنے بچے طلاق دیری ہے تبرنی رحک اینے اندران دونوں معالی کاحمال رکھناسیے اور جب معوہری ان میں سے کسی اكي معسين كي منيت كرنى توبيوى برايك طلاق رجى واقع جوكى - الذاعورت الرمدخول مباسرة وعبارت ك اصل بربهو کی محون طالقًا نم استری رحکب توطلاق والی بوجانس کے بعددوسرے سے بکا ح کیلئے اینے رحم ا ورعورت أكرغير مدخول بهاب تواستبرئ رحك ك مصنع به بهوب محكى كديد لفظ كونى طالق لسع مستعادليا كميا ہے *جس طرح اعتدی میں ا*فیساکیا گیا تھا۔ اور لغظ طلاق سے عورت پر طلاق رجی واقع ہوتی ہے ۔اس لیے استبري رهمك محيف سي معى طلاق رحبي وأقع هو كي-اَسْتَ دَرُحِينَ كَي تَفْصِيلَ :- اس نفظ كے تحینے پر سمی عورت برطلاق رجبی واقع ہوتی ہے۔ مگراس لفظ کے بی کئی حت ال بین اَوَلَ معنیٰ اُنتِ واحدۂ عند قو مک آتا بی توم میں ایک بیے۔اس سے عورت کے حسن وخوبی کی تعربیف کرنا مقصور ہے ۔ دوستر کے مصلے انت واحدہ عندی فی الکمال والمال والجال تومیرے نزدیک کمال ، جمال اور مال میں ایک ہے۔ بعیسی تمام عورتوں میں تو اسینے حسن وجمال کے لحاظ سَه مجه كوتب ندسه - تيست معنے ابنت طالق طلقة واحدُه ريوايك طلاق والى سے " شوہرجب ان آخری معینے کی بنیتِ کرنگیا تو عُورت پرانک طلاق رحبی واقع ہوگی ۔ کیونکہ اس صورت میں مل لاق كالفظ صراحت سے دركيا گياہے . اور جب طلاق كالفظ صراحت سے ندكور موتو اس صورت ميں ملاق رحبی واقع ہوئیہے۔ انھیں متعدیدا حمّالات کیوجہ سے بعض علمامرنے کہاہے کہ لفظ واصرة اگر مرفوع پڑھا جائے تو**ون** انھیں متعدیدا حمّالات کیوجہ سے بعض علمامرنے کہاہے کہ لفظ واصرة اگر مرفوع پڑھا جائے **توون** يرطلاق واتع منه بو گى كيول كه واحدة بالرفع براسے كى صورت ميں مصنے بروس كے كم توصن وجمال ميں ا کی ہے اور حسن وجمال کے اظہار کرنے سے عورت برطلاق واقع منہیں ہوتی ۔ لہٰذا ام**ت واحدۃ** 

كيفي سے طلاق مى واقع مذہوكى -

ا دراگرانت واحدة بالنصب بیرها جائے توالبته طلاق واقع ہوگی۔اس وجہسے کہ نصب بیرہ کی مصورت میں تقدیم عبارت بیہ وگی است طالق طلقہ واحدۃ (بقراکی طلاق والی ہے) اس عبارت میں طالق موصوف اور واحدۃ صفت ہے۔ میسی واحدۃ کاموصوف صریح طلاق ہے۔اس کے صریح طلاق دینے کی وہ میں سراکی طلاق رحمی واقع ہمدی ہیں۔

کی وجہسے ایک طلاق رحبی واقع ہوتی ہے۔ ابنت واحدۃ -اور اگر واحد کے لفظ کو وقف کے ساتھ بپڑھا جائے بیعینی سکون کے ساتھ بپڑھا جائے تو اس لفظ کے معینے نئیت کے محتاج ہوں گے۔ اگر شو ہرین طلاق کی نئیت کی ہے توعورت برایک طلاقی رحبی واقع ہوگی اور امام شافع کے نزد کھے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی ۔

انت واحدة میں فاصل شارح نے فرمایا کہ واحرہ کے اعراب کا عتبار ہیں ہے، عوام الناس اعراب کی اقسام سے واقف سنیں ہوتے نہ اعراب میں اس لئے شوہر نصب ورفع ووقف مواج ہیں اس لئے شوہر نصب ورفع ووقف مواج ہیں اس لئے شوہر نصب کی صورت میں طلاق کی سنیت اگر کی تمی تو طلاق کے مضا کے مضا کا طاہر ہونا او پر معسوم ہو حکا ہے اور نصب کی صورت میں طلاق کی منیت کہ عبارت کی اصل است ذات طلقة واحد ہ ۔ اس سے مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اس کی حفاف کو عند میں مضاف کو منا در کے مضاف الیہ کو اس کی حفاف کو اس عبارت سے ذات کو مینی مضاف کو اور طلقة معینی مضاف کو صفت کو اس کی حکم تا میں کو صفت کو اس کی حکم تا میں کردیا گیا ہے۔

ا ورا صل کلام میں صریح بے کیونکہ کنایہ میں کسی قدر قصور سے کیونکہ کنایہ نیت کامخاج ہوتا ہے یا دلالتِ حال کا بخلاف صریح کے اور فرق ان چیزوں میں کا ہر مہوّ الہے جو

ترجي

الکلام بیں اصل صرح ہے ،۔ ماتن سے صرح و کنا یہ کو مبان کرنے کے بعد فرایا کہ کلام مسر کے مسلم کی ایس صرح اصل ہے ۔ اور غیر صرح میعنی کنا یہ خلاب اصل ہے ۔ اس وجہ سے کہ کلام کنا یہ سے سیمنے سیمانے میں تقصیر ہوتی ہے ۔ کیونکہ کلام کنائی مقصود کی ولالت میں نیت

کا محتاج ہوتا ہے جبکہ صریح میں اس کی حاجت نہیں ہے۔

صریح اور کنا بیرے البین فرق به ماتن یے فرایا کہ ان دولوں کے درمیان جو فرق ہے وہ ان صود درمیان جو فرق ہے وہ ان صود درمیان جو فرق ہے وہ ان صود درمیان جو ماہیں جیسے ایک آدی سے اقرار کیا کہ اس سے نظاں عورت کے ساتھ حسرام طریقہ ہرجائے کیا ہے تو اس پر زناکی حرجاری منہوگی اس دج صدر ناکا وجوب زناکے اقرار کرنے پر وا جب ہوتا ہے اوراس مگہ اس سے جامعے کہ اس سے اوراجمال ہے کہ اس سے جماع جہا شرفاحتہ کا ادادہ کیا ہو۔ اس سے جماع جہا کا لفظ زناکے معلم میں صریح منہیں رہا ملکہ کنا یہ ہوگیا اور کنا یہ سے حدزنا نابت سنہیں ہوتی اس سے جامع کی اس سے حدزنا نابت سنہیں ہوتی اس سے جامع کی درنا نابت سنہیں ہوتی اس سے جامع کی اس سے جامع کی درنا نابت سنہیں ہوتی اس سے جامع کی درنا ناب سنہیں ہوتی اس سے جامع کی درنا ناب سنہیں کی درنا درنا کی درنا ناب سنہیں کے درنا کی درنا ناب سنہیں کی درنا درنا کی درنا کیا کہ درنا کی درنا

دوسری مثال - امکی تخص بے دوسرے شخص کے بارے میں کہا جامعت فلانڈ تونے فلاں اجنبیہ عورت سے جماع کیا ہے۔ او اس کہنے والے پر صرفذت واحب نہ ہوگی جب مک وہ یہ نہ کہے کہ توسے کہ توسے کہ توسے کہ کو سے کہ کو اس کے کہ توسے کرنا کیا ہے۔ مرسر میں ایس کے کہ توسے کرنا کیا ہے۔ مرسر میں کا میں کہ کہ توسے کہ توسط کرنا کیا ہے۔ مرسر میں کا میں کی کو سے کہ توسط کو کہ توسط کو کہ توسط کو کہ توسط کو کہ توسط کی کہ توسط کو کہ توسط کی کہ توسط کو کہ توسط کی توسط کو کہ توسط کیا گئے کہ توسط کو کہ توسط کے کہ توسط کو کہ ت

تیسری مثال ،- آنگ شخص نے دوسرے کو مخاطب کرے کہاکہ تونے فلاں عورت سے زاکیا ہو۔ بیسنکر مخاطب نے کہا کہ تونے سے کہاہے - تو اس صورت میں مجی مخاطب پر صرِ زنا واجب نہ ہوگی۔

کیونکہ اس کلام کے دومعنیٰ ہیں دا، بونے سے کہاہے بیسنی اس نے زناکا افراد کرلیا ہو دم متکانے فاطاب کیا ہوکہ تو ا کہا ہو کہ تو ابتک تو سے بولا کرتا تھا ، آج کیا ہواکہ تو جموٹ بول رہاہیے - اس صورت میں زناکا افر ارہیں ملکہ مخاطب کی جانب سے متکلم کے قول کی تر دید ہوگی - دونوں احتمالات کی بنار پر مخاطب کے اوپر حدر زنا واحبب بنہ ہوگی -

ایک خص نے دوسرے خص کوزناکی تہمت لگائی ادرایک تبسرے خص نے بطور گواہی کے کہا ہو کماقلت وہ الساہی ہے جیساکہ تو ہے اس کو کہا ہے تو اس صورت میں گواہ برصر قذون جاری کی جائے گی۔ اس لئے کہا قلت میں حرف کاف برائے تشبیہ ہے اور کاف تشبیہ عموم کا فائرہ دیتا ہے ان تام اشیاء میں جواس سے متصف ہوئی ہیں اس لئے اس کا کنا یہ ہونا، نہم ہونا اور صربے ہونا تا بت ہوگیا۔ حد قذف چونکہ صربح سے واجب ہوتی ہے اس لئے صوکما قلت کہنے سے گواہ بر صرفذف جاری ہوگی۔

مَّمَ شَيْ طَالُمُ مَنِ فَالْقَسِمِ الرَّابِعِ فَقَالَ وَ أَمَّا الاَسْتِدُلُاكُ بِعِبَا عُمَّا الْمَصْفَهُ وَالعَملِ فَا الْمُسَدِلُ مَا الْمُسَدِلُ الْمُسَدِلِ اللَّهِ الْمُسَدِلِ الْمُسَدِلِ الْمُسَدِلِ اللَّهِ الْمُسْدِلِ اللَّهِ الْمُسْدِلِ اللَّهِ الْمُسْدِلِ اللَّهِ الْمُسْدِلِ اللَّهِ الْمُسْدِلِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللهُ اللهُ اللَّهُ اللَّهُ اللهُ الللهُ اللهُ الللهُ اللهُ اللهُ

ا بعرصن نے نقسیم را بع شروع فرمائی چر ر فرمایا اور بہر حال استدلال بعبارة النص بس کے طا حررجب کیلئے بالقصد کلام کولایا گیاہے۔ مصف نے ناستدلال کواقسام نظمیں بطور مسامحت شمار کیاہے کیونکہ یہ حسم کی افعل ہے۔ اور وہ جو کتاب کی اقسام میں داخل ہے وہ ذات عبارة النص ہے اور وہ جیز حواس حکم سے نابت بھووہ حکم ہے جو عبارة النص سے نابت ہے اور

چوتی تفت کما بگان: - استقسیم میں جاراتسام کو ذکر فرایا ہے - رول : عبارالف سے استدلال کرنا - ووم : اشارة النص سے استدلال کرنا - سوم : جو حکم دلالۃ انس سے تابت ہو اس سے استدلال کرنا سے اگرم : اقتضاء النص سے جو حکم نابت ہواس

سے استدلال کرنا۔

σος συργορούς αυτορούς αυτορούς

ا دراس سے ثابت شرہ حکم کو حکم نابت بعبارہ النص کہتے ہیں۔

جواب اس کا یہ دیاگیا ہے کہ اس حگہ مصنعت ہے استالال کومجاز انظمی اقسام میں شماری ہے۔ اسی
حجہ ہے جہ ہدکا فعل بھی تو نظم کیطرف ہو ناہے اس لئے مجاز اس استالال کونظمی قسموں میں شماری گیا ہے۔
شارح نے کہا : اس حگہ نص سے وہ نص مراد نہیں ہے جس کو متقابلات میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس حگہ
نص بول کرالفاظ قرآن اور قرآن موری کی عبارت مراد ہے۔ اور الفاظ قرآن خواہ بصورت نص ہوں یا
بصورت ظاھر ہوں اور چاہیے وہ مفتر کی صورت میں ہوں اور نص بول کر قرآن کے الفاظ مراد لین الفاظ مراد لین الفاظ مراد لین الفاظ مراد لین السی الکا مراد ہے۔ اور نص سے جونکہ الفاظ قرآن مراد لئے گئے ہیں ۔ اس حور سے اس کی تعرف ماسیق الکلام لا جلہ سے کی گئی ہے ، اور اسیق النص لا جلہ نہیں کیا گیا ہے ۔ اور عمل حج ہیں کا عمل مراد ہے ۔ یعینی شریعیت کے اصول کے ذریعہ شرعی مسائل کا استنباط کرنا ۔ یہا حجہ سے جہ ہم کا عمل مراد ہے ۔ یعینی شریعیت کے اصول کے ذریعہ شرعی مسائل کا استنباط کرنا ۔ یہا حجہ سے کے اعتبار کا فعل وعل مراد نہیں ہے ۔

شارح نے فرمایا: ماسیق الکلائم کہ ہمین مسوق کے معنیٰ عام ہیں، ایک سوق نص ہیں ہوتاہے وہ قصود ہوتاہے وہ قصود ہوتاہے۔ دوسراسوق عبارة النص میں ہوتاہے۔ وہ اگرجہ مقصود تو ہوتاہے مگر مقصود اصلی ہویا غیراصلی دونوں کوشائل ہے۔ جیسے کسی نے نکاح کوجا نزاور مباح نابت کرنے کیلئے قرآن کی عبارت فا بھوا ما کھا اسکومی النساء مثنیٰ وثلات ور باع سے استدلال کیا تو اس کوعبارۃ النص کھیں گے۔ اسی لئے اس سے اباحت نکاح کے باب اس سے اباحت نکاح کے باب مگر مقصود تو بہر حال ہے۔ آباحت نکاح کے باب میں یہ تولی ظا صر سوم کا نے کہ فس البتداس آیت میں جونے عدد کا بیان کرنامقصود اصلی ہے۔ اس لئے بیان میں یہ تولی ظا صر سوم کا نے کہ فس ۔ البتداس آیت میں جونے عدد کا بیان کرنامقصود اصلی ہے۔ اس لئے بیان

عدد میں بیرآیت نفن ہوگی۔

وَامَّاالاسُتِهِ لال النَّمَ وَلِيسَ بِظَاهِمِ مِنْ كُلِّ وَجُبَةٍ فقول النظمة لفة الكَّنَ غيرُ مقصُودٍ وَلاَسين النظمة النظمة والاستى النظمة المن النظمة المعرب المعتارة والاشام وَوَلَى النظمة النظمة والاشام وَوَلَى النظمة النظمة والاشام وَوَلَى النظمة النظمة والاشام النظمة والاستى المنت المن

كقولم تعادعال وله وله ورئة مُهُنَّ وكيسُوتهُنَّ مثالُ للعبَابَة والْوشَاء معَاوضه يُومُونهُنَّ كَولا الله المن كورة في قولم تعام والوال الثين ورغن اولاد هن حولين كاملين فإن كان المهوار و مها يجاب نفعتها وكسوته الأحجل انها ذوعته ومنكوحتك فلام حاكة فلام حاكة وي وان كان العبان العبان المحكمة ولا معنى والمحكن وحجل المنها مرضية المنه والمنها والمنها من المنها على المعنى وعيد وعلا المنها المنها المنها المنها المنها المنها المنها والمناهم المنها المنها المنها المنها المنها المنها والمنها المنها والمنها المنها والمنها والمنها المنها والمنها المنها والمنها المنها والمنها المنها والمنها والمن

اولادکودوسال کمل دوده بلائیں) پس اگراس آیت سے مراد ہوی کا نفقہ اور کیڑا واجب کرناہے اس وجہ سے کہ اس کی بہوی اور منکو حہد ہوت اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اور اگر یہ نفقہ اور کیڑا اس وجہ سے کہ عورت اس کے بیجے کی مرصعہ ہے کہ اور اس کے بیجے کی مرصعہ ہے کہ اطلقہ ہیں اور اپنی عدرت بوری کررہی ہیں۔ بہروال ہرصورت میں آیت نفقہ کو نا بت کرنے کے لیے الائی گئی ہے۔ اور اس میں اشارہ اس بات کیطون سے کہ بیجے کا نسخ آ یا وکیطون ناست ہے۔ اس وجہ سے کہ مدینے یہ ہیں کہ اس شخص برج بی کو جہ سے کہ موسے یہ بہری کہ اس شخص برج بی لام اختصاص سے اس نعطون نسبت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کیطون نسبت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کیطون نسبت کرنے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کیطون نسبت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کیلون اس اختصاص ہیں دالات نہیں کرتے ۔ کیوں کہ اس میں مواضل ہیں واضل نہیں جا جب کے دقت ۔ اس وجہ سے کہ بجے اس کا مملوک ہے ، اور اس میں حق تملیک باپ ہی کو حاصل ہیں جا جب کے دقت ۔ اس وجہ سے کہ بجے اس کا مملوک ہے ، اور اس میں حق تملیک باپ ہی کو حاصل ہیں جا جب کے دقت ۔ اس وجہ سے کہ بجے اس کا مملوک ہے ، اور اس میں حق تملیک باپ ہی کو حاصل ہیں جا جب کے دقت ۔ اس وجہ سے کہ بجے اس کا مملوک ہے ہے ، اور اس

میں حق تملیک باپ ہی ٹوحا صل سے حاجت کے دقت۔ اس وجہ سے کہ بچہ اس کا مملوکھ ہے، اور اس طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ ارطرے کے لفقہ میں کوئی شخص باپ کا شریکے بھی نہیں ہے، جس طرف اس نسبت میں باپ کے سابھ دومیراشر مکے نہیں ہے جسیاکہ ہم نے اس کی تفصیل اپنی کتاب تفسیرا حری میں کردی سے۔

ب کے ساتھ دور میرانسرمایہ ہمیں ہے جنسا دہم سے اس کا نام استدلال باشارہ النص ہے۔ بعیب نام اشارہ موسکے اسپور میں نام میں دور سری فتیم ۔ اس کا نام استدلال باشارہ النص ہے۔ بعیب نام اسارہ

آلنص سے آگ تبلال کرنے کا مطلب بیہ کے کافس کے اشارہ کو دلیل بنانا معن جوبات لِغطِ قرآن سے لغۂ ٹا بت ہو۔ اس پرعِل کرنا ۔ مگر الفاظ قرآن سے جولغۂ ٹا بت ہودہ قصود

مذہو۔ مذاس کو مبان کرنے کیلئے کض کولایا گیا ہوا ور وہ کو رکے طور کرنظا ہر میں نہوں ۔ شارح سنزار التر مراقا ہے اور التر کر شارک میں میں اسلام کا میں میں اور کر سال کے میں میں اور الدان میں میں اور

خارج ہوگیا اسکے کہ آقتضا مالنص لغتہ سے ٹا کب منہ آپ ہوتا۔ اسی طرح مصنف کی دلکنۂ غیر مقصو دولا سیق لۂ النص کی قید محموجہ سے تعرلف سے عبار ۃ النص بھل کئی اسوجہ سے کہ عبارۃ النص مقصود ہوتی ہو۔ سافہ کر النص کی قید محموجہ سے تعرف سے عبار ۃ النص بھل کئی اسوجہ سے کہ عبارۃ النص مقصود ہوتی ہو۔

ا ورنض کواس کے بیان کرنے کیلئے لایا بھی جا تاہیں۔ اور لیس بنظا ہرمن کل دجری قیدعبارۃ النص کوخاریٰ کرنے اور مزید وضا حت کیلئے لائی گئی ہے مگر اس عبارت کے لانے کی صرورت نہیں تھی۔

حاصل کلام یه نکلاکه نظیر نصسے بو حکم لغتهٔ نا بت بهو تاہید میسنی شارة النّص توره من بخوالعجوه ظا صرافر ربعض وجوه سے غیرظا صربوتا ہے اور عبارة النص کا جہاں کے تعلق ہے تو وہ من کل وجہ ظا هسر

ملہ ہے۔ عبارة النص اور اشارة النص كى مثال حسّيات ميں يہ ہے كہ الكي شخص نے بالقصد آنكھ سے دوسے شخص

کودیکھا تواس کے سامخد بغیرارادہ کے آنکھ کے کناروں سے داہنی اور بائیں جانبے کوگ بھی نظر میں آگئے توس شخص کو بالارادہ آنکھ سے دیکھ لہے وہ عبارۃ النص کے درجہ میں ہے اور جن کوگوں کو آنکھ کے کناروں سے دیکھ لیا ہے وہ بدرجہ اشارۃ النص کے ہیں۔

احكام ميں دواوں كى مثال ،- بارى تعالى كا قول ہے وعسلى المهولود لية رزقسة ق وكسونته ق كامطلب يہ والدات كا نفقه اوران كا كيرامولود لئ معسنى باپ ك دمه واجب ہے - آیت میں هن ضمر والدات كى جانب را جع ہے حس كا ذكر اس آیت میں كيا گيا ہے كہ والوال ات بوضعت اولاد هن حول بن كے الملين لهن اداد ان بيتم الديضا عمر ميں مركور ہے ۔

شاره نے فرمایا: اس آیت کے بموجب شوھر پر پری کا نفقہ ادر کپڑا واجب ہے۔اس کے کہ دہ اس کی بری سے اس کے کہ دہ اس کی بری سے اس کے کہ شوم سریا پنی بری کا نفقہ ادر کپڑا دولؤ قاجب ہیں اس کے کہ شوم سریا پنی بری کا نفقہ ادر کپڑا دولؤ قاجب ہیں ۔ اور اگر بری کی کیلئے نفقہ وکسوہ کا وجوب اس وجہ سے بوکہ وہ اس کی اولا دکو دو دھ بلاتی ہے تو اسکو عورت کے ساتھ بوسے پر محمول کیا جا گیگا جن کی عدرت گذر چکی ہے اور شوھرنے اس عورت کو اپنے بری کے دورہ بلانے کے دورہ بالے کے دیا تھا ہوئے کے دورہ بالے کے دیا تھا ہوئے کے دورہ بالے کی کا دورہ بیا ہے کہ دورہ بالے کی کا دورہ بالے کی کا دورہ بالے کی کا دورہ بیا ہے کہ دورہ بالے کی کا دورہ بیا ہے کہ بیا ہے کہ دورہ بیا ہیا گیا ہے کہ دورہ بیا ہے کہ بیا ہے کہ دورہ بیا ہی کہ دورہ بیا ہے کہ دورہ ہے

كيلي اجريت يرمقرد كردكه لمسير

ماصل به نکلکه والدات ( اون کا نفقه اورکیا بیوی بونی وجسے بویا دود ، پلا نیوالی بونی وجسی بود و دون صورتوں میں باری تعللے کا یہ قول نفقہ کو تابت کرنے کیا قالی کیا ہے۔ اس لئے نفقہ کے اثبات میں بہا بت عبارة النص کے درجہ میں ہے اوراسی آیت سے اشارة النص کے ذریعہ یہ بات بھی تابت ہے اولا کا نسب آباری جانب منسوب ہوتا ہے اس لئے کہ آیت کے معنی ہیں و علی الذی ولید الول لاجب لہ دمن تابوالدات و کسویتهن اوراس شخص کے دمہ جس کیوجہ سے بچہ پیلا ہوا اس بولے کی والدہ کا نفقہ اور کہ اوراض کے دمہ وا جب ہے۔ مولود لؤکے کہ انداع میں شوب ہوگا ،

اس کے برخلاف فرض کینے کہ باپ قرنیش میں سے ہوا دراس کی مان عجی ہوتو بچہ قریشی شمار ہوگا اور قریشی ہونیکے احکام اس پر عائد کئے جائیں گے جیسے بچہ کے کنو کامت علم، یا امامت وغیرہ کے مسائل۔ ایک اعتراض یہ ہے کہ آیت ولکہ نصف ما ترکٹ ازوا جکم ان کم میکن لہن ولد میں اور متہارے لئے ترکمیں سے نصوے حصہ ہے (جو متہاری بیویال چیوٹر کر مرجائیں اگران کی اولاد مذہوی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

کہ اولاد کی نسبت اس کی جانب ہوتی ہے ؟

اس اعتراص کا جواب یہ دیا جا تاہے کہ آیت ہیں لفظ کھن مرکورسے اور کھن کالام اپن حقیقت پر مہن سے نیسٹی ملک کیلئے مہیں سے ملک مراسے ملابست سبے۔اس لئے کہ اس سے بچہ کانسب بالا جماع ماہت ہیں سپے۔البتہ اس آیت سے اشارۃ النص کے درایعہ یہ بات نابت ہوتی سپے کہ بوقت صرورت باپ کو اس کا حق

کے دقت باپ بیٹے کے مال کا مالک ہو جائے۔
البتہ صرورت میں دوطرح کی ہوتی ہیں ۔ اول صرورت کا ملہ کہلاتی ہے۔ زندگی باتی رکھنے کی صرورت سے کھلنے بینے کی صرورت میں اپنے بچے کے مال میں خسرے کرسکتا ہے ۔ دوئٹری صرورت ناقصہ ہے۔ جیسے بیٹے کی باندی سے باپ کا جماع کرنا ، اورام ولد بنالینا ، اس صرورت میں باپ کے مال کا صمان دیگا مگر تصرف کرنیکا مجاز بہوال ہے۔ نیز بطریتی اشارہ النص میمبی معسلوم ہوتا ہے کہ اولا دیے نفقہ کے باب میں باپ تنہا ذمہ دار ہوتا ہے کہ دوسراکوئی شرکے بہیں ہوت کے ساتھ دوسراکوئی شرکے بہیں تو اس کے صاحتہ دوسراکوئی شرکے بہیں تو اس کے حکم میسنی انفاق علے شرکے بہیں ۔ تو جب نسب میں باپ کے ساتھ دوسراکوئی شرکے بہیں تو اس کے حکم میسنی انفاق علے الاولاد میں بھی دوسراکوئی شرکے بہیں تو اس کے حکم میسنی انفاق علے الاولاد میں بھی دوسراکوئی شرکے بہیں تو اس کے حکم میسنی انفاق علے الاولاد میں بھی دوسراکوئی شرکے نہیں گا۔ اس کی پوری تفصیل تفسیرا تھری میں ملاحظ فر مائیں ۔

وَهُمُ اَسُواءُ فِي اِيجَابِ الْحَكُمِ الْآانَ الاولَ اَحَقُ عندَ التَعَامُ مِن يَصِفِ آنَ كُلاً مِرَ العِبَامُ وَ وَلَاشَامَ وَ فَلِي الْسَامَ وَ فَكَ التَعارِضِ وَالاَشَامَ وَ فَلِي الْسَامَ وَ فَكُ وَمَا فَتَكُاكُ وَ وَلَا مَا كُو الْمَعْلَ وَ وَلَهُ وَمَا فَتَكُاكُ وَ وَلِمَامَ وَ فَلَكُ وَمَا فَتَكُاكُ وَ وَلِيكَامُ وَقَلُ وَمَا فَتَكُاكُ وَ وَلِيكَ اللّهُ اللّهُ وَالْمَعْلِ وَلَا فَلَا اللّهُ وَالْمَعْلِ وَالْمَعْلِ وَلَا تَصَلِي قَلْلَ مَا اللّهُ وَالْمَعْلِ وَلَا فَاللّهُ وَالْمَعْلِ وَالْمَعْلِ وَالْمَعْلِ وَالْمَعْلِ وَالْمَعْلِ وَاللّهُ وَل

اور وہ دونوں حکے وا جب کرنے میں برابر ہیں۔ البتہ تعارض کے وقت اول (عبارت) زیادہ حل کے حق اول (عبارت) زیادہ حق رکھتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عبارۃ النص اور اشارۃ النص میں ہرائیک معنی مرادی پر قطعی الدلالۃ ہیں لیکن تعارض واقع ہونے کے وقت عبارۃ النص کو اشارۃ النص پر ترجیح حاصل ہے اس کی مثال آنمضور صلی الشرطیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے جوعور توں کے بارے میں ہے۔ بیشک وہ ناقص عقل اور ماقص

دین والی ہیں توعور توں نے دریافت فرایا هماری عقل ددین کا نقصان کیاہے تورسول الشرصے الشرطیہ وسلم بنا ارشاد فرایا کیاعور توں کی شہادت کے نصف کے ما سند منہیں ہے۔ عور توں نے جواب دیا ہاں یارسول النگر - حضور صلے الشرطیہ وسلم کے فرایا ہیں بیان کے عقل کا نقصان ہے ہے حضور کے اندر بیٹھی رہتی ہے خرور در ملحتی ہے اور نہ نما زیر ہو ھی ہے ۔ عور توں نے جواب دیا ۔ ہاں یا رسول النگر تو انحضور کے اندر بیٹھی رہتی ہے ندور فرم کی تھاں کو دین کے نقصان ہے ۔ بیس یہ حدیث اگر چہان کے دین کا نقصان ہے ۔ بیس یہ حدیث اگر چہان کے دین کے نقصان کو بیان کرنے کیلئے لائی گئے ہے لیکن اس سے اشارۃ ہے بھی سبح عاجا تاہے کہ اکثر مدت حیض بیندرہ دن ہے کیلئے وضع کیا گیا ہے اور امام شا فعی کے ناسی سے استدلال فرمایا ہے کہ اکثر مدت حیض بیندرہ دن ہے لیکن یہ حدیث اس میارہ اور است کے معارض ہے کہ جناب رسول اکر مصلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اقل مدت حیض باکرہ اور میں جارہ النفی نے میں فراز ح قرار دی جائے گی۔ خواب اللہ علیہ وسلم نے ارشادہ النہ میں یہ درائے گی۔ خواب النہ علیہ وسلم نے ارشادہ النہ میں یہ درائے گی۔ خواب رسول اکر موسلے اللہ علیہ وسلم نے ارشادہ النہ میں اور ان میں اور انہ میں اور انہ میں اور انہ خواب اللہ علیہ وسلم نے ان استحداث میں میں میں میں جائے گی۔ خواب النہ میں اور انہ میں میں اور انہ میں انہ

ا ماتن نے فرمایا کہ وہ دونوں عیسنی عبارہ النص اوراشارہ النص مساوی ہیں کہ ان سے و حکم نابت ہو ماہیے وہ قطعی ہو تاہیے ۔مطلب بیہ ہے کہ دونوں میں سے ہرایک اپنی مراد پرقطعی طور پردلالت کرناہیے جس میں کسی سخبہ کی گنجائش ہنیں ہوتی۔ البتہ اگر دونوں میں

نعارض واقع ہموتو غبارہ النفریقو اشارہ اکنف پرترجیح دیں گے۔اس کئے جو حکم عبارہ النف سے نابت ہموتا ہے وہ مفصود ہموتا ہے اوراس کو نابت کرنے کیائے کلام کو لا یا جا ہاہے۔اس کے برخلاف اشارۃ النف ہے کہ حو حکم اشارۃ النص سے نابت ہمو وہ مقصود نہیں ہموتا اور مناس کو بیان کرنے کیائے کلام کو لا یا جا ہاہے۔ اس لئے جو سے عبارت النص سے نابت ہموگا وہ اقدی ہوگا در حکم اشارۃ النص سے نابت ہموگا دہ غیراقوی ہموگا معینی اس درجہ کا نہ ہموگا۔اور تعارض کیوقت اقویٰ کو نگیراقویٰ بریر جیجے دی جاتی ہے۔

اس لئے عبارۃ النص کواشارۃ النص پرترجیح حاصل ہے۔

مثال: آنخفور کی الترتعباتی علیہ وسلم نے عور تو سکے بارسے ہیں ارشاد فرایلہ کے عور ہیں دین اور عقل ہیں دویت ہیں۔ حب عور تو سے دریا فت کیا کہ ہمارے دین اور ہماری عقل کا نفصان کیا ہے ؟ تو آپ سے جواب ہیں فرایا کہ عور تو سی کو ای مردوں کی نصف کو ای کے برابر ہوتی ہیں جوان سے نا قص ہونسی علامت ہے اور مہدینہ یں نضف نا ہ نماز وروزہ کے قابل مہیں رہیں جوان کے دین کے ناقص ہونسی علامت ہے۔ یہ حدیث متکا فیہ صروب مرکمہ جال حدیث ہیں سے عور تو سے دین کے نقصان کا حکم تابت ہو باہے اور اس مدیث سے بطور اشارہ النص صدیث ہیں شطر کا لفظ مذکور ہے۔ کے یہ جمی معساد م ہوتا ہے کہ حدیث میں شطر کا لفظ مذکور ہے۔

ا نؤزالانوار جددوم است بالإنوار شرخ اردد جس بکے نعنے نصف کے ہیں جنا نجہ سیدناِاام شافعی شنے اس حدیث سے اس بات پراستدلال قائم فرما یا ہے کہ حیض کی اکثر مرت ببندره ایوم ہے۔ مگر جونکہ یہ حدیث دوسری حدیث کے معارض ہے جس میں اسے ارشاد مِاياً" وقال كَصْفِي للحاريثُ وُلِيكِرولَكِ تَنيبَ تَلَاثِنَ لِمِامِ وَلَياليَّهِ وَلَا يَرِهِ وَالْمَ اسْ مريث ى عبارت سے معلوم بروالب كورت كى اكثر مرت حض كى دس دن ہے۔ بهرمال سلى حديث سي بطريق اشارة النص معلوم بواكه اكثر مت حيف بيدره يوم - اوردوسرى حديث كى عبارت سے معلوم ہو اكه اكثر مدت حيض كى دس يوم بعد-اور عبار ست النص سے جو حكم ابت مود واقوى ہوتا ہے اور حوصکم اشارہ النص سے نابت ہو وہ غیرا تو کی ہے۔ اور اتو بی کو غیرا قوی پر ترجیکے حاصل ہوتی ہے لنزا بندره دن والى حديث مرحوح اوردس دن دالى حديث رازح هو گى ـ " وَللاسْتُكَامَ وَعُمُومٌ كَعُمَا لِلعِبَاءَ وَلاَنَّ كَلَامنهُمَا ثَابِتُ بنفسِ النظيم فيعتمِلُ أَن لكون كُكُنُّ مَنْهُمَا حَاصًّا وَأَن يَكُونَ عِامًّا عَنْصُوصَ البعض وَ عَيْرِةٌ وَمَثَالُ الرَّشَارَةِ المخصوص البعض قول الله ولاتقولوالهمَن يُقْتَلُ فِي سبيلِ اللهِ أَمُواتٌ فَإِنَّهُ سِيْقَ لِعُكُورٌ دُمُ جَاتِ الشُّهَ ذَاءِ وَلَكَ ثَمَا يُنْهَدُمُ مِنْ الشَّارِةِ الَّىٰ أَنْ لَايُصَوُّ عَلَيْ بِالْآبِّمَا حَقُّ وَالْحَقّ لَايُصَلِّ عِلْكِ ثُمَّ نُصَّ مِنْهُ حِنْزَةٌ ﴿ فَإِنَّهُ صَلِّى عَلَيْهِ سَلْعِيْنَ صِلْوَةٌ وَحِنْ أَكُلَهُ عَلِّيلًا كِالشَأْ فِعِيٌّ وَامَّا عَلَىٰ اللهُ اللهُ اللهُ مَا قِيلَ إِنَّ اللهُ حَصَّ مِنْ عَمُومِ قُولِمَ تَعْمُ وَعَلَىٰ لِمُولُودِ لَى اللهَ وَطَيُ اللهِ وَطَيْ اللهِ عَلَى اللهِ وَاللهُ اللهِ وَإِنَّ اللهِ عَلَى عَمُونَ عَلَيْهِ قَيْمَتُهُا عَلَى مَا عُرِثَ اللهِ وَاللَّهُ اللهِ عَلَى اللهِ اللهِ اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ عَلَى اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللّهُ اللهُ اللهُو اوراشارة النف كيمي اسي طرح عموم بيع جس طرح عبارة النف كيليئري كيونيكه دويؤس ا ہی نفس نظم سے نابت ہوئی ہیں لہٰ ذااحت ال رکھتی ہیں کہ دوتوں خاص ہوں اور پیکہ دويون عام مخصوص منالبعض وعيره جون اشارة النفي مخصوص منه البعض كي مثال الترتق لي الأكا قول ب ولا تقولوالمن يقتل في سبيل التوارك " أورئم اس تنخص كورجوالتر تعلي كي راه بين قتل كياكيا مرده مت كود كيونكه يرأيت كريمية شهراءكم بلندمقام كوبيان كرك كيالان فحمى سيدليك اس سياشارة يسجها جاما سيحك ان پرنماز جنازه نه پؤمی جائے کیو نگرشہید زندہ ہے۔ اور زندہ پرنماز تنہیں بڑمی جائی۔ تبیراس نفہ م م) سے حضرت حزاۃ کو خاص کرلیاگیا۔ کیونکہ ان پرنماز جنازہ سترمرتبہ پڑمی گئی۔ یہ پورا سیان ایام شافعی کی راستے پرکے اوربہرطال ماری راستے پر ہواس کی مثال د مسبے بو کہا گیا۔ ہے کہ اس کو تعامی کیا گیاہے ای تعلیے تول مام سے وہ یہ ہے وعلی المولود ل معنی باپ کا اینے نور کے کی باندی سے وطی کرنا چاہیے ہیں به ملال بنیں ہے جن کم ماپ پر اندی کی قیمت واجب نہ ہو بلنے صبیبا کو مشہور ہے۔

ات ن لانوارشرح اردو انشارة النص معبارة النص كيطرح اشارة النص مين تعمي عموم هوتلسي كيونيح دويؤ لطم تف سے نابت ہوتے ہیں۔ اور عموم وخصوص نظم کے عوارض میں سے ہیں۔ استخلیج دونوں ن استارة النص اورّعبارة النص مين عموم وخصوص د ويؤر كما احتمال هو تاسبي بيمر اس بے ساتھ عا محص عندالبعض اورعام لم بخص عنہ شی میں سے د ویوں کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ تحاضى ابوزبدسي كهاسب كم ما شبت بأشراً ما ة النص فلا يجرى فديد العموم بوچيزا شارة النص ي ٹابت ہوتی ہے اس کے اندر عموم کا حمّال سنیں ہواکرتا ۔ اِن کی دلیل یہ سیے کہ عموم اس میں ہو تاہیے جس کے بيان كيليِّ بفُ كولاياً كياسيه إوراشارة النص كوبيان كريه في كيليِّ نص كولا ياننہيں جايا-اور جب اشارة النص يس عموم نبيل يا يا جا مّالو عام خص عندالبعض عنه يا يا جلي كاكيوبكه عام خص عندالبعض عام كي فرع سه-جب اصل منہیں یا یا جا آا تو فر*رع کیوں کر منہی*ںیائ جلیے گی شارح عليه الرحمدف اكينه بيان كي دليل مين فرماياكه جوحكم اشارة النص سے نابت ہوا دراس مين عموم یا یا جاتا ہوا دراس سے بعض افراد کو نماص کرلیا گیا ہو۔ اُس کی مِثْال وَلاَ تقوِلُوا لَمَنْ یُقْتُلُع سِفِ سبیل الله الموات عبولوك الشرك راسة مين قتل كردية كئ بين انكوم وه مت كبور به آيت اين عبارت براء کے عالی مرتب ہونے بر دال ہے۔ اور دلالۃ النص سے اس بر داک ہے کہ شہراء برنماز جنازہ بھی نه طرهی جائے کیونکہ قرآن میں شہید کو زندہ کہاگیا ہے اورنسی زندہ شخص پر نماز خیازہ نہیں طرعی جاتی . ہر جال آیت سے نابت شدہ کی حکم عام ہے گراس حکم عاکم سے حضرت امیر حمزہ رضی الٹرعب کو خاص رکیا گیاہے کیوں کہ اب پر تقریب استیر بارٹزا زِ جنازہ پڑھی گئی ہے۔ بقولِ شارح عام خص عندالبعض ک يه مثال امام شافعي كنز دركيف سبع . وه فرمات نهي كه تِلوارسن مرنبوا ك يحتام كنا هو *ل وخت*م ترد باسید-اس کے شہیدریرنما زِ حِنازہ نہ طِرمی جائے گی ۔ گراچنا ب اس کی مثال میں فرائے ہیں وعلیٰ ا المولودك ومن قهن وكسويقن مولودلة ك دمعورات كالفقروكيرا واجب سي - اس آست س بطری اشارہ النف یہ نابت ہو تاہے کہ بیٹے کے مال میں باپ کے الک ہونے اوراس کے مال میں ماری الکے الک ہونے اوراس کے مال میں تقریب کو خاص کرلیا کیا ہے۔ اس لئے باپ اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کرنا اس کی باندی سے وطی کرنا اس وتت تک مائز ند ہو گا جب تک کہ اس با ندی کی قیمت باپ نیرواجب مذہو جائے۔ رَامًا النَّابِيُّ بِدِلالْتِ النِّي فَمَا ثَبَتَ بِمُعْسِنِ النِّي لَغَلَّةُ لا إحِتْهَا ذَا عَدَ لَ هُهِنَاعَنَ طهيق العبام يود الإشام وكاك ينبغي أن يقول أمتا الاستعلال بدلالوالنص فالْعَمَلُ بِمَا ثَبُتَ لِكُنَّ هَا لَا مُسَامِحَةٌ قَدْ يَمِيُّا مِنْ فَوَالْا سُلَامِ حَيْثُ مَنْ كُور

تَا ثَرُةٌ الاستدلال وَالوقوت وَهُوَ فِعُلُ المُجْتَهِدِ وَسَا ثَرَةٌ العَبَائِرَةَ وَالاشَارَةَ وَحُتُو مِنْ أَقْسَا مِ النظرم حقيقلةً و تَاسَ مُ الثابِت بالعباس و والاشاس و وهو من صِفاتِ الْعُكُمْ وَكُاصَّيْرُ فَبِي بَعِدَ وَصُوْرِحِ الْمُقْصُودِ وَعُلِّكُمْ وَكُا تَقَدَيْرِ خَرَجَتُ مَرْقُو خُ النصّ العَيَاكَ ﴾ وَالاشَارَةُ وَلَيسَ الهُوَادُ بِهِ مَعَنَا ﴾ اللغوق المَوْضُوعَ لِمَ كُلْ مَعْناً لا اللَّالْوَا فِي كَ كَالا يلام مِنَ التَّافيفِ وَقُولُ مَا لَعْتَمَا مَمْ يَزُّ عَنُ مَعْو النَّهِر يخرُرُجُ بِ الاقتضاءُ وَالمَحِلُ وَتُ لانفُهَا ثَابِتَانِ شُرَعًا أوَ عَقَلًا وَقُولَ مَلااحِتَهَا تأكيدً لقول الغتيَّ وفي ورَقَ عَلَا مَنْ مَعَ أَنَّ ولاكَ النَصِّ هُوَ القياسُ الكِتَمَا حَفِيُ الكِدَ النَصِّ هُوَ القياسُ الكِتَمَا حَفِيُ اللَّهِ الدَّلِ المُعَامِدُ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللْلِهُ اللَّهُ الللْلِهُ الللْمُ اللَّهُ الللْمُ الللْمُ الللْمُ الللِّهُ الللْمُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ الللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ الللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلْمُ الللْمُلْمُ اللْمُلْمُ ال قبل شرع العياس وَلا يُنْكِرُهَا مُنْكِرُ والقياسِ ـ

ا دربېر حال نابت بىلالة النصىس دە چىز جۇمغى ئىسسەلغة " نابت بويە كەمجتىدىك اجتهادى -مصنفی کے دلالۃ انص کی تعرفیت عبارۃ انسی واشارۃ النص کے طریقہ بڑتہ ہن فراً ہی گرائی۔ الوجھوڑ دیا ہے۔ مناسب تقاکہ یوں فیرائے ا ما الاستد لال بد لالۃ النص فالعب بل بما شب الح ‹ ا *ورمبرح*ال استدلال ولالت البض سيريس وه عمل كرياسيه جومعنئ لف سية نابت بهوي مگريه امام فخرالا سلام حمك

تِ قَدِيم سِيحِلِيٓ ٱرسِي سِير - جِنائجِه وهِ مَهِي تُواست لِال اور وقوف كِ الْفاظَّ سِيرُ تُعرِلُف كرسة بہیں - حالانکہ بیر مجتبر کے افعال میں سے سبے - اور کھبی عبارة النص اوراشا رة النص ذ*کر کرستے ہی*ں - حالانکروہ

ورحقيقت نظري اقسام بي اورتهمي كيتے نہيں وليتا آبت بعبارة لائنص ولامشارة لائيص حالانكہ بيرسىكم کی صفات ہر ایم مقصدتے واضح ہوجائے تے بعداس میں کوئی حرج منہیں ہے۔ بہرحال تمام صور ہو ں

يس معنی نص کی قیدسے عبار ہ النص اوراشار ہ النص دو بذر خارج ہو گئیں اوراس کے معنے لعویی جو *موصنوع لهٔ ہوستے ہیں مراد منہیں ہیں ملکہ التزامی معینے مراد ہیں جس طرح لفظ* تا فیف (اُٹ کہنا *)*کے

خْيَا مِلام ( دَكُومِينِياناً ، رَتِّخ بِينْجانا > كُلِينا - اورمِصنُف ﴿ كَاقُولُ لَغَتْ مَا مِيمَىٰ بِف سيمتنزوا تع

ہے۔اس قیدسے اقتضا ،اور میزوٹ خارج ہوگئے کیونکہ یددونوں شرعایا نقلاً ثابت ہوتے ہیں۔ اوراس کا قولِ لا اجتھادًا لغة کی تاکسیروا قعہدے۔اوراس میں اس شخص کے قول کاردہمی ہے۔

ے گمان کیا ہے کہ دلالۃ النص قیا س سے مسکر قیاس خفی ہو ملہے آور دلالۃ النص جلی ہو ماہیے-الیسائیونکر

درست بروسكتاب حالانكرقياس طني بروتات والسيرواففيت صرف مجتهد ما صل كرسكتاب اور

ولالة النص قطعى بيد برا بلز بان اس كومع أوم كرسكتان الا الدنيزية تو قياس كمشروع بوك س

پہلے مشر*وع تھی -*اس کا کوئی بھی منکرقیاس انکار منہیں کرتا-إ چونتم مقسيم في تيسري فتهم كا بريان :- جوجيز مصفي تصب لغة مابت بهوت سي دلالتانس سے بھی رہی البت ہوئی ہے! مبتریکے اجتما دیسے ثابت نہیں ہوتی۔

ر المرام المرام المرام المرام المرام المرام النصى الموليف دوسر المازسي كي سبع-ا وروه طرح المرام المرام المرام المرام المرام المرام المرام المرام النص المرام ال

عيارة النص اورا شارة النص كي نقريفون كي طرح أبّن كو جاسية مقاكروه اس طرح تحيية الاالاستدلال

بدلالة النفن فالعمل بماشت الخ ولا لة النص سے استدلال كرنے كے معنی ہیں كەمعنے نفس سے جوحكم نابت

رًا مَا م نخ الاَسلام كي عا دت جا ري ہے وہ مختلف بدازدالفاط سے تعریف *کرستے ہیں - وہ تعریف بی*ر منجی اسلا كالفظ ، تَهِي وَقُوعَتْ كَالْفِطْ ذَكُر كُرِيتٌ بِسِ حِنْكُه بِهِ دُولُونِ مِجتِهِ رِسِحَ انْعَالِ بَينِ - ا دركعبَي عبارة ، ا دركعبي اشارة ك الفاظ وركرت بين - حالانكه يه دولون نظرك اقسام سنه تعلق ركھتے بين - اسى طرح وہ الثابت بالعبارة اورالتابت بالاشارة كالفاظ وكركرة بس اجيكه برحم كاوصاف بي - أورالمنارك مصنف ب بمي مخرالاسلام كى تقليد فرما يلسه - اس كة المفول يه تهمي المام فحرالاتسلام كاطريقة اختيار فرما ياسيه مكرحب اصلی مقصود کی وضاحت ان کے بیان سے ہوجات سے تو اس طریقہ مرکمار کے افتیار کرنے میں کوئی حرج

فواير قبودكا بركان بوق ولا يمصن النص الإس تبدي عبارة النص ادراشارة النص دونون كو دلالة النص

رنف سے بھارچ کردیا اسلے کہ ان دونوں کا ثبوت نف سے ہوناہے ہمعنی نفس سے نہیں ہوتا۔

قولى وليس المداد بهمعنا واللغوى الزسه اكسوال كاجواب ديالياس واعتراض يدسي كالغظمعي نفر ك قيدس مُركوره دولون اقسام ليسنى عبارة النص إدراشارة النص كو خارج كرنا صيح تنهن سع- اس وجسس

کہ ان دونوں کے اندماسی جیز برعمل ہوتا ہے جو چیز کہ معینے نف سے لغتہ ٹابت ہو۔'

الجواحي . وونون تسام يفي عبارة النص اوراً شارة النص معنى سے مرادمعنى لغوى صرور بس مكرومي ف میں جن کے لئے لفظ کو وضع کیا گیا سپے حبکہ دلالة النص میں معنیٰ لغوی سے معنیٰ لغوی موضوع لهٔ مراد مہیں ہیں۔ ىلكەلتزامىمىنى مرادىبوستەبىي جىيەحق تىپلىلاكا فران ئەلاتقىل لىھئىكاڭىت بىرائى بىيغىرىج يېنجات کے مطنے مُراد ہیں۔ اور اُرسے کا تی دسینے وغیرہ سبھی کو شامل ہیں۔ لہٰذاحب لعنوی معینے سے دونوں حگہ الگ اُگٹ معنے مرا درگیے کی ہیں تومعنے نص لغۃ کی فیدسے د ولوں کو خارج کرنا صبح ہوگیا۔اوراس فیدسے معنی النص كودالات النص كى تعربيف سے خارج كر ما مقصود ميے كيوسكم ان كا نبوت شرعًا اور عقلاً بهو ماہے ، لغتہ ان كا نبوت

*ښيږو* تا ـ

لهٰ داَّعلِعِينِهُ كاما حصل يه كلاكه والله النص وه ولالت سب جواليب معنى سيرًنا بت بهوجونص سے لغوى معنى بهوں اجتها و ن*ه بهون آوراس برعسل کرن*ا قیا س اوراجتها دیرمو تو من نه بهو ملکه *هرلننت ک*ا جاننے والا اس کوجا ساا ورسیجانت<u>ا</u> ہو۔ لااجتها داکی قیدیکے بارے میں شارح نے فرایا ہے کہ یہ قیداخرازی منہیں ہے۔ لبکہ ماتن نے نول اختیاری تاکید ہے۔ اوراس قیدے درکیمان لوگوں کارد کرامقصود ہے۔ جو کہتے ہیں کہ دلالۃ النص کو قیاس کہتے ہیں کیکھیا ہو ۔ اسلامان خفی ہے اور دلالہ النص کے مقابلہ میں قیاس جلی ہو المہے کیونکہ دلالہ النص میں حکم کا ثبوت لازم مصنے کے جائنے پرموقوں ہے۔ آیت مٰرکورہ بالا ٹوکیلاتقال لھے کہا اُفیت میں دوجیزی ہیں۔ اول تا فیف سے روکنا ا در بیا مبل ہے۔ دوسے والدین کو مارنا مھالی دینا اور ایزار پہنچا ناوغیرہ بیراس کی فرع ہے۔ اور اِن دونوں معان کے درمیان مشترک والدین کی اوریت ہے۔ اور جس طرح ماں باپ کو اوریت بہنچانے کیائے کارڈاف كيفى مانعت بيد اسى طرح ان كو آذيت بهنياك نخيلة مارنا بكالى دينا وغيره معى ممنوع اورحدام سهد لنالس مكانس كي سائد فرع، علت مشركه سب موجود السياع قياس كيورك معي بلي کیئے اسی وجسے اس قیاس کو قیاس حلی کا نام دیا گیا ہے، اور محض قیاس میں ایک درجہ کا خفار یا یا جا تاہے اس بلئے اس قیاس کو قیاس ختی کا نام دیا گیائے۔ حالائکہ دلالۃ النص اور قیاس کے درمیان بڑا فرق ہے۔ مَثْلاً بِهِ كَهْ قِياسٍ عَامٍ طُورِ بِرَقِلَىٰ بُهُورِ السِّيءِ أُورِ دَلالة النص طَيْ بَهِينِ للكِقطعي بروي بِيء اسي طرح قياس برمجتبر بى الملاع با المسيم محمرد لالنت النص كوبرز بإن جانب والاا وركفت سے واقعیت رکھنے والامبي جان سكتاہے۔ قیاس کی مشروعیت بعد کی ہے جب که دلالة النص پہلے ہی سے مشروع ہے اور جولوگ قیاس کا سے سے انکار کرستے ہیں وہ مبی دلالۃ النص کا انکار منہی کرتے ؟ اگر دلالۃ النص کیاس کا دوسرا ہام ہو تا او مرکورہ بالا فرق منهوتا-

كالتى عَرِ التافيف يُوقَفُ بِه عَلِ مُحْرَى الفرب بِدُونِ الْاجتَعَادِ فِي المِثَالِ مُسَاعِئَ وُالاُو اَنُ يَعُولُ كُومِ وَالفرب الذي يوقف عَلَيْ مِنَ النهى عن التافيف والمقصودُ واضرُ يعن اَتَ قولَ العَمْ فلاتعلُ لَهُمْ مَا أَمْتِ مَعنا لا الموضوع لِي النهى عَن التكلم بأَبِ فقط وَهُ وَ ثابتُ تعبائ والنص ومعنا لا اللائم الذي هوالايلام ولا لت النحق وما ثبت مِن مُن هُو مُحرُّم مَ الضوب والشمّ والامثلة الشرعيّة السيحيّة السية ذكر ها القومُ من كورة في المطولات .

مرجم المافيف سے اجتہاد كى بغير خربت معلوم ہوتى ہے۔ مثال مُركور مِن موت معلوم ہوتى ہے۔ مثال مُركور مِن موت موت م سے بہتر تو يہ تعاكم مصنف فرماتے كوممة الصرب الذي يوقف عليمن النهى عن التا فيف رجيد الله الله عن التا تعالى د جيد الله تعالى د جيد الله تعالى الله تعالى

کا قول فکلا تَقُلُ لهم مَا اُوتِ ( ماں اور باپ کو اُک بھی مت کہو ) کے معنی موضوع کہ ہمیہ کے ، صرف اُف کہنے سے روکنا اور یہ عبارت النص سے نا بت ہے اور اس کے معنی التزامی جوکہ ایلام (دکھ بہنچانا) ہیں۔ وہ دلالة النص سے اور وہ حسکہ جواس سے نا بت ہوا وہ ہے مارے گلی دسینے کا حرام ہونا اور قوم (جا عت سے جوشری مثالیں بیش کی ہیں لمویل کتا ہوں میں بیان کی گئی ہیں۔

موجه و المتعان المساحة المتعان المتافيف الزين عن التافيف به ولالت النص كى مثال بيد بين والدين الدين و الدين و الدين و الدين و الدين كو الرنا ، بيننا ا ور المتعان و الدين كو الرنا ، بيننا ا ور الكارين و الدين كو الرنا ، بيننا ا ور الكارين و الدين كو الرنا ، بيننا ا ور الكارين و الدين كو الرنا ، بيننا الكارين و بينا و الكارين و الكارين

کای دینا وغیرہ بھی ممبوع ہے ۔اس دافعیت میں سی اجتہا دجہرت ما جت میں ہے ۔اس دجسے ایت والعل لہاا مت سے معبوم ہواکہ والدین کو اوبیت دینا ممنوع اور حسرام ہے ۔ للزداجب اب سے آن کو اوبیت ہوتی ہے جواد فی درجہ کی تعلیمت ہے تو مارنا مگالی دینا دعیرہ تو مبرج اولی ممنوع اور حسرام ہوں گے۔

بقول شارح ماتن کی اس مثال میں مساموت پائی جاتی ہدے کیونکہ مافیف بسے ممانعت توعبارہ النفس سی ثابت ہے، دلالۃ النف سے ثابت نہیں اور حیب نہی عن التا فیف دلالۃ النفس سے ثابت نہیں ہے تو دلالۃ النف کی مثال میں اس کو ذکر کرنا کیسے درست ہوگا۔

قیمت اس کے برخلات ماتن *اگر بہتحربرین* رائے متحرمتہ دیفنی بروران ولیزی دوقی**ن ہلیہ بن دلانعی می دلتا** معسنی دلالۃ النص کی مثال جیسے اس ِ صرب کا حرام ہونا جو والدین کی شان میں یا فی**ف کی ممالفت سے معلوم** 

ہوتی ہے۔اس طرح پیرضرب اور سنتم کا حُرام ہونا دلالت النص کی مثّال بن جا یا ۔ یثان جی زو الماس موقع پر دولری مثالد جریب میں برمصنفوں نو جرک

شارح نے فرمایا - اس موقع برد وکسری مٹاکیں جن کو دوسر کے معنفین نے ذکر فرمایا وہ بڑی کتابوں میں مذکور ہیں جیسے بعض علماء سے مواظبت کی سزا وہ مقرر کی سے جوزناکی صریفری سے اور دلیل میں کہا کہ زنا میں جس طرح محل حسامیں مادہ بہاکرا بن شہوت کو پوراکرنا پایاجا تا ہے مواظبت میں بھی یہ معن پائے جاتے ہیں لہٰذا مواظبت میں بھی صردنا جاری ہوگی ۔

وَالشَّابِ بُهُ كَالنَّابِ بِالاشَارَةِ إِلَّا عِنْدَ التَعَارِضِ يَصَحِرُ أَنَّ الدلالةَ ايفَرَ كَالاشَارَةِ عَلَى وَهُا قطعيتَ مَّ لَكِنَ الاشَارَةَ اوَلَى عند التَعَارُضِ ومَثَالُ مَ قولُ مَتَ وَمَنْ قَتُلُ مؤمِنًا خطأَ فَعَرْثِ وَقَبَ مِ مؤمنَةٍ فإن مَا لَمَّا اوْجَبِ الكَفَّامَةَ عَلِي الْحَالِي بِعِبَارَةِ النَّ وَهُو ادِنْ حَالاً فَالاَولَى أَنْ تَعِبَ عَلِي العَامِدِ وَهُو اعْلَى حالا وَجَلَى المَّالَةِ النَّالِي المَا فِ وُجوبِ الكَفَّامَةِ عَلِي العَامِدِ وَحَنْ نَعُولُ إِنْ مَا يُعَارِضُهُ قولَ النَّمَ وَمُن يَسْتُ لَى المَا مَعْ قِرْدُ الْمَعْ وَلَمَ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالِي اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالِي اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالِي اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ اللْمُعَالَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُنَالُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعَالَى اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ اللَّهُ الْمُعْلِى اللَّهُ اللْمُعْلَى اللَّهُ اللْمُعْلِى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُعْلِى اللْمُعْلِى اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلِمِي اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلِمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ الْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ الْمُلْمُ الللْمُلِمِ اللْمُلِلْمُ الللْمُلِمُ الللْمُلِمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ

علكِ الكفائرةُ إِذِ الجَزاءُ إِسْبُ للكَافِي وَآيضًا هُوَكُ المَدُ يُكُومِ فَعُلِمَ أَتَّا لَاجَزَاء للسوى جَهَنْمُ وَلَا يَعْالُ لُوكِ الْكُالِكُ لِكَ لَهَا وَجُبَ عَلَكِهِ الدينُ وَالِعَصَاصُ لِاكَانَانَقُولُ وَلِكَ جَزاءُ المَكُوِّ وَا مَكَا جَزَاءُ الغعلِ فَهُوَ الكَفائرَةُ فَعِ الْخَطَاءِ وَجَهَنَّمُ مُنْ فِي الْعَنَمُ وَلُوسُلَّمَ ذَلِكَ فالعَصاصُ ثبت بنصِّ اخْرَ

اور دلالمة النص مص جوجيز البيت ہوتی ہے وہ اس چیز کے برابر ہے جواشارہ النص سے ناست سروی ہے مگر تعارض کے وقت یہ بات نہیں ہے۔مطلب یہ سے کہ دلالت النص بھی اسٹارڈ طرح قطعی ہے مگڑ تعارض کے واقع ہو ہے ۔ اس کی ي اللُّهُ تِعَـالُهُ لِمَا قِولٌ مِن قِيلٌ مؤمنًا خطارُ فتح ببررقب مؤمنَى " (اورجوشخص كسى سلمان كوخطاء سے قتل کردیے توامک غلام کوآ زاد کرناہیے۔ کیوبیجہ عیارہ النص سے حب التاریخ لے پر کفارہ وا جب کیا حالانکہ ہیر کم درجہ کا قصور سیے تو او کی سیے کہ بیر سزاعمرٌ اقتل کرنے والے کی جی ہو۔ حالانکہ وہ حالت میں اس سے بڑھ کراہے۔ امام شا فعن ٹے اسی آیت سے عمرًا قتل کر نبوالے مرکف ارہ ے واجب ہوسے براستدلال فرمایا ہے - اور ہم کھتے ہی کہ امام شافعی کے معارض التاريق الے تعالیہ قول ون قتل مؤمنًا متعمدً ( في ورك جمنم خال رفيها "بي داورجو شخص كسى موس كوعمد اقتل كردت لو اس كابدله جهنم برجهان وه متشدر بي على بيرايت اشارة النص سے دلالت مرق ب كه عامر ركف اره نہیں اپنے کیونکہ لفظ جزاء نام ہے کا فی کا اور نیز جزاء سے مرا دیوری جزاء سے ۔ تومع نوم ہوا کہ ي كيوب حراء جهنم ك مفيا كافيد جهنم (اس كوجينم س كافي لے کہ دبیت اَوْرِ قصاص محل کی جزا ءُ ہے اور فعل کی جب زاء میں کفارہ نے اور قتل عمد کی صورت میں جہنم ہے - اور اگراعتر اص کوصیح مان میں لیا دوسراجواب بیہ ہے کہ اس کے اوپر قصاص کا واحب کہو نائض آخر سے نابت ہے۔

ولالة النص ورحبة. يه دلالت معنى دلالة النص أوردوسرى قسم معنى اشارة قطعی بہونے میں دونوں کرے اوری ہیں۔ بیر ہے کہ اشارہ النص سے جو حکم نابت بہوتا ہے وہ قطعی بہوتا ہے۔ اسی طرح

سے جوحکم نابت ہوتا ہے وہ بھی قطعی ہوتا ہے لیکن اگر دو نوں میں تعارض واقع ہوجائے

تودلالة النّص كے بجائے اشارة النص برعمل كرنا أولى ئيے۔ وليل :كيوبكم اشارة النص ميں نظر ماور مصنے دوئوں پائے جاتے ہيں -اس كے برخلاف

کے نعل کی جزاء کفارہ سیمینی رقبہ و مذکا آزاد کرنا اورجہاں تک ویت اور تصاص کی مزاکا تعلق ہے تو وہ نعل کی سزانہیں ہے بلکہ وہ مقتول کی جزاء ہے جسے اس لئے کی سزانہیں ہے بلکہ وہ مقتول کی جزاء ہے جسے اس لئے دوسری اس لئے دوسری کا محل بدل گیا اور اگر معترض کی بات سلیم بھی کرلی جائے کہ عامر قائل کی جزاء کا مل جزاء ہے اس لئے دوسری اس کے دوسری اس سے جزاء کی حاجت شہیں ہے توہم ووسر اجواب یہ دیں گئے کہ قائل عامر برقصاص کا وجوب دوسری انص سے شاہت ہے۔ آیت یہ سیمے وکتب اعلیہ مان المنس بالنفس والعان بالعین الح

وَلَهٰذَا حَمْ الْمَاتُ الْحَدُودِ وَالْلَغَارَاتِ بِالْالْتِ النصوص وُونَ القياسِ اَئُ لَاجُلِ اَنَّ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ

اوراسی وجه صدوداورکفارات کودلالت نفوص سے نابت کرنا درست ہے۔ اس لئے اور اس منہیں ہے۔ اس لئے اول سے صدوداورکفارات کا نابت کرناصیح ہے، مطلب یہ ہے کہ دلالت نفوص چونکہ قطعی ہیں اور قیاس طنی ہے۔ اس لئے اول سے صدوداورکفارات کا نابت کرناصیح ہے، نانی سے نہیں۔ یہ اس دقت ہے جبکہ قیاس کا نبوت کسی علت سے موجومنصوص ہو تو ایسا قیاس دلالة النص کے مساوی ہے قطعی ہونے ہیں جبی اور صدود و کفارات کے اثبات الحدود بالدلالة کی مثال زناکی حدکا رجم سے نابت کرناہے۔ مصرت ما عزرضی النہ عنہ کورجم کیا گیا اسلے کے دومرے لوگوں پر جن پر کہ صدز نا عبارة النص سے نابت ہوئی گھی۔ کیوں کہ حصرت ما عزرضی النہ عنہ کورجم کیا گیا اسلے کے دورزانی محصن (شادی شدہ سے سے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ما عزصحابی سے ماعزر شیادی شدہ سے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ماعز صحابی سے ماعز رضی النہ عنہ کورجم کیا گیا اسلے کے دورزانی محصن (شادی شدہ سے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ماعز صحابی سے ماعز رضی النہ عنہ کورجم کیا گیا اسلے کے دورزانی محصن (شادی شدہ سے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ماعز صحابی سے

لِهٰ اِحُوشُخُصُ بِمِي اَيسا ہُولُمُ کَا اَس کُوسِنگسارکیا جائے اَکہ البتہ ہرزانی محصن پررجم دوسری نفس سے نابت ہے۔ اِ ورڈ اکو کی حد کو نا بت کرنا اس خص پرجوان کا مرد کا رہو تو وہ یسعون فی الارض فساد ًا (زمین پرفساد کرتے پیرتے ہیں

ولا تر النص قطعی الرلالة بعین جس طرح اشارة النص قطعی الدلالة بعداسی طرح الله النص قطعی الدلالة بعداسی طرح الله النص می قطعی الدلالة بعداس سے صود اور کفارات کو نابت منہ سی کیا اس مسبدی بنا ربر قیاس سے حدود و کفارات کو نابت منہ سی کیا

σορογιστική που συμπορογιστική πο

جاسکتا۔البتہ سشبہ پیدا ہو جانے پر صدود و کفارات ساقط ہوجائے ہیں۔ انکھے میسوال ، خبروا صریمی طنی ہے جس میں شبرگی گنجائش ہوتی ہے جبکہ خبروا صدکی دلیل سے حدود اور کفارات ن

ا بب ہوجات ہیں۔ جوا سے ،خبرواحدیں ہوشہہوتاہے وہ اس خبرکے تابتہونے کے طریق معنی سندیں ہوتاہے نفس فیر میں کوئی سنبہہیں ہوتا اسطاع کہ اصل میں وہ فرمان رسول اور صیت پاکھ ہے جبکہ قیاس اپن اصل ہی میں طنی ہوتا ہے۔ اس لیوسٹ بہ قیاس کی اصل میں ثابت ہوتا ہے۔

منگ اس کی دائے ، قیاس ظنی دلیل اس وقت ہو تاہے جبکداس کا نبوت الیسی علمت سے ہو جواست اواسے نابت بہو۔ اگراس کا نبوت کسی منصوص علت سے ہوتو وہ قطعی ہوئے یس دلالة النص کے برابرہے اور اس سے حدود و کفارا کونابت کیا جاسکتاہے حبیباکہ اِس کاذکر شہوع میں گذر دیکا ہے۔

وہ بی جا جا ہے۔ اس کے مات ہوں مرس کی متال حضرت ماعز اسلمی رضی التّرعِنہ کے علاوہ دوسرے کو کو ابر حد زناکو نا فذکر ناہے کہ نوئ کہ حضرت ماعز اسلم بر حدِ زنا کا نبوت عبارت النص سے ہواہے جن کاوا تعربہت شہورہے۔ شار رہے نے فرمایا اس کے علاوہ دوسری نف سے بھی زانی محصن پر حدِ زناکا نبوت ملتاہے۔ دوسری نف ہے

من رون خرمایا اس سے علاوہ دو ترکن کس سے بی و ق مس پر تاریخ کا بوٹ مندا ہے۔ و و تسری مس ہے وال شیخ وار کسشیخة در فور زنیا فار جموع انکالائومن وار ش وار کٹی جزیر صلیم دوران (بوڑھا مرداور بوڑھی عور ت میں ناکرالائر کر کی میں نالم میں دان کر گئیا کی سندا کہ بار میں اور اور کا کا انداز کا سے میں کا انداز کے میں

حب زنا کاارسکاب کرمیں توکیس ان دونوں کوسنگسار کرو۔ یہ خراکی طرف سے سزاہتے اور انٹر حکمت والا غالب ہے ) اس آیت کی تلاوت اگر چہ منسوخ ہے مگر حکم باتی ہے وہ منسوخ منہیں ہوا۔ لبازا ثابت ہواکہ محصن زانی پر حرز مادلالا انتص اور اشارۃ النص دونوں سے ثابت ہے۔ اوراس میں کوئی حسرج منہں کہ ایک کلم متعدد دلاکس سے ثابت ہو۔

کنص اوراشارة النف دونوں سے تا بت ہے۔ آوراس میں کوئی خب رج منہیں کہ ایک کارمتعدد دلائل سے تا بت ہو۔ دلالۃ النص سے حدثابت ہونیکی دوسری مثال حق تعبالے کا قول ویم ایجار بوق ورخی درسول کا دلیں ہو چی رادورض فساؤ ( ربشک وہ کوگ النگر اور اس کے رسول سے جنگ و حبرل کرتے ہیں اور زمین میں فنسا د

مچاتے ہیں) میسنی فراکہ فرالنے ادرلوگوں کو پریشان کرتے ہیں۔ میں کا تالان میں موقع کی بندال میں فرائ فل ان کی دار دعور نے میں اور میں میں میں اور ان کا کا کہ میں

عبارة النص سے جنگ كرنيوالوں پر داكہ دالنے كى سزا (ميسنى حدشرى) واجب ہے اور جولوگ ان داكودك كى مدركريں، دلالة النص سے ان پر بھى حد شرعى واجب سے -

σος συστοροσιατοροσιατοροσιατοροσιατοροσιατοροσιατοροσιατοροσια

دلالة النص میں صرف لغوی معنی ہم معتب رسوتے ہیں۔ ان دویوں نصوص کے معانیٰ کے درمیان تعارض واقع ہوا۔تو دونؤں کے معنے ایک دوسرے کے مقابل ہوئے مگراشا رہ النص میں نظم یائی جاتی ہے، دلالترالنص في آيت سے الكمثال - وَمَن قتل مؤمنًا خطاء فع ربيد دقب مؤمد كتر (جرك

سی مومن کو دهوکداور خطارسے قتل کر دیا تواس کی جزار میں ایک مؤمن غلام کا زاد کر باہیے ۔ اس آیت میں خطار قتل کرنے والے پر کفارہ (رقبہ مومنر کا آزاد کرنا) واجب کیا گیاہے۔حضرت اما شافعی اس آبت کی دلالت سے عمرا قتل کرنیوالے شخص مرتھی کفارہ کے وجوب کے قائل ہیں ۔ خطبا ر كمرنبوالا جوامك جحوبذمع ذورتعبي بيري وبساس بركفاره واخبب بيرتوعمرا قتل كرنبوالا جومعن ودميم نهيل

اورجب م بمى اس كا برمعا بواسيد مرجه اولى كفاره واحب بونا چاسية -احاف نام شافعي كاستدلال كاجواب بردياكه بارى تعلى كا تول وَمَن يقيُّلُ مِوْمَتُ متعسّد الحجزاء كاجهنم خالدًا فيها ( اور *وشخص كسي مؤن كوجان بوجم كرقتل كريب تواس كي ج*يزاء

ئرگورہ آیت میں عمدًا قائل کی منزانص سے ثابت ہے بعیسنی عمدُ اکسی موں کو قتل کرنیوالا ہمیشہ کیلیائے جہنم میں جائے سے اس قاتل کی سنراہے جوعبارہ النص سے نابت ہے تو بطورا شارہ النص کے یہ تبھی معلوم ہوریاہیے کہ اس کے علاوہ دوسری اور تو تئ سزا اس پرعا نٹر منہیں کی گئی۔ وجوب کفارہ کس طرح اِس پر عائد کیا جائے کا جیساکہ امام شافعی شنے فرایا ہے کیونکہ آیت میں لفظ جزار کا مذکور ہے۔ جزاء کے منبنے کا فی کے ہیں۔اور آیت میں جو خزاء مذکو رہے۔ وہ قاتل عامد کی پوری پوری جزاء سے لہٰ دا قاتل عامد ركوني دوسرى جزار واجب سنى حلية گى ـ

عامد بردن ودسری برار و بب من جائے ہی ۔ ولا یقیال علی د او ۔ بعض علمار نے اس پراعترا ص کیاہیے کہ اگر فاتل عامد کی سزاجہنم ہے اور یہی جزا کا فی ہے تو پیمراس تیرد نیامیں دیت اور قصاص کیوں واجب ہوستے ہیں جب عمرًا قتلِ کرنے 'یرقص ربعض صُورِيَّة ٰں میں بجائے قصاص کے صرف دست واجب ہوتی ہے جیسے باپ اگر اپنے بنیٹے کوقت لِ ية باپ پرديت واحب بهون *سير،* قصِاصَ واحب نهيں بهونا - لهٰذانعب وم بهواکم آخرت مين اس قالل کاجہزمیں داخل کیا جانا پوری جزا رہنہیں۔ بے ملکہ دبیت یا قصا ص مجمی اس پر واحب ہوتی ہے ۔

اس آیت میں جزاء سے جزاء آخرت مرا دہے میسنی عزا قبل کرنے پر دار آخرت میں پوری جزاء دخولِ

جہنے ہے اس کئے اگر دنیا میں جزار کے طور کر کفارہ واجب کردیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے ؟ احناف نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حگر جب زارسے کا مل جزارہے ۔ اور آیت میں مذکور جزاء قل کرنے کے فعل کی جب زار ہے ۔ اور عمد اقتل کرنے سے فعل کی پوری جزار جہنم ہے ۔ اسی طرح خطاء قبل کرنے

فقط فَكُلُّ مَا فِيهِ افْسَادٌ للصَّوم مِنَ الأَكْبِ وَالشِّرْبِ وَالوطى تِجِثُ فِيهِ الْكَفَّا مِرَّ عَلْمُ عِنْتُصْ بَالْجِمَاعَ وَالشَّافِيُّ أَنْ كُولَةً وَيَقُولُ لا يَجَبُّ الْكَالَةُ وَلَا لَكُولُ لا يَجِبُ الْكَفَّامَةُ إلا بالجَمَاعَ وَالْعَلَةُ عَنْ الْكَالُولُ مَا لا يَعْمَاعُ وَالْعَلَةُ عَنْ الْكُولُ عَلَا الْمُعَامِ فَالْ لَاكَةُ لِاكْتُونُ لِانَ الشَّافَعِيُّ لَكُم يَعِرِفُ هَاذَا مَعُ أَنَّهُ مِنَ اهْلَ اللسانِ فَكَا فَ ال ينبغى أَنْ يُعِسَدَّ فِي القياسِ وَمَثْلُ هَاذَا كَمْ يَعْرُكُ هَاذَا وَلَدَهُ-

ا ور دلالت النص سے کفارات کا اثبات اس کفار ہ کا اُبات کرنا ایسی عورت پر کہ جس سے عمرا رمضان ا میں دن کے وقت میں وطی کی گئی ہو اکس دلالة النص سے جوا مک اعراب کے باریس وار دہوئی سمی

ت کرانس نے ما ورمضان میں بوقت دن قصدًا وطی کرلی تھی، یا ہراس شخص پر کھارہ کا اگو کرنا تجو جماع کا ارتباب اس اعرابی برجو کفاره واحب بواتهاوه اعرابی بهویه کیوجه سے مذستها ملکه روزه فاسد کرنیکی وجهست بوا لئے مہیں کہ یہ ایک اعرابی ہے یا ایک رحل ہے۔ اور کفارہ نابت کرنا ہراس شخص پر حس نے عمرا کھا یا یا پیا ہواس دلالت النفسے جوجان کے بارسے میں دارد ہوئی تقی کیوبی جاع کر شوالے پرکف ارہ اس دجہ سے واحب بهوائحفا كدفقط جماع كرين فيساء فسادصوم صا در بهوائحفاءاس وجهسة نهبن كدوه فقط جماع تتجالهزا ہروہ عل جس میں انسادِصوم یا یا جائٹیگا خوا ہ وہ اکل ہو یا شرب یا وطی اُس بیرکیفا رہ واجب ہو گا اورکیفاُرہ جماعً کے سائھ مختص منہیں ہے۔ اور امام شافعی کے اس دلاکت کا انکار کیا ہے اور وہ فراتے ہیں کہ کف ارہ صرف جارعت واحب ہوتا ہے لہذا علت ان کے نز دیکھ افسا دصوم نہیں ہے ملکہ فقط جاع ہے۔ اس ا ختلاف کیوجہ سے علماء نے کہا ہے کہ ان جیسے احکام کو دلالۃ النص میں شمار کر نام صحب نہیں ہے کیو ک حضرتُ امام شافعيُّ نظ اس كوننهن ميجانا حالانكه وه ابل زبان بين - لهٰذا مناسب تقاكم اس كاشمّار قياس یں ہو تا۔اس قیم کی مثالیں ہماری اُوراس کی بکثرت ہیں۔

[ والات النص سے كفارات كا اثبات بيات به ايك ديمان نے ماور بيفان المبارك ميں ون کے وقت آپنی منکومسے جانع کا ارتکاب کرلیا۔ اس کے بعد جناب رسول اکرم صابات

مكيدوكم سيحاس كأتذكره كياجس برحديث واردبهونئ وحضرت ابو هرسية ثبين اس كولفت ل پیل*ہے اور بیہ حدمیث بخ*ارمی میں م*ذکور ہے - حضرت ابو ہرمیری سے فر*ایا ایک مُرتبہ ہم حضور اکرم <u>صلے</u>التُّرعلیہ وسلم کی محلِس میں منتصے ستھے ، اِس وقت اتفاق سے ایک شخص آیا اوراس نے حضورً سے عرصٰ کیا یا رسول الٹر! میں تو ماراگیا، میں تو ہلاک ہوگیا - آھینے دریافت مزمایا کہ آخر کیا ہوا ؟ بواس نے اپنا حال بیان کیا کہا بحالت صوم دن کے وقت میں سے اپنی بیوی سے جاع کرلیا ہے ۔ آپ سے دریا فت فرما یا۔ تمہارے یا ش کمالا سے جس کواس قصور کی سزا میں ہو آ زاد کرسے ؟ اس نے ہواب دیا تنہیں۔ آپ کے دریا فت فرمایا۔

اتفاق سے کچہ دیر کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں کھجوری آئیں آب نے سوال کرنیو اُکے کو بلایا - اس نے جواب دیا یا رسول السّر میں حا عز ہوں - آپ نے فرایا یہ کھجورے لوا در ان کو لیجا کر عزیبوں میں صدقہ کردہ -صحابی نے عرض کیا - سرکار مجسے اور میرے بچوں سے زائد عزیب اورکون ہوگا جواس کامستی ہو- بیسنگر حضور کو نہیں آئی - اور فرمایا یہ کھجوری اپنے گھروالوں پرخسر ہے کردو۔

کر دنت نرکورست ناکت بہوآئہ جان ہوجھ کر روزہ توڑ دینیے سے کفارہ جسنی فلام آ زا دکرنا لازم ہو تاہیے یا بھرد و مہینے کے یہ دریے روزے رکھے جائیں یا سائٹرمسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

یه حدیث ایک ذمیمای خوابی کے بارے میں دار دیہوئی ہے اس لئے اس صحابی پرکفارہ کا دجوب توعبارۃ النص سے ہوا مگراس کی بیوی جس کے سائتھ اس نے جماع کیا تھا۔ کفارہ کا دجوب دلالت النص سے ہوگا اسلئے اس صحابی پر کفارہ کا وجوب مرد ہونے یا دیمائی ہونے کی بنا دیر تنہیں ہے بلکہ ایک جرم کے اڑ تکاب کرنے سے ہواہے لہٰذا جس کی جانب سے معی جسرم یا یا جائیگا اس پر کفارہ وا جب ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان شرایت کے مہینہ ہیں دن کے وقت میں روزہ کی حالت میں کھالے یا پی لے تواس برعمی اسی نص کی دلالت سے کھارہ واجب ہوگا۔اس لیے اعرابی برجوکفارہ واجب ہوا وہ اس لیے واجب بہوا میں کہ اس کے واجب بہوا کیا ہے۔ بہوا کیا ہے وہ اس لیے واجب بہرک کیا کی جائے اس برکفارہ واجب کیا گیا۔اس لیے جس صورت میں بھی روزہ کو فاسد کرنے کا حرام یا یا جائے اس برکفارہ واجب ہوگا خواہ جاع ہو یا عمرا کھا نا بینا ہو۔

شارح نے فرمایا کہ جناب اما شنا فعی کے اس ولالت کا انگار کیا ہے اس لیے ان کے نزد کے جاع کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے ، عزا کھالے بینے سے کفارہ واجب ہوتا اس لیے ان کے نزد کی کفیارہ کے دجوب کی علت روزہ کا افساد شہر ہے بلکہ جاع تام وجوب کفارہ کا سبب ہے۔ لہٰذا جب جاع تام پایا جائیگا تب ہی کف ارہ واجب ہوگا۔ اور عورت کی جانب سے جاع تام مہنیں پایا گیا اسے بے عورت پر کفت ارہ واحب نہ ہوگا۔

شارخ یے نجباکہ چونکہ امام شافعی نے اس گہ دلالۃ النص کا انکار فرمایاہے اسے کے علائے اصول نے کہاہے کہ ان جیسے احکام کو دلالۃ النص میں شمار کرنا لیب ندیدہ نہیں ہے کیونکہ جب امام شافعی اپن زبان میں اس کو نہ جان سکے اگر دلالۃ النص کا نبوت اس حکہ ہو تاتو وہ صرور اس کا قول فرمات ۔ اسی لیے اس مثال کو باب القیاس میں شمار کیا جانا زیا دہ مناسب ہے۔

وَالتَّابِثُ بِهِ لاَ يُحْتَمِلُ العَصِيصَ لِاَتَّ الْإِعْمُومَ لَى إِذِ الْعُمُّومِ وَالْخَصِصُ مِنْ عَوَالْ الالفاظِوهِ الْخَاطِوهُ الْخَصُومِ وَالْخَصِوصُ مِنْ عَوَالْ الالفاظِوهُ وَلاَ ثَالِمِ الْخَصَلَةُ الْمُحَنِّمَ اللهُ وَلاَ مَثْلًا إِذَا تَبْتَ كُونُ الْعِلْمَ اللهُ وَى مِثْلًا إِذَا تَبْتَ كُونُ الْعِلْمَ اللهُ وَى مِثْلًا إِذَا تَبْتَ كُونُ الْعِلْمَ اللهُ وَى وَلَهُ الْحَرَمَةُ وَالْمُنَالَةُ وَعِد الْعُرْمَةُ وَالْمُنْتَالَةُ يُحِدُ الْعُرَمِةُ وَلاَ نُسِّتَالَى هَا لَا وَى وَلَهُ اللهُ وَعِد الْعُرْمَةُ وَالْمُنْتَالَى هَا وَالْعَلَامِةُ وَالْمُنْتَالَةُ وَعِد الْعُرْمَةُ وَلاَ نُسِّتَالًى هَا وَالْمُنْتَالَةُ وَلِي الْعَرْمَةُ وَلاَ نُسِّتَالًى هَا وَالْمُنْتَالَةُ وَالْمُنْتَالَةُ وَالْمُنْتَالِقُومُ وَالْمُنْتَالَةُ وَلَا نُسِتَالًى هَا وَالْمُنْتُ وَالْمُنْتَالَةُ وَالْمُنْتَالَةُ وَلَا نُسِتَالًى الْمُؤْمِدُ وَالْمُنْتَالِقُومُ وَالْمُنْتَالِقُومُ وَالْمُنْتَالِقُومُ وَاللَّهُ وَلَا مُنْتَالًا وَالْمُنْتَالَةُ وَالْمُنْتَالِقُومُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا مُنْ اللَّهُ وَلَا مُنْ اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللّهُ اللَّهُ وَلَا اللّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلِلْ اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلِلْ اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلِي اللّهُ وَلِلْمُ اللّهُ وَاللّهُ وَلِلْمُ وَاللّهُ وَالْمُوالِمُ اللّهُ وَاللّهُ وَا

ا درجوهم دلالت سے نابت ہونا ہے وہ تصیص کا حتمال نہیں رکھنا کیونکہ اس کے لئے عموم نہیں مر حصر میں اور یہ (دلالۃ النص) معسیٰ ہیں جو موضوع کا اسے بول النہ النص معسیٰ ہیں اور یہ (دلالۃ النص) معسیٰ ہی جوموضوع کے کولازم ہیں النہ کولازم ہیں النہ موضوع کا اسے کولازم میں سے ہے نہ کہ لفظ کے لوازم ہیں سے ) دوسری دلیل یہ سے کہ علت مثل ادبی جب نابت ہو جاسے کہ یہ حرمت کی علت ہے تو اس کا احتسال مہیں سے کہ یہ غیرعلت ہو۔ بایں صورت کہ علت ادبی پائی جاسے اور اس حکم حرمت نہائی جاسے۔ لہٰذا جہاں کہیں سے کہ یہ غیرعلت ہو۔ بایں صورت کہ علت ادبی پائی جاسے اور اس حکم حرمت نہائی جاسے۔ لہٰذا جہاں کہیں

تی جائے گئی دیاں حرمت بھی بائ جائے گی ۔اس کا نا متعب یا عموم نہیں ہے ۔ پر سرچے [[ دلائے النص سے ثابت مشن حکم تخصیص کا حتمال نہیں رکھتا۔ اس لئے تخصیص کا حتمال

عام رکھتاہے یا تبعروہ چیز جس میں عموم یا یا جا تا ہموا ور چونکہ دلالۃ النص سے حوص کہ نابت ہو تاہیے اس میں عموم نئہیں یا یا جا تا۔ اسسے جب غرد منہیں تو تحضیص کی کنجائش ہم نہیں صوص یہ دولوزں لفظ کے عدار ضارت ہیں اور دہ عیب ناجہ دلالہ یں النص سے نابہ ہیں۔ تر ہیں

كَ اللَّهُ النَّ النَّهُ النَّهُ النَّهُ فَهَا لا يَعْسَمُ لِ النَّهِ النَّهِ النَّهِ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللّ

كالنابت بالنص في هذه العبارة توجيهان احده هما أن يكون النابت باقتضاء النص هر المعتضى است ما المعقول و الاقتضاء مصدر معظمة مكناك ويكون المتعفى والمتعفى و المتعفى و المتعفى و المتعفى المتعفى المتعفى و المتعنى و المتعفى و المتعفى و المتعفى و المتعفى و المتعفى و المتعافى و المتعفى و المتعنى و المتعفى و المتتاب و المتعفى و التعفى و المتعفى و التعفى و المتعفى و المتعفى

اوربهرمال وه چنز براقتضاءالنف سے نابت ہولیں وه بیسے کنف عمل منہیں کرتی ہے مگراس استے مفہوم کی صحت کیلئے لہذا بیمقتضی افتضار کیواسط نفس کیلئے مشاف ہو۔ اس عبارت کی دوتوجہیں ہیں اور انتظاء النف سے جوجز نابت ہوتی ہے دہ تنظار کیواسط نفس کیلے داور اقتضاء مصدراس کے معنظ ہیں ہے اور افتضاء النف سے جوجز نابت ہوتی ہے دہ تنظابی اس منعول ہے۔ اور اقتضاء مصدراس کے معنظ ہیں ہے اور کمونت ہو ساتھ کروه مقتضیٰ نفس پر مقدم ہو۔ کیونکہ بیموال مقتضیٰ جی ہو جس کے نوال مقتضیٰ ہی ہو کہ اور کی مقتضیٰ میں ہوتے کے نوال القتضیٰ مجازات تنظاء کیوالے النہ میں ہوتے اور کیونکہ بیموال میں ہوتے کی نہ کہ اس حکم کی جو اس سے نابت ہے۔ دوسری توجہ بیری کرمفن کے قول میں ہوجائے گئی نہ کہ اس حکم کی جو داللہ النف سے نابت ہے۔ دوسری توجہ بیری کرمفن کے قول میں سے نابت ہے۔ دوسری توجہ بیری کرمفن کے قول میں کفظا تنظاء اس کو مقتضیٰ کی توجہ اللہ ہوجائے گئی نہ کہ اس کو مقتضیٰ کی توجہ اللہ ہوجائے گئی نہ کہ اس کو مقتضیٰ کی توجہ داللہ النف سے نابت ہے۔ دوسری توجہ بیری کرمفن کے قول میں کہ فاقت اس کو مقتضیٰ کی توجہ کی ہوجہ کے توال میں میں میں ناب ہوجائے گئی ہوجہ کی ہوجہ ک

مصنف کاتول فات ذلاہے امر ولیل بن جائر کا مصنف کے قول لانسترط تقدم کے م فالم بعيل النص كاحمل اس كتول وا مّا التأبت يرببوجا نيكا بواسط<sup>ره</sup> فصارهاذا "ك ، اقتضاء *سے جوحکم* نابت *ہوگا تو*وہ ایسا حکم ہوگا جس پرنض کوئی عمل ن*ہ کرتی ہومگر*اس كَ لَدُرِ بِكُمَا بِوكُونِكُ اسَ مُتَرَوا كَالْفَ الْمِهِ خُودُلْفُ نِهِ كِيابِ اللهِ معانی کی صحت کے لیے ۔ لیک ایم مقتضی مجمی مقتضی کے توسط سے نصبی کی جانب منسو ب بوگا۔ تشريح شارح ملاجيون نے دو طريقوں سے فران سے ۔ اول توجيہ كا حاصل يہ ہے كہ روشاں ماہتھا ، اسِيمَقتضى نص بيرمعنى اسمِ معتول كاصيغه - أس كيدرانتضاً رالنص مين جواقتضار كالفطيب معني مسمون تبوادر لواسطة المقضى حولفظ المقتضى بيدوه اسم مفعول كاصيغه بيدوه كممى میں برواورلفظ بشرط تقدیم میں لفظ تق م مضاف اوراس کے ساتھ لا صبیر اس کا مضاف کہاکہ تق م کواضافت کے ساتھ بڑھنا زیادہ مناسب سے بہلئے اس کے کہ تقب . شر تریح کے لبداباس کا خلاصہ یہ ہو گاکہ مقتضی (اسم مفعول بڑھا جلئے ) وہ چیز ہے جس کا تقاضا بض بسبے۔اس صورت میں مقتضی (اسم نعول کی تعربیت ہو جائے گی ۔اور وہ حکم حواس مقتضا اس کی تعربیت نه ہو گا اور به تاویل اس امر کے خلاف ہو گی جو دلالت النص میں اِس کم کی تعربیت کی حمی ہو۔ ںسے ٹائبت ہو ماہیے اوراس حکہ اقتضا رالنص میں خود مقتضی کی تنعیر لفٹ کی گئی ہے۔ ذرکورہ تنث وشرط قق رمها میں کفظ تقدم ما صنی کا صیفہ ہے۔ اس تشہر سے سے بعبر حریمتی قسم کی تعرا طرح ہوگی کہ بہرحال وہ حکم حبِی مقتصلہ ہے نصب سے نابت ہو وہ چیز ہوگی جس میں تض ع

pop pop

اس شرط کے ساتھ کہ وہ شرط اس نفس سے مپلے پائی جائے اور وہ شرط مقتضی کا پایا جانا ہے اس لئے کہ شرط ایسی جیز سے جس کانفس نے اس لیے تقاضا کیا ہے تاکہ خود نض کا اپنامغہوم صحیح ہوجائے۔

ہے جس فاص ہے اس ہے دلیا صالیا ہے ناز کو دلیں کا اپنا تعہوم بیچ ہو جائے۔ حاصل یہ کہ جس حکم کی تعربیت اس حبر کی جا رہی ہے۔ نص مقتضی (تقاضا کر نیوالی نض) کی جا ہے، قتصنی (ایم معلل) کے توسط سے منسوب ہے۔ اس وجہ سے کہ تقاصہ کر نیوالی نض اس مقتصلے پر دلالت کرتی ہے۔ اور مقتضیٰ جواسم مفعول کا صیغہ ہے وہ اس کے حکم سر دلالت کرتاہے۔

وَعَلَامَتُكُمُ اَنُ يَصِدَ بِهِ الْمَذُكُومُ وَلَا يُلغَى عِنْدُ ظُهُومَ الْ بَخلابِ الْمَحُدُ وَفِ يَعَنِي اَنَ عَلَا الْمَعْتَظَى اِنَ الْسَعْتَظَى اِنَ الْسَعْتَظَى الْمَعْتَظَى الْمَعْتَ الْمُعْتَظِى الْمَعْتَ الْمَعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمَعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمَعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمَعْتَظَى الْمَعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَلِ عَلَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظَى الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِي الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَظِى الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْلِى الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتِلُ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِعِ الْمُعْلِكُ الْمُعْتَلِكُ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْتَلِ الْمُعْت

ا درمة تفلی کی علامت بیر بیم که کلام مذکوراس سے درست ہوا وراس کے طہور کے وقت لغونہ ہو بخت کی مقتضی ہونی کی بہان بیس جب کہ مقتضی اس کے ظاہر موسانے کیوقت متغیر نہ ہوجیسے قائل کا قول ان اکلٹ فعیدی تحری<sup>2</sup> بیس جب وہ شخص مقتضی کومقدر کرکے اس طرح کیے اِن اکلٹ طعا کا فعیدی تحری<sup>2</sup> ، تو باقی کلام اسپنے طریق اور معضے سے تبدیل نہیں ہوتا ۔ لیکن یہ دو لوں قاعد سے اسٹر تعالے کے اس قول سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ فقل کا احمد بعصا کے الحجر فا فضج ہم من کا اثنت عشر ہ عید گاریس ہم نے کہا آپ اپنا عصار بی تھر رہاریں بس جاری ہوگئ اس سے بارم جشمے ) کیونکہ اگر قول مصد ہ عید گاریس ہم نے کہا آپ اپنا عصار بی تھر رہاریں بس جاری ہوگئ اس سے بارم جشمے ) کیونکہ اگر قول

شارح علیالرحم، نے فرایا : میزون اور متفنی کے بارسیس جودو قاعدے ذکر کو گئے ہیں وہ یہی۔ دائم مقتضی کے ذکر کرنے کے دور کے سے کلام ہیں کوئی تب ملی منہ یں ہوئی دی ، مفدون کے ذکر کرنے سے کلام تبریل ہواتا سے - ان دولوں میں اعتراض ہے - دور سرے قاعدے پر نقض کیلئے باری تعالیٰ کا قول فقلنا احزب بعضا کے البحر فالفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا ذکر کیا گیا ہے کہ اس علی فضرب فانشق من الجح منہ اثنتا عشرۃ عینا در کہا گیا ہا جائے فقلنا احزب بعضا ک الجح فالفجرے منہ اثنتا عشرہ عینا دواس سے کلام میں کوئی تبدیلی منہیں ہیل ہوئی ملکملام لفظ اور عینا ۔ اور کہا جائے فقلنا اعزب وی ملکملام لفظ اور عین

شارح نے نرمایا کم مقتطنی اور محذوب کے درمیان اوپر جود و قاعدے بیان کے تابی بین ، اُن پر بعض علماء نے

ا عرّاض کیا ہے اکسلے ملاءنے ان دونوں کے درمیان اس طرح فرق کیاہے۔

دائمقت کی افروت شرفیت سے ہوتا ہے جبکہ محذو ف نفتہ نا بت ہوتا ہے دہ ، مقت کی اور مقت کی کام میں دولاں اقتضار میں مقصود ہوتا ہے اور جو صراحہ ذکر کیا گیا ہو وہ مقصود ہوتا ہے اور جو صراحہ ذکر کیا گیا ہو وہ مقصود ہوتا ہے اور جو صراحہ ذکر کیا گیا ہو وہ مقصود ہوتا ہے ہوتا ہے سوال القریب مقصود ہوتا کی اور القریب مقصود ہوتا ہے اللہ مقدر کا جواب ہوتا ہے اللہ مقدر کا جواب ہے ۔ سوال معرب محذوف جب مقتصلی سے الگ اور علا وہ چیز ہے تو بیان کردہ چارت ایک مقدر کا جواب ہے ۔ سوال میں ہے کہ محذوف جب مقتصلی سے الگ اور علا وہ چیز ہے تو بیان کردہ چارت موں کے علادہ ایک یا بخویں سے کہ محذوف جب تعرب کی بی ایک اور علا وہ جیز ہے تو بیان کردہ چارت موں کے علادہ ایک یا بخویں سے کہ کوری کھی اس یا بخویں تھے کا قائل منہیں ہے۔

الجواب البخواب المعنون المعنون المعنون المعنون المعنون المعنون المحارات الديبيان كالتي الميسان النص، النص، المارة النص، ولالة النص اورا قضاء النص المهنوا حب محذوت المغوظ كريم من سهة توريم ان چارتسموس سالم واخل بوكيا علاوه سي كوئي من منه رما تأكم اس كويا بخوس تشم كانام دياجا على ...

تؤرالا نوار علددوم ط وعیره جاری نه سبور ک . ما اعتِقُ عبدى عن دا ينا غلام ميري نے سیچ کا تقاصہ کیا اور مهيكا مرادلينااولي سييح باقط ببونيكاأ حتمال ركقتك بيوية ہیں جیساکہ ہاصمی لین دین میں سخلات سبہ میر مغتضى بالكسدى مثال ا دائيگي تفاره تحييئة غلام آ زاد كرنيكا حكم ر ، کیاگراسیے ۔ اور قبرآن کریم ہے کے ملوک غلام بملوك عيراورآ زادمرا دمهني تونتحرير رقبترتقا صدر سوالا سواميس ا ورملوكة لكم يداس كامقتضى بوأحس كاحكم امر بالتخرير سے ناكبت سبيے مع

ے کوازادکردے۔

حاصل بذنکلاکہ مذکورہ بالامثال میں غلام کے آزاد کرنیکا حکم دینا مقتضی ہے، تقاصفہ کرنیوالاہے اور اس کلام کو بورا ہو ہے کے لئے بیع کے معنے مقتضے سے اوراس مثال سے بیٹے کا نبوت اقتضار ہوا ہے اور جوجے زاقتضار ٹابت ہوتی ہے اس میں وہ شرائط ملحوظ شہیں ہواکر میں جوشرطیں اس چیز میں ملحوظ ہوتی ہیں جو

بالقضدُّ أبت بهو-

فلما شبت البيع الإ- ا وراس میں بیع حب افتضاءٌ ثابت ہے تواس میں بیع کی شرطین مشروط منہ ہوں گی کہ اس میں ایجاب کی حاجت ہوگی اور مذہبول کی اور خیار رؤیت بھی اس میں جاری مذہبوگی - البتہ اعتماق کی شرطین اس میں عائد ہوں گی۔ مثلاً آمر کا مکلف ہونا ، اعتماق کا اہل ہونا - لہٰذاکوئی مجنون اور بچے غلام کوآزاد کر گیا تو آزادی نا فذنہ ہوگی - چنا بخیہ امام ابویوسف شنے فرایا اگر آمرین کہا اعتمق عبد کے مثلاً مسلم کو میری جانب سے آزاد کردسے ، اور اس سے عوض میسنی الف کا کوئی فرکنہ میں کیا تو یہ قول ہم کا مقتمی ہوگا جس طرح پہلے قول نے بیچ کا تھا صد کیا تھا اور جب میں قبضہ کرلینا اولی ہے کیون کہ قبضہ کرنا ہم ہی صحت کیلئے شرط ہر جاول کی ساقط ہوسکتی ہے ۔ ساقط ہوسکتے ہیں تو شرط ہر جاولی ساقط ہوسکتی ہے ۔ ساقط ہوسکتے ہیں تو شرط ہر جاولی ساقط ہوسکتی ہے ۔

قول کا و کی نقول آلا شارح یے فرمایا - ہم کہتے ہیں کہ بیعیں ایجاب وقبول سقو ما کا احتمال رکھتے ہیں جسے تعالی کے جسے تعالی کی صورت میں ایجاب وقبول کی صرورت منہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف ہم سہد ہیں صروری ہے ، سقوط کا احتمال نہیں رکھتا۔ اوراس حکہ قبصنہ منہیں یا یا گیا اس لئے ہم درست منہوں ا

ا ورآمرغلام كا الك بهي نه بهو كالحيون كتربهبه درست نهين متحاا ورحب المرغلام كامالك نهين بهوا تو غلام اس كي جانب آرا دیمی مذہو گاا وربیآ زادی مامور کی جانب سے یائی جائے گی۔اُورولار کا حقیمی مامور می کوسلے گا۔

وَالتَّابِتُ مِن كَالتَّابِ بِهِ لالمَّالنَّالِ النَّالِ عِنْ المِعَارِضَةِ أَيْ هُمَاسُوا وَسُفِ إيما الْحِكم القطعى إلا اندنا يترجِّئ الدلالدُّ على لا تتضاء عِنْدَ السعادُضَة مثالُثُ قولدَ عليْ السَّلام لعِئَاسُتُ مَن مُحَتِّبِ عِنْهُمْ أَفُرُ صِيهِمْ أَغْسليرِ بَالْمَاءِ فَاتَّمَ كِلُ لُ أَبِالْتَضَاءِ النص عَلى أَن الأجورُ غَسُلُ الْغِيرَ بَعْ يُوالِمُاء مِنَ المَانَعُ اتِ لاَن المَّا وَجَبَ الْعُسَلَ بِالْمَاء فِيقَتُفَ صَعَتَ لَا أَنْ لا يُحْوِرُا بغيرًا لَهُ آءُ ولكتِّمَ بعينِ بنك لَيُّ بدلال تالنصِّ على إَنْ يَجُورُا عَسَدُلَا بالمَا لَعُنَا بِ وَذَ لِكَ لاتِ المعتبِ الْمَاحُودُ مِسْمُ الَّذَى يعرِفُ أَصْعَلُ احْدِهُ وَالنَّطْهِ لِدُودُ الْحَامِيمُ لُ بهما جميعًا إلا تربى أنَّ من الوالنوب النجس لايرًا خن باستعمال الماء في ولات المقصور وهوائزالته الغاسرة حاص علكفي حال فبترجمت الدلاكة على لا متهاء وما قيل مِنُ أَنَّ مِثَالَ اللَّهُ يُوجُدُ لَوْ النصُوصِ فَإِنتَمَا هُوَمِنَ قَلْمَ السَّتَّجِ ـ

ا ورا فتضاء نص سے جوچیز نابت ہوتی ہے وہ اس چیز کیطرح ہے جو دلالت النص سے نابت ہوتی ب مرجر تعارض کے وقت تیکنی اقتضا رائنص اور دلاگت اکنیں حکم قطعی واحب کرنے میں دونوں مسادی ہیں اور تعارض کے وقت دلالۃ النص کو اقتضاء النص پر ترجیج حاصل ہوگی اس کی مثال ایک مورکا حضرت عائشة سے فرانا محتبید سنم افد حدسید شم احسلید بالماء کرنم کیڑے کورگزا ہو پھراس کو انگلیوں سے مسئل دواس کے بعداسے یا ن سے دھوڈالوس ہر حدمیث اقتضارالنص سے دلالت گرتی ہے کہ خِسُ چیز کابغیر ما بی کے ومونا مثلاً بينه والى چروب سے دمونا جائز منہيں ہے كيونك جب آنحضور نے يانى سے دھونا واحب قرار ديا تواس کی صحت مقتصی ہے کہ عنسل بغیر مانی کے جائز نہ ہو۔ لیکن بعیبہ سبی حدیث دلالہ النص سے اس بات پر دلالت مرت ہے کہ ایسے کیٹرے کا بہنے والی چیزوں سے دھونا جائز *ہے گیو ب*کہ اس سے جومصینے مفہوم ہوتے ہیں وہ ہے تطبیرا درباکی دونوں کی سے ماصل ہو جائی ہے۔ کیا تم نہیں دمیقیے کہ جس نے کسی نجس کیڑے کو ڈالدیا یا نکے استعمال سے اس کے مواضرہ منہیں کیا جائے گا کی مقصور نجاست کا زالہ سے جو ہرحال میں حاصل ہے لہا ذا دلالة النعس اقتضارالنصريران مهو مي أوروه جو كها كياب كهاس كي نظير ضوص مين مُنهَن ملتي بيه تويه أن كي آن مركم أ اقتضا بالنص اوردلالة النص كاحكم بماتن ني كهاجو حكم انتضا النف سي ثابت

مواور جوحكم دلالة النف سية نابت بروقطعي ليوني مين دويون برابريس مينن دويون س

DOC

قول الاتران الاتراني الإ- بنا بخراكس نے بن بھر کو بان میں ڈال دیا تواس سے موا فذہ ندكیا جائے گاكيونكہ مقصداس سے ازالة بخاست ہے اور وہ دو لاس صور توں میں حاصل ہوجا تاہے۔ كيرے كو بان میں داخل كركے بمی،

ا دریا بی باسمه میں نیکر کیڑے میں ڈ النے سے بھی ، یاکسی جنے والی چیزسے اس کو د معود یا جائے ۔

ماضل یہ ہے کہ حریث کا نشاء اور مقتفیٰی اس باٹ کاتفا مقد کر یا ہے کہ پاکی کا حصول پائی کے سوا دوسری چیز سے نہ ہو جبکہ اس حدیث کی دالت اس پر دال ہے کہ پائی کے علاوہ دوسری جینے والی چیز وں سے بھی پاکی حاصل کی جاسکتی ہے اور تعارض کے دقت دالات النص کو اقتفیا رائص پر ترجیح دی جا تی ہے اس لئے بہاں پر بھی دالات النص کو ترجیح دی جا تی ہے اس کے بیاں پر بھی دالات النص کو ترجیح دی جاسکتی ہے اسی طرح پائی جس طرح پائی سے حاصل کی جاسکتی ہے اسی طرح بائی میں ماصل کی جاسکتی ہے اسی ماصل کی جاسکتی ہے۔ دوسری بہنے والی چیزدں سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

قولهٔ وماقیل من ان مثالهٔ المرافع به الانه اوروه جو کها جا تا به کدلالة النص اوراقتضا مالنص کے درمیان تعارض کی مثال نفهوص میں نہیں ملی تویہ ان کے تتبع و تلاش کی کمی کا نتیجہ ہے، ورید پیپلے اس کی مثال میں صدیث

ذکر کی حاجگی سیے۔

سیارح کی تحقیق کا جواب بعض کوگوں نے یہ دیاہے کہ دوالیسی نصوص جن میں سے ایک دلالۃ النص اور دوسری ا اقتضاء النص دال ہوں ان کے درمیان تعارض واقع ہوا ہو۔ ایسی مثال نہیں ملتی اور شارح سے امک ہی تیر سے اقتضاء النص اور دلالۃ النص کے درمیان تعارض کی مثال ذکر کی ہے۔

وَلَاعُمُومَ لَهُ عِنُدُنَا لِاَتَّالِعُمُومَ والخَصُصِ مِنْ عَوَا مَنِ الْاَلْفَاظِ وَالعِقتظِ مَعُنَظُ لَالفَظُ وَعِنْهُ اللَّهُ عَلَى الْعَفُومُ وَالْخَصُوصُ لَاتَ مَعْ عِنْدُ لَا كَالْمَ عَلَا لَكُمُ وَمُ وَالْخَصُوصُ لَاتَ مَعْ عِنْدُ لَا كَالْمَحْدُ وَفِ الْدَبِي الشَّافِي مَا عَنْدُ مَا اللَّهُ عَلَى اللَّعَامِ وَلاَيقًالُ لَيْكَ مُ وَهَا اللَّعَامِ وَلاَيقًالُ لِيَعَالَ مَا الْعَبِيلُ كُلُومُ مَا لاَ تَانَعُولُ الْحَكَامِ وَلاَيقًالُ وَلَا تَعْولُ الْحَكَامِ وَلاَيقًالُ وَلَا عَلَى اللَّهُ الْعَبِيلُ كُلُومُ مَا لا تَانَعُولُ الْحَكَامِ وَلاَيقًالُ وَلَى الْحَدَامُ وَلَا يَعْلَى اللَّهُ الْعَبِيلُ كُلُومُ مَا لاَ تَانَعُولُ الْحَكَامِ وَلاَيقًالُ وَلَا الْحَكَامِ وَلاَيقًالُ وَلَا الْحَكَامُ وَلَا اللّهُ عَلَى اللّهُ الْعَبِيلُ كُلُومُ مَا لا تَانَعُولُ الْحَكَامُ وَعَلَيْكُمْ وَاللّهُ الْعَبِيلُ كُلُومُ مَا لاَ تَانَعُولُ الْحَكَامُ وَلَا اللّهُ مَا عَلَيْ اللّهُ الْعَبِيلُ كُلُومُ اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ الْعَلَى الْعُلْمُ اللّهُ اللّهُ الْعَلَى اللّهُ اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ وَلَا اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعُلْمُ اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الْعَلَى اللّهُ الل

حتى إذا قال إن أكلُتُ فَعَمُهِ ي تُحرُّونون طَعَامًا دُون طَعَامٍ لاَيُصَدَّقُ عِندُ فِالأَدياتَةُ وَلاقضاءً لانّ طعامًا انَّمَا ينشَا أُمِرُ اقتضاء الاكلاتَ مالا يكونُ مبادن المأكول فلا يكوتُ عَامًّا فِلابقِبَلُ التخصيصَ وَ أَمَّا حَنَّ ثَرَكُلِّ طَعَاهُمْ فَإِنَّهَا هُوَلُوجُودٍ مَا هَبُ الأكلِ لا لاَتَّ شرعِيًّا أَوْعَقُلِيًّا والمحذوث مايكون لغوتًا -

پنانچہ جب کوئی شخص اِٹ اکٹٹ فعکیدی ٹھڑ کیے داگر میں کھاؤں تومیر غلام آزادہے، مرکسی اورکسی خاص تسم کے کھائیکی نبین کرے تو اس کی تصدیق مذکی جائے گی بہونئی سمارے باس کی تصدیق مذویا نتر کی جائے گی اور مذفضا ٹرک جائے گی کیونکہ اس مثال میں طعام اکل کی اقتضار سے بیدا ہواہے کیونکہ اکل کا صدور بغیر ماکول کے منہیں ہوتا ۔ للذاطعام عام نہیں ہو گائیس تخصیص کو می قبول مذ ربگا اور مبرحال اس کا ہرکھانا کھانے سے جانت ہوجا نا تو وہ ماہیتِ اکل کے بلئے جانیکی وجہ سے ہے۔ اس وجبسته بن كم طعام عام بيهَ ا مراكراس به يحركها ان اكلتُ طعامًا ﴿ اَكُرْمِينَ كِعَانَا كُلَّهَ وَلَ ا كُلُّ ا كلَّ الكلَّ الكلَّ ا رسنیں کھا وی گامیں کو انا ) تو سرکھا ناکے کھانے سے حانث ہو جائیگا اور تخصیص کی مزیت کی تصدیق اس ج سے کی جاتی ہے کہ اس وقت وہ ملفوظ ہے۔ لیکن اِس مثال کو ان لوگوں کے قول کے مطابق لانا جومقتظیٰ میں

شرعی ہوئے کی قید لگاتے ہیں مشکل ہے کیونکہ مذکورہ مثال عقلی ہے مگرا ولی بیہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ مقتضًلی و هسپے جوشرعی ہو یاعقلی ا در محذوف وہ سبے جولغوی ہو۔

ر المسلط المبالية المركبي المساخلا في مصيمار كل تفريع كے طور نزيا تن سے بي مثال ذكر فرما ي ہے۔ جنا بخدا معنوں نے فرما یا اگر کسی نے کہا رق (کلت فعید ہی مجرع ﴿ دَاكْرِ مِیں لِهِ کھایا بِوْمِیرا غلام آزادہے اگر بير كيتے وقت اس كے كسى خاص كھانے كى بنت كى بهوتو سمارے نز دىكي اس كى تقيد يق مذكى جاكے كئى قضاءً سمى ا ورڈیا نڈ مجی-ا وراما م شافعی سے نزدیک دیا نڈائس کی تصدیق کی جائے گی۔

احناقت كى دليل: أكانت كيف كتبداس كويورار في الميام ميرجس كا صرورت بموني كيو كماكول ك بغيراكل كا بإياجا نامكن نهيس بيد اس كيراس كلام كالمعتضى طعام بهوكيا ا ورجو مكه بهارك نزدك مقتضى بي عموم بنیں یا یا جا تا اس لیے اس مگر کلام کو پیراکرنے کلیلئے طعام عام کی صرورت نہیں ہے اور حب طعبا تم

كَلِلَاتَ مِنْ جَانِبِ الزوج ليكونَ هٰذاخبرًا عَنُهُ وَلَـ مُريِّكِ الطَّلاقُ منهُ سِفِي الواقِع فلض وررّة تصحيح الكلام وصُدِدُ قُبُه قَدَّمُ نَا أَن الزوجَ قد كَالْقَهَا قُبَلَ وْلِكَ وَهَ ذَا إِنْحَبَارٌ مِنْ وَكَاكَنُ قَالَ فِي الاولِ أَمْتِ كاالِقُ لِاكِقَ طلقتكِ قبلَ حاذَا وَالطلاقِ المفهومُ بحسُبِ اللعنة سِفِضِمُن قولِم، أنتِ كَالُقُ هُوَ الطلاقِ الَّذِي هُوَ وَصُفُ المَرُأُ وَلا التطليقِ الَّذِي هُوَ فعل الزُّوج فلاتكونُ حَاذَا إِلَّا اقْتَضَاءٌ ضَلَا تَعِيرٌ مِنْ مِنْ مِنْ النَّلْتُ وَالاثْبُ يُنِ وَ اَمَّا قُولُ مَا طلقتكِ فهووانُ كا ك كَالاَّ عَلِمَ النَّطَلِيقِ الدِي هُوفَعِ لُ الْهِ تَكُلِم لكنَّى وَالنَّ عَلِي مَصْدَرِ مَا صِنَ لا عَلَى مَصْدَرِ مَا حَدِثِ فِ الْحَالِ فَالْمُصُلِّ مُ الْحَادِثُ لايتْبِ إلاّ اقتضاءً مِن السّري فَالْمَصِيحُ فِيهِ منية الْمُنُينِ وَالثَلْثِ وَقَالَ الشَّافَعِيُّ يَقِعُ مَا نَوْى مِنَ النَّلْثِ أَوِالانْتَيْنِ لِاسْتَكَرُ لِيُّ عَلَى الطَلَاقِ فَعَمَلُ نيتَ لَا سَتَّمُ كِلُّ أَلْ عَلَى الطَلَاقِ فَعَمَلُ نيتَ لَ فيه بخلان قُول طلقي نفسك وانت بأعن على اختلاف التخريج مَعُنِ تَعُوريج طلقي نفسك نِي صِحِةِ الثلاثِ على حَدَةٍ وَتَحْرِنْجُ ٱنْتِ بَائِنٌ فِيهَا على حَدَةٍ المَّا تَحْرَجُ طلقَى نفسِكِ فَهُوَ أنَّ أَمُرُ كِدُ لُّ عَلِيلِمَصَدَى الْعَبْ مُنْ وَهُوَ لَنظُ فَرَجٍ يَقِعُ عَلِمَ الواحِدِ وَيُحْمِلُ الثِّلْثُ عَنْ النبيَّةِ فَهُولِسِي بمقتصى حَتَّ لَهُ يَجُزُ فِئِ بِالعُمُومُ وَ آمَّا تَحْرِيحُ ٱنتِ بِائْنُ فَهُوَ ٱن البَينوئَ، نوْعُانِ عليظةً خفيفة أفأذا نوى الغليظة وهو الثلث فقد نوي اكدر معتملية فتصح ولاتكون هذامن العمم فِي شَيَّ وَلَا يُسْتِصِوْمُ مِثْلُ هِذَا فِي كَلِّقِي نَفْسَكِ لَا تَالطلاق إنما يستمِلُ على الأثرادِ مِن الواجد وَالاثَناينِ والشَّلْتَةِ لَا عَلَى نُوعِي الغليَظةِ وَالْخَفيفةِ عُرُفًا وَقيلَ صَعْنَے وَلِهِ عَلِ الْخَتلاصِيَ التخويج أنَّ تخويجَنَا على حدَيٍّ وتخويج الشافعي على حديٍّ فتخريجُنَا هُوَمَابَيَّنَا وَتغريج الشافعي هُوَاتَ كَيْلُ فَالِكَ مِقْتَظُ وَ يَجِهِى فيه العموم فتصِحُ فيبِ نِيَّرُ الثلاثِ -

مرسی اسی طرح جب کوئی شخص این بری سے کے "انت طالق یا طلقتائے" اور تین طلاق کی نیت کرے کا قول انت طالق یا طلقتائے ایک خبر ہے اور خبر اس وقت تک صحیح نہ ہوگی جب ہماں وجہ سے کہ اس کا قول انت طالق یا طلقتائی ایک خبر ہے اور خبر اس وقت تک صحیح نہ ہوگی جب کے کہ اس سے سابق زمانہ میں طلاق شوہر کی جا نہ ہوگی جب کے کہ اس سے مہلے کوئی طلاق منہیں ہے۔ مگرا کی عاقل بالغ مصل کے کاکہ اسی صحیح اور برحل قرار وسینے کیلئے ہم سے مقدر مان لیا کہ اس نے طلاق اس سے پہلے دیں گا ہوں ہوں گا ہوں ہے کہ اس سے معدر مان لیا کہ اس نے طلاق اس سے پہلے دیں گا ہوں ہوں گا ہوں ہے کہ وہ اس سے بہلے کو بااس سے یہلے دی ہے ) اور وہ طلاق طلقتائی قبل انہ اس مالق کے وہ تکہ اس سے بہلے میں سے بچھ کو طلاق وہ ہے دی ہے ) اور وہ طلاق جو با عتبار لفت کے است طالق سے صفی میں مفہوم ہور ہی ہے یہ وہ کا لمان اس قول میں دویا تین جو با عتبار لفت کے است طالق سے صفی میں مفہوم ہور ہی ہے یہ وہ کا لم نیا اس قول میں دویا تین وہ تعلی کا خبوت اقتصاد ہی سے ہوگا لم نیا اس قول میں دویا تین ا

ου ο συναρικό το συναρικό το προσφαρικό το συναρφαρικό το συναρικό το συναρμό قع نبو نا يا يا جازا چاسيئ تاكه يه دو يوب كلام كلام

0000 0000

طلاق مہیں صا در ہموتی کیجس کی اطلاع ان دولوں کلا مول سے کی گئی ہو۔ اس کے ایک عاقل بالغ مسلمان کے کلام کوصیح قسرار دینے کے لئے یہ ضرض کرلیا گیا کہ شو ہر سے انت طالق یا طلقتک اپنی بیوی کو کہنے سے پہلے اس کو طلاق دیدی ہے اور بعد میں یہ کلام عورت کو اطلاع دینے کے لئے ہم اس کے طلاق دیدی ہے۔ گویا اس سے اول مثال میں اس طرح کما ہے کا انت طالق لانی طلقتائے قبل 'ہزا" توطلاق والی ہے اس نئے کہ میں سے بچھ کو اس سے پہلے طلاق دیدی ہے ۔ اور انت طالق کے ضمن میں جو طلاق مفہوم ہوتی ہے۔ یہی عورت کا وصف ہے جیسے کی طلاق کے سابحہ متعہد بہونی و جہسے مطلقہ ہویا۔

اسكا قول بعین انت طالق کے صنی میں تطلیق مفہوم نہیں ہوتی جوشو ہر کا فعل ہے۔ بلکہ شو ہر کا فعل تطلیق انتظام "نابت ہوتا ہے۔اس شو ہر کا فعل طلاق دینا وہ مقتصلی ہوا اور مقصلی میں عموم ہوتا ہے۔ تعلیق انتظام "ناب ہوتا ہے۔ اس سے ساتھ کا میں اسکانی کے اسکانی سے میں ہوتا ہے۔

نه حصوص ہوتا ہے اس لئے دویا تین طلاقوں کی نبیت کرنا صحیح تمہیں ہے ۔ شوہر کا دوسراکل میسنی طلقائب اگرچہ تنکار کے فعل سر د لالت کرتا ہے جو کہ تطلیق ہے

ہے مگر فعل ماضی کر دلالت کر تاہیے ، زنا کا حال پر دلالت منہیں کرتاًا ورطلاق زما نہ حال میں واقع ہوتی ہے اور مصدر حادث سے واقع ہوتی ہے ۔ ماضی کے کسی مصدر سے واقع نہیں ہوتی۔ اسکے متکا کے کلام درست کرنے کیلئے یہ تا ویل کی جائے گی کہ اس حگہ مصدر حادث اقتضارً شرعاً است

متلا کے کلا) درست کرے کیلئے یہ ما قریل کی جائے گی کہ اس جلہ مصدر حادث افتضار مشرعا ماہت ہے گئے تیا ہت منہیں۔ کہندا اس کلام میں بھی تطلیق مصدر حادث مقتضیٰ ہوا۔ اور کلام کولورا کرنے کے

لئَرُ جومُعْتَفَنَى نَكَالاً جا تأسيراس مِقْتَضَلِمِين عُموم و خصوص كا حكم جارى منهن كيا جا آاس لئَ طلقتك كينے يريمي دويا تين طلا قول كي نيت كرنا ضجيح مذہوكا۔

ا مام نسا فعی کا اختلاف : - اس باب میں امام شانعی نے فرمایا ان دوبوں مثالوں میسی ارتب طالق اور عورت پر اسک مثالی میں مثالی میں مثالی اور عورت پر اسکی منیت کر میگا تو وہ قابل قبول ہوگی اور عورت پر اسکی منیت کے مطابق طلاق واقع ہو جائے گی کیو بھران کے نزدیک مقتضیٰ میں عموم وصوص

دونوں جاری ہوتے ہیں۔

قول کا بخلاف تول طلقی نفسك وانت بائن الز ما تن نے کہا اگر شوہر نے اپن بوی سے کہا طلقی نفسك تول بائن ہوی سے کہا طلقی نفسك ولاق دے لے ، یا کہا انت بائن تو مجہ سے جدا ہے ۔ تو تین کی نیت کرنادرت ہوگا اگراصل دو نوں مثالوں کی علیٰ دہ عہد حال او کلام میسنی شوہر کا بیوی سے طلق لفسک کہنا۔ اس کی تخریج اس طرح ہے ، طلقی امرہ یہ نہیں ہے ۔ اس کلام میں طلاق کا معاملا عورت کے سیرد کردیا گیا ہے اور یہ کلام با عتبار لغت مصدر بردلالت کرتا ہے نہ کہ بطور اقتضار کے ۔ الہن اللہ کی جائز نہیں ہے طلاق مصدر مقتصلی منہیں اور جب مقتصلی نہیں ہے تو اس کے بارے میں یہ کہنا بھی جائز نہیں ہے طلاق مصدر مقتصلی منہیں اور جب مقتصلی نہیں ہے تو اس کے بارے میں یہ کہنا بھی جائز نہیں ہے

ستمر لمتكاكانت تمسكات أبى حنيقة منحصة قوالا أبع اعنى العباق والاشارة والدلا والدلا والمتضاء وكان من سوالا من العلماء يتسكون بوجولا الحرايضا سوئ ها لا أوس والمتصفف فصلا بعد و للكافيض على التعليم عنه المتصفف فصلا بعد و المتحاف فصل المتحيض على المتحاف فصل المتحيض على المتحاف فصل المتحيض على المتحلم على المتحيض على المتحلة على الوجولا الفاسسة أى المتحكم على العبل على المتحكم على العبل على المتحكم على العبل عنه المتحل عنه العبل والمتمراد بالعبل هامنا محواللف على المتحربة والحنا بلتم والمنطق المتحربة والحنا بلتم والمنطق أو المنافق أو المنافق أو المنافق أو المنافق والمنطق والمنطق المنافق المنافق المنافق المنافق المنطق عنه على والمنطق المنطق المنافق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنافق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنافق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنطق المنافق المنطق المنطق

وَمَفْهُومُ مِنَ الْمُنْطُونِ وَهُوَ أَنْ يُفْهِكُمُ مِنْكُ كَالَةُ خَلَاثُ مَا فَهَا مِنَ الْمُنْطُوقِ وَهُوَ إِنَّ فَيُهَا مَر مِنْ اسبم العَكُمُ شَيِّى مفهومُ اللقب وَإِنْ فَهُدَمَ مِنَ الشِّر طِ اَوَالُوصِفِ مُتِيِّى مفهومُ الشُّط أَ و الوصعب على ماسيكست ولكنعم إست وكطوااً ن لا تظهراً ولوسيَّة المسكوب عَبْنُهُ اومُسَاواتهُ للمنطوق وَلاَ يَخْرَجُ عَنْرِجُ الْعُنَا كُوْ وَلا يكونُ لَسُوالِ أَوْسَكَا دَيْتُ وَلا للكَشْفِ اومَتُ لَ يَح أَوْدُمِّ وَكُلَّا يُفْتُ مُ فَاكُدُ ﴾ أخرى في يتعين النفي عبيا عكا الله

تجر حبكه امام ابوحنيفه في مسكات اورات تدلات چار بر خصر بي ميسنى عبارة النص، اشارة النص، دلالة النص اور اقتضاء النص - اورامام صاحب على اسوار دو سرے حضرات على او

888

ونقر اران وجوہ مذکورہ کے علاوہ دوسے وجوہ سے مجی استدلال ضرماتے ہیں۔ تومصنَدیم نے اس کے بعبئه اس کی تحقیق اور ان کا فساد سبیان کرسے تھیلئے ایک فصص ک دکوئنسرمایا۔ بس فرمایا کہ کسی ہے کو اس کے اسم علم سے ذریعیہ صراحت سے بیان کرنا تعض علی اسکے نز دیکے خصوصیت یر دلالت کرتاہے يه وجوه فاسده کی بېلى وجهد بے بعيسنى علم يرص مرنا غيرسے اس حكم كى نفى ير دلالت سرنا بي بعض سے نز دیکھے ۔اور علم سے مراد میہاں پروہ لفظ ہے آتو دالت پر دلاکت کرنے یہ کہ صفت پر ؛ برابر ہے کہ علم ہو يااسم جنس مو- الوربعض كسفه مرآد بعض اشاعره وبعض حنابله مين ان كے بيمال اس كانام مفهم اللقب ہے۔ اس میں اصل بات یہ سینے کہ جوجیز لفظ سے مفہوم ہوتی ہے یا تو لفظ سے صراحۃ سیمی جاتی ہے اس كا نام منطوق سب ، صراحة و لفظ سے مفہوم منہ بن ہوتی تو بدمفہوم سبے ۔ اور مفہوم كى دوستيں ہيں . ا ول مغهوم الموافق - اوروه يه كيك لفظ سيم مسكوت عنه رجس كلام ميل ما موشى إضيار كي مي سي تم حال منطوق كلام كيموافق سجعاجات - دوسرى قسم مغهوم مخالف بيم أوروه بيرسي كه لفظسي منطوق کلام کے مخالف مسکوت عنہ کا حال سجھا جائے۔ اوریہ اگراسم علم سے سجھا گیا ہے تو اس کا نام نفہوم اللقب، اور اگریشرط یا وصف سے سجھا گیا ہے تو اس کا نام مفہوم الت رط یا مغہوم الوصف رکھا جا تاہیے جساكه عِنقريب آئے گا-لين ان حضرات ك (اشاعره) منابدك )مفہوم مخالف ميں مشرط لگائى بے کہمسکوت عنہ کامنطوق سے اولی یا مُساوی ہونا ظاہر نہ ہوسے یاسے اور کلام عادت سکے خلات ن بولاگیا ہو- نیزیہ کہ کلام کسی سوال کے جواب یاکسی حادثہ کے رونا ہونے پر نربولاگیا ہو، نہ بی کشف مدح اوردم کے لئے ہوا وردومراکوئی فائدہ بھی نہ دیتا ہو تواس صورت میں اس کے ماسوار کی نفی متعین ہوگی۔

🗀 نورالا نوار طدووم ت في لا نوارشرح ارد د لہ دوسیے علمار ان جارکے علاوہ سے تھی استدلال کرتے ہیں معینی ان کے نمسکآ یسے زائڈ ہیں جن کوانکی اصطلاح ہیں وجوہ فاسد ہ کا نام دیا جا اسپے - ان کے ذکر کے ی ا ورعلیچرہ فصل می کئی کرتے ہوئے فرما م) التنصيص على الشي باسب العكم يدل على الخصوص -دُكرِكيا كيا بهو تو تعض كے نز ديك يہ تنصيص خصوصيت يرد ت يرولالت كر ثاريح اود ے علاوہ دوسہدے ہیں سہیں تبض كاذكركما كباسيه ان سيحنا ز د کپ علم سرحکم لگانیکا نام مفہوم لقب سبے ۔ مگراس بارے میں سے سبچھٹس آئی سیے اس کی دوقسمیں ہیں۔ یابوّ وہ لفظ سے صراحتً نہ ہوتی بلکہ لفظاس پر مغبر محل نطق کے دلالت کرے سکا۔ ان میں سے اول پرمنطوَ تن کی دوقطهین بن ۔اول صرتح ، دوم غیر صرتح ۔لفظ کے مدلول مطابقی اور طوق صریح - اور مدلول التزامی کومنطوق غیرصر سے سکتے ہیں۔اسی طرح سو وم مواً فق ، مفنوم مخالف - مفنوم موانق اَسَ كو كما جا تاب كه كلم مثبت یہوبامنفی دوبوں حالتو ت مں لفظ سے مسکوت عنہ کا حال منطوق کے موانق ہو۔ اور مفہوم مخالف ہے کہ لفظ سے مسکوت عنہ کا حال منطوق کے خلاف مفہوم ہو۔ ل المرا وهوان فهه من اسم العلم الاسيم يمفهوم أكر لفظ سن اسم علم سع بمهاكما اکہاس کا ذکر آ سُندہ آسکا۔ شارح نے کہا، اشاعرہ کے سزدیک ہے کہمسکوت عنہمنطوق سے اولیٰ نہ ہو، نہ ہی وٰہ منطوق کے ت عنه گرمنطوق سے اولی یا مسا وی موگا بو وہ قباس کے در عنه کا حال منطوق سے موافن ہوئے ا مخالف مذہو گا -اسی طرح مفہوم محاله شرط بیہ ہے کہ کلام عادت کے موقع پر نہ بولاگیا ہو۔ اس لیے کہ اگر کلام عادت کے طور ریولاگیا ہ جیسے دس مانکی اللاق لیے حجوں کے اور متہاری وہ رہیہ ائیں جو تہاری پراورش بر بہوت۔ اس مثال میں نے جوراک می قید لطور عادت و کر کی گئی ہے۔ کیو سکہ عادت یہ ہے کہ رتبیہ ہمشہ شوہر کی پر وریش میں رہتی ہے۔اس لیے فی <u>ح</u>جو *ہاکہ د*کی قید سسے وہ رہیبہ جو نمتہاری پر دریش میں نہ ہو

اس سے خارج نہ ہوں گی ۔ اور حجورکم کی قیداس کو خارج کرنے کیلئے سنیں ہے۔ بلکہ رہیبہ سرورش میں ہو یا نه بروسرد وصورت میں ان سے نکا خ حسرام ہے محر شرط یہ سے کدر ببیدی ماں سے شوہر سے نکاح

، ب رہے ، رہے طرح مغبوم مخالف کے لیئے بھی یہ شرط ہے کہ و ہ کسی سوال کے جواب بڑشمل نہ ہو، نہ کسی حادثہ کے داقع ہونے کے بغد بہو-اسلنے کہ کلام آگریسی سواک کے جواب ٹیرشتمل ہے پاکسی حا دینہ کواس کلام میں لىأڭىأ ہوتة كيفرمفنوم مخالف كا عتبار نزكيا جائنگا جيسے ايك ننخص نے استيفسار كيا كەكيا زيورييں زئوّة واحب ہے۔ نو عالم نے جواب میں کہا ہات زیور میں ذکوۃ و آجب سے۔اب اگراس کلا م سے مفہوم مخالف کاا عتبار کیا جائیگا تو زیور کے علاوہ سولنے اور جاندی میں زکوہ واحب پذہوگی، تو پیرمطلب الکڑ غلط ہوگا ۔ پاکسی واقعہ شے رونما ہونے برخسی نے یہ کمید نا کہ زبور میں زکوٰ ہ واحب بیے ۔ بو اسرکا مطلب ں ہیں مربورے علاوہ سوے اور جائدی ہیں ربوہ 1 احب مہیں ہے۔ اسی طرح مفہوم مخالف کے لیۓ ایک سٹرط پر بھی ہے کہ جو علمصاحة ٌ ذکر کماگیا ہووہ کسی وضاحت

ك كيرينه بهوية مدح أورذم كمسك اس كو ذكركها كيابو-

بهرحال حبب اوپرکی ذکر کرده تمام شرطیس یائی جائیں گی تواس وقت مفہوم مخالف کاا عتبار کیا جا گاا ورمنظوَق کے اسوَّا کی لفی سمی معتبر سرِوَگی ۔

كقول إالماء من البهاء فالهاء الاوّل الغسُلُ وَالسّهَاءُ النّاف السّهَاءُ السّاف السّهَنُّ ولَهُ اكساك مَعُناه أَلْعُسُلُ مِنَ الْمَنِيِّ فِهِ مَ الانصامُ عَكُنَّ مُ وَجوب الاغتسالِ بالا عِسالِ لع الماء وهواخراج السنك كوقيل الانزال وهم كانوا هل الكيان فلؤ لمرملة على النفي عَمَّا عَذَ الالْمَافِهِ مُواكُ لِكَ وَعِنْدُنَا لاَيِدَالٌ عَلَيْدُ اكْ عَلَى النفي عمَّا عَذَا الا إِلاَّ سِيلْوَمُ الكُفُرُو الكُنِّ بُ فِوْتُولِ، عِمَّنُ مُّ شُولَ اللهُ لاتُ، يازِمُ أَنُ لاَ يَكُونَ عَن عِمَدٍ وسولًا مَ ذ لكَ عِنْ وَكِنْ بُ سَوَاءُ كَاكُ مِعْمُ وَنَا مِالْعُلُ مِ أَوْلَا مُ يُؤْعَلُو مِنُ فَسَرِّقَ بِينِهِ مِأْوْقِياً كِي إِن كَانَ مِقْرُوْنًا بِالْعِدَ وِبِحُوقُو لِيُّ خمسٌ مِنَ الغواسِق يُعِتِلنَ سِفِ الحِرِلِّ والْحَكَومِ الْحِكِدَ أَلَةُ والفائلةُ وَ الكلبُ الْحَقومُ وَالْحَبَّةُ وَالْعَمْ خِرِينُ لِسُّ عَلِى النَّنِفِي عَمَّا عَدُ الْ البِسَّةَ وَإِلَّا لَبَطَّلَ فِأَكِّلَةُ العَلَ دِ وَيَعِنْكَ فَا وَجُهُ الْعَنْصِيص مَّهُ زَيَادَةُ الْهُمَّامَ لُهُ وَالاعتناءُ بِشَا مِنْهُ وَخُوذُ لِكَ وَلَكِنَ افْتِى الْمُمَّالُخِرَّمُونَ بانك سَلْح الرّواياتِ يدكُ عوالنف عَمّا عَدَالا ورن المخاطباتِ كما قال صاحب الهدة ايت أَنَّ قولَ لَمْ فِي الكِتَابِ جَازَ الوضوعُ مِنَ الْجَانِبِ الأَخَرِ اشَارِةٌ إِلَىٰ أَنَّكُمُ يَتَنجُنُ مَوُصَّعُ

الُوقوظِ وَمِثْلُ هٰذا فِحَكِتَابِهِ كَثَايِرُ وَمَا يُوحِمُنُ كَلا مُهْهُمْ مِنَ النِّي عَتَا حَبَدَا كُسِي فَ بَعِضِ الاسْتَدُ لِالْآ عُكُلُّ وَ لِكَ مُؤَدَّ لُ بِتَاوِيُلَاتِ فَتَنَبَّهُ لَى لَانَ النَّمَ لِهُمْ يِتَنَاوَلُهُ فَكَيْفَ يُوجِبُ فَعَيَّا أَوْا بَاتًا وَكُلُ فَكَا أَوْا بَاتًا وَكُلُ فَكَا أَوْا بَاتًا وَكُلُ فَكُلُ فَكُ لَكُ فَكُ فَعَيْدُ وَا تَبَاتِ فِي وَالْا تَبَاتِ فَي وَلَا فَكُ فَكُ فَلَ فَكُ اللّهُ فَعَلُ سَكَتَ عَنْ عَمِو فِلا يَكُ لَ عَلَىٰ فَفِيهِ وَا تَبَاتِ فِي وَاللّهُ الْعَنْ فَي اللّهُ فَكُ اللّهُ الْعَنْ فَي فَي اللّهُ فَعَلُ اللّهُ الْعَنْ فَي اللّهُ فَاللّهُ فَعَلُ اللّهُ فَعَلُ اللّهُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَعَلُ اللّهُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَا لَا فَي اللّهُ فَا لَا فَي فِي فَلْ اللّهُ اللّهُ فَاللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَا لَا فَي اللّهُ فَاللّهُ فَاللّهُ فَا لَا فَي فِي فَلْ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَاللّهُ اللّهُ فَا لَا مُسْلِكُ اللّهُ فَا لَا فَاللّهُ اللّهُ اللّهُ فَا لَا مُسْلِكُ فَا لَا لَهُ مُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ فَا لَا مُنْ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ لَا لَكُ اللّهُ فَا لَا اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللّهُ الللللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ

جیسے حضور صبلے اللہ علیہ الم کاقول ارتما زمن لاتماء نیس ما براول سے عنسل مراد ہے اور دور سے

سے منی مراد ہے اور حب کہ اس حدیث کے معلے النسل من المنی سے مقے ۔ اسی و صبح ے سمھا تھا کہ اکسال سے عنسل واجب نہیں ہو تا تیونکہ منی خارج منہیں ہوتی ۔ اوراکسال عضوتنا س با ہر کال لیناہیے۔ اور بہ حضرات چونکہ اہل زبان سقے، اگر مذکورہ حدیث میں تقی ما عداہ ا ت نهوی تواس سے مذکورہ منہوم نہ سیمئے۔ اور ہا رہے نزد مکی اس پر دلالت بنیں کر العبنی ماعلا تی نفی پردلالت سنّبی کرتاً در مذکفرا در کذب دو بو خسرا میا با ازم آجاتیں اس کے قول محدرسول النّارِی آ تاکه غیرمحمرٌ رَسول منہیں ہیں ا در پی کھر مجھی ہیںے ا در کدنے بھی ۔ خواہ یہ صراحة بیان ن اگر مدد کے ساتھ مقرون ہوجیہے آب صلی النّرعلیہ وسلم کا قول حمسً کھرم وفیڈل آء ورالفارہ والکلب لاکھورو لرفیت والعقری (نواسی میں سے یا یخ جانور ایسے ہیں جن بوحل وحرم *سر حَكِّه قتل كي*ا جا با**ب - چيل ، چو ل**ا بركاٹ كھا نيوالائ كتا ، سانپ ا وربچين يو اس وقر ينفي اعدا يردلاكت ترسيط ورنه عدوم فائده باطل بوجائي كاركت كين متاحرين فقها رسافتوي ديا ہے کہ روایا نت کے باب میں تنصیص علیاتشی نعی ما علا پر دلانت کرتی ہے۔ مگر نحا لمات (تضوم میں ایسا سنہیں سبے جیساکہ صاحب ہوا یہ سے فسرما یا سبھے کہ بیشک اس کا قول کتا ہے میں کہ وضود وسری ، بات تمیطرف اشاره سهے که موضع وقو ع نجا ست ہو جا تا ہے اور اس متبر کے اقوال ان کی کتاب میں بچیزت موجود ہیں۔بعض استدلالات میں ہمارے فقہام کی عیارتوں سیے م اقوال ان می کیا ب میں جنزت موجود ہیں۔ بعض استدلالات میں ہمار سے فقہام کی عبارلوں سے مفہوم رہوتا ہے کہ تنصیص علی انشی ما عداکی نغی کا فائدہ دیتی ہے مگر اس قتم کی تمام عبا ربو س کی تا دیل کی نئی ہے کہٰذا ہمشہ اس سے آگا ہ رہنا چاہئے۔کیو بکھ نص غیرمنصوص کو شالل نہیں ہے لہٰذا غیر منصوص پریفی یاا نبات کا حکم کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔مطلب یہ سبے کہ نص مسکوت عیز پراص آ ولالت ہی نہیں کرت لہٰذا حکمیا بحروا جب ہو سکتا ہے خواہ نعیا ہویا اثبا ٹا۔مثلاً تم نے جارتی زیر کہا توتم ہے عروشیے سکوت اختیار کیا ہے لہٰذا یہ کلام عمرو کی نفی یا آنبات پر د ال مہیں ہے۔البتہ تخفیق ا

ہے کیونکہ اگر ما سوائری نفی ہو و لائت نہ کر کیا تو پھر عدد کے ذکر کرنے سے کوئی فائرہ حاصل مذہوگا۔ مگر امنا حن اس کا جواب یہ دیا کہ عدد کو فرکر سے سے اگر اس کی طرف خاص طور پر توج کیا گیا ہے۔ بلکہ عدد کی ایمیت کو بڑ حالے کے لئے عدد کو فرکر کیا گیا ہے تاکہ اس کی طرف خاص طور پر توج کیا ہے۔ قول کا دائری نے الدمنا خود ن اللہ شارت سے مہال ایک سوال کا جواب محر پر کیا ہے جب کا جا اس مجنس کی صراحت ما سوائر کی نفی پر دلالت کرئی ہے جب کہ کہان کیا جا جا ہے گا ہے۔ اس کے جواب بی نفی پر دلالت کرئی ہے۔ اس کے جواب بیل شاہری ہے کہا۔ مثاکر میں عام اس کے خلاف بنیان کیا گیا ہے۔ اس کے جواب بیل شاہری ہے اس کے خلاف بنیان کیا گیا ہے۔ اس کی حواب بیل شاہری سے فقی سائل بیل ماموائری نفی رو دلالت منہیں ہوئی ہے۔ بیل ماموائری نفی رو دلالت منہیں ہوئی ہے۔ بیل ماموائری نفی رو دلالت منہیں ہوئی ہے۔ بیل ماموائری نفی رو دلالت منہیں ہوئی ہے۔

غدیقظیم، برا آلاب جس کو ایک طرف خرکت دسینے سے دو سرمی طرف حرکت میں مذالے۔ ایسے تالاب میں اگریکی ایک جانب میں م تالاب میں اگریکی ایک جانب میں سنجاست بطری ہو تو دوسری جانب سے وصنوکر نا درست ہیں ہے صراحت سے یہ حکم دینا اس کی دلیل ہے کہ اس تالاب کا وہ جانب جدھر سنجاست موجود ہو وہ جا ہے ۔ سندار میں گانا ہیں ان میں میں تابیعیں سے

بخن ہے اوروصنوکر نا اس جانب سے درست مہیں ہے۔ فال میں مار اللہ میں کا بنا ہے۔

اس سے تا بت ہواکہ فقہ میں اسم علم یا اسم مبن کی صاحت ماسواء کی لعی پر دلاکت کری ہے۔
بقولِ شارح ا حناف کے بعض استدلالات کو دیچھ کر وہم ہوتا ہے کہ اسم علم یا اسم مبنس کی کسی مصلے ہیں است کہ اول است کی تاویل صاحت اس کے ماسواء کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔ کرلی جاتی ہے۔ کہا جاری نفی پر دلالت کی تاویل کرلی جاتی ہے۔ اپنے مذہب پر مصنف سے یہ دلیل تحریر کی ہے نفس عزمنصوص کو شامل نہیں ہوتی اسکے عزیر منصوص برنفی یا انبیات کا حکم بھی تہیں گا یا جا سکتا - مثلاً آپ سے کہا جاری زید سے میں اس زید آیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ زید کے ماسواء سے خاموش ہیں۔ اور آپ کا یہ سکوت عرف میں درجہ در دلالت منہ اس کی تا

مگریمان آبکیسوال بیرین که اسم عل<sup>ی</sup> ا وراسم جنس کی صراحت نفی ما عداء پردلالت منہیں کرتی۔ خدر و میں اسمال بار مین سلم ایرین بیرین بیرین کی ایرین کا پر سال

تو مجر حصوصیت سے اسم علم اوراسم جنس سے ذکر کرنے نہیں فائڈہ ہی گیا ہو گا ؟ اس اشکال کا جواب یہ دیا جا ماہے کہ اس قسم کی تخصیص کے بیان کرنے سے فائکہ یہ ہو تاہے کہ صنرات فقہا رمجتہدین اس مرضی عور و فکر اور تحقیق کریں اور دو سرے موقع پر اس پر قیاس کر کے حسکم نا فذکریں ۔ تماكاب عن إستراك إلهم بفه ثم الانصاب فقال والاسترالال منهم بحوب الاستخراص المستخراص الانستخراص الانتماحان بحد اللهم المنه الذي هوللاستغراب عند عدم دلالة العهد فيكون الممتخ أن جميع أن وإ الغسل من الذي هوللاستغراب عند عدم دلالة العهد فيكون الممتخ أن جميع أن وإ الغسل من المي وجوب الغسل بالاحسال سرواء كان باللام اوبالتنهيم المدين قدى كل علا عدم وجوب الغسل بالاحسال سرواء كان باللام اوبالتنهيم فيمن أين قلم بوجوب الغسل بالاحسال فا بحاب وقال وعسند ناهولذ المدفيما يتعلق بعير المنهاء غيران المناء عدم متعلق بالمناء عيم المناه الذي يتعلق بالشهوة المحمولية ثابت في النهوة المحمولية ثابت في الذي يتعلق بالشهوة المحمولية كاب والنها من المن وجوبة لا يتعلق بالشهوة منحم في الديماء غلايم و في الذي أن يتان والنها من الأمر في الذم أو اليقلق بالوط آف بديرة و مسرة أن يكون ولالت من والنها كالمي المنه والمناه المنه المنه المنه المنه و المنه ا

مرحم الله المحالة الم

سے عورت پرجوعسل واحب ہو آہیے وہ اس سے خارج سبے کیونکہ پیغسال خارج

XXX

من کیوجہ سے واجب بہی ہوتا۔انقطاع حیض اورانقطاع نفاس برواجہ ہوتا ہے۔ لہذا عسل کے ما) افراد کا خروج من پرمنخصر کہا کیسے درست ہوگا؟ تو کہا جائے سے کہ حیض و نفاس کے انقطاع بر عسل کا وجوب شہوت کی بناء پر منہیں ہے ملکہ انقطاع دم کی بناء برسید۔ شہوت کیوجہ سے عسل واجب منہیں ہوتا۔

صاصل یہ کہ شہوت سے جو غسل واجب ہو تاہیے اس کے تام افراد کا وجوب خروج منی پر مخصر ہے۔ اور خروج منی ہر مخصر ہے۔ اور نا یہ منی کا خروج بالکل فلا ہر با ہر ہو جسے خواب میں منی کا خارج ہونا۔ دور سے میں کا خسروج بالکل فلا حرب منی کے خروج پر دلالت موجود سے معیسی جاع کی صورت - اس جاع کو خروج منی کے قائم مقام کرکے فسل کے وجوب کا محکم کی ایسان میں کہ منا کے اس کے محلول اس اس اندر کو اس کیے محکمات کے محلول کا محرب کے وجوب کو خروج کا احساس منہیں ہو سکا اس جاع کو جب خروج کا حساس منہیں ہو سکا اس جاع کو جب خروج من کا سبب ماناکیا تو سبب کو مسبب کے قائم مقام کرکے فسل کو واجب قرار دے دیا اکسال ہیں بھی ہی صورت ہوت ہوت ہوت ہوت کا منام کرکے فسل کو واجب قرار دے دیا اکسال ہیں بھی ہی صورت ہوت ہوت ہوت ہوت میں اس لئے اگر جاع ہوا در منی کے خروج کا حساس نہ ہوتو بھی فسل واجب ہوتا تاہیں ۔

وَالْحَكُمُ إِذَا أُحِنِيْفَ إِلَى مُسَمَى هٰ فَا إِسِنَ اءُ وَجُهِ قَانِ مِنَ الْوَجُوهِ الفاسِدَةِ وَهُسُو يَعْضَقُ مَفْهُومَ الوصفِ وَالشَّرُ وَالشَّرُ وَالْحَلَمُ إِذَا أَسُنِدَ إِلَى شَيْ مَوْصوفِ وَالْعَلِينَ مَا الْحَلَمَ الْمَاسِنَةِ الْحَلَى مِنَ الوصفِ وَ الْعَلَيْ عَلَيْفِ الْمَا عَلَى مِنَ الوصفِ وَ الشَّرِطِ عِنْ الشَّا فَعَى حَتْ لا تَجُونَ الْعَلَيْ وَالْمَا الْمَا الْعَلَيْ وَالْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمَعْفِ الْمَالِقُ الْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمَعْفِ الْمَا الْمُعْفِقُ الْمَا الْمُعْفِقُ الْمَا الْمُعْمِ الْوصفِ الْمُلْمَ اللّهُ الْمَا اللّهُ اللّهُ الْمَا اللّهُ اللّهُ الْمَا اللّهُ الْمُونَ اللّهُ الْمَا اللّهُ الْمَا اللّهُ الْمَا اللّهُ الْمَا اللّهُ الْمَا اللّهُ اللّهُ الْمَا اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ

σος στο συνακό με με το συνακό με το προσφορία και με το συνακό με το σ

الكتابيّة والمؤمنة على طول المُعرّة وعد مه جميعاً وحاصلة أى الكالك الشافعى رحمه الله المؤمنة الترافق الترافق الوصف بالشم طفى كونه موحبًا للحاعد الشافعى رحمه الله المن الكول الترك الكي الوصف بالشم طفى كونه موحبًا للحاعد وجود المناس طابق والكبة فكما ات الطلاق يتوقف على الدكوب في صورة الشيرة فالناس الترك التعليق بالشر طعاملان في صورة المنهم وون الشبب في تولم ان وخلت المنار فانت طالق الشبب هو انت طالق والحكم مؤوف وع الطلاق والتعليق بالشرط المنه والشرط المناق المناب طالق والحكم الطلاق والمنط المنه والشرط المنه وحل الدار التماع على منع الحم وون الشبب فان الطلاق والنافل الشرط المنه والدائم على المواقع على المواقع على المواقع المناق المنا

مروس کی ابتدا برسی دلیل به سی که حکم جب الیسی شی کیطرف مضا ف ہو۔ یہ وجوہ فاسدہ کیوجہ ثانی کی ابتدا برسید اور یہ وصف اور شرط کے مفہوم برشتل سید عصنی جب حکم کسی شی کی بطوف منسوب ہو جو کسی وصف فا ص سید موصوف ہو یا کسی شرط سے معلق ہولا ان بیں سے ہراکی حکم کی نفی پر دلالت کر سے ہمائے۔ واس امری وقت جبکہ وضف یا شخص حر ہ و المام شافعی کے مزدیکے ۔ جاسی امولی اس امری اجام شافعی کے مزدیکے ۔ جاسی انسول کے اس امری اجام شافعی کے مزدیکے ۔ جاسی انسول کے اس امری المام شافعی کے مزد دیکے ۔ جاسی انسول کے اس امری المام شافعی کے ایس کے دوامور کا ذکر نفس میں ہے فوت ہوجائے سے نکاح کرلے کی ویک کسی بائدی سے نکاح کرلے اللہ حصنات المؤمنات کے دوامور کا ذکر نفس میں المؤمنات کے المؤمنات کی استفاظ عت نہ دکھتا ہو سے المؤمنات کے دو المؤمنات کی استفاظ عت نہ دکھتا ہو سے سے کا دو المؤمنات کی استفاظ عت نہ دکھتا ہو سے سے کا دو المؤمنات کی استفاظ عت نہ دکھتا ہو سے سے کا دو المؤمنات کی المؤمنات کی المؤمنات کی المؤمنات کے دور المؤمنات کی ا

عدم شرط نیوج رہے ہے اور عدم سے عدم شرعی مراد ہے نہ کہ عدم اصلی بھیساکہ مم ہیلے ندا ہوا ہے گا۔ جیساکہ مم ہیلے ندا ہوا ہے نہ بالے جانے کی جسسے اور بہتعلیق درا صل بر ہوگی جیسے کی جسسے کو جسسے اور بہتعلیق درا صل بر ہوگی جیسے کی جسسے کرتے ہیں ہوئر اس کے بوجھ کے زائل کرتے ہیں ہوئر تعدی کرتے ہیں۔ مقوط سے ازالہ میں مو ترب کرتے ہیں۔ موجود کی میان میں مادی باتوں میں امام شافعی کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور میں خاص وصوب کے ساتھ مشروط ہوتو ا مام کی شرط کے ساتھ مشروط ہوتو ا مام کا جات کی شرط کے ساتھ مشروط ہوتو ا مام خواس در میں شرط کے ساتھ مشروط ہوتو ا مام خواس در میں میں خواس در میں کے خواس در میں کیں خواس در میں خو

كي سائقة حكى مشروطا ورمعلق تقالة حسكم بهى منتقى بهو گانها يا جائيگا بيجية حق تعاليا كاقول وَمُنَى لئريستطع مسئكم طولا ان بينكم المعصنات المؤمنات ضعما ملكت اسها نكم من فييا تكم المؤمنات راوريم بين سي جوشخص محصنه مومنه عورت سے نكاح كرنے كى طاقت اوروسعت بنريكتا بهوية وه ان

بأنديون سے بيكا ح كرسكتا ہے جومومنہ ہوں۔

حتى البطل تعليق الطلاق والعتاق بالملك تفريع لهما ذهب الكيد الشافعي اى إذات الكلام عِنْلاً لا بحنب يد ال نك ملا الكلام عِنْلاً الكلام عِنْلاً الكلام عِنْلاً وَمَ السَّبَ عَلَى السَّبَ وَهُو اللهُ النَّا الكلام عِنْلاً الكلام عِنْلاً وَكَ مَا السَّبَ وَهُو اللهُ النَّا الكلام عِنْلاً لا يَحْدُونِ المَكِن السَّبَ وَهُو اللهُ النَّا الكلام عَنْلاً مِنْ المَكِن السَّبُ وَهُو اللهُ النَّا اللهُ اله

فانت طالقٌ ۔ یا اس نے کہا ان ملکتک فانت َحرؓ ۃ ۔ یو امام شا فعیؒ کے نز دیک بیکا م ہا طل ہے۔ کیونکہ سبب یا یا گیا-اوژانتِ طالقٌ اورانت حرؓ ۃ ﷺ مگروہ محل متصل اور ملی ہوئی منہیں ہیں اور میں اس کیا اور ان افریسہ ایرنے مصل کیسی وزامہ نے مسلم کا اور دخارہ الیار زامزہ طالعت اور سالاتا اور میں الاتا اور امال کے دوران

لغو ہو جائیگا جیسے کسی سے اجنبیہ سے کہا اُن دخلت الدار فانت طالق۔ اور یہ بالاتفاق باطل ہے۔ اُن سب ایک مثال ایک کے مشاک سرائی مثال ایک مشاک سرایک تفریعی مثال ایک سی نے معمر رک اجنبیہ عورت سے کہا اگر میں تبجہ سے نکاح کروں تو تو طلاق والی ہے۔ اور کسی باندی سے سے کہا اگر میں تیرا مالک ہو جائے ں تو تو آزا دہیے۔ میسنی اس بے مہلی مثال میں طلاق

كوملك نكاح پرمعلق كياسي - اسى طرح آزادى كو ملك رقبه پرمعلق كياسي - دونول صورتوں مسيں كلام اس كا با طل ادرلغوسي كيوبح تعليق بالشرط ثبوت حكم كے لئے مانغ ہو تاہيں - وجود سبب كے لئے

ما نع ننہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا دو بون مثالوں میں سبب پایگیا معسنی انت طالق اورانت ہو تا پائے گئے۔ کیوں کہ طلاق واقع ہونیکا سبب انت طالق ہے، اور آزاد ہونیکا سبب انت ہر ہم سبب سمی محل سے متصل شہیں ہے کیو بہت جب متکلم نے است طالق کا نکا کیا تھا اس وقت عورت اجنبیہ تھی، منکو حب منہیں تھی۔ اسی طرح فائن ہر ہم اسکا سے متصل شہیں ہوا۔ اسی الموک شہیں تھی۔ اس لیے سبب کے بائے جائے کے وقت سبب محل سے متصل شہیں ہوا۔ اسی الموک اس طال ہوگیا۔ اب اگراس متکل نے اس عورت سے کہا ان واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر متکل نے اس باندی کوف کے دیا ہو ازاد نہ ہوگی اور بدالیا ہی ہے۔ جیسے کسی نے اجنبیہ عورت سے کہا ان وظت الدائر فائن طالق واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح کر لیا اور بدالیا ہی ہے۔ جیسے کسی نے اجنبیہ عورت سے کہا ان وظت الدائر فائن طالق واقع نہ ہوگی۔

فؤللا فوارجددوم و مكه حقوق العباد ميں تو نفس مال ہي اصل مقصود ہو اكر باہيے اور ب اس میں مقصو دا داشتگی ہوتی ہے لئر دا کفارہ مالیہ بھی کفارہ مد سنیہ کے مانند شا*نع چے کے مسلکھ کی دوسری تفریع :-*امام<sup>شاندج</sup> یے کو جائز کی ارسے - صورت که والٹرلا اِ فعل کزا راکٹری شسکہ اس نے دہ کا منہیں کیا ہے مگر اس کا کفارہ بالمال ادا کر دیا ہے - اور کفارہ اداکر د۔ ینے کے بعد حب مشمر کھا نیوالا این اس م شا فعی ح کے نزد کی سمین ہی گفا رہ تا سبب ہیں ۔ اور حانث ہونا و جوب کفا، ہے اور تعلیق بالشیط اس میں مقدر سقی یحو یا قتم کھا نیوالے سے یہ کہا سھا۔ آگر میں این لِياتَةِ مِي تِرْبُ مِ كَالْفارِهِ واحِبِ بِهُو كَاّ- للبنزاحِبِ سبب يا ما كماية وه صبحر حواس رم بهوجائيگار جيئے نصاب کا مالک ہونا وجوب زکوہ کا سبب سے - آور حوال ن حوالِ ل پورا *سوسنے سے منے ہی زگو*ۃ ا داکردے تواس کی یہ زگواۃ اوا سال کے پورا ہونے براب دو بارہ اس پرز کوٰۃ واحب مذہو گر بن سَبَتِ للوال - شارح سے کما مارے ونيكا سبب سبع - بال كفاره كميلة يمن سبب بهو تابو سي مكر ل سنيع سبب سعيب ٵڶڵڶڹڵڣڛٵڵۅجۅ*ؚڹٵڮۦؚٞٳڛڟۘڋڰڣ*ٵڕۄ*ڰ* سے پہلے وہ کفارہ آ وآکرنا جا ٹرنس جوبصورت مال ہوا و رکفارہ عیّہ مآل کائب نی روزہ رکھنا تو اس کو جانث ہو بے سے سہلے پوراکردینا بیعن ا واکردینا فارہ برنی کے درمیان فرق ز- اہام شافع ہے نزد کے کف ارہ سے جداہو تاسیے - جیسے ایک آ دمی سے اسیے فلام کوکسی

استشرف الايوارشي اردو كالمستان ورالا يوار علد دوم باستدایک ما دیکے ا در معاریر فروخت کردیا۔ تواس بیع کے نتیجہ میں غلا کی قبیت کا نفس وجوب عقد مع تے وقت مشتری کے دمہ ٹا بت ہو جائے کا مگر اس کا وجوب ادا ایک ماہ کی مرت پوری ہونے بعد ثابت ہو گیا وربیاں مال کانفس وجوب وجوب اداسے علیٰدہ ہو گیاسیے ۔ لہٰذا اسی طرح کفارہ بالمال بھی نفس و جوب قسم سے <sup>ن</sup>ابت ہو گیااورو جوب ادا جانٹ ہو نیکے مبعد ثانب ہو گا۔ اس کے برخلاف برقی کفارہ سے کہ اس کفارہ میں نفس وجوب وجوب اداسے علی و مہیار ہوتا اسلے برنی کفارہ کا وجوب اور وجوب ادار دو نوں کے دونوں حانث ہوسے کے بعد للذاجب بدني كفاره يس لفس وجوب وجوب اداس جدامنيس موتا اوردويون مانث بوسف کے بعد ثابت ہوتے ہیں بوبدنی کفارہ کو حنث پرُمقدم کرنا جا گز نہ ہو گا اور کفارہ مال میں نفس خوب وروجوب ادام دوبؤس جدابه وجاسته بهيل واس ليئ كغارة ماليدحنث سيسيط او اكرسيكة بهر احناف كي جانب اس استرلال كاجواب - وعن نقول هأن االله بسأقط ا درہم کہتے ہیں دوبوں کفاروں کے درمیان امام شافعی سے جوفرق بیان کیا ہے اس کا کوئی مج اعتبار نبين بسير كيونكه حقوق العباديين بعبينه مال مقصود بهو تلب ورحقاق التدمن ا واكر نامقصود بوقا ہے اس کئے نی نفسہ مال کوئی عبارت نہیں ہے ،عبار ت بو وہ فعل سیے جس کو مندہ التّر تعاسلے ليلئے اپنے نیس کے خِلا من کر تاہیے ۔ لہٰذا جب حقوق التّٰرمیں نیس ا دِائی کی مِفصود ہے تو مال مجی برتی عبادت کیظرح ہوگیا۔ اورنفس وجوب وجوب ادار سے حداثہ ہو گا۔ آور کفارہ کے اداکرت كاوجوب حانبت بكوسة كي بعد بهو الب اسطة حانث بهوسة سير يميل كغارة مالى كاا داكرنا سبى جائز نه بهوگا-وَعِنْهُ نَا ٱلهُ عَلَيْ بِالشِّرَ طِ لا ينعقِهُ سَبَبُ الْحَقِيقَةَ وَإِنْ إِنْ عَلَيْكُ صُومَا فَأَ فَا ذَا قَالَ إِنْ وَخُلْتِ الدَّارَ فَا نُتِ طَالِقٌ فَكَانَتُهُ السَّمِ يَتَكُلَّمُ بِقُولِ » أَنْتِ كَالِقٌ قَبِلَ وَحُولِ السل غِيانَيَ يُوْجَدُ وَخُولُ الْدَارِيوِ حَبُ الْتَكْلَمُ بِقِولَ ، أَنْتِ طَالَقُ لَأَنَّ الاَيجَابُ لَا يُو لكنُ لَـهُ يوجِدِ المَحَلُّ لانَ الشرَكا حَالُ بِينَا وَبِينَ الْمَحَلِّ فَسِبِعَى عَلَاهِ صَالِحَ الْكِيرِ إِي عَيرَمتِ هِلِ بِالْهُ حَلِّ وَبِلُ وَنِ الْا تَصَالِ بِالْهُ حَلَّ لَا يَعْقِدُ سَبِياً فَ كَانَكُ إلى الْعِكُ الْعِكُم الله المناف المنافي المنافي المالف والعتاق بالملك خيكا إذا قبال إن نكعتَّكِ فانتِ كالنُّ أَزُرانُ ملكتك فَأَنتِ تَحَدُّ لا منكُمُ لا كُمْ يُحَدُّ

XXX

000 000 يؤرالا بواربه جلد دوم 222 اسيشبرف الإبوارشين إردو سے عدم حکم ہواکر نابے لہذایہ عدم شرعی ندر بابلکہ عدم اصلی ہوگیا جو غیر کیطرف متعدی ند ہوگا - ہمارے در نزیه بار نتڪئي۔ لٺنايہ مارنغ <sup>ک</sup>امجنون کی جا ما ما حليئے مثلاً تحسی آزاد کر ασσσσσσσσσσσσσσσσ كئے جوجیز بنسرط شا فعن کی جانہے اس اصول کے تک صورت عو المك نت طالق کہا، یا کسی دوسرے کے غلام سے کہا لئے کہ تعلیق کے وقت اُن دونوں میر سقاً ا درجب تعلیق کے وقت پیموجود نہ سفے لوّان محل کی ضرورت مجمّی نہ ہوگی 

مة في الانوار شرح اردو نؤرًا لا نوار جدددم یا پاگیا ، یا ملک یا نگرنی سواس وقت کے قول کے وار د بہونٹیکا محل یا پاگیا اسٹے کئے انت طالق اسینے محل حر اپنے محل برواقع ہو جائیں گے اور اس میں کوئی مضائقہ مجمی ہرسے اپنی بہوی سے تکاح کے بعد انت طالق کیا ہے۔ اس مل م وصبحاك نرعی عدم نہیں کے ملکہ عدم اصلی علیٰدہ سنتے دیدی تو محلِ طلاق چو بکھ' جو در ليق *كو بوري طرح و* قبول

خیار صرب کم ترمینی ملک برداخل ہو تا ہے، سبب برشرط خیار داخل بہیں ہوتی کیونکہ بیج از قسم اثبا آیات ہے۔ کیونکہ بیج کے ذرامیہ خریدار کو ملک ثابت ہوتی ہے اور بیجے تعلیق کو قبول نہیں کرتی ئیو نکہ تعلیق کیو جہ سے بیع ہو ااور قمار کے حکم میں تب ریل ہو جائی ہے۔ لہٰذا جب بیع پرشر ط خیار داخل ہوگی بو سبب کے لیۓ مالغ نہ ہوگی، عرف حکم سیلئے مانغ ہوگی ۔ حالاً نکہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ شرط خیارے بانے جانے کی صورت ہیں بیع نا جائز ہو۔ حب طرح دوسری سرطوں کا حال ہے گرا سلام نے شرط خیار کو صرورت کی بینا دہر جائز رکھا ہے اسکے صرورت کے بعدر ہی اس کا لحاظ کیا جائے گا ورصرف کا کے واقع ہوئے پرصرورت پوری ہو جائی ہے اورسب یعی عقد بیع کے نئے مالغ مذہو۔ چب ایخراسی و جہسے شرط خیار کو بیع کے حکم سینے نبوت ملک کے لئے مالغ قرار دیا گیاہے ، اور نفس مقد بیع جو کہ سبب سے حکم کا اس کے لئے شرط مالغ شہیں ہے۔

دَقَ لُ يُقَدَّرُ الاختلام بيننا وبيد بعنوان الخرومة اتَّ الشافعي يقول إنَّ الكلام مُوَالْجِزاءُ والشَّمُ عُلَّاتُكُ لُكُمْ فَكَأَتُ مَا أَنَّا إِنْتِ طِالِنَّ فِي وَتَتِ وُجُولِكُ الدار فيهذاالعيدُ يُغِيِّرُهُ حَصَى الطلاقِ فِيهِ وَهُوَمَنُ هُرَبَ اَحْرَلَ الْعَسَرِيَّةِ وَالْوَحَنيفة يقول إنَّ الشُّهُ كا والحبزاء كلامُما بمنازلة كلامٍ واحدٍ بدُّ لَ عَلْ وُ قوع الطلاقِ حِيْنَ الشَّهِ طِوَسَالِّتُ عَنُ سَاسُ والتقادب وفك الله الله على الحصِّرِ وَهُوَمَنَ هَبُ آهَ لِلَّ المعقول وَلَكُرِين كوالمُصنف جوابًا عن الوصف إما لان الجواب عن الشطخوا عب ح و المالوضوجة وشَهْرَت، وَهُوَ أَنَّ للوَصُعنِ درجَاتٍ ثلْنًا أُدِناهَا أَنْ يكونَ اتَّعَاتَيًّا كتول تعالى وم بأنت كم اللاق في جوس كُ مُ وَاوسِّطُهَا أَنْ يكون بعيف الشراط كعول تعالى مِن فتياتكم المُؤمنات وَاغلاها أن يكون بعض العلم كقوله السّارَق والناف ولا الشرك العلم العلم المنفاء المنفاء المنفاء المنفاء المنفون المنفون المنفون العلم المنفون المن

ا دربیا ختلات جو هارے اورا مام شافعی جربے درمیان ہے دوسرے طربقہ سے جی إبيان كيا جا ماسيد - اوروه بيرسيحكه امام شافعي فسرات بني كد كلام اصلى توجه زار

ہوتی ہے اور شرطاس کی قید ہموئی ہے۔ پس کو یا کہنے والے سے انتِ طالق فی وقت دخولک الدارُ کہاہے۔ لہٰذایہ قیداس بات کا فائدہ ویتی ہے کہ طلاق اس میں منحصر ہو۔ اہلِ عربیہ کا مجھی ہی ذہب ہے۔ اور امام ابو صنیفی فسرماتے ہیں کہ شرط اور جب زاء دولؤں مل کر بمنز کہ ایک السے کلام سے ہوتے ہیں جو کلام کہ شرط کے پاسے جانے کے وقت وقوع طلاق پر دلالت کر تاہیے اور وہ ساری تفادیر

است بالانوارشيح اردو توزالا نوار جدددم سے ساکت ہوتا ہے۔ بیں وہ حصب ربر دلالت منہیں کرتا ، اہلِ معقول کا بھی میں م*ربہتے ،* ۔ اورمصنف جے نے وصف کے بار سمیں کوئی جواب تحب رمنہ س کیا۔ یا تواس وجب سے کہ جو جواب شرط کا سے وہی صف ب ہے، یا اس وجہ سے کہ اس کا جواب واضح اور مشہور ہے۔ اور وہ بیر ہے کہ وصف پر ہے ہیں۔ درجۂ ادنیٰا س کا یہ ہے کہ وصف محض اتفا تی ہو جیسےور ہا شبکم اللاق فی حجور آ ائیں حومتہاری گور میں ہوں)۔ اور ا بیمالته بقبالے کا قول من فتیا تکمالمؤ منات دیمهاری مومنه باید بال ۱۷ ت فتیات کا وصف ہے۔ اور وصف کا علی دارجہ یہ سے کہ علت کے معنی میں بہو ہے۔ لے کا قول السارق،الزانی -اورانتفار علت کا نتفاء حکم میں کو ئی اثر منہیں ہوتا کیوں کہ حکمواحد کے لئے متعدد علتیں ہواکر تی ہیں ۔ جب اعلیٰ وصف کا یہ طال ہے تو ا دنیٰ آوراوسطم بدرجہ اولیٰ وصف کے انتفار کا کوئیٰ دخل اورا ثرانتفاع حسکم بیر نہ ہو گا۔ قول، وقل يقرى الاختلاف الا- مذكوره بالاالختلاف احناف وشوا فع كه درما ی تقریر دومبرے عنوانِ اور دوسرے طریق سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ انا شافعی ہشر کا کا تعلق کیے تو وہ حال ہے یا ظرف کے درجہ میل قید مہواکرتی - اس کے اِن دخلت الدار فانت طالق کے معنے ہوں گے انت طالق فی وقت دخولک وقت بحد كوطلاق ہے - اس قيدسے فائدُه يہ ہو كاكملاق غصر ہوگئی اور حب بک شرط نہ یا ئ جائے گئی حکم بھی مُزیا یا جائیگا۔ اہل عرب کا بھی ہیں م*ربت ہے* رمبین بعضرت امام صاحت فرمکت ہیں کہ شرط اورجہ نزاء دویوں کا مجموعہ ایک کلام ہیں۔ جو رہے یائے جاکئے پر دلا است کر تاہیں۔ اور دوسری شام تقادیم ہے۔ لہٰذا کلام کے خاص وقت میں حک*مے منحفہ کرنے پر*یہ دلالت مہٰیل *کر*تا . کے خُرایا۔احنامن وشوا فع کے در میان شرط اوروصف دوچیزوں میں ا خلاب تھا گر آتن نے مرف شرط سے متعلق جواب دیا ہے اور وصف سے متعلق جواب سے فاموشی افتارت رائی ہے۔ فاموشی افتارت رائی ہے۔ اس کی دو وجو ہات ہیں۔ چونکہ امام شافعی نے وصف کو شرط کے ساتھ لاحق کردیا ہے۔ الگا جواب شرط سے متعلق ہو گا دہی وصف کے متعلق مجی ہو جائیگا۔ وفرسترى وجر اليجونكم وصف سيمتعلق جواب بالكل واضح اور ظا برسد

نہیں فرمایا - اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وصف کو شرط کے ساتھ لاحق کرنا ہم کوت یم نہیں ہے ۔ اس وجهسے کہ وصف کے تین درسے ہیں۔

ا ول ورجہ یہ ہے کہ کلام کے آندر وصف الفاتی ہوا حترازی بزہو۔ صرف عادت کے طور ہم اس کو دکر کردیا گیا ہو۔ جیسے آیت وربائنبا اللاق فی جورکم میں جورکی فیدمحض الفاقی ہے۔ کیونکہ رمیب کا شو ہرسرام ہے۔ حبکہ رمیب کی مال کے ساتھ شوہرنے وطی کرلیا ہو۔ رمبیبشو ہرکی پروین میں ہو یانہ ہو۔ لڑندا مجور کالفظ صرف عاد ت کے طور برلا یا گیا ہے۔ کیوں کے لوگوں کی عادت یہ

بتیبه شومرکی ترمیت میں ماں کے ساتھ رہتی ہنے ۔ جورتمالغظاس حکم کسی کو خارج کرسے

لئے مہب سالا یا کیا ہے۔ وصعت کا اوسط درجہ یہ ہے کہ وصعت شرط کے معنی میں ہوجیسے حق تعالی کا ارشاد ہے ہن فتیا کم المؤ منات مرادوه باندیان ہیں جوصفت کیاں کے ساتھ متصف ہوں۔

وصلف کا آغلی درجه برسید که وه حکمین انزانداز مهو-جوعلت می شان سید- جیسے الزان میں معن زنایا یا جا تاہے گر علت کے درج میں اسے ۔ اسی طرح السارق میں وصف سرقہ بایا جا تاہے جوالت

س پیسے۔ اس باب میں اصل قاعدہ یہ سے کہ حب کوئی حکم کسی اسم شتق پر عائد ہو توسم صنا چاہیے کہ اس صیغہ کا ما خذا شتقاق میسنی مصدر اس حکم کی علت واقع ہے۔ شارخ کیتے ہیں وصف کا علی درجہ لیسنی علت کے نہ یائے جانے سے حکم کے نہ یائے جانے میں کوئی دخل تنہیں ہے۔ اور علت کا انتفاء حکم کے انتفاء کوٹ تلزم نہیں ہے کیوں کہ ممکن ہے اس حکم کے لیئے کوئی دوسری علت ہوجو اس علت کے علاوہ ہو۔ اور کھب وہ وصف جو علت کے درجہ میں نبے نہ پائے جائے سے حکم بر کوئی الڑ سنبیں واقع ہوتا تو وہ اوصا ف جو صرف وصف ہوں یا صفت کا شفہ ہوں، یا بطور عا درت ان کو ظاہر رو يا گيا ہو كيون كو حكم ميں مؤ شر ہوكتے ہيں۔

وَالسُهُ طَلِيُّ مَتَحْمُولِ عَلِمَ السُّمُقِيِّلِ هَذَا وَيُحِبِكُ ثَالِثٌ مِنَ الوجودِ الفاسسَةِ وَالمُمُطَلق لِمُو السُتعترضُ للذات وُونَ الصفاتِ لا بالنفي وَلا بالانْباتِ وَالسُمَعَيدُ هُوَ المتعَرِّينَ إِ وللذات مَعَ صفة منهَا فاذَا وم دُافِ مَسُأَلَة شيعتَ فَالْبِطَلَقُ مَحْمُولُ عَلَا المُقَيِّرِ أَى يُرادُ بِمَ المَقَتَّكُ وَ أَن كَانَا فِي كَاوِثْتَانِ عندالشَّافَعَ وليُعُلَمُ من أنها إن كانا في مادن إ واحدة فهو محمول على منده بالقريق الاكل و نظيرة لدر أي القريق الدين المان وهو أيدًا كنائ والظهار فانها حادثة

وَاحِلَةٌ وَ حِرَفِيهَا ثَلْثُ الْحُكَامِ مِنَ الْعَرِيْ وَالطِّيامِ وَالأَطْعَامِ وَقُيِّدَ الأَوَّلُ وَ الشائى بقول، من قبلِ انُ يمَّا سَّاوَكُمْ يُقَيِّدِ الأطعامُ بِهِ فالشَّافَعَى يَعِلُ الأَلْعَالَ على التّحريث وَالصّيَامِ وَيقيده وَ بقولهِ مِنْ قبلِ انْ يَمَاسًا ايضَّر-

قولا و المطلق محمول على المقيل الخوجوه فاسده كي تيسري وجه مضرت المام شافعي كزر دكي مطلق مقيد برمحول هوتاسهد مطلق عرف دات براور مقيد دات مع صفيت كه او برد لالت كرتاسيم - جيسے رقبہ اور رقبہ مومنہ ميں سے رقبہ دات

عبد براور رقبهٔ مومنه عبد مؤمن پر دلالت کرتا ہے۔ قبل بنا<del>ز است دافی م</del>ولات<del>ہ کی</del> تاریخ الزاج مطلق دی دون کسر

با خرہے۔ بس جوشخص ( غلام )نہ پائے (ہعینی غلام آزاد کرنے کی وسعت نہ ہو ) تو پس دومہینے کے سلسل روزے رکھناسہے جاع سے بہلے۔ بس جوشخص اس کی استطاعت نہ رہکھے تو پس سا رکھے سکینوں کا کھا نا کھلانگہتے۔ بیاس وجہسے میں کم تم السّراوراس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ بیا السّریق کے کی حدود ہیں اور كافروس تحيية دردناك عذاب بوسكل

مذکورہ آیت میں ظہار کا کفارہ ذکر کیا گیاہیے۔ واقعہ اکیب ہے اورا حکام اس میں تین مذکور ہیں ۔ پہلے حكم كوا وردومبرني حكميثني غلام كوآ زادكر نبيكا حكم اورسا تله دن روز وركف كإحكم به دولول من قتبل رف يتمات اك قيديك سائقه مقيدين- اورتميسرا حكم سائله مسكينون توكها ناكهلاسك كالبلوركفاره وكرينرايا کیا محراس کومن قبل ان پتماستانی قیدے ساتھ مقیدینہیں کیا گیاسیے بلکہ ولیسے ہی مطلق وکرکیا گیا ہے۔ اہم شافعیؒ ہے اس تیسرے کم کوتھی بہلے دو اوّل احکام پرمحول کرکے اطعام ستیں مسکینا گو بھی مقید پرمجول کرکے مِن قبل ان پتماسِیّا کے سائے مقید کرتے ہیں۔اور نتیجہ یہ سکے کیا کہ کھانا کھلانے کے درمیان مطاہر ساکراس بیوی سے کہ جس سے اس نے فہار کیا ہے جاع کرلے گا تو کھانے ہما اعاده لازم بهوسكار

ونظيرُ مَا وَبُهَ افِي حَادِ ثُتَينِ هُوَ قُولُ ﴾ مثلُ كَفَّا مَ وَالْقَتْلِ وَسَاحُوالْكَفَّا مِ احبَ فأنَّ كَفَّادٌ القَتُ لِ حَادِ بُثَةً كِهِ مَا وَ فَيِهَا السُمَقَيِّنُ وَهُوقولُ مَ فَعَرنُيرُ مَا قَبَادٍ مُؤْمِثَ مِ وَكفارة الظهراد وَالْمِكَيْنِ حَادِثُهُ "أَحْسِرَى وَرَوَفِيهُا الْمُطْلِقُ وَهُوتُولِهُ فَتَحْرِيرِ مَا قَبَةٍ فَالشَافَعُ يَعْسُولُ إِنَّ مَٰيُ كَالايْهَانِ مُوَادَّهُ الْهِنَا آيِعُ لَانَّ تَكْيِدَ الْايْهَانِ مَنْ يَاكِلاَ وُصِي بَجَرَى عجرى الشركط فيؤجب النغى عِسنَلَ عسك مه سفح المنصوص فكأكت كا قال سفح كفاس ة القسل فتعرير مَ قُلِّبَةٍ إِنْ كَانَتُ مُومَّتُ وَيُفَهَمُ مَنَهُ الْمَالِ مَنَالُهُ مَنَالُ مُومُولُمِنَةً لا يَعُونُ كَفَ صفاحة القتال بناءً على مَامِضِي مِن اصله أن الشهط والوصف كلاهما يُوجِب نف الحكيم عن عدمهما وا دا ثبت هذا لي المنصوص وهوعك م شمع عي ميمكم علي سائرُ الكفتا م احتِ بطرايق القياسِ لاشتراكِها في كونها حسفام ، وهذا معنى قولِ ب وسني نظيرها مِنَ الكفا مات لانهاجنس واحِلاً وعند بعض اصعاب الشا فعرم يحملُ عليه لا بطريق المتياسِ وَهُومَعُمُ وعِنْ -

ا وراس صورت کی نظیر جس میں دو نوں (مطلق،مقیدے دوجادتوں میں وار دہوسے مرا برون اس مين مصنف كا قول يربع مثل كفارة القبل وسائر الكفارات جيكفارة قتل

شىرنىلانوارىشرح اردو ا در دیگرتمام کفارات - اس لئے کہ کفار کو قبل ایک حادثہ بیجس میں حکم مقید دار د ہوا ہے اور وہ اس کا قول " بررقبة مؤمنة رئيس مومن غلام كآزاد كرنا) سبع-اوركفارة ظهارا وركفارة بين دوسرا جاد تدسيع بس میں تھم مطلق دارد ہواہیے اورائیٹرلیسے الیا کا قول ہیے فتحر سر رقبۃ ۔ بس ا مام شا فعی فنر ماتے ہیں کہ مو سنہ کی قبد بمكى مرادسيه كبوبحة ايمان كى قيدا كمب وصعب زا ترَسب جو مشره سبِّ والمُ مقامَ ہو تاسب لهٰذا وصعب ئے اندر مکم کی نئی کوٹا بت کر سگا کیں گو ماکف اڑھ قبل میں النڈ تھ مومنةٔ -اوراس سے مفہوم ہو تاہیے کہ اگر رقبہ مومن مذہو تو وہ ا تے ہوں اور ح بام كفارات كوتميي لطرنق قياس حماس رنياحله شترک تیں۔مصنف جمی آئٹ وعمارت مطلبہ بيح*ب كو فرمايا و في نظير مامن الكفارات لا منهاجنس دا هُدُّ " ا وراس كي نظير من ك*فارات *سي نميو بسجر* نظير إي اوربعض المحاب شافعي سے نز دكي اس كا حمل بطريق قياس منهي موكا اوري قول **اً** مطلق ادرمقید دوالگ الگ دا تعات می*ں ند کور ہو*ں مثلاً کیفار ہِ قتْل کی سِزا میں ارشا دفرایا ومئن قتل موم مناحطاء فيحر مورم قبة مؤمن واور حوتخص كسي موس كو خطار قتل ( غلام ) کوصفتِ ایمان کے ساتھ مغید کیا گیاہے۔ اور کفار ہ ظہار ص کا دیرذ کر نهُ كَا ارشاد سب فتحويد وقبرة من قبل ان يتما شكا ديس امك خلام كوآزاد سرح فتم سن كفاره كم مسلسله مين ارشاد فرا يا كيا ا ويخويد يقبر ديا غلام کا زاد کرا ہومنہ کی قبدحوقتل کے کفارہ میں مذکورسیے وہی قیدان دوبؤں کفارا میں محی ملمی فکارسے تی جن میں مومنہ کی قیدمنہیں ۔ کیوبکہ کفا رؤ قتل میں امکی و ک قید کا اضافہ ہے۔اور وصف قائم مقام شرط ہے ہے۔لہٰداحیں طِرح مشرط نہ پاریح جانے سے مشروط ع حکم سمی سنہیں یا یا جا تا اسی طرح وصف کے منتفی بہوئیے سے حکم منتفی کنہ نہوگا كفارة قتل مين آيت كے اندرصفت ايمان كاذكر كيا كيا سيد ليا كذار غلام مومكرمون غلاً نہ ہونو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ گو یا آبت کامطلب یہ ہوا فتحریرِ تقبۃ اِن کمانت مومنۃ (لس) آزاد کر بلہے ایک غلام کواگر دہ مومن ہو) اور مشرط اور وصف کے نہ پالے جانے سے حکم منتفی ہو جا تاہے۔

اور پیض میں وارد ہے۔ بیسنی کفار ہ قتل میں نا بت ہوگیا ، جبکہ یہ عدم عدم شری ہے ۔ الزاقیاس کے ذریعیہ دور ہے کفارات کو بھی اس بر محمول کیا جائے گا۔ مطلب بیسبواکہ مطلب کو مقید برجل کیا جائے گا قیاس کرنے کی علت یہ ہے کہ کفارہ ہونے میں تمام کفارات مشر مکی ہیں۔ قول کا دفی نظاره اس کی نظیر جامن الکفاوات الح دور سرے کفارات بھی اس کی نظیر جنس سے کمونکہ کفارہ ہونے میں سب غر مکی ہیں مگر بعض شوافع کے نزد کی مطلب مقید برجمول ہوتا تو ہے مگر قیاس سے طور بر محمول ہوتا تو ہے مگر قیاس سے طور بر محمول تھی ہوتا۔

شمراً عُدَّرَ عَلَىٰ الفَتِ المَاكِمُ الكُمُ كَمَا حَمَلُمُ الدِينَ عَلَى الفَتْلِ فِي حَقِّ قَيْلِ الإنْ مَاك فينُبغي اَنْ تَعُلُو الفت كالحاليين في حق اطعتام عشرة مسالين وتثبتوا في التفاؤت ثابية فا جاب عن معتول والطعام في الدالوجود إذ لفظ عشرة مستالين إسم التفاؤت ثابيت باسبم العَلَم و هُوَ لا يُوجب الا الوجود الحكم عن وجود الولان أسم عليم العَلَم عن وجود المحتم عن المنافي عن النفي عن الفي عن الفي عن الفي عن الفي المنافي المنافي عن الفي الفي المنافي عن الفي المنافق على ما قيل المنافق على ما قيل المنافق على ما قيل المنافق المنافق المنافق المنافق على ما قيل المنافق ا

سر ام شافع التراس المراس المراس الدكالياب كه تم جل طرح ايمان كے سائة مقيدكر سنيل المراس المر

ہے کہ طہار کا طعام جو کہ ساتھ مساکین کا ہے امام شافعی کی ایک روایت میں نا بت ہے جیسا کہ ساکی گیا اس حگر سے امام شافعی پر امکے اعتراض نقل کیاگیاہے اس کے بعد اس کا جواب عارا ضي تقرير ، تم في كفاره ين كوكفارة قتل يرمحمول كرك كفاره ين کے ساتھ ایمان کی قید کااصف فہ کیا ہے۔ اور کہا ہیے کو تنہ کے کفارہ میں جو غلام آزاد کیا س کا موس ہونا صروری ہے۔ تو ایسے ہی اسے شوافع ہم کو حاسیے کہ کھوا نا کھلانے والے کفارہ ماری کرمیں کو تا ہے۔ ميب كفارة قتل كوكفارة يمين يرجمول كرو- اورجس طرح دس لمسكينون كو كها نا كعلا دينا كفارة سمين مي طرح قتل کے کفارہ میں دس سکینوک کو کھا ناکھلا دینا کا فی ہونا جا سیے حالا نکہ مصنف السنايون ديلب كهكفاره مين مين جوطعام سيدوه قتل مين ناست منہ سے اس وجسے کہ کفارہ قبل اور کفارہ مین سے درمیان كياب، أوراسم علم صرف حكم وجود كونابت كرناسيد إسوجسي كم عشرة لمساكين اسم عددت اور ليه - يهُ حب يا يا حاسنة كاتو كغارة بيب ين كو ثابت كريگا - ادراگريه كفاره مذيا يا جائے ا دا ہو جا تاہے۔ لیکن صروری منہیں کہ دس مصلینوں کو کھا نا کھلا دہینے سے کفار ہ لئے کہ جب اصل میں معیسٹی کھا رہ ہمین میں وس مسکینوں کو کھا یا مذکھلا ہیئے نے کفارۂ بیمین منتفی *منہیں ہو* تا تو حواس کی فرع سیے میسنی کفارۂ قتل اس میں یہ کیسے سرو سکتا ہے کہ دس مصکینوں کو کھا نا کھلانے سے کفارہ قبل مجی منتفی ہو جائے۔ ے برخلاف مومنہ کی قید کا حال سما۔ وہ اپنی اصب ل بے مطابق اپنے وجو دیے وقت وجود حکم کوٹا سب کرتا ہے ، اور این عدم وجو دیے وقیت حکم کی تفی کو واحب کرتا ہے <sub>۔</sub> قول استراقب والطعام باليمين الخ مصنف في العطعام ويمين كرسساء اس ك مقد كياس سی سکینوں کو کھا ناکھلانا کفار کا قتل میں امام شافعی کے نز دیک ٹا بت ہے۔ اگریہ بات صبح ے تو ظہار کے کفٹ ارہ میں طعب ام رکیے ذریعیہ آمام شا فعی رحمتہ الٹرعلیہ ربیا عتراص وارد ر نا کیون کر صحیح اور درست ہوسکتا ہے۔

وَعَنُدُنَا لا يُحْمَلُ المُطَلَقُ عَلِا المُقَيِّدِ وَإِنْ كَانَافِ حَا دَثْتٍ وَاحِد يَوْ لِامْكَانِ العَكِلِ بهِ مَا إِذَ لَا تَضِاءً وَلَا تَنَا فَي بِنِيهُ مَا فيكُونُ فِي الظهرَادِ الصِّيامُ وَ التَّوْيُدُ تَبِلُ الْمَاشِ وَالطِعامُ أَعَدَمُ مِن أَنْ يَكُونَ قَبْلُ المَّاشِ اوَبَعْدُ لَا وَرَا وَاكْوَالَ وَالْكَا فِي كَادِثْ يَوْ وَاحِدَ يَعْفِ الْحَادِثْ يَنِ بِالطِهِيقِ الاولى فِيْحَكُمُ فِي القَبْلِ بِإِعْمَاقِ دَقِبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَسِفِي غَالِهٌ إِلَى عِتَاقِ دُقَبَاتٍ أَعُمَّمُ إِلا أَنْ يَكُونًا فِي كَامِ وَاحِدٍ مَثَلُ صَوْم كَفَارَةِ الْمِينَ فِي قُولِهِ تَعَالَىٰ فَسَمَنَ لَـكُمْ يَجِدُ فَصِياْ مُ ثَلَثُ خِ ايَامٍ فَاتَّ قِرَاءَ ۚ المشَامَتِ ا مطلقة وقدراءة ابن مسعود فصيام ثلثة ايام متسابعات مُفيدة بالتسابع والقام الزيرة المسعود فصيام الفراء الم بالتشابع لات المحسكم ونيوالقرم لابقبل وضفين متضاء فين فإذا تبت بعتيث كالطل إطلاقيك كالشا فعيَّ انسمَاكُم يَعمَلُ هن االمطلق على المعيَّدِ مُعُ أَتِهُ قَاعِدٌ وَ مسمَّرة لَهُ لات مَا لَا يَعُمُلُ بالقراءة الفكرالمتواترة مشهورة او أحادًا فالمثال المتفوص على قبول مَرِّ قول دُ لاعرابي جامع إمراً تَهُ فِي نهادِم مضان متعمدًا مسم شهرين وفي مواسية حُمُ شهرين متتابعين-

ا در هارب نزدیک مطلق مقید برجمول منہیں ہوتا اگریہ دولوں ایک حا د نہیں ہو<sup>ا</sup> کیو بھر میمکن ہے کہ دونوں پر عمسل کیا جا سکے کیو بکہ دونوں کے درمیان تضاد يا يا جا تاب اورنه منا فات - الن اكفارة ظهارين صيام اوريخرير دونون جارع سيميل ونگ ا ورطع ام عام ہے قبل تما س بھی ہو سکتا ہے اوربب رٹیا س بھی ۔ ا در حب ایک ہی واقع ہے اور حاربته بیںالیسا ہے کہ مطلق کو اس کے اطلاق پراور مقید کو اس کی قب کے ساتھ عمیل کیا جا سکتاہے تواگر دوبون دو مختلف ما دنون میں باسع جانے ہوں تو مدرجۂ اُدِّلی دوبوں پر الگ الگ عمل کمیا جائيگا-پس كِفارة قِتْل مِيں رقبية مومبنه كا حكرديا جلبية كا إدراس كے علادہ يرمطلق رقبہ كے آزاد رنیکا حکم ہوگا۔ مگر اس صورت میں کہ وہ دونوں اکیے سے میں مرکور ہوں جینے کفار کا یمیں کا روزہ التُرتِ الله كول فسن لسم يجد فصيام ثلثة ايا مميل - بساس آيت بي ايك قرارت عام اورمطلق سيصعيني ايام مطلق سيرم مرحضرت ابن متعودكي قرارت مين فصيام تلنة أيام متابعات نی ایام تناکع کی قیدسے مقیدسے اور دو قرائن معاملہ میں دو آیتوں کے قائم مقام ہیں۔ بس واجب ہے کہ قرارت عامہ کو بھی شانع کی قیدسے دمقید ہو جمیونکہ حکم میسنی صوم دومتضاد صفتوں کو قبول مہیں کرتا۔ بس جس وقت اس کی تقییبے ثابت ہوجائے

اسيت رف الايوارشي الدو 🗮 يؤرُالا بؤاربه جلد دوم مگر دنکہ قرارتیں دوہوگئیں اسٹ نقبار نے اس ایک آیت کو مختلف قرار توں کیوجہ سے دو آتین مان لیاہیے ان میں سے ایک آیٹ متنابعات کی قید کے ساتھ مقید سیے اور دو مطلق ہے، دوبوں میں تناقض واقع ہو گیا اسٹے نے رفع تعارض کے لئے اس مگرمطلق کومغید برحل ترنا دا حب ہوگیا ہے لہٰذا تا دیل یہ تی جائنیگی کہ جس طرح ابنِ مسعودٌ کی قرارت ہی متابعات ئى قىدىپ - قرارة عامد متوار ، قىجى اش قىدىكے سائقة مقىدىپ - كىوبىچە روز م كاكوم ملائ مى بوادر مقى يىمى بوا دران دويون متضاد صفات كاروز ومتحل نېيىسىپ اس كى كەجىپ تنابع كي قير بي سائمة مقيد مرنا "أبت جو جائيگا تومطلق كا حكم باطل نبو جائي ورند دومتفاد ا مام شا فعی جن کا اصول ہی یہ طے شدہ ہے کہ ان سے نزد مکے مطلق کومقید برمحمول کیا ما۔ ہے۔ ان کے نزدیک مذکورہ م<u>ھے نا</u>میں مطلق کومقید برخمول نہ کیا جائے گاکیوننجان سے ستواترہ قرارت کا کوئی اعتبار ہنیں ہے ۔ قرارہ مشہورہ ہو یا قرارہ خبر واحد سے درج غیرمتواتره قرآن کا جزرته بن من سنت رسول اگرم صلے اللہ اء ہے متواترہ جزء ہوستی ہے۔ تواترہ کو فرآن بحر<u> کے طریق پرت</u>قل کیا گیا ہے نہ مدیث سے **طریق برنقل ک**یا يلهد للمذاكفارُ وسمين ميں ان سُتّے نزد كيكفارُهُ صوم متنابعات كى قيد كے سامتے مغيد ينهو كا . بله تین روزی چاہیے جس طرح رکھ لیے جا میں کانی ہو جا میں گے ، غرمتوا ترریمے یا الگ الگ نرق طوربرر كمدشك كفار وادابهو جائيكا - للنداييه مثال مطلق كومقيد بيرنجول كرسكي متشال ی نزدیک نرینے گی، امنات کے نزدیک مثال ہوجا احناف وشوا فع كي متفقه مثال به جن مين مللي كومتيد ترمحول كياكيا موده حديث ہے جس میں امکیہ صحب ان اعب ان سے روزہ کی حالت میں ماہ رمضان میں ون کے اندر ایمی بیوی کے سائتہ جاع کرنے کا قرار حضور اکرم صبے الله علیہ وسلم کے سامنے کیا ، او اس کے کفارہ ہیں آنخضور سے فرمایا حجم شہر دین -اور دوسری مجھ روایت سیے جس میں متتا بعک پن کی تبیر کااضافہ موجو دسیّے۔ وَحينتُ ذَيرِهُ عَلينَا أَسْكُم ا ذا قَرَّرْ سُمْ أَنْ كَمَا يَجِبُ الْعَمَلُ بِالْحَمَلِ فِي الْحَادِثْةِ الواحدًا في والحكوالواحدُ فعى قوله أكُواعَن كُيل محرِّوعَن بِ وَقولَم إِ أَكُمُ وَا عَنْ صُحَالًا حُرِّرُ وَعَسُبِهِ مِنَ المُسلِينَ فينبغى أَنْ يَحُمُّلُ ٱلْمُطْلَقِ عَلاالْمُعَنِيَّا

الخادِثَةُ وَاحِدَةٌ وَفَى صَدَقَةُ الفطر وَالْحَدُمُ وَاحِنُ وَهُوَ ادَاءُ الصّارِحُ الْصَفَّ فَا جَابَ بِقُولِهِ وَفَى صَدَقِهِ الفطر وَتَ وَالنَصَّانِ فِ السَّبِ وَلَامُزَاحَمَةً فِي السَّبَابِ فوجب الجمع بينعُمَّا معسن أن مَا قلنا إدَّ اللَّمَ المُطلَقُ على المُطلَقُ على المُطلَقُ على المُطلَقُ على المُسَابِ أوالمُواحِدِ انسَمًا هُوَ إذَا وَسَ وَالحُلم المَعْضَا وِ فَالمُصْالِيَةَ مَن وَلا تَصَادُ وَيُمَ المُسَابِ أوالشُرُ وطِ فَلامُصَالِيَة مَن فيهِ وَلا تَصَادُ فَيُم لِن وَالشّر وطِ فَلامُصَالِيقَ مَن فيهِ وَلا تَصَادُ فَيُم لِن وَالشّر وطِ فَلامُصَالِيقَ مَن فيهِ وَلا تَصَادُ فَي المُسَابِ أوالشّر وطِ فَلامُصَالِقَ مَن وَلا تَصَادُ وَلا تَصَادُ فَي مَن المُعْلَقُ المَن المُعْلَقُ اللّمَ المَن المُعْلَقُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللللللّهُ

ا دراسوقت ہمارے اوپرانک اعتراض وار دہوماہیے کہ ایے احناف جب تم نے آ يرلىاكه حأدثه واحدا ورحب كمروا حدس مطلق كومقيد سرحمل كياجآ ماسب یتوں میں مبعلی کو مقید بر محمول کرو۔ دو نوں حدیثیں یہ نہیں۔خصور کل عبد وس اور دوسری حدیث میں آپ کے ارشا دفر مایا رقود عن کل حروعہ ل میں عبدمطلق ہے، اور ٹانی میں المسلمین کے سائۃ مقید ہے - لہٰذا مِناسب ہے ي كيونكم مادنه وا حده سے ا دروه سے صدقة فطر كى اوا بنيكى اور حكم سمى صاغ يا يضعبُ صاع - تؤمصنُ شيخ سنة اس اعتراض الفطر نصمان الج كمصدقة فطرس جودونص واردين وها ہواکر تالبٹ او ہاں دُوبوں کا اجتماع واحب ہو حادثه واحره اورمسكرواحد ي حمل منهن كما-حمل تواس وقت لازم آتا و لا تفاق واحب بے اور وہ دو توں کے متعدد ہونے کی صورت میں بالا تفاق جا۔ ) دو بوں کے علاوہ میں اختلا من سے اسکی مزیر تحقیق توضیح میں موجود ہے۔ كاعرم إض :- ذركوره عارت مين مصنف إ - اعتراضْ نقل بِياہے جوا حنا قب بِروارد ہو تاہے۔ اعراض یہ -

ہوں تومطلق کومقید سرمحمول کرناضروری اور واحب ہے۔

لبندا فران رسول ووراعن کل جروعب اور خدیث و وراعی کل جروعب رئومن میں جی مناسب ہے کہ مطلق کو مقید برخمول کیا جائے۔ اسلے کہ دونوں روایتوں میں واقعہ آلیہ ہے۔ اور حکم میں آلیہ ہے۔ اور حکم میں آلیہ ہے اور دو مری رقا میں عبد کے سامتہ من المسلمین کی قب ہے۔ یہلی صریت کا تقاصہ یہ ہے کہ فلام عام ہے برسیا ہویا غیرے کم کا دار نا واجب ہے۔ اور دومہی روایت سے معلوم ہو الہم کہ صدقة فطر موالی جانب سے ادار سے ادار دومہی روایت سے معلوم ہو الہم کہ صدقة فطر موالی جانب سے ادار سے اور دومہی روایت سے معلوم ہو الہم کہ صدقة فطر موالی کا دار سے ادار سے کہ کا حکم ہے۔

ا خناف کے نزدیک کا فر غلام کی جانب سے بھی مولی پڑھ سے واجب ہے۔ اس سے معلوم ہواکہ ا حناف سے مطلق کو مقدر پر محول مہیں کیا ہیں معلوم ہواکہ ا واجب کے دونوں امک ہیں معلوم اور میں معلوم اور میں معلوم ہواکہ ا

سليا محول كرما جاسية مقا-

چواټ ، آخناف کی جانب سے اس اعراض کا جواب یہ دیاگیا ہے کہ صدقہ نظرکے وجوب میں جور و حدیثیں وار دہوئی ہیں وہ است باب کے سیلسلے ہیں ہیں اور اسباب میں مزاحت منہیں ہوتی اور نہ ہی تضاد- اس لئے کہ شئ واحد کے متعددا ور مختلف اسباب کا ہونا ممکن ہے اس لئے دونوں روایتوں برعمل کرنا صروری ہے۔

شارح علیالرحم، نے فرمایا اس کی مزید تحقیق توضیع میں ملاحظہ فرمائیں۔ صاحب حاشیہ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔ اس کو اس کو اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔ دار دونوں حکم نے بجائے اسباب میں وار د بہوں۔ د۲، مطلق اور مقیداکی حادثہ اور الکہ حکم میں پائے جائیں۔ دس حکم تو ایک ہو مگر حوادث دوہوں۔ دس حادثہ ایک ہو مگر دوا تکام مختلفہ

میں مطلق و مقیدوار د ہوں۔ دہ > دو جا دئے ہوں اور دوخی آف کم ہوں جن ہیں یہ دونوں دارد ہوں۔
مورت اولی میں احناف کے نزد مکے مطلق کو مقید برجول نہیں کیا جائیگا۔ جبکہ امام شافیج کے نزد مکے محلول کیا جائیگا۔ جبکہ امام شافیج کے نزد مکے محلول کیا جائیگا۔ صدقہ نظر والی صورت میں مطلق کو مقید بر بالا تفاق محول کیا جائے گا۔
اس کی مثال الا ان بکو فافے حکم واحد میں گذر تھی ہے اور تیسری صورت میں امام شافیج کے نزد مکے مطلق کو مقید برحمل کر فاوا جب ہے مگر احناف کے نزد مکے اس صورت میں مطلق کو مقید برجمل کر فاوا جب ہو گا نہ کہ احناف کے نزد مکے۔ اور پانچویں صورت میں مطلق مقید برجمل کرنا واجب ہوگا نہ کہ احناف کے نزد مکے۔ اور پانچویں صورت میں طلق موسیقی میں۔ اور پانچویں صورت میں طلق موسی مطلق کو مقید برجمل کرنا واجب ہوگا نہ کہ احناف کے نزد مکے۔ اور پانچویں صورت میں طلق موسید برجمل کرنا بالا تفاق واجب منہیں ہے اس کی مثال صیا م کو تتا بع می قید کے ساتھ مقید کرنا

فيم شي مَرَعَ فِي الشّافِي فقال وَلاَ نَسَرَا اَن القيك بعد الشّهُ طِلاَن الوحون وَلَكُونُ المّن المُن الله الله وَ وَ الله وَ الله وَ الله وَ وَ الله وَ الله وَ الله وَ وَ وَ الله وَ وَ الله وَ الله وَ وَ الله وَ وَ الله وَ وَ الله وَ وَ وَ الله وَ وَ الله وَ وَ الله وَ وَ وَ الله وَ وَ الله وَ وَ الله وَ الله وَ الله وَ الله وَ وَ الله وَ وَ الله وَ الله وَ وَ الله وَ الله وَ وَ الله وَ وَ الله وَ الله

ميرمصنك في ام مشافعي رحمة الشرطبيك استدلال كاجواب شروع فرايا ب تغرّض کریں، اور ا ما ورت <u>ئ</u>یں ان اس

ں تو حکم سمی نہیا یا جا نے وجوہ فاسدہ

0000

🗀 نورالا نوار جددوم اتت رنالانوارشرح اردو بالتبكم اللاتى في تجوركم مين حج أورتهجي اننكثاو صف کولاکر مدح بیان کی جاتی ہے۔ جیسے کسمالٹراز حمٰن ال الشيطان الرجيم- ان احمالات كموجود بوتي وك بالنفي الن- أورا اس کئے مثال کے طور سرقتل سب ساىنىت *ئېيى ب*ونى ـ له اگر ہم اس کوتے ارتھی کر لیتے ہیں کہ قتل کے کفارہ میں غلام کے ساتھ ایمان كم كى نغى بروحان كى ميسنى غيرمون غلام كا آزاد كرنا كفاره كى دائيتى قتل ادر كفارة ظهار وكفارة قس کا میمونکه دولول کوامک دوسرے برمحول کرنے کے لئے مالک بادات *منردری* للنذا قتل جو كه براگناه اور جرم عظیم ہے اس كے كفاره ميں مومن غلام كى قيد كا ناممكن سے اكد

فَأُمَّا قَكِينُ الإِسَامَةِ وَالعَكَ الْكَرِّفَكُم يُوجِبِ النَّقِي جَوَابٌ عَبَّا كِرِدٌ عَلَيْنَا مِنَ النقضينِ وَهُوَانِتُكُمُ وَسُلِّمُ إِذَا وَمِ وَ الْاطُلاقُ وَالفَكِ ، فِي السَّبَبِ لَا يُحْمَلُ آحَلُ سِ مِنَ الابلِ تَشَا تَهُ قُولُكُمْ فِي خُمِسِ مِنَ الابلِ السَّا ثُمَّةِ في الاسباب لِلاَتَ الابلَ سَبَبُ الزكرية وَالاوَّلْ مَطلَقٌ وَالنَّافِي مُقَيِّكٌ مَالِد حَمَلُتُمُ الْمُطُلُورُ مُهُمَّا عَلِالْمُقيدِ حَتَّى فُسُلَّمُ لَا يَجِبُ الزَّجِي لَا يَعِبُ الزَّاعِ لَيُ في غيرالسَّا كانت المحادث مختلفه الميكك الممطلق علاالهم تتيرة قدم كُ وُا شَهِ يُدَ يُنِ مِنْ رَا كَالِكُمْ عَلَى قُولَ اللهِ وَأَشْهِرُ يُّحْ شُوَطَةُ ٱلْحَكَ الْكَرَّافِ الْاشْهَادِ مطلقًا مَعَ ٱنَّ الْأَوَّلُ وَ لى وَقَكِيدِ الْعَكَ الْرَبِي فِي الْمُسْكُدِةِ الشَّائِبَ الْثَائِبَ الْنُدُو مغموف تأسف الطال الزكوة عمن العوام خ أَنَّ مَا عَبِكُنَا فَ الْمُسَالَةِ الْاولِي بِالسِّتَةِ الثَّالِيثَةِ الدالسَةِ عَلَىٰ نَفَى الزَكُوةَ عَنْ عَيْرِ السَّا مُنْتِ وَهِي قولَ مَا كَانَ كُوةَ العوامِلِ والحوا لُوفَةِ لِاتَّ هَلَالَا الثَّلَيْنَةُ كُلَّهَا غَيْرُ السَّا مُمُنَّةِ وَمَا عِمْلَنَا بَعَلِ المُعَلَزُ عَلِي المُعَتَّدُ. وَالْامِرُ بِالْتِثْبِت خِينِهَا ٱلفاسق اوجَبَ نسخ الاطُلاِق يعِينِ لَمَكَذَا انتمَاعِه لنا فِحالِه

والامر التنبت في سبا الفاسق ا وجب العظلات يعيد مكذا ا منها عملنا والمسئلة الثانية بالنوس وهوقول قط يا يها الذي الثانية بأنوا و باب التنبت في نبأ الفاسق وهوقول قط يا يها الذي المنوا إن جاء كُمُ فَاسَقُ بنباً و فتبيَّنُوا فلكما كان خبراً لفاسق واحب التوقف فلا جرم تشتر كا العدالة في المحاد و ما عملنا بحمل المطلق على المقيّل و

اورمبرطال اسامه اورعداله کی قیدتو بیت کمی کنی کو وا جب بنی کری ہے۔ یہ دواعتراض کو جب سے کہاہے کہ اطلاق اور تھیں۔
سبب میں وارد ہوں تو ایک کو دوسرے پرحمل بنی کیا جاتا۔ اور میہاں اسبب میں ایسا پا یا جارہ ہے کیوں کہ حدیث میں سیے خس من الا بل شاق ( با بیخ او نطوں میں ایک بحری ہے) اور دوسری ویث میں ہے خس من الا بل السائمة شاق ( با بیخ او نطوں میں جو سائمہ ہوں ایک بحری ہے) کیوں کہ ابل زکو ق کا سبب ہے۔ اول مطلق اور ثانی اسامہ ( جنگل میں چرکر زندگی گزار نا) کے بسائم میں مقید ہے۔ متاسے یہاں بک کریم قائل ہوکہ عیرسائمہ میں فرکو ق واجب نہیں ہے۔ ووسراا عتراف میں سے کہ نیز تم سے کہا ہے کہ جب حادثہ مختلف اور فرکو قادر اور میں میں سے کہ نیز تم سے کہا ہے کہ جب حادثہ مختلف اور کو ق واجب نہیں ہے۔ ووسراا عترافن میں سے کہ نیز تم سے کہا ہے کہ حب حادثہ مختلف اور

متعدد برول تومطلق كومقيد يرجسل ندكيا جاست كا- حالا نكرتم سے حمل كيا سيے جيساكه الله تعالى كا قول واستشردوا شهيدين من رجالكم دائية مردول مين سے دوآ دميوں كوگوا ، بنالو) اس قول كوئم سك الشرتعب ليك قول واشهدوا دوئ عدل منكم (اور دو عادل وميون كواپين لیاسے بہانتک کہ تم نے شہادت دسینے میں مطلقا عدالت کی شرط کان سے - حالا تکہ واقع کے بیسے کماول آبیت دین رقرض کے ماد تہ میں نازل ہوئی سے اور ثانی مصِّئلہ طلاق میں رجعت کے باب میں نازل ہوئی ہیں - بوٹمصنوبے ہیے: جواب میں فیرایا کہ مصر محلہ ے علقہ آمنیہ میں علات کی قیدما عدای بغی کو واحب *مہن کر*تی جسا کہ سبيے ۔اور انحضور کا قول سبے لازگوہ میتی کے کام آیتے ہوں اور جو جوناست کی خبرے جایح بڑتال محمتیق و *تفتیش کئے بارے میں نازل ہوئی سیے اَ در و*ہ اَلٹریٹ اِنْ السيء الأيبهاالذين أسوا إن حاركم فاسق بنبار فتبينوا " (اك ايمان والواكر فاسق بمهارس اوئ خبرلائے تو مم تو قف و تحقیق سے کا م ہو ) بیں جب فاست کی خبروا جب التو قف ہے تو ۔ مخبر میں عدالت کی شرط لگائی جائے اور ہم سے مطلق کو مقید برجم ل مرسے کا کا م نہیں کیا ہے۔ قولك فأما قيد الاسامة الاييهان احناف بردواعتراص واردكي محيّ بين ماتن ے ان دولاں *کو ذکر کرکے احنا من کا جواب بھی بخریر فیر*ا یاسے - اعتراص کی تقریر یہ ب میں وار د ہوں تو ان میں سے مطلق کو مقید برمجول نہ کر میں گے۔ والانگر تے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کرمطلق اور مقید دولوں اسباب میں داخل ہیں اورافتا ومقيد يرجمول كياسيد مثلاً حديث بيسب في حبس من الابل شاة وببرياسي اوموسي ی زکوه سبے > دوسری حدسیث سبے فی خمس من الابل السائمة شا ق از یا بیج سانیم او نول میں

دوبوں روایات اسباب وجوب زکوۃ پر دلالت کرتی ہیں-ان میں سے اول حدیث مطلق ہے۔

اس کے ہم سے اونوں کی ذکوہ میں سائمہ ہونے کی قید لگائی ہے،مطلق کومقید مرجمول ہیں

اِ صَ كَمَا جُوابِ بَهُمْ كَ دُوبِيرِ لِي مُتِ مُلَدِينِ مُركورِه وُ وَلُولَ آبِيوَ لَ كَيْ عَلَا دَيْمِيرِي

أرشادمارى عزاسمنك بيخ يااليهاالذين أمنوا أن جاءكم فاسق بنباء فتبينوا فيمعلوم بوا فاستى كي خرسوب سجه کراورجایخ بر مال کے بعد قبول کی جائے - اس و جہسے خبر دسینے والے ہیں صرف عدالہ

كوشرط قرار د بأكماسي

جا کوت آسکا م یہ ہے کہم نے اس مشکلہ میں بھی مطلق کو مقید پر محمول منہں کیا ہے اس لیج ا عتراص کرنادرست سنہیں ہے ۔

وَقِيْلَ إِن العَرَان سِفِي النظم هال ا وَحَبُهُ رَا بِعُ مِن الوجوع الفاسل و وهب إليه مالك وهُوا تَ الجَهْعَ بِينَ الكِلامَينِ بَعَرُونِ الوَاوِيُوجِبُ القراكَ فِي الحكمِ اى الاشتراكِ فَيهِ لا تَ دعَايَةً المناسبة بين الجُمُول شريط فلا تجب الزكوة على الصبي لا فترانها بالصّلوة بف توله بعدا لى اقْمُواالْصَالَوْةُ وَأَتُواالُوْكُومُ فَهُمَا جُملتان عِياملنان عُطِفْتُ إحدَم مُمَا عَكُوالا خوسط بالواوفيقتض التسوية بينهما وعندك فاايضاً لا تجب الزكوة على الصبتي لكن لا لا كجبل العطفي كل لِعُول لا م كولاً سف مال القبق و اعتبرو الملحملة الناقصة اى قاس ما ولا عرب القائلون الجملةَ الكاملةُ المَعْطوفةُ على ألكاملةِ مثل قول من ينب طالقٌ وَهِن طالورٌ بالمجمُلة الناقصَيةِ السَعُطُوفةِ على الكاملةِ مثل قول ونينبُ طالقٌ وهِنكٌ فانهُ مَا يشارُ كَابِ فِ الخير لامحالة فكن االاوليائي وَ قَلْنَا إِنَّ عَطَعَتُ الْجَمِلْةِ عَلِى الْجَمِلَةِ لا يَوْ رَجِب الشَّوكَةُ وَنَدُّا وَنَدُّا اللهِ مَا تَدِمُ بُبُ وهو الحذبُ فات هِسَدُا كان عتاجًا إلى طالِق فلهذا حَامَ تِ الشَّركَةُ بخلافُ الكاملةِ المعطوفةِ فانتَّهُ ا تأمُّكُ فَاذَا تَمَّتُ بِنَفْسِهَا لا جَبُ الشَّرِكَةِ إلا فِيمَا تَفْتَقُمُ إِلَيْ بِكَالْتَعْلِيقِ فِي قو والدوان وَخَلَّتِ الدَّاسَ فَانْتِ كِالنَّ وَعَسُدِهِي مُحَرُّونًا فَ الجُمَلَةُ الدَّخِيرَةُ وَإِنْ كَانَتُ تَامَتُ الْمُقَاعِدًا لكنفانا قصك أتعليقاً فضاً م ت مشارك م معكم التعليق بخلاب قوله إن دخلت الدّابً فَا نَبِ طَالِقٌ وَمُ ينبُ طَالِقٌ فَإَتَّ لَا يُعَلِّقُ طَلَاقٌ مَن بِنَبَ إِذَ لُو كُانَ عُرضُهُ التعليق لقال ومن ينت بدون ذكر الخبرلان خبر صلتا الجملتين و أحدة فأذا اعادة عُلِمَ أَنَّ عَرضهُ التُّنْجِيُزُ-

كياكيا هو حسكم مين مشترك كماسي جيسے زين طالق ومندطالت - ان دوبوں كواس جيلے برقياس كياسيع جوناقص ببوا در كأمل جمله يراس كأعطف كيا كيابهو بجيبے زينب طالق وہند۔ قياس اس ما گیاہیے - اگر ایک کا مل حبلہ دو سرے کا مل حبلہ سرمعطوف بہو جیسے زینب طالق وہند طالق ' ىتە بە دوبۇل <u>جىل</u>ىخېردىيىنە مىپ شىزىك بهون كے - ا ورزىينب ا درىبندە دوبۇں پرطلاق دا قع بهوجائىگى -جو آت :- احنات بن اس دلیل کا جواب اس طرح دیاست کرایک جماع عطف اور دوسرے مِلْةً كِيا كُيا بُولة عطف حكم مِن شركت كو ثابت منبي كرتا ، ستركت في الحكر حله ما تصهين ثأب مروق بيد حله نامهي منهي التيوبيح مجله ناقصه اسي كأمحتاج بهو تأسيه جيد أزينب طالق ومندمين اراس جب أبي سند كمالغظ طالق كانحتاج ب ينا بخصرورت اور ما جت كى بناء برمعطوت عليه اور معطوف كرميان شركت ثابت بهوي بيد اور جله تامه مي چونكه و و ف جلة تام ہوتے ہیں اِن میں خبر کی صرورت شہیں ہوتی اسٹے ان میں شرکت نی الحکم ثابت مذہو گی۔ اور حصرات مالكيه كا قياس عبله كا قصد سرحبله ما مه كايه قياس مع الفارق ب - اس الع به قياسس درست منہیں ہے۔ نتیجہ یہ سکا کہ نظم نیں اقتران حکم میں اشتراک کو نابت منہا کر تا البته حبلة تامه أتركسي حيزى جالنب محتاتج موتواس مين جلدتام مبي بثركب بوسكتاب عي أتركسى جميا كومشرط برمعلق كمياكياتهو اوراس بيردوميرسه حبلة ناميركومعطوف كياكيا بهونومعطوف اور معطوف عليه دويؤس شرط برمعسلق بهوساخ ميس شرمك بهول مستح جيسے إن و فلت الدارُ فانت طالق وعبدی حریم، نو شرط کے پاریے جانے پرعورت برطلاق ہوجا بھیگی اور غلام بھی آزاد ہوجائے گا -اورشرط حب تک منبائی جائے گی عورت کی طلاق معلق رہے گی، اسی طرح علام کا آزاد ہونا مبئ مسكن رہے گا كيونكم كلام كى ترتيب اس پردال ہے كر سے والا نورى طور تريفلام كو ا زاد كريا سَهِي جاہتاً مذہی ملاق دین چاہتا ہے۔ اس لئے دولوں جلے گھرمیں داخل ہویے برمساق رمین<u>گا</u> ا دراگر تحیینے والے سیخ بیر کہا کہ ان دخلیت الدارُ فاستِ طالع و رُسینے طالع کے لوخماہ مانیہ کی طلاق دخول داربر معناق ندرسے گی سئیو بھر آگر سکھنے والا زیرنب کی ملاق کو مغساق کرنا جا ہتا ہو دوسرے حلے کو ناقص استعال کرتا اور صرف زیزب کہتا۔ زیزب طالق نہ کہتا ۔ اور حب حمار کو کمامیل ذکر کیا

وَالْعِيَامُ إِذَا حَرَجَ عَنَوَ مَكَالِجَزاءِ هَذَا وَجُمَّا خَامِسٌ مِنَ الوجوءِ الفاسدَةِ اَوْمَ دَمُعَظُ خَالِمَ الْمُدَامِدِ الفاسدَةِ اَوْمَ دَمُعُظُ خَالِمَ النَّا بِقِ حَبِثُ اَكْمَ دَمَ هُذَا وَمُسَالَةً وَالْمَذَ هَبُ الفَاسِدَةُ اَتِعَنَّا وَ خَلافِ طُومِ النَّا الْمَرْ عَبُ الفَاسِدَةُ اللَّهِ عَلَا وَمُسَالَةً وَالْمَذَ هَبُ الفَاسِدَةُ المُعَنَّا وَ

تو معلق مراكده و وسرم حط كو اول پر مشر كي كرے معلق كرنا منہيں چا ہتا اس لئے زينب

برفوری ملاق دا قع ہو حکے گئے ۔

تفصيلُهُ اَنَ صِيغَةَ العَامِ إِذَا أُوْمِ دَتَ فِحَ شَخْصِ خَاصِ فِي نَصِّ اُوْقُولِ الصَّا فَانَ كُولِ الصَّا فَانَ كَا الْكَالِمُ اللَّهُ عَلَيْهُ الْمَا اللَّهُ عَلَيْهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَمُ فَانَ فَولَ اللَّهُ عَلَيْهُ وَسَلَمُ فَانَ فَولَ اللَّهُ عَلَيْهُ وَسَلَمُ فَانَ فَولَ اللَّهُ وَسَلَمُ فَانَ فَولَ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ عَلَى وَلَيْ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَقَلْ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى الْمُعْلِمُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَى اللْلَهُ وَلَى اللَّهُ اللَّهُ الْمُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ اللْمُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ الْمُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُولُو اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُوالِمُ الللَّهُ اللْمُوالِمُ ا

<u>άρος σου συνακου σ</u>

الاوراگرصیف عام جواب کے موقع برظا ہر ہوا در قدر جواب سے زائد ہو جائے مثلاً دوہر رہا ہوں کہ اسے ان تقریب الیوم فعہ ہی ہوئا۔

داگرا آج کے دن میں کھانا دوہر کہ کھاؤں تو میراغلام آزاد ہے ) ہی چوسی قتر ہے جو بتنازع فید ہے۔ فید ہے۔ تو ہمارے نزد کی سبب کے ساتھ محصوص نہ ہو گا بکتہ نیا کام موجہ المحافی المحام مثافع اور الم مذافع المحد الله مثافع اور الم مزفر رح کی دائد حصد نو نہو گا۔ بخلاف بعض ایم ہے ساتھ ہی محصوص ہو گا۔ المزار اس نے دوہر کا کھانا اس دن میں دائد حصد ہو گا۔ المزار اس نے دوہر کا کھانا کہ اس میں دائل میں اس میں میں زائد قید کالغور دینالازم آ باہے اور وہ الیوم اس دن میں دائد میں میں اس میں دائد قید کالغور دینالازم آ باہے اور وہ الیوم کھانا اس دن کھائے وہ دو میں خات کے ساتھ یا تنہا یا کسی عزر کے ساتھ او دو البتہ جانت ہوجائے کھانا اس دن کھائے ہوں دائی ہے۔ ایکن عام المائے اس کا ناکہ الغام کے دوہ المن میں میں ہو گائے میں ایک منافع ہو البتہ جانت ہوجائے کہ نام اس کے نو وہ البتہ جانت ہوجائے کہ نام اس کے نو وہ البتہ جانت ہو بالیہ براہ ہے دوہ ہو کہ لئے صلاحیت رکھاہے۔ براہ ہو کہ دوہ ہو یا عزر ناکے لئے۔ اسی طرح تمام افراد الف کو شامل ہے خواہ اس مال کے دوہ ہو البتہ ہو یا عزر سہوے۔ اسی طرح تمام افراد الف کو شامل ہے خواہ اس مال کے دوہ ہو البتہ ہو یا عزر سہوکے۔ اسی طرح تمام افراد الف کو شامل ہے خواہ اس مال کے دوہ ہو البتہ ہو یا عزر سہوکے۔ اسی طرح تمام افراد الف کو شامل ہے خواہ اس مال

ایسے ہی لفظ ان تغدیث ہرقسم کی غذا کوشا لہے۔ خواہ تغدی ہوجس کی جانب اس کو بلایا گیا ہو یا وہ تغدی ہویا ۔ ۔ ۔ ۔ جواس سے اپنی خواس سے کے ہے۔ یا وہ تغدی ہوجو بغیب ر بلائے عمل میں آئی ہو۔ ر

ہے البتہ مطلق ضرور ہیں۔ کسی قید ہے ساتھ مقید نہیں ہے۔ فتاً مل کم کرسٹ ارج علیالرحمہ سے ایک اور جواب کی جانب اشارہ فسرایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ صیغہ عین خاص نہ ہو، خواہ مطلق عام ہویا بھراصطلاحی عام ہو۔

وَقَيْلَ الْكُلَامُ الْمُنْ لُونُ الْسَمَنُ وَ الْفَاسِلَ فَيْ لَاعِبُومُ لِلْ وَلِنَ كَانَ الْفَظْعَامًا وَهُ الْمُنْ الْمُخِلِ الْفَاسِلَ فَيْ فَلَا يَكُونُ عَنْ لَا مُو الْفَظْعَامًا وَهُ الْمُنْ الْمُخْلِ اللَّهِ الْمُنَا الْمُنْ الْمُنْمُ الْمُنْ ا

📃 نورُالانوار جدده شرف لانوارشرج اردو جانا جائزسہے۔ اگرمیا بت مخصوص قوم کے بارسے میں نا زل ہوئی جھوں نے سونا جاندی کوبطوخ جنع كما سقانه اورلفيظ لائرين نمركما اطلاق عوريوب يرتغليثا بهوكا حيساكه سيختف وجوه فاسره كي هيطي وجه - الركوني جلدر كيك *ن ہوا وراس کے خلا* من کوئی قرمین ل مُنا واجب بهو گالهٰذااس حكه يرتمي حقيقت يرعمل كرنا واحب ہے ۔ آ ور ا جھائی اور برانی پر دلالت کرنا اب کے عام ہونے نئے منا فی منہیں ہے اس لیے بھی اسکام ب والذين يكنرون الذمهب والفضة الأسس مين مجى عموم يا ياجًا السب المصلَّة ب استدلال كرنا درست بهو گا -اگرفیه به آمیت خاص كر نے ہیں جس کو زمین یا ہو۔ اس خبگہ *مرت جمع کرنے ہے معسی ہیں-اور بی* کہ وہ زکوہ ا دا آ وعيد تكانفُ لق مال مدفون كسي تنهيل به بلكه وه مال مرادست جس كي زكوة اداء ا عراض - الكذين كا صغه لو مذكرك الماس الميت كتحت ورس

ئیونکرداخی ایوں گی ؟ **جواتِ** ،۔ روزین کا صیغہ م*زکر کیلئے توہیے مگر* تغلیبا اس کا اطلاق عور توں بڑھی کردیا گیا ہے۔

کی مثال البسوانیا بھی اسے اپنے کی سے اپنے کی سے ایک ایکو اور اہمی (انھوں نے اپنی ای سواری پرسواری کی فاعند اور ہم سب اپنے اپنے جہروں کو دھوئی بیسب الفسام احاد علی الاحاد کی مثالیں ہیں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے فاعندا اید بچوار حکم میں ایک ایک ہاتھ اور امکی مثالیں ہیں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے فاعندا اید بچوارد وسرے ہم کا دھونا اجماع اور دلالہ التص سے نابت ہے۔ اور دوسرے ہم کے اور دوسرے ہم کا دھونا اجماع اور دلالہ التص سے نابت ہے۔

وَقِيلَ الامرُ مَالِشَيرُ هَانِ ارْجُهُ ثَامِنٌ مِن الْوجودِ الفاسدةِ وَفيلِ إِخْتلافُ كَتَارُ فقيل لا يُحَكَّم لِلامرِ وَالنهي فِي صَلَّ هِمَا أَصُلَّا وَقَيْلَ لَكَ مُعَكِّكُمُ فَيهِ وَهُو كَرَكَ الامْرَبَالشَّوعَ بِيَتَضَوَّ النهي عَنْ صَلَّا ﴾ و النهوعن الشي يكون امُرِّا بضدًّا إفياد الله الإ مُرْ عَلِيْ تَحرِيم ضِدَّ ﴾ و النهي عَلّ وجوب صندة فان كان كان من من أو اجلاً فيها وران كانت لذا أَحْدَد او كان كانت لذا أَحْدَد او كان يُعَا ففوالاً مِرِيُخِوُمُ جميعَ آحُمُكَ ادَّ وَفِي النَّهِي يَكُولِيُ الانتيَاكُ بواحدٍ مِنَ الاضدَ ادِغيرَمُعينِ وَهَ ذَا هُوَ عِنِيًّا مُ الْجِمَّا صِ وَعِنْكُ نَا ٱلْأَمْرُ بِالشِّيءِ بِقِيَّضِى كُرَا هَا يَّا خِهِدٌ لا وَالنَّهِي عَنِ الشَّي يَقْتَضِيُ أَنْ يَكُونَ صِنْكَ لَأُوْ مَعُنْ سُنتِ وَاجْبَةٍ وَ ذَ لِكَ لِا نَ الشَّيُ فِي نَفْسِم لَا نَكُ ال عَلِي ضَنَّ لا وَانْمَا مِلْزُمُ الْحَكُمُ فِالصِّدِ مُنْ وَرَرَةٌ للامتناكِ فَتَكُو الدِيم بِهُ الا دَيْ فِوذُ للَّ وَهِيَ الكواهَا أُسِفِ الدُّنْ إِلاَ مَهُمَا وُونِ الْعَرْيِمِ وَالسُّنَّةُ الواحِبَةُ فِ الثَّانِي لانتَهُا وُون الغض وكبين المكراد بالاقتضاء الكمض كالمرابق بجفل غير المنطوت منطوقا لتصحيع المنطوق بَكُ أَثُبًا بِكَ أَمُولِا مَنْ مِ فَقَطَ وَ هَٰ ذَا إِذَاكُمُ يَكُومُ مِنَ الْاشْتَغَالِ بَالْضُرِّ تَغُوسِتُ المَامُومِ بَهَا فَإِنْ لَزِمَ مِنعُ ذِّ لِكَ مَيُونُ حَوَامًا بِالْاتِفَاقِ وَ هٰ ِذَا مِعِنْ مَا قَالَ وَفَا ثَكَ لَا هٰ الاصل أَنْ العَرْيَمُ لِلتَّاكَ مُرَكِينُ مَعْصُودًا بِالْامِرِلْمُ يُعَتَّبُرُ إِلَّا مِنْ حَيْثُ يَفُوتُ الْامْرُ فَاذَالَهُ كُفَةً تُهُ كان مُكرُوهًا كالامريالقيام يعن الى الركع التأسية بعن فراط الأولى أوالتالة بَعُنَ فَرَارِعُ التَّشْرُ لِيسِ بنهِ عَنِ القعورِ قصنَ احتَّ رَادًا قعَدَ ثُمَّ قَامُ لَا تَفْسُلُ صلاتً } بنفس العَعُودِ وَلَكُتُ مَ مَكُونَ لَا نَ نَعْسَ العَجُودِ وَهُوَ تَعُودُ مِعْدُ ارِنْسِبِيحَةِ لايفِرْتُ القيامُ فيكره دَرانُ مَكَثُ كَتْ يُرا بَحَيْثُ وَهَبَ إِنْ آنِ القيامَ يَعْسُد الصَّلُوةِ وَمِنْ هَامُنَا ظَهِرَ اتُ الأَشْتَغَالَ بِالْضِرِّ فِ الوَقْتِ الْمُوسَعِ للصَّلَاةِ لَا لَحِوْمُ وَفِي الوَقْتِ المُضَيَّقِ لَهُ المَ الْمُعَالَّةِ لَهُ الْمُعَالَّةِ الْمُكَالَّةِ الْمُكَالَّةِ الْمُكَالَّةِ الْمُفَاتِقِ لَهُ الْمُفَاتِّقِ الْمُكَالِّةِ الْمُفَاتِقِ الْمُكَادِةُ مَعْصُودَةً أَوُ الْمُزَا مُبَاكِنَا - يَخُرُمُ وَإِنْ صَاحَةً لِلْكَ الْفِلَا فِي الْمُفَاتِقِ لَهُ اللّهُ اللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهِ اللّهُ اللّهِ اللّهُ اللّ

اور بعض نے کہا ہے کہ امر بالشی میہ وجوہ فاسدہ کی اسمھویں وجہ ہے اوراس میں

حرج المرجد

ΑΝΑ ΕΝΕΣΕΡΑΙΑΙ ΕΝΕΣΕΡ

اللغوار طدوم ہے کہ امرا ورمنی کا اپنی صف میں کوئی حسکم نہیں ہوتا۔ اور بعض نے کہا وہ یہ سیے کہ امر بالشی منی عن ضدہ کا تعا صنبہ کر تاہیے۔ اورشی <u>طے امرکا تقاصہ کرتی ہیں۔ یس</u> وحوب برد لاا ب برعمل کر ما کا نی ہو آ۔ رابهیت کوچا ستاسی اور منی عن الشی سے میں ہے۔ وجہاس اامركی صرورت سے یے اورا دنئ درجہاول میں بیےاورٹان میں ادنیٰ درحہ سےسمار) اصطلاقیاقتضار قرارد نیناجس کا ذکرسابق مین گذر دیاہے ملک نبئ مامور بہرے مخالف کا محروہ بہونااس ص نے میں مامور ہر کا ترک کر دینالازم نہ آئے۔ اور *اگر تر*کم کاار کا جسرام ہوجائیگا۔ مصنع<sup>ارے</sup> تول کا یہی مطل<del>ے</del>۔ اس اص و پنہیں ہے اس لیۓ اس تحریم کا اعتبار صرف اسی ص و- للزاخب مفوّت نه بهوتو مخالّت المركزوه بهوًّا لیاسے فراغنت ہے بشبیح کی مقدارسیے قیا له متسام کا دقت جا تار بانتنغال بالضار حبكه نماز كيروقت مي تنجالتش بهوتو بيرامشتغال سے یہ تھی واضح ہوگیاک وقت میں بیر رام ہے۔ آگرجیہ اس اشتغال بالضرمیں عبادت ہی کیوں نہ ہو، یا مرمباح ہو۔

است رف لانوارشرج ارده م تحت زالع ا ورامام الخزمین بے کہا امراور منی کا حسکم ان کے اضالہ رناانس شئى كى نہى كى فلىدىردلالېت ی چیز سے نبی کا حکم کرنااس تی ضدیے ا - كرتاب - للزلا مربالشي اے اور می لی صورت میں اس لی ضدے تھی ایک فرد اگر قیام کا امر کیا جائے تو جو قیام کے اصداد ہیں مثلاً فعود اس کی آضراد میں سے کسی ایک یسنے سے منع کیا گیا۔ بوّاس کا مطلب پہرہیں کہ شراب کی جتنی اضداد ہر ى امكِ كا يى لينا كا في بوگا - امام جفتار ص كا مُرْس بارسے میں احناف کا غریب ہو سے کہ امر ہالشی اپن خب کی کرام ہے کا تف احد کرتاہے نت مؤکدُه موگی اُس کی دلیل بیر سے کہشی فی نفسہ این ض مب رسید ہیں یل حکم کے بیش نظرت کم کو صند میں لازم قرار دہی ہے اور اس معرف توں ہے۔ اورامری صورت میں امر کا اونیٰ درجہ کرامہت سے کیو بھر کراہت تحریم ور نبی کی صورت میں اس کی صدر کا اونیٰ درجہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ اسلیم ۔ متن میں جواقتضار کا ذکر کما گیاہے اس سے اصطلاحی اقتضاء لوق کلام کودرست کر<u>سائے</u> ر نا مرادسیے - اور امور ہم کی ضبر کا محروہ ہونا اس وقت ہے ۔ كاسانته شغل بهو جائع الوامور بركا فوت كرنالآزم آسيكا ليكن أكر مانموريم ك بهوسية ميں ما مور بېركو نوت كرنالا زم آ بالېويق مامور بېركوفوت مندریرعمل کرناحب ام ہے۔ اس پرسبھی کا اتفاق ہے۔ یے فرمایا امر بالشی اپن ضد کی کرام پیرکا تقاصر کر ماہیے صنه کرتائیے۔ اس قاعدہ کا مفادیہ ہے کہ امرسے تحریم مقصود نہیں ہوا کرتی۔ تیسنی آگر کسی چیز کا امرکیا جائے تو اس کا مطلب بینهٔ یں بھوگاکہ اس کی صند کی سخت ریم کرنی مقصود سبے سخریم اس وقت مقصود بوگی

جب ضدمین شغول ہونے سے امرکا حکم نوت ہوتا ہے ۔ للذاجس صورت میں ما مور ببریو مل کرنا فوت نہ ہو تو اس کی صدر رعمل کرنا صرف محرو ہ بوگا۔ جیسے ملی رکعت بھر صفے کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھوا ہے یا حکم، یاتت برسے فارع ہونے شے نب تعیسری رکعت کے لئے کورٹسے ہونیکا حکم کرنا القصد حود کی نہی شمارنۂ ہوگا اس لیے نماز بڑ<u>ے سے والے نے اگر</u>د در کعت بڑھکر کقیدہ کمیا تھو کمیوری سی تاخيرے ساتھ بعب میں قیام کے لئے انتظا تونفس قعود سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی البتہ بھروہ ہوگی۔

بيوبحة نفس تعوديب بي سبحان الشريحينه كي مقدآر كابيطهنا قيام كوفوت منہيں كرتا اور حب نقنس قعور قیام کو نوت کردے تو نفس فیو د محروہ ہوگا، اور اگر فعور کا سلما ملویں ہوگیا کر فعود کا وقت جاتار بالواب نماز فأسد بوجائے گی۔

وَ لَهُذَا تُلْنَا إِنَّ المُحْرِمَ لِمَّا نُهِيَ عَنْ لُبُسِ المُخيطِ كَانَ مِنَ السُّنَّةِ لَبُسُ الْاسْ الم وَالرِّدَآءِ تَفْرِيعٌ عَلِا أَصُلِ أَنَّ النهور تِقْتَضِي أَنْ يكون ضِلٌّ لاَ فِي معنى سُنَّةٍ وَاجبهِ وَ ﴿ لِكَ إِلاَتَ مَا لَهُ كَالِمُ حُرِمِ عَنَ لَبُسُرَ الْمُحْدِطِ وَ لَا مُكِنَّا اَنْ يَلَبَسَرَ شَبِئًا كَيُسُ أَكُوبٍ مُ العورًا لا قُرِادُ في مَا يُصُونُ بِهِم الكُفَّاكِيَّةُ هُوَ الأن ارُوَ الرِّداءُ لَزِمَ أَنْ لَا يِرْجُكِا كه أكم تُتركِ السُّنَّةُ المُؤكِدَةُ وَإِلَّا فَالسُّنَّةُ الاصْطلاحِيَّةُ مُوَ مُناكِانَ مَزْويًّا عَنِ الرِسُولِ قَوْلًا آوْ فِعْلًا لَامَا يتبتُ والعَقُلِ وَقَالَ آبُونِوُسُفَ عَطْفَتُ عَلِي قَولَم قُلْسًا وَتَعْهُ يُعُ عَلِياً صُلِ اَتَ الْامُرَيقِتِضِ وَكِرَا هَ وَضِلٍّ ﴾ عَلِي غِيْرِسَرتيبِ اللَّفَتِ بَعِنى لاحبل هندة القاعيدة قال أبويسف خاصتً أنَّ مَنْ سَعِبَدَ عَلَامِكَانٍ بَعِس كُمُ تَفْسُدُ صَلاتَهُ لات كا عير مقصود بالنه و استما السماموم ب نعل السيجود على متكان كلاهم فإ ااعادها عَلِّمِكَانٍ طَاهِي كَا زَعَتُ لَهُ وَالرِشْتِعَالُ بالشُّجودِ عَلَامِكَانِ جَبِرْ بَكُونُ مَكُرُوهًا عَنِكَا كَ منسِّدٌ اللَّسُّلُوةِ لاتُ المُ يُفَوِّتِ المَامُومُ بِم حِيْنٌ أَعَادُ هَا وَقَالَا السَّاحِبِثُ يَوَ الْحَامِلِ لَـ يَ الْنَجِسِ لا حَتَّمَ إِذَا سَحَبَ عَوِ النَّحِسِ أَخَذَ وَجِهُمْ عَ صفة النجس لِأَ حَبِلِ المُنجَاوَى وَ فَلَمْ تُوحِد الطهارَ وَ فِي آحِزاءِ الصَّلَوةِ وَالتَطْهِ الْرُ عَنَ حَمُلِ الْنَجُاسُةِ فَرُحِنُ دَائِمُ فَيَصِيرُ خِنَهُ لاَ مُفَوِّ ثَالِلْفَرَضِ كَمُا فِالصَّومِ فَكَمَا اَنَّ الكَفَّ عَنُ تِضَاءِ الشَّهُ وَ قِ فَضِ مَ الصَّوْمِ وَ الصَّوْمُ يَغِوُ ثُ بالِا كَالِ

اوراسی وجہ سے ہم نے تصریح کردی ہے کہ مجرم سلے ہوئے کیڑے سے روکدیا گیاہے۔ ہی ہے ۔ یہاس اصل کی تفریعی مثال ہے ۔ مہی تقاضہ و چیا نیکے لئے کچہ میبننا حزوری ہے اورا دنی درجہ جس سے نداور چادر تب بو لازم بے کہ ان کا بہننا نہ چوڑسے جس طرح سنیتِ مؤکّرہ سننت موكده اصطلاحي وبي سينه جورسول النرصي كے الن*دعائي لم سے قولاً يا فعلاِ أ*ابت رام ابولوسم بحسن فسرايا سيء به قلناً يرعطف سي اوراس قاعده كي إ الك حكمين سحره ك یځمشغول ہوناان کے نز دیگہ ینہں گئیے تحیوبخہ مصلی بے جب اس شجدہ کاا عاد ہ کیا تو و ہ ما مور پر ے حکہ پرسجدہ کر نیوالا حامل بخس کے درجہ س سے برومجس فربت وتهم ألعى محيوحه سع صفت تجس كو قبول كرك كا بارت مذیا بی کا مئیگی-ا ورحمل نجاست سے پاکی ایک دائمی فرض مخالف ( نا پاکٹ خگه برسحده کرنا) فرض کا فوت کرینوالا ہوگا، جیساکہ صوم بین جبوم کم ومنیں فرص ہے ا درصوم او کات صیا م *کے تنی جزء میں کھانے سے فوت ہو*ماً، سے رکنا مجی منازمیں فرص سے- اور یہ فرضیت بخس مجد سحدہ کرسے سے وات وواصول . اول امراسی اس با سی اتعاصر کر تا بید کراس سے ۔ دوئم جنی عن الشی اس مات کا لقا صنه کرتی سیے که اس کی عنب بخاری شرفیت میں عبدالنٹر بن عرض کی روابیت ہے کہ ایک شخص نے حضوراکر مرصلے الٹر نیلیہ دسلم فرایاکہ محرم کو ن سے کیٹرے بین سکتا ہے۔ فرما یا سمرتا منہ بینو ، بیگڑای مذہا ندھو ، یا جارہ مذہبہ نه بيهنو- البته كسي ني ماس جوسة مركبون تووه موزسي مين سكتاب مخرمخون

**200** 

DOD DOD

اندا بندسلے ہوئے کبڑے جیسے تہدندا در چادر کا بہناسنت ہوگا۔ کیونکہ محرا کو جب سلے ہوئے کبڑوں کے بیٹنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو سترکو چیا نیکی صرورت سے وہ کوئی نہ کوئی کیڑا صرد بینے گا، اور ستر پوشی کے لئے تہدند اور چادر کا فی ہو واتے ہیں۔ لہٰ ذاا حرام کی حالت ہیں ان دولوں کبڑوں کو بر کھے نہ کریں کے جیسے سنت موکدہ کو ترکھے نہیں کیا جاتا۔ لہٰ ذا ثابت ہوگیا کہ شکی ہی اس کی حند کے سنت موکدہ ہو نیکا تقاضر کی سنے ۔ اس کا مطاب پر مہنیں کہ وہ بعدید سنت موکدہ بن جائے گیا ہو یا ارشاد فرمایا ہویا کسی کو دہ کام کرتے اصطلاح میں توسنت وہی ہے جس کو حضور صلے اللہ علوسیا نے کیا ہویا ارشاد فرمایا ہویا کسی کو دہ کام کرتے دیکھ کرسکوت فرمایا ہویا ہوئے وہ سنت موکدہ مراد نہیں ہے جو صرف عقل کی مرد سے تابت ہو۔ در اس مارد کہ میں اس کے مرد ان کیا گھریں ہوں کا گھریں ہیں کہ در ان کیا ہو یا برت ہو۔

اس اصول کی تغریع میں اماً م ابویوسو کیے تئے فرمایاکہ آگر کئی نے ناپاک جگہ پرسجدہ کیا تو اس کی منساز فاسد نہ ہوگی کیونیح ہنی سے مقصود نا پاک جگہ پرسجدہ کر نامنہیں ہے ، ما مور بہ صرف پاک جگہ پرسجدہ کرناہے . لہٰذا آگر نا پاکھے جگہ پرسجدہ کرسے کے مبعد پاکھے جگہ پرسجدہ کرلیا تو اس کی نماز صحیح ہوجائے گی ۔

فلاص برکام بیرکه ام م ابویوسعن مے نز دیک ناپاک مجگه پرسجده کرنا مکرده سبے ، تمناز فاسد نه بهوتی - اس وجه سے کرجبِ اس نے دوسری پاک مجگه پراعاده کرلیا تواب وه مامور به کوفوت کر نیوالانه بهوا - اور جب مامور ب

كوفوت بنبين كياتو مامور به كي صف حرام نه بهو كي-

حضرت امام صاحب اوراما محب مرجم الشرك نزد مكس نا پاک گریرسیده کرنیوالا ایسا ہے جیہ اس نے اپنے ماست کے ساتھ رہے گا۔ اور صفت بنیاست سے متصف ہوگا اور نماز کے بعض جھے میں طہار سے اتنی دیر نجاست کے ساتھ رہے گا۔ اور صفت بنیاست سے متصف ہوگا اور نماز کے بعض جھے میں طہار نماز کے بعض جھے میں طہار میں اور فرض ہے۔ اور نا پاک گریرسیدہ کرنے سے فرض وُت بھی بھوجا تاہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جوجا تاہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جھے دوزہ میں شہوت کو پوراکرنے سے بچنا فرض ہے۔ اور اگر دوزہ کے اوقات میں سے کسی وقت بھی محصلے دوزہ میں شہوت کو پوراکرنے سے بچنا فرض ہے۔ اور اگر دوزہ کے اوقات میں سے کسی وقت بھی کھالیا جائے تو روزہ فاسد ہوجا تاہے۔ اس طرح نماز میں نجاست کے اسھالے سے باز رہنا فرض ہے۔ اور نا پاک گریرسیدہ کرسے یہ فرض اوا نہ ہوسکے گا، اسٹ کے اس فرض کے فوت ہو جائے کیوجہ سے نماز میں فرض کے فوت ہو جائے کیوجہ سے نماز میں اور درست نہ ہوگی۔

وَلَمَّا فَرَطُ المُصَنف عَن بِيانِ أَقُسَامِ الكَتَابِ بِلَوَاحِقِهَا أَوْسُ وَ بِعِلَ هَا بِعِضَ مَا تُبَتَ مِن الكَتَابِ مِن اللَّحَابِ مِن اللَّحَامِ المَشروعة القب لَ اء لفخوالا شلام وكان ينبغي أَن ين كُرُهَا بعِن اللَّحَامِ اللَّهِ مَن اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ الْ

لِعِبَادِهِ عَلِيفَعَانِ اَحَلُ حُمْمَا العَزِمِيتُ، وَالثَّا فِي الرِحْصَتُ، فالعزمِيتُ، وَهِي اسمُ لِمَا هُوَ اصلُّ منهَا غيرمتعلق بالعواره بعين كم ككن شرعها بإعتبار العوارض كماسيان شرط الافطبارباعتها المَرُضِ بَلُ يكونُ مُحَكَّمًا أصليًّا مِنَ اللَّهِ تَعَسَالَي أبست اءً سواءً كان متعلَّقًا بالفعل المأمور أومتعكِّقًا بال ترافِ كالمحرّماتِ-

اورمصنف حب كماب اللرك اقسام اوران كواحق كربيان سے فارغ ہو سے تولعدين تعف الحكام مشروعه كالزكرفرما ياجوكتا ب التُريعة بابت شده بين السبين بهي إمام فحزَّ الاسلام رحِ التُّر کا تباع کیا ہے۔ اورمناسب یہ مخاکران کو باب القیاس کے بعد احکام کی بحث میں ذکر فرمائے ہمپیا کہ صاحب توصیح نے ایسا ہی کیا ہے ۔ جنا کی فرما یا ، احکا م منسرومہ دوتشموں پرمنقسم ہیں ۔ قسم اول عزیمت نئ وه احکام مشروعه حنکوالٹر تبارکھ وتعالے اینے بندوں پرمشروع فرما یا ہے <sup>ا</sup>وہ دوقسم پر بين اول عزيميت، ووسرك رخصت للنداعزيميت اس جيز كانام سية جوتوا نين مشروفه مين اصل بيد ا ورعواص سيمتعلق منيل سيع لعكن اسعى شروعيت عوارض كيوجرس نه بهوائي بهو رجسطر وروزه ہیں افطار مرض کے عارض کیو جہ سے مشروع ہو ملکہ عزیمت حکم اصلی ہے منزل من اللّٰہ اِ مبار ہمی سے ہے خواہ وہ فعل سے متعلق ہو جیسے امور ہم یا ترک سے متعلق ہو جیسے محرمات ۔ ل شارح ب کماکہ مصنع جب کتاب الله کے اقسام اوران اقسام کے لواحق سے فارغ

بهورك تواب بعض ان احكام كوذكركرة بين جوكتاب السّرس ثابت بي-مُكَرِشَارِح كِي اس مارے میں بہ رائے ہے کہ ان احکام کومَصنف م باب القیاس کے

بعدد کرکرتے تو زیادہ بہر تھا، جنا بخہ صاحب توضیح سے ایسا ہی کیا ہے۔ خلاصه به که د ه الحکام جومنجانب التُرسُن و کوسیرد کئے گئے ہیں و ه دوقسم کے ہیں۔اوآ

د و خرار خوات عزیمیت اس کو کہتے ہیں حوجت کر میں اصل ہو ادر عوار ص کے ساتھ متعلق نہو بعیسنی اس كى مشروعيت كسى امرعار مِن كيوجه سے مذہر فى كہو . جيسے ا درمضان المبارك ميں مريض تحيليج ا فطار

کرنامشروع ہواہتے۔افطار کی بیمشروعیت عزیمیت نہیں ہے ملکہ اسکورخصت کہتے ہیں۔ حاصل بیکوریت وہ ہے جوابتداء ہی سے الٹرکی جانب سے اصلی حکم ہو اگر اس کا تعلق فعل سے ہے تو وہ مامورات کہلاتے

میں ۔ عزیمت کی دوسری تعرکفین : و ہ حکم سے جواسطرح تابت ہوکہ جس میں دلیل شرعی کی مخالفت مذ ہو۔ اور عزیمت وہ سینے جس کی دلیل موالغے معنوط بہو۔ عزیمت کی ایک تعرف بیمبی کی جاتی ہے کہ

دہ حکم جوبندوں برحق بقب سامے وا جب کرساسے وا جب ہوسے ہوگ جیسے بنگا نمازیں۔

است ف الانوا ينترض ارده ا نوزالا نوار جددهم وَ مِي أَنُ بَعَكُ أَنُوا عَلَى لا نَهَا لا تَعْلُومِنِ أَنْ يَكُفَّرُ جَاحِدُ هَا أَوْلا الرَّقِ لِ هُوَ الفرض والثابي لا يخلُو إمَّا أَنْ يَعَاقَبَ بْدِكْمِ أَوْ لَا ٱلازَّلْ هُوَالواجِبُ والثَّانِ لا يَحْلُو إِمَّا ٱنْ يستحتَّى سَا بَهَكُ ا ٱلمَلامَةُ أَوْلاَ فَالاوَّلُ هُوَ السُّنَّةُ وَالتَّافِي هُوَ النَّفِلُ وَالحَرَامُ وَاخِلَّ فِي الفض باعتبارِ الترافِ وَكن المكروُهُ فِ الوَاجِبِ وَ المُبَاحُ مِمَّ اللَّهِ بَمَشُمُ وَيَطْ بِالمَعَفِ الدَى قَلْتُ الدَّى فَالْادَّ لَ فَهِضِهُ وَجِي مَالا يَحْتَمِلُ زِيادَةً وَلانقَصَا نَا تَبِيَّتُ بَالْهَ لِيلٌ لا شَبِهَ عَ فِي عَلَى ا دِرُ الرَّحْعَاتِ وَالصِياماتِ وَكَيْفِيتُم صَلَّهَا مَتَعَيُنٌ بَنْعِينِ لا ازْدِيادَ فِنْ وَلا نَقْصَانِ وَإِلَّاتُ بمقطور والكيم الشبهكة ولا يقال إنكم يتنادك بعضُ المُبَاحاً تِ وَالدَّافِل الثابتلين كَنْ الْكُ لات كلية مَا عِبَامَة وعن عزر عن معهودة له يتناولها قط كالا يَمَانِ والاركانِ الاس بعُتْ وَجِي الصَّلَوْيُ وَالرَحْدِي وَ وَالصَّوَمُ وَالحَجُّ -ا ورعزیمت کی چارا قسام ہیں۔ اس لیۓ کہ وہ دوصورت سے خالی نہیں ۔ا ول اس کے منکِر کو ا كما فركهاً جائيگا يا منهيں - اوِل كو فرض كہتے ہيں - إور دوسرى صورت كى تھر دوصورتيں ہيں ـ کِو کا فرنه کہا جائیگا تو آیا اس کے ترک<sup>ف</sup> پر عذاب دیا جائیگا یا مہیں۔ اگر عذاب دیا جائیگا بووہ اجسے، ترک پر عذاب نه دیا جائے توسیمراس کی بمبغی د وصورتیں ہیں تا رک ستحق ملامت ہے یا منہیں ۔آگراول ہے ہیں ہیں تھی ملامت ہے تو وہ سنت ہے ،اور اگر متحق ملامت تنہیں ہے تو کہ و نفل ہے ۔ اور حرام فرض ہیں میں شارہے مگر ما عتبار ترک کے ۔ اور مکروہ وا حب کے تحت دِ اخل ہے اور مباح اس معن میں نہیں آ تا جس کوہم کے اور بیان کیاہے - بس سباق مفرض ہے ۔ یہ وہ حکم شروع ہے جوزیادی اور تمی کا ا حتمال تنہیں رکھتاا ورائینی دلیل سے ثابت ہوا ہوجس میں شک دست بنہ ہو۔ کہنڈارکعتوں اورروزوں کی تق او اورانکی کیفیت اس طریق برمتعین شده ہے کہ نراس میں زیادت کی تنجائش ہے نہ کمی رسانے کی۔ ا درائیسی دلیل سے ابت سے جوقطعی ہے اس کے ثبوت میں کو ٹی سٹ بہ کا احتمال مہنیں ہے۔ اور میا عمرا فل وارد منه کیا جاہے کہ اس میں اس تعرّ لیف کی بنا دیر فرص ایسے بعض مبا حایت اور بوافل کو بھی شامل ہوجا ہا کہ جن کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے اور کوئی سٹ بہتریں ہے۔ اس کئے کہ تعرلیب میں کلیئہ ما معہود دستعین ہے جس سے متعین معہود عزیمیت مرا دسے جو مباح اور نفل کوشا مل نہیں ہے۔ جیسے ایمان اورار کان اربد اور وہ صلاق ، زکو ق ، صوم اور جج ہیں۔ ما تن نے کمپا ، عزمیت کی چارقسیں ہیں۔ فرض، واجب، سنت ، نفل - دلیل حصر یہ بے کہ عزیمیت کی دوصور تیں ہیں ۔ اس کا منکر کا فرہوگا، یا اس کا منکر کا فرنہ ہو گا -اول مورث فرض ہے۔ اور دوسری صورت کی دوقتمیں ہیں ۔ اس کے ترک کرنبوالے کو عذاب ہوگا،

است منالانوارش اردو المسلم المسترف الأنوار جددوم یا عذاب نہ ہوگا ۔جس کے ترک سے عذاب ہوگا وہ واجب سے ۔ اور جس کے ترک سے عذاب نہ ہوگا اس کی دولتا صورتين ہيں۔ اُس کا اُرکنشتی ملامت ہوگا ایستی ملامت مذہوگا ۔ اگرمستی ملامت ہیں تو وہ سنت ہے، اوراً گرمصتی ملامت منہیں تو وہ تفسل ہے۔ قولي والحرام داخل في رو جواب مهايك اعراض كا- اعتراض يرب كرعزيمت كومذكوره چارا قسام میں منفصر کرنا صیح مہنیں ہے۔ کیوبحہ اس سے حرام، مُحردہ اور مبائح خارج ہو جاتے ہیں۔ حبکہ جوات ، حرام یا تو فرض میں داخل ہے یا واجب میں داخل ہے۔ اسطرحسے کر وام کا ترک کرنا اگردلیل قطعی سے نابت ہو ہو وہ ترک فرض ہوگا ، آ دراگر دلیل طن سے نابت ہو تو وہ ترک واحب ہوگا -ا ول گی مثال مثرب خمر کا ترک کرنا، دو سرے کی مثال شطر سے کھیلنے کو ترک کرنا دا جب ہے۔ جا صک میر کرد۔ رام باعتبار ترک فرض میں داخل ہے یا بھرواجب میں ۔ اس وقت اس عام معیٰ مراد کئے جائیں گے ۔خوا ہ اس کا کرنا فیرض ہو یا اس کا ترک کرنا فرض ہو۔ رق میں سے سے سے سے سال کا کرنا فیرض ہو یا اس کا ترک کرنا فرض ہو۔ اقساً محروه المحروه كا دوتسي الي محرو التحدي المحروة تنزيمي محروة تحري واجب مين و اخل ہے آسو جہسے کہ محر دہ تحریمیٰ کا تر کر سرنا واجب ہے۔ جیسے گوہ کا کھا' نامکروہ محرمی ہے۔ اس تعرف کے لحاظ سے داجیے بھی عام معنیٰ مرّا دیہوں گئے۔اور اس کی دونتہ بل س طرح ہو بھی مثلا اس کا کرنا یا لا واجب بروسا یا اس سما ترک کرنا واجب بهوسگا-اوربکروه تنزیهی سینت میں دا خل بهو گا بمیونیح میروه تنزیم کا ترک كرنانجى سنت بىلى اس كى سنت سى نجى عام معنى مراد بهول گے خوا داس كاكرنا سنت بىر، يااس كائر ك كرناسنت بىر- مبارح كے سعن كراگيا ہے كروہ نفل ميں داخل ہے - كيوبكر نفل و ہ ہے جس كامنكر كا فر ننهو اوراس كاترك كرنوالانه سيتجيُّ ملامت بهو كا اورنهي عذاب ديا جائيگا - نعل كي يه تعريف مباح يرمي صادق آیی ہے، لہٰذا مباح نفل کی تعرفیت میں د اخل ہوگا۔ اور جب حرام فرص یا واحب میں د اخل ہے اورمحروه تحريمي واحبب ميں اورمحروه تنزيمي سنت ميں اورمباح لفل ميں د اخل ہے تو عزيميت كو مُركورہ وتسمول مين منحصر ريا غلط مرسوكا-فصیل دلائل سمعید ، رایسے دلائل کی بقداد چارہے۔ اوّل مِن کا نبوت قطعی ہوا وراسینے معنیٰ طعیت کے سکا بھے د لاکت کرتے ہوں۔ جیسے نص قرآ ن،مفسر، محکرو غیرہ اور وہ سنبت متوا ترہ جس کا مفہوم قطعی ہو۔ دوئم تبوت قطعی ہواور دلالت ظنی ہو۔ جیسے دہ آیا ہے جن کی تاویل کی گئی ہو نيستري قسم نبوت طن بهواوردلالت قطعي بهو- جيسے خبروا حد حب كامفهوم قطعي بهو- چهار هم حب كا ثبوت ظن اور دلالت ظن بهو- جيسے وہ خبروا حد حب كامضمون طن بهو-بہلی دو دلیلوں سے فرکن اور حسرام ثابت ہوتا ہے، اور تیسری اور چوکھی دلیل سے واجب،

ت رخالانوارشرح اردو محروہ تحسری کا بت ہوتا ہے، اور حوثتی ہے سنت اور شخب تا بت ہوتا ہے۔ قولهٔ الانقال انهٔ يتناول الز- أعرّاض يرب كه مذكوره بالا تعرلين كى بنار برفرض لبض اليه مباحات كوبمى شامل بهوجا تاسيه جواسى فتم كى دليل سه ثابت بهول ؟ وی ساں ہوجا ہاہے جو ک می دئیں سے ہابت ہوں ؟ جوات بے فرض کی تقریف میں کلئے ما مذکورہے اس سے مراد وہ حکم مشروع سے جوان بعض مبامات د يواً فل توشا مل مَهِس بيرً ـ وَحَكَمُ مَا المزومُ عِلْمًا وَ تَصِدِيقًا بِالقلبِ قيلَ هُمَا مُثَرّا دِفا نِ وَالاحَبِيُّ أَنَّ المَصْديقَ مَا يُعتَقَدُ فيه بالاختيار إلقصر ي وهُو اخصُ مِن ألعل القطعي إذ قُلُ يَحْصُلُ بلا أَخْتِيارٍ وَلا يُصَلَّاقُ به كُمّا كان لِلكُفَّادِ الذِين يعرفون مَ كَعَمَا يُعِرفون أَبْناء هُمُ وَعَمَلًا بالبدنِ فَفِي العبادةِ البدنيَّةِ هُ أَداوُهَا بِالْبِ بِن وَفِ المَالِكِةِ إعْطاؤُهَا أَوْرانًا بَهُ وَصيل لَهَا حَتْ يُكَفَرِجا حِدُهُ أَيْ يُنسَبُ إلى الكفرِ منكوءً تفرِ يعُ علا العِبْم والتصر لي وَيُفَسَّى تَارِحْتِ المالكفرِ منكوم تفريعُ على العمر بالبُدنِ وَاحْتُرْمَ بِم عَنِ الدِّلْ بِعِنْ مِ الأكراءُ أو بعِنْ مِ الرِّحْصَةِ فَانِمَ لا كَيْسَقُ حينتُ لاَ ا وراس کا حکم اس بردل سے لعین رکھنا اورا عتقادر کھناہیے ۔اوربعض علمار نے کہاہیے کہ علمادر مسل تصدیق دونوں مترادف ہیں۔ اورا صح یہ ہے کہ تصدیق وہ ہے جس پرا ختیار قصدی کیے ا عتقا در کھاجائے ۔ اور یہ علم قطعی ہے اُجھ سے کیونکہ علم قطعی بلا اختیار۔ کے بھی حاصل ہوجا اُسے مگراں ى تصديق نہيں كي جاتى جس طرح كەكفار كو علم قطنى حاصل تھا منتخراس كى تصديق نہيں كى جاتى تھى ؛ قرآن مجید میں ارشا دسے کہ وہ درسول النّهٔ کواسی طرح بہجانتے ہیں جس طرح وہ اسپنے بتیوں کو بہجانتے ہیں اورا عضادِ بدن سے عمل رِنالازم ہے۔ چنا کچہ عبادت بدنی ہیں اس کی ا دائیگی بدن سے ہوگی ، اور عبادِت مالیہ میں اس کو دیدینا یااس کے لئے وکیل بنا نالازم ہے۔ یہا نتک کراس کے منکر کو مفری طرف منسوب کیا جائے گا۔ یہ تفریع علم ورتصدیق کی بنار برسب اوراس کے بلا عذر جھوڑ دسینے دالے کو فاسق کہا جائیگا. بیعمل بالبدن کی تغریع ہے۔اس کے دریعہ اکراہ یا رخصت کے عذریہ ترک کردیئے سے احتراز مقصود ہے کیوں کہ اليى صُوَّرت مين تارك كو فاَ سق مذ كها جائيگا-ع القول و مسكر اللزوم الزر اور فرض كا حكم أس كے حق بهونيكا يقين كرنا اوراس كا اعتقاد ر کھنا ہے۔ بعض کے نز دیک تو علم اور تصدیق دونوں کے معنیٰ ایک ہیں -اور عائ کے تبدیشدیق کالفظ تفسیر کے لئے ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ تصدیقِ اس کو سکتے ہیں جس میں اسپنے اختیارا وراراد ہسے اعتقا د کیا جائے ، اور علم قطعی اختیارا وربغیرا ختیار تھی حاصل ہوجا آ

ہے مگراس کی تصدیق نہیں کی جاتی جس طرح اہل کتاب کا فروں کوقطع کم اگر جیہ حاصل تھا مگر تصدیق اسمین حاصل میں منظم مل استحام کر تصدیق اسمین کوئیم نے منظم کا در من کوئی کہ استان کی استحام کی استان کی منظم کر منظم کوئی کہ استان کی اور منظم کر جانے اور منجا نتے ہیں کتابیں دی ہیں وہ اسمی کا وجود وہ حضور کی تصدیق منہیں کرتے ہیں۔
اس کے ماوجود وہ حضور کی تصدیق منہیں کرتے ہیں۔

صاصل ید کدفرض کا حکم ہے ہے کہ دل سے اس کے حق ہو نیکا یقین کیا جائے ،اور دل و دما خسے اس کا عقاد کیا جائے ۔اور یہ نیزی چنریں صنوری اور الازم ہیں۔
کا اعتقاد کیا جائے اور بدن کے اعضاء سے اس برعل کیا جائے ۔اور یہ تینوں چنریں صنوری اور اگرا زقتم مالی ہے اگروہ عبادت بدن سے اداکر النظام الی ہے متاکر کو کا فرکھا جلیا گا۔
بومال خرج کرکے اس کو پوراکیا جائے ۔اور اس کے متاکر کو کا فرکھا جلیا گا۔

آرکورہ بالا تفریع اس کے علم اور تصدیق کی بناء برہے۔ اوراگر اس کو کوئی شخص بلا عذر ترک کر دھے تو وہ فاسق ہوگا اور گہنمگار ہوگا - یہ بدن سے عمل کے لازم ہوئیکی تفریعہے۔ اوراگر ترکہ عمل کسی شرعی عذر یاکسی مجبوری یا اکراہ کی بنار پر ہواہیے تواس کے تارک کو فاسق مذکہا جائے گا۔

اوردوسری قتم واجب ہے۔ واجب وہ کم شری ہے جوالیسی دلیل سے ثابت ہوا ہوجس میں کرنے کے سے خوالیسی دلیل سے ثابت ہوا ہوجس میں کرنے کے کسی قدر سخیہ صدقہ فطرا ور قربانی۔
کیو نکھ یہ دونوں اس خبروا صد سے ثابت ہوئے ہیں جس میں کسی قدر سخیہ ہے لہٰذا دونوں واجب ہونگے اور اس کا حسکم یہ ہے کہ اس برعمل کرنا لازم ہے، اور اس براعتقا وا ورلقین کرنا لازم منہیں بس واجب فرض کے مثل عمل میں سے ذکہ علم میں میں وجہ ہے کہ اس سے مذکر کو کا فرمنہیں مجما جائے گا ہوسی عدم علم و

وَالنَّالِثُ سُنَّتَةٌ وَجِحَ الطَّودِينَةُ المَسْلُوكَةُ سِفِ الدُّينِ وَمُعَكِّمُهَا أَنْ يُطِالَبَ المَدُومُ بِإِقَامَتِهِ ا مِنْ غَيراً فَالراصِ وَلا وجوب فاحترم بقولها أَنْ يُطالبَ عَنِ النفل وَ بعوله مِنْ عَيرا ف تراض وَلاوجوبِ عَنِ الفرجِنِ وَ الوّاجبِ وَكَانَ ينبغِي أَنْ بِن مُصَرَحُنَهُ القيوداتِ فِي التَّعَمَ لِيبِ إلا أنّ إكتغى عنفاً بالمحكيم وَلَكَنَ قالُوا إِنَّ هِذِهِ التَعْلِيِّ وَالْحَكِمَ لاَيْصِدَ قَانِ الْأَعْلَ سُتَةِ الهُسُدِي وَالْعَبْسِيمُ الأَرْقِ إِلنَّهَا مُعَولِمُ طلق السُّنَّةِ إلاآتُ السُّنَّةَ تَعْمُ عَلَّى طَهِ الْمَنتَى وَ علامٌ ليعوالطَّيُّكَابًّا يقالُ سُنَّةً أَبِي نَكِرِ وَعُمَرَوَ سُنَّةً الْحُلْفَاءِ الراسْنِ فِي وَقَالَ السَّافَعُي مَطْلَقِهَا طريقِ النَّبِي يَعِينِ إِذَا لُكِلِقُ لِفُطُا لِسُنتَى الْمُ قَرِينَةِ لالْكِلْقُ عَلِى طَرِيقَةِ الصَّعَابَةِ كَمَا وُوْى أَنَّ سعيدٌ بن المُسَيِّب قال مَأْدُون إلْمُلْتِ مِن الديرِ لا يُنصَّفَ وَهُوَ السَّنَّ أَسَ ادَبِهَا سُنَةَ النبي علاسيلِم وَهِي أن الما يَيَّ إذالكُمْ تَبُكُعُ ثَلُثًا فالرِّحُبِلُ والدُّنعَىٰ فِيسُرِ سَوَاءٌ وَإِذا بَلِعُ التُكُثُ فَصَاعِدًا يُوحَنُ لَلْهَوْ إَرَّة وَ بِضُعَثْ كَا يُرخَنُ للرِّحِيلِ وَإِذَا أُم يُدَ تُ سِنهُ عَيرِ النبي يقال مَن و سُنَّةُ الشيخين أوسَنَهُ أَني في وَعْوعٌ وَرَمِى نُوْعَانِ اَى مُطَلِقُ السُّبَّةِ لِاَالْتِي <u>مُصلِّ تَعْمِ يَفُهُمَا وَمُحَكَمُهَا صَلَّ لَوَعَيْنِ الْآولُ سِنُتُهُ</u> الْكُنْ كَا تَا رِكُمْ كَا لِسَلَوجِ بَ إَسَاءَ فَي الْمُ اللَّهُ وَالْعَالِ اللَّهِ وَالْعِنَابِ اَوْ سُرِي جزاء الاسَاءَةِ اسَاءِةً كِمَا فِي قول ، تعالى جزاءُ سيتَءَ مَ سَيْعَةً مَثْلَهَا حَالِمَا عِن وَ الاَذَانِ وَ الاَقامَةِ، فَإِن أَ مُؤُ لا وَكُلَّهَا مِنْ جُمَلَةِ شَعَا سُوالدينِ وَاعْلامِ الاسلامِ وَلَهُ ذَا قَالُوا إِذَا أَصَّرًا عِلْ مُصرَعَك تركهًا يُعَا تَكُوا بالسَّلاحِ مِنْ جَانب الامام وقَنْ وَمَ دَتْ فِي سُحِيِّ مِنهَا أَثَارُ لا تَحْصِي وَالثَّانِي الزوائك وَتَارَكُهَا لا يَسْتُوجِبُ إِسَاءَةً لَسُكِوالنبوعليَّ السَّلامُ فِي لِبَاسِم وَقَعُودٍ و وَقيامِم فإن هُولا وكلها لا تصل ممن علوجه العبادة وتقصِّدِ العهابي الماكوسيل العادة فاتَّاكم عان يُلبَسُ مُجَيَّدُ حمرًاء وخضواء وبيضاء طويل الكُتَايُن وَصُ جُمَّا يلبُسُ عمَّا مَمَّ سُود آء وحمر إع وكأن مقد الكاسبعة أذم ع أذ الني عشر وم أعا أو أفل او أكثر وكان كفي محتيباً كام ا ومُرَبُّعنا للعُدرِهِ وَعَلَى مَنْ عُرِيالِتُهُمُّ مِ أَكْتُرْفِهُ ذَا صُحِلْهَا مِنْ سُنِ الزَّوارُ لِهِ كَيْنابُ السَّرُمُ عَلَى فعلهَا وَلا يُعَا قَبُ عَلَى تَرْكُهَا وَهُوَ سِفِمَعْنَ المُسْقِبَ إِلَّا أَنَّ المُسْقَبَ مَا احتِظ العُلمَاءُ وَهُذَا مَا إِعْمَا دُبِهِ النَّبِيُّ صَلَّىٰ للهُ عَلَيْهِ وَتِم

اورمسری قسم سنت ہے وہ ایسے اچے طریقے کا نام ہے جودین میں مسلوک اور رواج پزیر ہو۔
اس کا حکم یہ ہے کہ انسان سے بغیر فرص اور وجوب کے اس کے قام کرنیکا مطالب کیا جائے۔
مصنف جمے نے اپنے قول یطالب سے نفل سے احراز فرایا ہے اور من فیرافتر امن واوجوب کی قیدسے فرض اور آگا:
سے احتراز کیا ہے۔ اور مناسب مقاکد مصنف ان قیودات کو تقریف میں ذکر فرا دیتے لیکن انحوں نے لفظ مل کم کمرکر

ان سے اکتفارکیا ہیں مگر بعض علماء نے کہا سہے کہ بیسنت کی مذکورہ تعربی اور حکم دویوں صرف سن بدی پر صا دق آتے ہیں اور آئندہ آنیوالی تعسیم مطلق سنت کی ہے۔ مگرسنت کا اطلاق نلی کریم اور غیری یعنی میں اپر ہے۔ چنا بخہ کما جا بہے سنتِ ابی بخرا ورسنتِ عز اور سنت عنهراجعين - اوراكام شأ فغي في فرايا مطلق سنيت كا اطلاق صرف طريقير مني صلح الله عليه دسلم بريبوة المسي يتب بلاسي ەصحابە كى سنت بىراطلا ق منہیں كياجائيگا حبيباكەمردى<u> بىرى كە</u> ھفرت سو بنی کریم صلےالٹر عکیہ دیلم کی سنت مراد لی سبع-اور وہ ایر سبے کہ دست جو تہا تی تک مذہبینے تو اس میں مرد اورعورت دوبوں سرا برہیں۔ اورجب ثلث اوراس سے اوپر تک بیمویخ جائے تو اس میں مرد<del>ی س</del>کھیائے جو حصہ لیا جا۔ رووں ہے ہے، اس کاآد مواحصہ لیا جائیگا۔ اور جب غیر نبی کی سنت کا ارادہ کیا جائیگا تو کہا جائیگا کہ یہ شیخین کی سنت ہے یا حضرت ابو بجر کی سنت ہیے ۔ اسی طرح در وسرے صحابہ <del>کے لئے کہا جائیگا ۔اور سنت</del> کی دونسیں بي ربيئ مطلق سنت كي مركم اس سنت كي حس كي تقريف گذر كي سبه اوراس كا حكم دوسمو برسيد - بهاي قيم سنت بدئ سيرجس كاتارك اسارة كاستى بهوتلس يعنى اساءت كى جزاء كاجيسے ملامت كرنا ، سزاد بنا-اورجزار كا نام اسارة اس ك ركما گياس كه باري تعالى كا فرمان سے جزار سيئة مثلها- جيسے جاعت ،ا ذان اورا قامت . یہ تام کی تام شعا بروین میں سے ہیں - اسی لئے علمارے کہا ہے کہ حب اہل تہراس کے ترک پرا صرار کریں توامام وقت کیطرف سے ہتھیاروں کے دربعہ قبال کیا جائیگا-اوران مُرکورہ کے ماریے میں بیٹھارروایتیں وار د بهوئی ہیں - دوسٹری قسم سنن زوائد (سنن غیر مؤکدہ ) ہے جس کا آارک اساءت کاستی منہیں ہوتا مثلاً نبی اکر م کے دہ اخلاق د عا دانت جو آپ سے لباس اور تعود اور قیام کی حالتوں میں صا در ہوئے ہیں۔ کیو بکران میں سے بطور عبادت صا در ہیں ہوئے، نے قربت کے ارادہ سے صادر ہوئے بلکہ عاد ت<sub>و</sub> کے طور مصادر ونبكه نبى كريم جبة زيب تن فمرات يحقح اوركهمي سرخ د معاريوں والااوركبمي سبزر مگ كا اوركبهي بالكلّ هفيد بھی ہوتا سمااور آستین کبی ہواکر تی سمی اور کبھی کبھی سرمبارک پرسیاہ رنگ کا عمامہ با ندستے اور کبھی سرق و حاربوں والا اور اس کی لمبائی سات ہا سمہ کی ہوتی سمی اور بارہ با سمتر کی بھی ہوتی سمی اور کبھی اس سے کم اور كمجى اس سے زائد اور بسااو قابت احتبار بیٹھتے اور كھى جہار زانو ہوكر بیٹھتے تھے اور اكثر د بیٹر تشہد كی بہت تے تھے۔ یہ تمام سنن زوا مکر میں سے ہیں ۔ انسان ایسا کرسے پر نڈاب یائے گاا دراس کے ترکئ تے بیرسزا بند دیا جائٹیگا۔ بیر معنیٰ مصحب ہیں محراصطلاحی مستحب وہ سے جس کو علما رہے بیسندیدہ قرار دیا ہواور ہیں جونبی کریم کی عادتِ شریفہ تھی۔

عزیمت کی تیسری قسم کا نام سنت ہے۔ سنت الیے طریقے کا نام ہے جودین میں را بج ہو اور فرض وا جب سے جرا کا نہ ہے۔ فرض اور واجب کے ماسواکی قید الیے قریب کی

بنیاد پرلگائی گئی ہے کہ جس سے یہ واضح ہوجائے کہ سنت نوش اور وا جب کے بالمقابل ہواکرتی ہے چنا بخ سنت میں جوطریقہ رائج ہوگا وہ فرص اور واجب کے طریقہ سالوکہ سے ایساعمدہ طریقہ مرادہ جس کو خوالیقہ رائج ہوگا وہ فرص اور واجب کے طریقہ سے کہ اسلوکہ کے اسلوکہ سے ایساعمدہ طریقہ مرادہ جس کو بنی اسکو تعلی ہے کہ انسان سے بغیر فرص اور وجوب کے اس کو قائم کر نریکا مطالبہ کیا جائے۔ مطالبہ کئے جانسیکی دلیل الٹرتعالی کا یہ قول ہے ما اناکم الرسول فخذوہ و ما منہا کم عنہ فائتہوا " یعنی رسول جوجیز تمہارے لئے بیش کریں اسکو قبول کو اور جس جیز سے منع فر ما بیس اس سے باز آجاؤ۔

مرلو اور جس جیز سے منع فر ما بیس اس سے باز آجاؤ۔

قول کا ان بطالب الز۔ مصنف علیہ الرحمہ ہے ان بطالب کی قیداس لئے بیان کی ہے تاکہ نفل سے احتراز ہوجائے۔ اور من غیراف والوجوب کی قیداس لئے لگائی ہے تاکہ فرض اور واجب سے احتراز ہوجائے۔ مگر ان قیود کو تعراف والوجوب کی قیداس سے اگر کرنا مناسب متعالیکن وہاں ذکر نر کرنے ہوئے حکم ہی پر اکتفاء کرلما گیا۔

قبود کو تعراف میں ذکر کرنا مناسب متعالیکن وہاں ذکر نیر سے تھود کو حکم ہی پر اکتفاء کرلما گیا۔

عود و مرتب میں وروں ملب ملت یہ و در ایک و مرد کرت ہوئے ہوئے ہم ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہیں۔ قولہ کا ولکن قالوا آن هذا النع لین الحز مشارح علیه الرحمہ کی میر عبارت الک سننبہ کے از الرپر مبنی ہے۔ شبہ میر بیرا ہو تاہیے کہ مذکورہ تعرفین اور حکم معلوم ہوتا ہے میرسنت سے میں۔

۔ اس اُعرّاض کا جواب یہ ہے کہ مٰرکورہ تقریف اور حکم کا مصدا ق صرف سنت ہریٰ یعیٰ سنت برئی کرہ ہے۔ پیونکہ سنت ہریٰ ہی دین میں را سج طریقہ ہے اور اسی کے قائم کر نیکامطالبہ بھی کیا جا ماہے جبکہ سنن زوائد یہ ا

بطور عادت کے رائج ہوتی ہیں نہ کم عبارت کے طور ہر۔ قول کا والتقسیم الاتی انما هولمطلق السنة الاس عبارت سے ایک اعراض مقدر کا جواب دیا گیاہے۔ اعراب یہ بیدا ہوتا ہے کہ فرکورہ تعرفین اور حکم صرف سینت ہدی پرصادق آتی ہے تو بھراس سنت کی تقسیم سنب ہری اور

سنن زوائد کیطرف کیسے درست اور مناسب ہوگی ؟ رسی میں میں ماہ کیا ہی است اگل میکر ہوئیا ا

اس اعتراض کا جواب یہ دیاگیا ہے کہ آنیوالی تقسیم سنت ہری کی نہیں ہے بلکہ بقسیم طلق سنت کی ہے۔
قول کا الانان المسنق تقع الا۔ اس عبارت سے مصنف کے شوا فع اورا مناف کے مابین ایک اختلات کو ذکر کیا
ہے۔ جس کا عاصل یہ ہے کہ سنت کی ذکر کر وہ تقریف اور حکم میں احناف اور شوا فع کے درمیان کوئی اختلاف
نہیں ہے ہاں اختلاف اس سلسلہ میں ہے کہ سنت کا اطلاق منی کے علاوہ کے طریقہ پر ہوسکہ اسے یا مہنیں۔ اما م
شافعی سے فرایا کہ سنت کا اطلاق عیر بنی کے طریقہ پر مہنیں ہوتا الغرض بغیر کسی قریبنہ کے مطلق سدنت کا اطلاق صحابہ ا

ا حناف کی دلیل آپ کا تول مُن سُن سنهٔ صنهٔ فلهٔ اجر کا و اجر مُن عمل بها "جس خص نے کوئی اجھاطرایة رائح کیااس کے لئے اس کا اجر بہوگا اور جواس پرعمل کر سگااس کا اجر بھی اس کیلئے ہوگا ۔ بہاں حدیث میں کار مُن مام سے اسلے بنی غیر نبی جو بمبی اچھا طریقہ رائج کرسگا اس کے لئے یہ اجر بہوگا اور اس کے رائج کردہ طریقہ کو سنت کہا

جائیگا۔ امام شافین کی دلیل سے بہلے دیت کے بارے ہیں بیر عور فرالیں کو احنات کے نزد کمیے عورت مطلقاً مردکی پیتا سے نصف ہواکرتی ہے۔ امام شافعی ہے نزد کی ایک متہائی دیت سے کم میں عورت اور مرد دونوں مسا وی میں انتفول نے اپنے مزمرب کی تاکید کے لئے بیر دوانیت و کر کی ہے کہ سعید من المسید شنے فرما یا کہ ایک متہائی دیت سے کم کی تنصیف نہیں ہواکرتی ۔ اور میسنت ہے اور میہاں سعید بن المسید شن کی سنت مراد ہوتی ہے، عزیم کی سنت ہے ۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ سنت کا لفظ جب مطلقاً بولاجا آ اسے تو اس سے نبی کی سنت مراد ہوتی ہے، عزیم کی کی سنت مراد نہیں ہوتی ۔ جنا بخہ جب غیر بنی کی سنت کا ارادہ کیا جائے تو اسکو اضا فت کے ساتھ و کر کیا جا تا ہے۔ مثلاً یوں کہا جا اسے انبرہ سنت الشیخیں ، اندہ سنت ابی بحرکہ دغیرہ ۔

ا حناف اس کا جواب به دینے میں کرسعید بن المسیق کی اس روایت میں سنت سے مراد سنت بنی مہیں ہے ملکہ یہاں زیدین ناب کی کی سنت مرا دسیع - جنا مجہ زیدین نابیع فرما یا کرتے سکتے کہ حب دست نامث مگر مہینے تواس میں مراد رہیں ۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ سنت کا اطلاق مبی اور غیر بنی وولوں کی سدنت پر

و تاہیے اور میں ہمارا مرعیٰ تھی ہے۔

اقس الم سازت به مصنف فرماتے ہیں کہ سنت کی دوقسیں ہیں - دا سنن ہری دور سنن زوائد۔ سنن ہری دہ ہے جس کا ترک کر سنوالا اساءت کی سزا کا مستق ہوتا ہے مینی تارک زجر و تو بیخ کا مستق ہوتا ہے ۔ متن میں اساءت سے سپلے جزاء کا لفظ محذو ہت ہے یا جزاء اساءت کو اساءت کے نام سے دسوم کیا گیا ہے جسے قرآن کریم میں ہے جزاء سیئۃ مثلہا کہ جزاء سیئہ کو سیئہ کے ساتھ موسوم کردیا گیا ہے۔

سِنتِ ہریٰ کی مُثال جاءت، ا ذان ا درا قامت سبے۔

ستن زوائد ده میں جن برعمل کرنا صروری نه ہوا در ان کا تارکستی طامت نه ہو ملکہ کرنے پر تواکیاستی ہو۔
جیسے ان خضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات ہو آہے لباس میننے اسطفے اور بلیطنے میں صادر ہوئے۔
ملکہ دہ امور آپ سے بطور عادت صادر ہوئے۔ مثلاً آپ نے جبہ کا استعال فرایا ، کبھی سرخ د حاریوں والا ، اور کبھی سبزر نگ کا ، اور کبھی بالکل سفید آسین انجی کمبی ہواکرتی تھی ، بسااو قات آپ سے عمامہ مبارک سربر با ندھا کبھی سرخ د حاریوں والے کی طریح کا -اور دستاری کمبائی کبھی سات ہاتھی اور کھی اور کہ بارہ بروی تھی ۔ اسی طرح آپ جو بنا کر بیٹھیتے سمتے اور عذر کی بنادیر چارزالو ہوکر بیٹھنا ہمی آہے بارہ بات سے مگر زیادہ تر آپ کا بیٹھنا است ہدی ہدیت پر ہوتا تھا۔ یہ سب از قتم سنن زوا تد ہیں۔ ان خرمطابق عمل کرسے پر تواب مرتب ہوگا اور نہ کرسے برکسی قسم کی طامت نہ کی جائے گی ، نہ سزا دی

ہ سنتی ہے اور سنن زوائد کا فرق ، مستحب وہ ہے۔ آب صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال واخلاق میں سنتی ہے اور سنن زوائد کا فرق ، مستحب وہ ہیں جن کو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے بطور سے جن کو علما رحق سے کیت ندفرایا ہو۔ اور سنن زوائد وہ ہیں جن کو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے بطور

مت رنالانوارشرح اردو

عادت انجام دیا ہو۔ سنن بدی کی تعداد کم اورسنن زوائر کی تعداد زیادہ ہیں۔ اسی وجہ سے ماتن نے سنن بدی کیلئے مفرد کا لفظ اور زوائڈ کے لئے جمع کا لفظ استعال فرما یا ہے۔

وَالرَّا مِعُ النغلُ وَلَحَوَمَا يُبثابُ المَرْءُ عَلِى ضِي لم وَلا يُعَاقَبُ عَلى تركَم عَرَّفَ مَ يُحكوم إ تبرًا عَا للسَّلَف وَ فِي وْكُونْ العِقَابِ وُوكَ الذَمْ وَالعِقَابِ مُنْسِيدٌ عَلِيَ كَنْ لَا يُدِيرِي كَالَ الذَمْ وَ العَمَا بِ وَالزَائِلُ عَلَا الوكعتين للمُسَأ فِرِهُ عَلَى لهُ ذاللهُ عُلِي التَّهُ يُنافِ عَلى فِعله وَلا يعاقبُ عَلِى سَرَّلِهِ وَ لا يقالُ إستَ يُغالِفُ مَا ذَكَرَ العَقهَا ءُ اَنْتُمَا لُوصَكُ اربعًا وَقَعَلَ عَلِ الرَّكِعَتِينِ تَمَّ نُرضُهُ وَ اسَاءَ لا نِ هٰذَهُ الاسَاءً ليست بإغتباب نفس الركعتكن مل لتاخير السكارم و اختلاط النغل بالفرض وَ قَالَ الشَّافِعِي لِمَا شَى عَ النفل عَلْ عَنْ الوصفِ وَجَبُ أَنْ يَبِعَىٰ كَنَ الْكَ يَعِيدُ أَنَّ الْا يَلُومُ فِي عَالِ البقاء كما كان لهم بلزمْ قبل الابستدآء فائ شي ع فوالنفل لا يازم إسمام مع ولوافسك لاكتيازم قضاء لا سَوَاء وكيان صَومًا اَوَصِلُوهٌ تُعَلَيْ اللَّهُ مَا كَدَّا ﴾ وَجَبَبَ صِمَانَتُ مَا النَّهَا اللَّهِ الدَّالِ بالزامِ الباقِي لاتَ الصَّلَوة وَالْصِّومُ مِمَّالَ مُركَفِيلً مُحَكَّمَمُ إِلَّا إِذَا كَانَ مَا مَّا لَكُونِهِ شَفَعًا آوُ صَوْمَ يَوَمٍ فَإِنْ أَذْى بعض الصَّلاة أوالصُّوم فعَلَكِ إِنَّ يَمَّمُ وَالَّا بِيكُومُ إِنْظَالُ عَلَمْ وَهُوَ حَزَامٌ لِقُولَ تُعَالَى وَلَا تُبَطِلُوا أَعْمَالَكُ مُ وَإِنَ اصَلَىٰ كَا يَعِبُ إِنَ يَعْضِيمَ لَتَكُونَ فَنِي حِيمَانَ أُولًا يقال السَرَف إبطالِ العَمَلِ مَلْ إمْدِناعَ عَنْهُ لِإِنَّا نَعْوِلُ إِنَّ الاجُواء الْمُوَدِّبُ مَا أَحُعَانَ لَهُ مُرُضَاءٌ أَن تُصِارُكُ عَباد كُو لَهُ الْمَامِ وَلَكُونُهُ مَا نَكُا نَكُا أَنَكُ أَ بِكُلُّهَا وَمُحَوَكَ النَّارِ مِمَا مَا لِلَّهِ تَسْمِيَّةً لَا فِعُلَّا أَي الشَّهِ عَ مُقِيسُ عَلَا الذر لِاَتَ السَّنَامَ صَامَ لِللَّهِ تَعْمَ مِنْ حَيْثُ الدُّحورِ لَا مَنْ حَيثُ الغَعِلِ بِالنَّ قالَ لِلهِ عَلَى أَنْ أَصَلِّ رُكُعَنَّيْنِ مَثُمَّ وَجَبَ لُصِيَامَتُهُ الْبَتِهِ الْبَتِهِ الْمُعَلِّ الْيُ شُكِّمٌ وَجَبَ لَصِيَانَةِ هَلَ اللَاكِرِ إِبْتِ لَمَاءُ الفِعُلِ بَاجْمَارِ عَبِينَا وَبَنِينَكُمُ فَا وَاوَجَبَ لِعَظِيمُ وَكِيلِ السُمِ اللهِ لَعَالَى ابتداءُ الفِعلِ فِي اللهَ لِ بالاتفات ملات يجب لصيات واسترى المالغيل بقاؤة أولى بالاحتمام والدوام لات الدوام أسهك مِنَ الأَبْسَاءَ فِي السُّمُ وَالْغِلِ أَوْلَى مِنَ السَّمِيةِ فِي الاحتمام -

اور جویتی قسم نفل میں نفل دہ امر شروع ہے جس کے کرنے پر انسان کو تواب دیا جائیگا ، اور نہ کر سے جس کے کرنے پر انسان کو تواب دیا جائیگا ، اور نہ کر سے جس کے حکم سے سلف کا اتباع کرتے ہوئے کی سے ۔ اور عذا ب کی نفی کے ذکر کرنے میں نہ کہ فرمت یا عما ب کا لفظ کرنے میں تنبیہ ہے کہ ذم اور عما ب کا حال معلوم منہیں ہے ۔ اور ان معنے کے لحاظ ہے دور کو تو سے زائر مسا فرکیلئے نفل ہے کہ دہ اس کے کرنے پر تو اب میا جائے گا اور اس کو ترک کرد سینے عذاب مذویا جائے گا ۔ اور بیا عمر اص بند وارد کیا جائے کہ یہ تو فقہ ام

ĸ<del>ĸĸĸĸĸĸĸĸĸĸĸĸĸĸĸĸ</del>

σσοσσσσσσσσσσ

الوزالانوار مبددوم است بالانوارشرح اردو کی صراحت کے خلا نے ہے کہ مسا فرمصلی نے اگر جا رکھتیں بڑھ لیا اور دورکھت بڑھکر قعو دکیا ہے تو اس کا فرص تا م ہو<del>ما</del> مگراس نے براگیا - جواب یہ ہے کہ یہ برائی نفس رکعتوں کے پڑھنے کیوجہ سے نہیں ہے ملکہ سلام کو مؤخر کرد سینے ىمە مخلوط *كردىسىنے كيو جەسىي* - اورامام شافع<sup>رم</sup>ىنے فرما<sup>8</sup> سے شروع کیا تو داحب ہے کہ اسی وصف کے سایمقہ باتی بھی رہیے ۔مینی مشروع کر دہیئے۔ جس طرح سے کہ شروع کرنے سے سیلے لازم نہیں تھی ۔ لہٰذااگر کسی نے نما زلفل شروع کا ے تو اس کی قصاً ءلا زم تنہیں ہیے خواہ نفل نماز ہو مانفلی روزہ ہو۔ ہم ، دیں گئے کہ نفل کے ا داکر نبوا لیے نے حو کچھ تھی ا داکیا ہے اس کی حفاظت واحب سے ۔ا ورجفا طب کی صورت کیب ہے کانفل کا جوحصہ باتی رہ گیاہے اس کو لا زم قرار دیا جائے کیو بھرنما زروزہ اس فبیل سے ہیں کہ جن مفید تنہیں ہوگا حب بک کہ وہ تام نہ ہو جائیں۔ نما زمیں تام نہ ہوسنے کی صورت یہ ہے کہ وہ شفع ہو جا۔ روزه تب تو دن يورا هو جائے - للمذا اگراس نے نا زيا روزه کوا دا کرنا شروع کرديا ہے تواس پروا ج يوراكرے ورنہ ابطال عمل لازم آئيگا اور يبحب ام ہے - اللہ تعالىٰ نے ارشاً د فرما يا ہے وَلا نَبطِلُوا أَعمَالُكُم باطل مست کرو - اوراگر فا سد کردیا ہے تواس کی قضا واجب ہے تاکہ عمل کی حفاظت ہوسکے -اعراض ب الطال عمل شہیں ہے ، ملکہ عمل سے امتناع ہے کیونیچہ ہم جواب دیں گئے کہ وہ اجرا، ے لیۓ حب ایسی قوت حاصل ہو حکی ہے جو تمام ہونے کے بعد عبادت ہو جائے ں ہے اس کو تام نہیں کیا تو گو یا اسے باطل کر دیا۔اور وہ نذر کیطرح ہے جوالٹر کے لئے محض زبات رصرف زبان سے ذر کر دسینے سے اللہ تعدالے کیلئے ہوجاتی سے نہ کہ بیٹیت فعل کے۔ مثلاً امکیہ شخص کہتا ہے دلاہ علیٰ اُٹ اُحَرِیٰ دَکے عَتَایُنِ رہے پروا حب ہے کہ میں الٹدیکے لئے دورکعت بطرهوں) سچھ یس کی حفاظت کے لئے فعل کا شروع کرنا وا حبّ ہوامقے نئی اس ڈکرلسانی کی حفاظتِ کے لئے ابتداء فعل داہب ہوگیا اس میں ہارہے اور تمہا رے درمیان اجاج ہے۔ لہنداجب ذکر الٹرکی تعظیم کے لئے بالاتفاق ندرمیں ابتلائر مغل لازم ہو گیا تو مذرج اولی ابتداء نعل کی حفاظت کے لئے اس فعل کی بقاء وا حب ہو گی میسی ا ستام و دوام کے کیا ظریمے کیونکہ ابتراء سے دوام آسان ہے سہولت کے بارسے میں اورائمام میں فعل زیادہ آسان ہے تول و دکرے مقابلہ ہیں۔ قول؛ والرابع النفل الا- اورعزيمت كى چوتى قسم نفل سبر ونفل إس شرعى حكم كانام بو ا بنجام دسینے پر تُواب دیا جا تاہیے ،ا*در عم*ل *بنر سے بر* کو ن حکم نفل کی تعربی تعربی خون انقطول سے کی ہے وہی نفل کا خکم بھی ہے۔اسلاف سے ں نفل کے تارک سے عذاب کی تفی کی گئی ہے، درماور عتاب کی نفی ہو

کی گئی کیوبحہ ذم اور عمّا ب کی حالت معلوم مہنیں ہے بیعنی بیمعلوم منیں کے نفیل کے ترکٹ کرسٹے پر ملامت اور عذاب ہوگا یا نہیں ۔ بوان کوچونکہ اس کا علم نہیں ہے اس سے صرف عباب کی نفی کی گئی ہے۔ نفل کی تعربیت کے بیش نظر میا فر چار رکعت والی شما زکو دور کعت کے سجائے اگر چار رکعت پڑھ لیتا ىة دورىعىت نغل ئېو*ن كى - اُب اگر كونئ شخ*ف بېرانىكال كريىپ كەفقېارىي كېراپ كەچاردىجىت دالى مازكومسا فىر اکر جار رکعت بڑم کے اور دورکعت سے بعید قعدہ کرے ہواس کا فرض ادا ہوجا نیگا اور و ، گنبگا رہو گا- توالیسا ریے پراس کا گنهگار ہو نا اس کی علا میت ہے کہ فقہار کی نظر میں یہ دورکعت نفل نہیں ہیں۔ اگریہ دو بوں ركتين اس كي نفل شمار سويس تويه شخص كنه كار كمور سبوا ؟ اس عبی سوال کا جواب یہ دیا جائیگا کہ اس مسافر کا گنهگا رہونا دور کوت نفل پڑھنے کیوجہ سے سنن سے ملکہ فرض کی دورکعت پڑھنے کے بعد اور سلام بھیرسے میں جو بھراس سے نا خیر کی ہے اس تا خیرا ورنفل کو فرض کے اس بارے میں اختلاف سے کہ نفل شروع کرنے کے بعد واجب ہوجا تاہے یا سہیں۔ حصرت امام شافعی ح نے فرمایا کہ نفل جس وصف سے سائم شروع کیا جا ہاہے اسی وصف سے سائمہ آخر تیک باقی رستا ہے جگویا نفل جس طرح شروع کرنے سے سیلے نفل تھا، واحب ننہیں تھا بنٹروع کرنے کے بعد آخریک وہ نفل ہی باقی رستا ہے واحب منہیں ہوتا - کیوسکہ شے کی بقاءاس کی استداء کے خلا میں نہیں ہوتی ،اس لیے نفل کو شروع کرنے کے بعداس کو پوراکرنا واجب منہیں ۔ اور شروع کرنے سے بعد اگراس کوفا سد کردیا جائے ہواس کی قضاء واجب نهوتى خواه لغل بصورت صلوة بهوكا صوم بهور ا ما م عظم ابوصنیف<sup>رم</sup> یے نزد مکی نفل شروع کرنے سے بعد وا حبب ہوجاً بلیے ا دراس کولیوراکروانھی وا جب اور صردری ہوجا تاکہیے۔اوراگر درمیان میں اس کو فا سد کردیا جائے توا س کی قضار معبی واحب ہوتی سیے -کیونج نفل کے ا داکر نیوالے نے جوعبادت کی ہے اس کی حفاظت کرنا ضردری ہے تاکہ عمل با طل نہ ہوسے پالسے اس کی حفاظت اسی وقت ہوسکتی ہے حب باقی ماندہ حصہ کولازُم قرار دیا جائے ۔اس لیے نفل ایگر ۔ شغعہ پوری ہوجائے اورروزہ ہے تو پورے دئن میں پورا ہوجائے۔ لہٰذا اگر اس نے نما ز اورروزہ میں سے ایک ایک حصد پوراکر دیا بقی ماندہ حصہ کا پوراکر نا واحب سے وربه عمل کا باطل كرنالا زم آسية كا اوربيعل تعتب فلوروعالكم بحي خلاف بدير اس اليؤعل كو باطل كرنا حرام اور نا جا تز يبوكا - اوراكر فاسدكرديا جائے تواس كى حفاظت كاتفاض ئيسيكداس كى قصاواحب قراردى جائے-**ایک اعتراض به ملا بقال الزسے مصنفی کے ایک اعتراص اوراس کا جواب تحریر فرمایا ہے** سواں بیہ ہے کہ مفل کو شروع کرنے ہے بعد ماطل کرنے سے امتناع عن العمل لازم آ تاہیے جبکہ حسرام عمل كا بطال بيد، أتمنّاع عمل حرام نهي سيد اس ليخ نفل كوشروع كرسة سلح بعدا س كويوراً مه

**چوات** :- اس اشکال کا جواب به سے که نفل کا جوخصه داکیا جا چکا سے جو ایسالہے کہ پورا ہونیکے بعدعبارت س است مگر فاس كريك است اس معد كويوانهي كيا اس الغنجا جائيگا كه كويا است اس كوه الغ كرديا ب اس من نفل كوشروع كرف بعد الطالع آلازم أيا ورابطال عمل خرام سه اس لية اس كي حفاظت رُسه کی عزمن سے اس کو پوراکرنا لا زم ا وُرصروری کہتے ا ورفا سند کرسے کی حودت میں قضار وا جب ہے۔ ا حناف ب نفل كي قضّاء ك وجوب كونذر يرمحول كياس اس الع كم الركسي التركيلي نذر ما في ا در کہاللّٰہ عَسلیّ اکْ اُصِیّے دکعتین ﴿ اللّٰہ کے واسْطے میرے ذمہ دورکعتیں لازم ہیں ) تومیاں اُرّ رفعل وجود سنبن ہے، صرف زبان سے وہ فعل کا نام کے رہاہیے۔ منگر صوب زبان سے تجنے کی بنا ہیراس پراس نار کا پورا کرنا واحب ہوجا تاہے اوراس کی حفاظت کیلئے نزرملیے ہوئے فعل کا مشروع کرنا واجب ہوجا ناہیے اور اً سِ پرشوافع مِی متفق ہیں۔ لہٰذا حیب نذر میں الٹرکے نام کی عظمت اور استرام کو مرقرار رکھنے کے لیے باتفاق فعل اشروع كرنا واجب سبع تولغل كوشروع كرسك بين ابتداسة فعل كي حفاظت كيلة اس كابا في ركهنا بدرجهٔ اولی واجب بهوهگا کیوبه بقاء و دو ام فعل کی ابتلاء سے آسان بهوتاسہے۔ ذکریتے مقاسلے میں فعل اوسك ہوتا ہے۔ وَمُ حَصِيدٌ عُطْعِكُ عَلِي فَى لَهُ عَمِرَ مِمَدٌ كُولَهُمْ لَعُرِّفُهَا لاَنَهُمَا لَيْسَتُ بمشارَكَ بِمَعْفُولِيسَ لَهَا حقيقةً مُتَّحِدُ لا تُوسَمُهُ فِحِمِيعَ أَنُوا عِهَا عَلِالسُّوتَ لِمَ كُلُ قَسَّمُهَا أَوْلًا إِلَى الْكِنواع شَمَّ عَرُّف مُعَالَّ نؤوع علاجدة وتقسيمها بإغتبار ما كيلكؤ عليه إسم الرفضة فعال ومواتها الوايط تؤعان مرب الحقيقة أحَلُهُ مُمَا أَكُنَّ مِنَ الْأَخُرِ وَ نُوعًا نِ مِنَ الْمُجَازِ أَحَلُهُ هُمُا أَتَ ثُمُ مِنَ الْأَخِرِ وَ تَعْمِيلُهُ أَنَّ الدخص من المحقيقيّة روالية تبغى عُزيميه مُ مُعَدُّول مَدّ وكلّه أكسانت العزيمية أنابت كانت الدخصة آيُفرُ فِي مقابلتِهَا حقيقة ففي القسمين الأوَّ لَين لسمّا كانتِ العزيمة موجودة مَعْمُولة والشَّلِيّة كانت الرخصة كف مقابلتها أيض حقيقة فابتكة فتم والقشيم الاول منعتمالها كانت العزيكة مَوْجُودَ لا مِن جيع الوجور كَ نْتِ الرخصَةُ العَمْ حُفَيْعَةٌ مَنْ جَيعُ الوجور بخِلافِ العَسم الثاني فَإِنَّ العزيمةَ فِيهِ مَوْجودٌ لَمْ مِنْ وَجُهِ دُونَ وَجُهِ فلاتسكونُ الرخْصَةُ احْقُ العَرْوِفَ المُسمَانُ الآخرَمِن لَــُمَّا فَا تَتِ العزيميةُ مِنَ البِّهِنِ وَلَــُمْ مَكُنُ مَوْجُود لَ كَانْ الرخصَلةُ فِي مُقَا بِلتِهِـــ مَجَانُ الْبِعِينَ أَنَّ رَاطِلاقَ الرخصَةِ عَلَيُهِمَا مَتَجَانُ الدُّهِي صَاءَ تُ بِمُنْزِلَةِ العزيمةِ قارمُتُ تُ مَقَامَهَا سُمَّ فِي القِسْمِ الدَّلِ مِنْهُمَا لَمَّا فَا مَتِ العَرِيمَةُ مِنْ تَمَامِ العَالِمِ وَلَهُمَ لَكُنُ مَوْجُودَ للسَّفِ شَرِّ مِنَ الْمَوْ أَدِّ كَأَمْتُ الرَحْمَلَةُ أَسَّمَ الْمَجَاذِ لاشِبَ، لَمَا مِنَ الْحَقِيقِةِ أَصُلًا بعلابِ القيمالثا في

فَإِنَّهُ لَمَّا وُحِدَ تِ العَزِيمَ يُعِنُ بِعُضِ المَوَادِّ كَانتِ الدُّخْصَةُ انقَصَ فِي مَجَازِتَ مِعَاد

ا وردوسری تسم رخعیت سے - براس کے قول عزیمیت پرعطعت ہے -مصنعت نے اس کی تعربیت اس لئے سنہیں کی کہ بیرملنی مشترکٹ بنہیں ہے اور ہزاس کے ایسے معلیٰ وا صدیبیں کہ جواس کی تمام انواع میں

با دی پائے جاتے ہوں ، ملکہ پہلے اس گی تقسیم کی سیے تھے ہر براؤع کی علی وعلیٰدہ تعرافی<sup>ن</sup> کی ہے اوراس کی تقسیم اس ا متبارسے سبے کم اس پر رخصہٰت کا اطلاق کیا جائے ۔ جیّا کینہ فرمایا کہ رخصت کی چارفسیں ہیں۔ ووسیق پت ک ہیں جن میں سے ایک دوسری کے مقابلے میں زیادہ توی ہے۔ اور دوتسیں مجازی ہیں جن میں ایک قتم دومری کے مقلط میں زیادہ کامل ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ رخصت حقیقیہ وہ سیے کہ جس کی عزمیت برعمل ہاتی رہے ، الہٰذا ہمی عزیمیت نا بت ہوگی تو اس کے مقابلہ میں رخصت حقیقیہ مہی ہاتی رہے تی ۔ لہٰ زامہلی دونوں متہوں میں له عزیمت شرکعیت میں موجو داور معمول بہا ہیے تو رخصت بھی اس کے مقابلے میں حقیقتہ ٹابت رہے گی بھر مى جبكم عزيميت من كل الوجوه موجود رسيع في تورخصت بعي من كل الوجوه موجود بوهى - بخلاف ووسرى کے کہ اس میں عزیمت من وجرِ دون وجرِ موجود ہوتی ہے لہٰذارخصت بھی پورسے طور برڑا بت مرہو گئی۔اور موں میں جب عزیمت درمیان سے فوت ہو گئی تو اس کے مقلب نے میں رخصت مبی مجازا ہوگی۔ معنى رخصت كا اطلاق ان يرمجازًا هو كا كيونيحه رخصت عزيميت كية قائمٌ مقام بهو كمي سميران دويون قسمون میں سے تیم اول میں جب غزیمت سارے عالم سے نوت ہو چکی اور کسی درجہ میں باقی نزرہ می تورخصہ میں است مار کے اور خصہ میں است مقبقت سے باقی نزرہ می استحداد میں است مقبقت سے باقی نزرہ می استحداد میں استحد

ں میں بائ کا جائے ہے تو رخصت اس کے مقابلے میں مجاز رہے میں نا قص ہوگی۔ ر میں کا قول کا ج<u>ر من خور ک</u>ھر الخ - اس عبارت کا عزیمت پر عطین ہے - رحضت وہ شرعی حکم ہے

جَسِ مَیں شکل کم کوکسی عذرا ورمجبوری کی بنا دریر آسان کیا گیا ہو۔ رخصت کی تعرافیت بیان سنیں کی ہے صرف تقلیم کی سے حالانکہ میلے رخص

مشترک اقسام نیں سے سی قتم کی تعربیت صادق مہیں آہ بی ، اس میں ہزاشتر اک لفظی یا یا جا تاہیے حبسطرح لفظ عین میں اشتراک لفظی ہے کہ لفظ عین کے متعدد معانی ہیں اور ہرمغیٰ کے وضع کر نیو الے مخلف طبقے رح مشترک فہوم بھی منہیں یا یا جا تاہے کہ اس سے گوئی کلی معنے ہوں جس سے متعدد

تے ہوں۔ جیسے منطق میں لفظرانسان حیوان ناطق کے معنی کے لئے وضع کیا گیاہے اور حیوان ناطق کے افراد کشیر ہیں۔

اسی اشتراک کے نہائے جانے کی بناءیرا تن سے رخصت کی تعربیت ذکرکرے سے بجلئے اسکی

نقسیم بیان فرمانی سیے، اور برتسم کی تعربیت الگ الگ ذکر کی ہے۔ **ا عمراً حن : - قول؛ وتقسيمها بالعبارما الز - جب رخصرت کی کو بی صیفت منہیں جواس کی تمام اقسام کو** عام ا**ور شامل ہو بواس کو اپنی الواع وِاقسا) کی جانب منقیم کرنا کیسے صیحے ہوگا ہ<sub>ے</sub> جواب ،۔** اس سوال کا جواب بیر دیاگیاہیے کہ رخصت کی قشیم اس لجا طرسے ہے کہ اس پر رخصت کا اطلاق کیا جاماہیے -اس سے قطع نظر کہ و ہ معنے اس کے حقیقی ہوں یا مجازی ہوں جیسے شتر کے لفظی میں ایساہی کیا جاما ہے **رُحِصِ کی اقتراً م**:- رَضِت کی چارقسمیں ہیں۔ اولاً رخصت کی دوتسمیں ہیں۔ رخصتِ حقیقی، رخصتِ بهرحال رخصیت حقیقی کی اقسام، رخصت حقیقی و هسیدجس کی عزیمت قابل عمل ہوا دریا تی ہو۔ لبذا جب عزيمت ابت ہوگی تورخصت مجمی اس کے معَل بلے میں باقی رہے گی ۔ اُوراول دُوستموں میں عزمیت کے شرنعت میں معمول برباقی رمہتی ہے اور اس کے مقابلے ہیں رخصت بھی باتی رہتی ہے ، اور عزیمت بورے اعتباً رات کے سائھ باقی رہی ہے اس لئے رخصت بھی اپنے تمام اعتبارات کے ساتھ باقی رمُنی ہے۔ اور دوسری قسم میں بعض اعتبارات سے عزیمت باتی رہتی ہے ، اور بعض اعتبارات سے باقی مہیں رہتی اور اس کے مقالبلے میں رخصت بھی پورے طور برٹا مت مہیں ہوتی ۔اوربعد والی د وقسموں میں درمیان سرعزمیت فوت ہوجاتی ہے اور موجود منہیں رہتی اس لئے اس کے مقلبلے میں رخصت مجاز ا ہوتی ۔ اور مجاز کا استعال ا س بیرمجازا ہی کیا جائیگااس لئے کہ بیر رخصت نہیں ملکہ عزیمیت کے دِرجہ میں اس کے قائم مقام ہے۔اور ان میں سے جو قسم اول ہے اس میں عزیمیت غائب ہوتی ہے، کسی مگر موجود نہیں ہوتی ۔ اس وجہ سے اس كورخصت اتم المجاز كمانام ذيا جا تاب اس تسم كاحقيقت ين كويي واسطه نهني بهوتا-اور دورسری قسم میں عزیمیت بعض مقامات میں تموجود ہوتی ہے۔ اس وجہسے رخصت کی یہ قسم مجاز ہوسنے میں کم درجہ کی ہے اوراس کا مجاز ہونا ناقص ہے۔ اَمَّا اَحَتُّ نَوْعِي الْحَقِيقةِ فَهَا اسْتُبِيحَ اَئِي عُوْمِلَ مُعَا مَلَمَ المُبَارِح فِي سُقوطِ المُوَاخَذَ لِا لَا اَنَّهَا يَصِ أَرُ مُبَاحًا فِ نَفْسِهِ مَعَ قيامِ المُحَرِّمِ وقيامِ مُحَكِمِ، جَميْعًا وَهو الْحُرْمَةُ فَلَمَّا كَانَ المحرِّمُ وَٱلْحَرْمَةُ كُلا مُهَامُو جُودَيْنَ فَالْإِلْحُتِيَا ظُوراً لِعَزْمِيَا أَوْ الْكَفِّ عَنْدُهُ وَمَعَ ذَلِكَ يُوخِصُ فِي مُبَاشِوةٍ التَّطُرُفِ الْمَقَا بِلِ فَكَا نَ هُوَ احَقُ مَا طَلَاقِ اسْرِ الرَّحْصَةِ عَلَيْهِ مِنَ الوُجُودِ الباقيةِ عَالمُكَارَةِ عَلِى الْجُواءِ كُلْمَةِ الْكُفْرِا فَي كُنَّرُ فَتُصِ مَنْ أُكْرِدَ عَلَى إِنْجُواءِ كُلْمَةِ الكَفْرُوبِمَا يَخَافُ عَلَى نفسِهِ } وَ عَلَى عَضِرِمِنُ أعضائهِ لا بِما دُونَ مَا فاتَمَا رُخِتَ لَ الْمِرَاوُ مَا عَلِاللَّهَ إِن الشَّرطِ أَنْ سَيَّكُونَ قلجُهُ مُطمَئِثًا بالايمانِ مَعَ أَنَّ المُتَحَرِّمَ لِلشِّهِ وَهُوَكُدُونُ العَاكِمِ وَالنصوصُ الح الَّتُهُ

222 222

عَلَيْهِ وَالْحُرْمَةُ كَا هُمَا مَوْجُودَ إِن بِلَامَ يَبُ وَمَعَ وَإِلَّ يُرَخَّصُ لِهَ لِاَنَّ حَقَّهُ فِنف بِهِ يَغُوْتُ عِنْ لَا اللهُ اللهُ وَمَعَ وَإِلَّكَ يُرَخِّصُ لِهَ لِاَنَّ حَقَّهُ فِنف بِهِ يَغُونُ عِنْ الدَّهُ مِنْ اللهُ اللهُ عَلَيْهَا اللهُ اللهُ

بی قسم حقیقت کی قوی ترین قسم و ہ ہےجیے مباح اور جائز سمجھاجا تا ہے بعنی جس کے ساتھ مقوط مواخذه میں مباح جیسامعاملہ کیا جا آہے اس لئے منہیں کہ وہ فی نفسہ مباح ہوجاتی ہے۔ <u>قیام محرم اور قیام</u> حکم (حرمت) کے با وجود - لہٰذا جب محرّم رسبب حرمت ) اور حرمت ووبوں موجود ہوتے احتیاط اورعزيت اس سے ركنے ہى يس ہے - اس كے با وجود جانب مقابل (عزيميت > كے كرسنے ميں رخصت دى جات ہے۔ لہٰذا باتی اقسام سے یہ تسمر خصت کے نام کے اطلاق میں زیادہ حقدار ہوتی ہے۔ جیسے اس شخص کا رخصت برمامل مواجع كلاكفرك الجراء برمجبوركيا كيامواس وجرسه كراس كواين جان كاخطوسي يااعضاء بدن میں سے کسی عضو کے صالع ہونیا خطرہ درمیش ہے۔اس کے علاوہ پرمنہیں کیونکہ کام کورکے اجراری خصت اس کواس شرط کے ساتھ دی گئے سیے کہ اس کا دل ایمان پرمطین ہے اس کے باوجود کہ شرکے کو وام کرنے والی اشيار موجودين أور عالم كاحا دث بونا اوران نصوص كالموجود عونا جواس يرد لالت كرتي بي اوراس كرمام ہوسے برہمی دال ہیں بلاشک وسنبہ دو نوں چیزیں موجود ہیں اس کے با وجود اس کورخصت دیدی تئی ہے كيونيحه انتناع كي صورت ميں بطا ہراس كا حق البينے نفس ميں فوت ہو ماہيے صورة مبمي اورمعني بقي صورت کی مثال بیرہے کہ اس کا اصل طرحاً بخرمی مدل جا ماہیے اور معنی اس لئے کہ رو رہ سکل جاتی ہے اور کاریر کفرکے جاری کرسے کی صورت میں معنوی طور برانٹر تعالے کا حق فوت ہوجا تاہیے کیو بکہ تصدیقِ قلبی تو باقی ہے۔ ا رخصت حقیمی اول تشم حواتوی میں اور اس بات کی زیادہ ستی ہے کہ اس کورخصت کہا جائے وہ فتم ہے کہ حرمت کے موجود ہونے اور مح مکے پائے جانے کے با وجودان سے اخردی مواخلہ ساقط ہوجائے اوراس کے سائقوشی معاملہ کیا جائے ہومہاج کا كياجا مايد-اس كامطلب يرندليا جائي كريسم في نفسهمارج بوهمي-اس ني كرموا فذه كانه بونااسك مباح ہونے کومستلنزم نہیں ہے۔مثلاً ایک شخص ہے اپنے گنا ہ کوا قرار واعترات کیاا ورحق تعلیا ہے اس کی توبہ واستغفار کو قبول فرالیا تو اس سے اس معصیت کا مواخذہ نہ ہو گا۔ لیکن اس عدم مواخذہ سے وہ گناہ ہو سے سے خارج منہیں ہوا-اسی طرح رخصت کی برنوع بھی ہے کہ حرمت کے با وجود فی نفسمباح سنہیں ہوتی، البتہ معالمہ مباح جیساکیا جا مائے اوراس کے مرتکب سے مواخذہ مذکیا جائے گا۔

خلاصحه یه سه کماس نوع میں محرم اور حرمت دولوں موجود ہوتے ہیں اس لیے عزیمیت اور احتیاط

كاتقاضه يربيكه اس كوعمل ميں مذلايا جائے ملكہ اس سے بچا جائے لمذايہ قسم دوسري اقسام كى بنسبتے

(55)

باق بالخكيب

اوررمضان میں مجبور خص کا فطار کرنا معینی حب کوئی روزه دارایسی چیز سرمجبور کیا گیا ہوجب سے کو \_ افطارىر ما ەرمضان يى مجور بونا پرسے تواس كيك افطار مباح سے باَ وْجود كيم محرم اوروه ما و رمضان کاموجود ہوناا ورخرمت دوبوں موجو دہیں کیوبحہ اس کا حق بالکل نوت ہو تاہیے اورالٹرتعالیٰ کا حق ناہیے





## قدرك القهال باقى رستا-

وَتَنَاوُلُ المُضْكِمِّ مَالَ الغَيْرِائُ كَتَناوُلِ الشَّخْصِ المُضْكِلِّ بِالمِحْمَصَةِ حَيثُ يُوَخَّصُ لهُ تَناوُلُ كُلِعَاجُ الغَيْرِلاَتَ حَقَّهُ يِعُوتُ بِالْهَوْ تِ عَاجِلًا وَحَقُّ الْسَمَالِ مَوْجِعُ بِالضمَانِ بَعَتَلَا مَسَعَ انَّ المُحَرِّمُ وَالْحُرِمَةَ حَسَلًا حُسَمًا مَوْجُودانِ مَعَّادِ

ا ورمضط کادوسرے کا مال تناول کرلینا بینی مجوک سے بے جین آدمی کادوسرے کا مال تناول کرنے ہوئے۔ سے بے جین آدمی کا دوسرے کا مال تناول کی سے مرجلنے کی صورت میں اس کا حق اس کے بعد تاوان دینے سے بورا ہوجائے گا۔ باوجود سے مرجلہ کے بعد تاوان دینے سے بورا ہوجائے گا۔ باوجود سے مرجلہ کی موجود ہیں ۔

اکسی مضطراً دی کا دوسرے کے ال کو سے ایشا۔ یہ رخصت تقیقیہ کی ایک اور مثال ہے۔ مشاکا معتمر کے ایک شخص مبوک سے بیقرار سے اور اندلیٹہ ہے کہ اگر نہ کھائیگا تو بھوک سے مرجائیگا۔ یشخص سے اپنی جان کو بچالے تواس کی اجازت ہے اس لئے کہ اگر نہ کھائیگا تو یہ مرجائیگا جس سے و نیاوی نفع تو ت بہوجائیگا اور دوسری جانب مال سے مالک کا می بھورت تا وان بھی اوا کینا جا سکتا ہے۔ اس مثال میں بھی دو توں امور یعن محرم اور حرمت دونوں موجود ہیں۔ مگر رخصہت برعمل در آمد کرسے کی اجازت ہے۔

وَكُلَمْ اَئَى مُكُمُ هَا النّوط الاقرامِ فَ الدُّحْصَةِ اَتَ الْاَخْنَ بَالعن مِهِ اَوُلَى حَتَى لُوحَابُرُ وَتُعْلَى فِي صُوم وَ الأكراء كَانَ شَهِيْنَ الإنسَّابَ لَا نَفْسَهُ لا قامَة حِقِ الله تَعْمُ وَكُنَا لَوْ اَسْرَ بالسَغُمُ وَفِ فِي صُوم وَ الخوفِ اَوْلَهُم يَتَنَاوَلُ مَالَ الغَيْرِ وَمَاتَ لَهُمْ مِمُنَ آثَمًا حَبُلُ شهيدٌ اوَإِنْ عَمِلَ بالرُّحْصَةِ العَلَمَ عَلِي مَا لَكُوم مَنْ اللهُ عَلَى اللهُ عَصَدَة المَا العَلْمَ عَلَى

مرح سے اوراس کا حکم میں رضت کی ہی قدم کا حکم یہ ہے کہ عزیمت پرعمل کرنا اولی ہے بہانتک کہ کم و مرح سے اگر صبر کرے اور حالت اکراہ میں قتل کر دیا جائے توشہد ہوگا کیو بچہ اس نے النہ کاحق قائم کرت سے لئے اپنی جان قربان کردی ہے۔ اسی طرح خوت کی صورت میں اگر وہ امر بالمعروف کرسے گایا مجوک سے بے چین کی حالت میں دوسرے کا مال نہ کھائے اور مرح اسے تو گنہ گار ہو کرنہ مرے گا بلکشہید ہوگا اور اگر رخصت پرعمل کرلیا تو یہ مجی جائز ہے جیسا کہ میں نے تحربر کیا۔

<del>Αργορικό το προσφορίο στο προσφορίο στο προσφορίο</del> συ προσφορίο στο στο προσφορίο στο στο προσφορίο στο στο στο προσφορίο στο στο στο στο στο στο στο στο



DOD

وَعُكَمُهُنَ أَنَّ الْاَخُنُ بَالْعَزِيرِهِ الْكُلِ لَلْمَا لِسبب وَهُوَ شَهُو وُ الشَّهُوحِ وَكُا الصَّحَا وُ السَّعَ وَالسَّعَ وَالسَّعَ وَالْمَا لِمِنَ الْافطارِ عنه الْافطارِ عنه الله العُصَاة وَ وَلَا العُصَاة وَ وَلِهِ مِنَ الْافطارِ عنه الله وَالله وَلَا الله وَالله وَله وَالله وَ

ا دراس قسم كا حكمه بيد كم عزيمت برعل كرنااولى بيركيونكم اس كاسبب كامل ب اوروه شهود تهر ہے۔ سیانتک کے سفری حالت میں روزہ رکھنا ہمارے نزد مکے افطارے افضل ہوگا اور امام شا نعی کے نز دیکھ افطارا فضل ہے کیونگر بنی کریم ہے ارشاد فرما ماہیے اُولئاک العصاۃ اولئک العُصاۃ دیاوک جوحالتِ سفرين روزه ركھنے والے بن ما فرمان بن نا فرمان > اور آئی خضور كاارشاد بے ليس من البرالقتيام فی اَلسَّفُر دسفر میں روزہ رکھنانیکی منہیں ہے ، ہم جواب دیں گے بیر طالت جہاد پر محول ہے ۔ اور اسوّجہ سے مبی کر خصت میں ترود ہے لہذا عزیمت من وجر رخصت کے معظے کو بھی اوا کرتی ہے۔ اس کاعطف لکمال سببہ پرہے۔لہٰدایہ عزیمیت کے ادنیٰ ہونیکی دو سری دلیل ہے۔وجہ یہ ہے کہ رخصت آسانی کیوجہ سے ہے اور نئیرجس طرح افطار میں پایا جا تاہے اور یہ ظا ہرہے اسی طرح سہولت روزہ رکھنے میں بھی ہے کینو تکم عامة السلین کے ساتھ موافقت ہوری ہے اورتمام ہو توں کے ساتھ روزہ رکھنے میں شرکت بھی یائی جاتی ہے کیونکہ مقولہ ہے کہ ملاحب عام ہوجا تی ہے توخوشگوار بن جاتی ہے رتوعبا دیت کے بارے میں آپ کا گمان کیاہے۔مگر ما ٰوِ رمضا ن گذر جائے بن*ی روزہ رکھ*نا اس کودشوارگذرے کا جبکہ دوسرے *لوگوں کو* كاتنيية بوريً ويحيك احاف كى نظركتن دقيق ہے، ہمك اس كابار بار تجرب كياہے - محرَّجب روزه اسے زیا دہ کمزور بناورے۔ یہ عبارت الا خِذُ بالعزيمة اولى سے استثناء سے بیعنی بارے نزد مک عزمیت برحال يب اولى ميد -ليكن أكر دوزه است كمزور بناديد تواس وقت افطارا ولى مهد بالاتفاق - اليدي جب طرح کواس کے ساتھ جہا دیا دوسرے سنا غل ہوں، اس وقت اگردوز ہ رکھے گا اورمرحالیگا يوكنهكارمسيكا -

Α ΤΟ ΤΕΙΡΕΙΝΟ ΤΕΙΡΕΙΝΟ ΤΟ ΤΕΙΡΕΙΝΟ ΤΕ ΤΟ ΤΟ ΤΕΙΡΕΙΝΟ ΤΕΙΡΕ

نوزالا نوار جددوم و سیری قسم کا حکم :-عزمیت برحل کرنا بمقابلہ رخصت کے اولیٰ ہے ۔ کیو بھرسب اس کے ق میں می کائیل اے اور اموجود سے۔اس بناء پراخا ن کے نزد کیے مسا فرکے لئے افطارے مقابلہ روزه رکولینا انضل قرار دیا گیاب جبکه امام شافعی کے نزدیک افطار افضل ہے۔ حضرت امام شآفع على حيث قرما يأكم آنحضور صلح الترعلية والم كاار شادسية 'اولنك العُصّاة اولنك العُصّاة " دوه لوگ یٔافران ہیں وہ لوگ کا فرمان ہیں ، دوسری حکرارشاد فرمایام لیس مِن البرانصیام فی السَّکفر'' (سغ میں روزہ رکھنا کوئی کا رِخیر منہیں ہے) احناف كى جانسيے جوات أ. يه دونوں روايتيں جہا دى مالت كے لئے ہيں - مجامد كے لئے بحالت جها د صوم كة مقا بله مين ا فطار كرناا فهل ب عزيت يرعمل كرناا والى ب -د وسی حالیل: - رخصه تایس گویا ایک ترو دیایا جا تا *سبه جیدعزیمت مین من و جبر خص*ت کے معنی بھی ہیں۔ خلاصہ یہ سے کہ رخصت آسان برمبنی ہے ، اور آسانی اگر روزہ مذر کھنے میں یائی جاتی ہے تو روزه رکھنے میں بھی سہولت ہے -اس لیج روزہ عام لوگ رکھتے ہیں ، اگر پیخف روزہ رکھ لے گالڈ عام مسلابوں کے ساتھ مشا بہت اور موافقت ہو جلیئے گلی اور میرمشکل مشکل نہیں رہتی آ سان ہوجاتی ہو۔ لیونکه *وی مصیب*ت حب <sub>ع</sub>ام هو جاتی ہے تو و ہ خوشگوارا ورسخی معلوم ہو<u> کے</u> لگتی ہیں۔ جب مصیبت عام ہونے پر معلی معلوم ہونے لکتی سبے تو عبا دیت بدرجہ اولی عام ہوسے پرخوشگوار معلوم ہوگی- لہٰذا مسا فر پراس غومیت کی بنا دیر روزه رکھناآ سان ہوگا، دشوار بنہوگا۔ اوراگراس بے سفریں روزه بندکه کر اس کی قضا مربحالت اقامت معینی مقیم موکرا داکی توسب لوگ افطار کی حالت میں موک کے اور تنہایہ شخص روزه دارمو گا تویه اس پر گران گذرے گا۔ شارح ہے کہا۔ احناف کی دلیل منہایت دقیق اور تحسین کے قابل سے جس کا ہم کو باربار تجرب سے مِصنفُ مِنْ اللهِ عَمَّا رِسِهِ مِزْ دَمَيْ عَرِيمِتْ يُرِعَلَ كُرِنا عَامَ طُورِيرِا وَلِيْ سِهِ - نَبَيَن ٱلرروزه ريخفسها س توكمزوري أجائي، يا جها ديين جا نابرواور جهاد كريد بين اس كي جان كوكوني خطره لاحتى بوجاسة يا اسى طرح كأكوني كام دوسرافوت بوجل كاانديشه بو جلي تومسافر بالاتفاق افطا كرسكتاب -اورايسا ں کے لیے اولی بھوگا ۔ اس لیے روزہ رکھنے سے اگر بیمزور بُوجلئے اوروفات یا جلنے توگنهگا رہوگا -وَ أَمَّا أَتَهُ وَعِ الْهَ يَجَازِ فَمَا وُضِعٌ عُنَّا مِنَ الْإِنْ وَ الْإِعْلَالِ أَنَّى سَقَطَ عَنَّا وَلَهُم يَسْمَطُ فِرَحَقِّنا مَأْكَانِ فِي الشِرَائِعِ التَيَابِدَةِ مِنَ المِيحِنِ الشّاقَةِ وَالاَعْمَالِ الثَّفَيْلَةِ وَالإِحْرُهُوَ الشَّةَ \* وَالآغُلِالُ جِبعُ غُلِّ الْمِي الْمُوَّا اللَّهِ مَا اللَّهِ مَدَّهُ كَعَالِعُلِّ وَالاظهرَوا نَهُما جَمِيعًا كَنا بِي عَنِ الامور الشاقَّةِ وَإِنَّ حَصَّ المفتِيمُ ونَ البَعْضَ بالإصْرِوَ البعضَ بالاغلالِ وَ لا لِكَ مَثْلٌ قطع الاعضاءِ المخاطئةِ وَتُسُرضِ

مُوَاضِع النَّجَاسَةِ وَقَالَ النَّفِ بِالتَّوْبِرُوعِدُمْ لَحُوازِ الصَّلَّةِ فِي غَيْرِالسَّحِدِ وَعَدَمُ النَّطِهِ فِي النَّيْمِ وَحُوُمْةِ الْطَيْرِ السَّاحِ وَعُومُ النَّوْلِ السَّاعِ وَعُرَمَةِ الوطَّى فِي لِيالَى وَمَضَانَ وَمَعَ الطيبَاتِ عَنْمُ بَالْلَا وَبِ وَكُونِ الزَّلَوْةُ وَلِيَا السَّاعِ وَمُحَانِ الْحَصَيْدِ الْمُعَلِي اللَّيْلِ بِالْفَيْمِ اللَّهِ اللَّيْلِ بِالْفَلِي بِالْفَيْمُ عَلَى اللَّيْلِ بِالْفَيْمِ اللَّهِ اللَّيْلِ بِالْفَيْمُ عَلِيلِ اللَّيْلِ بِالْفَيْمُ عَلِيلِ اللَّيْلِ بِالْفَيْمُ عَلَى اللَّيْلِ بِالْفَيْمُ عَلِيلِ اللَّيْلِ وَالْمُلِيلِ وَوَجُومُ وَالْمُؤْمِ وَالْعُرُ وَيَ فَي اللَّيْلِ وَالْمَالِ الْمُؤْمِ وَالْمُلْوِقُ فِي كُلِّ الْمُعْرِقُ وَلَيْلُ وَالْمُ وَعَلَى اللَّهِ وَحَرِيمُ السَّبُسَةِ وَ فَي كُلِيلِ وَعَلَى اللَّيْلِ وَالْمُؤْمُ وَالْمُعْلِقُ فِي اللَّيْلِ وَالْمُؤْمُ وَلِيلُومُ وَلِي السَّابُسَةِ وَلَيْ اللَّيْلِ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ وَعَلِيمُ السَّاسِةِ وَلَيْ اللَّهُ وَلَى اللَّيْلُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُلْلِ وَالْمُلْلِ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهِ الْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَمُنْ اللَّهُ وَلَيْلُ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَلِي السَّلَمِ وَعَلَى اللَّهُ وَلَيْلُ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَلِي اللَّهُ وَالْمُومُ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَلَالِ الْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَلَالِمُ الْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا الْمُؤْمُ وَلَالَالِ اللَّهُ وَلِي اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلِي اللَّهُ اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ الْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَلِي اللْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَاللْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَالْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَاللْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَلِي الْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَلِمُ اللْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَاللْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ وَالْمُؤْمُ و

اورمبرحال رخصت مجازی دوسیوں میں اتم ادر کامل ترین قسم ہے وہ اصرارا درا غلال جوہم سے انتظا ایا گیاہے میعن ہم سے ساقط ہے، ہمارے حق میں وہ مشروع سنہیں رہا جو سابقہ شریعتوں میں ا

ہے۔ ﴿ مجازی دوالواع میں سے جوزیا دہ تا م ہے معنی رخصتِ مجا زکی قسمِ اول وہ احکام ہیں جو شقتے

معر توری اوروه ایم سابقه بین جائز سمے مگرامت محدیضنی الٹرعلیہ دلم سے دہ احکام ساقط ہو گئے ہیں۔ جیسے خطار کرنیوائے اعضاد کوکاٹ دینا، نجاست کے مقام کوکاٹ دینا، نوبر کیلئے قتل نفس، سوائے سجد کے عام جگہوں میں نماز کاعگر جواز، بزرید ہیم طہارت کا حاصل نہ ہونا، سوجائے کے بندروزہ رکھنے والے کیلئے کھانے بینے ویزہ کی حرمت، ما و مرمضان کی دائوں میں جماع کی حرمت، گناہ کیوجہ سے پاک چیزوں کی رکاوٹ، چو محائی مال کا زکوہ میں وا جب ہونا، اورزکوہ کے مال اورمال غنیمت کو اسمان سے آگ کانازل ہوکر جلادینا، ایک عمل پرامکی ہونی کا ملنا، رات کا کیا اورزکوہ کے مال اورمال غنیمت کو اسمان سے آگ کانازل ہوکر جلادینا، اسک عمل پرامکی فرضیت، قصاص کی معافی کا حرام ہونا، ایا م حیض میں حاکف عورت سے استفادہ یہ کرسکنا، اسی طرح گوشت میں جو جربی یا رکیشل موت ہیں ان کا حرام ہونا، سنچر کے دن شکار کی ممافقہ ہوئے گئے۔ اور زاکرام کے لئے اس امت سے مذکورہ اکام اعظالے گئے۔

مصنع کے خرایا اس تسم کا نام رخصت بطور مجاز رکھا گیاہیے کیونکہ ان احکام کی اصل اس امت کیلئے اب بھی مشروع شہیں ہیں۔ اگر کسی وقت ان برعمل کرلیا تو گئنہ گار ہوں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قاعدہ سے ان احکام کو منسوخ ہونیکا نام دیا جانا چاہئے تھا مگر مجاز اان کو رخصت کا نام دیا گیا۔

والتوظ الرابع مَاسَقَظ عَن العباد مَعَ كُونه مِسْ وُرُعًا فِي الجَهْرَائِ فِي الْهُوَ الْهُوَ الْهُو اللهُ الله

💳 نؤرُالا نوار جددوم

حاصل اورخلاصیخفیف کیلئے ذکر فربا یا ہے ۔ الحا حبل نماز کا تھر کرنا رفعت اسقا طب اوراس رفعت کی عزیمیہ بین نماز کا پورا پڑھنا درست نہیں ہے ۔ اور صفرت امام شافعی کے نزدیک پر رفصت آسانی کیلئے ہے اور اولی پر ہے کہ نماز کو پوری پڑھا جائے ۔ اس لئے مسافر رپر چار رکعت کے بجائے صرف دور کعتیں فرص ہیں ۔ امام شافعی کے مزد دیکہ وقت صلا ہ کے اس لئے مسافر رپر چار رکعت کے دوکوت کے دوکوت کے دوکوت کے بیار صف کا حکم دیا گیا ہے ۔ جس طرح رمضان کے مہینہ میں دن کے اندر روزہ فرص ہے مگر افطار کرنیکی اجازت ہے ۔ اس بڑھ صفت کا حکم دیا گیا ہے ۔ جس طرح رمضان کے مہینہ میں دن کے اندر روزہ فرض ہے مگر عزمیت پڑھل کرتے ہوئے قصری بھی اجازت سے مگر عزمیت پڑھل کرتے ہوئے تاز کو پوری علی بڑھ میں اور درجہ ہم زمین میں سفر کو تو تا ہم کو کو تو تا میں ہم کی دلیل میں یہ آئیت بیش فرای سید کو کو تو تا ہم کو تا میں ہم کرو تا تا ہم کو تھر کو تا ہم کو ت

وَسُعُومُواحُومَةِ الخَمَوِوالمَيتةِ فِي حَقِّ المُفْعَلِمِ والمُكرَءِ فأنَّ مُحْرُمتُكُمُ النَّم تبن وقت الاضطرا إد

وَالْإِكُواوَ احْمُلُا وَإِن بَقِيتُ فِحَقّ عَلِيمَا لَقُولُهِ تَعْ وَقَلُ فَصَّلَ لَكُمُ مَا حَوَّمَ عَلَيكُمُ الْمُ مَا حَوَمَ عَلَيكُمُ وَكُلْ مَا حَوَّمَ عَلَيكُمُ وَكُلْ مَا حَوَمَ عَلَيكُمُ وَكُلْ مَا حَوَمَ عَلَيكُمُ وَكُلْ مَا حَوْمَ عَلَيكُمُ وَكُلْ وَعَلَى اللّهُ مَا حَوْمَ عَلَيكُمُ وَكُلْ وَعَلَى اللّهُ وَلَا عَلَيْكُمُ وَكُلُ مَعْمَ الْمُعْلِيمِ وَمَا عَلَيكُمُ عَلَيكُمُ وَكُلْ اللّهُ وَلَا عَنْهُ اللّهُ وَمَا عَلَيكُمُ عَلَيكُمُ اللّهُ وَاللّهُ وَلَهُ مَا عَوْمَ الْمُعْلَى اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَكُلُ مِن العَفْهِ الْوَالْعَلَى اللّهُ وَلَا عَلَى اللّهُ وَلَلّهُ مَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَاللّهُ وَلَلّهُ وَلَا عَلَى اللّهُ وَلَلّهُ وَلَا عَلَى اللّهُ وَلّهُ وَلَا عَلَى اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلّهُ وَلّهُ وَلَا اللّهُ وَلّهُ وَلًا وَاللّهُ وَلّهُ وَلًا وَاللّهُ وَلّهُ وَلًا وَاللّهُ وَلّهُ وَلً وَلّهُ وَلّه

NA PROPERTY DE LA PRO

أخرت مين مواخذه منهن بوسط جيد اكراه على الكفر كي صورت مين - ئيس به تسم اول كي تشمين سيد به كيونكه التلوالا

ك ارشاد فرمايا من اضطر فيربارع ولا عاد فلاائم عليه التا الشر ففور رحيم الطير حوكوني ليه اختيار موجلك نتووه

نافرانی کرے اور مزریا دی کرے تواس پر کھوگنا ہنہیں ہے۔ بیشک النرتعالی بڑا بخشنے والا منہایت رحم والا ہے) اس آیت مين مغفرت كااطلاق حرمت كے قيام نير وِلالت كرتا ہے - اس كا بدواب بير ب كم مغفرت كااطلاق اسوج سے ہے كہ وہ اصطرار ص كيوج سے تناول كى رخصت دى كئى ہے اجتہا دى ہے جمكن ہے كة تناول حرام حاجت كى مقدارسے زا كرہو جا ليوبحة جوشخص اس مخصه مين مبتلا مهو جلسة توم غدار مأحبت كى رعايت كرنا شكل مهو جا تاسيد- ا دراس اختلاب كأ فائده اس صورت مین ظاہر سرو گاکداس سے قسم کھائی لا یا کام حراما (وہ حرام چیز منہیں کھائٹیگا) اس کے بعد بجالتِ س سے شراب بی کی بو امام ابویوسعشا اورا مام شافعی سے نز دیکے شیمیں مانٹ ہو جائیگا اور ہمارے نزدیک ہوگا قولها وسنقوط بعرمية الخمرة الميستر -يهمى رخصت كى يوكتي فتمركي ايك مثال ب- كمشراب اورمية ليك جومضطرنه بو، نهى اس كوكمات برجبوركيا كيابوبجاله وجودسے يمكراس شخص مليئة جوميحره يأتيضط موحرمت اس سے ساقط سے مؤسمت قالے بے ارشا د فسرایا ہے وُقارُ مااضطريم دحق توالى ئے تہارے ليے جن چيز و سكو حرام كياہے اس كى تفضيل بيان فراديا كنين تم مضطربون يكويا حرمت سے مااضطربہ كو ماحرم عليكم سے مضتنى كياكيا ہے۔ پی نسکا که باری تعالیٰ *میطرن سے دہ تما*م اشیار *جویم پر*عام َحالات بیں حرام ہیں صاف صاب وضاحت ہی کردی گئی ہیں سوائے صرورت ا درِمجبوری کی حالتوں کے حرام نہیں ہیں۔ اس نے اگر کسی ضطر شخص نے حرام یاً شراب نه بی اور مجوک کی شدت کو برداشت نیر کرک مرکبا تو و ه بچالت گیاه مرکبالیکن آگروه کلمهٔ م کینے پر مجبور کیا گیام گراس ہے اس کلمۂ کفر کو زمان سے اوا مذکیا اور مرکبا بو وہ گئبگار ہوکر م کے گا- بو بیران وجودسي كرالأمن أكره وقلسه مطهن بالايمان تكن جوشخص مجبوركياكيا حالانكهاس كا باسبے - چونیحہ یہ استثنا دحرمت سی*ے نہیں سپے کہ بحالتِ اکرا*ہ اس <u>کے لی</u>خ نام غضب اورعذاب اللي سيب اس كى تقدير عبارت اسطرح برسية من مِن بعدايان فعليهم خضب المرولهم عذاب عظيم الأمن أكرة وقلبه طمائي بالايان رجس يخ خدارا مان النترتعالى كأالكار كرويا بواليب لوكون يرحق تعاليا كأغضب وربط اعذاب بهوكا مكروة بخص كرص وركرديا كيا أوراس كاول مطمئن بولواس بدين عذاب بوكانه حق تعالى كاغضا فالراجوكا) حاصل به نسکا که کلهٔ کعرت محینه کی حرمت توبحالت کراه با تی بے لیکن گر کره نے کلمہ کفرکو جان بجائے کہدیا تواس پرعذاب نہ ہوگا۔ اور چونکہ یہ حرمت اکراہ کے دفت بھی موجود سے۔اس لئے اگر کمرہ۔ کلئے کو زبان سے بھی نہ کہاا درمرگیا تو ڈہ گنہ گار ہوکر نہ مرے گا ملکہ حی تعالیٰ کے بہاں اس کوشہا دیسے کا اجر د بیزاب بھی ملے گا۔ امام ابو پوسیف اورا مام شافع ہے کا ایک فول شراب اورمیتہ کے متعلق یہ سبے کہ بحالیۃ أكراه وأضطراران كي حرمت باقى رسى بياساقط تنبين بيوتى البية ان كاستعال ريان بازبرس منهوكي جس *طرح اگر*ا و علیالکفری صورت میں ہے۔ اس لیج یہ قسمان دوبوں حصرات کے نز دیک رخصت کی قسم اول

وَسُقُومُ اَعْسُلِ الرِّحُلِ فِمُكِ لَا الْمُسَحَ فَانَّ اِسْتَا دَالَعَكُ مِ بِالْخُفِّ مِنْعُ سِرًا يَهُ الْحَكُ ثِ الدِردَ قَلْ كَانَ الْعَلَى مِ بِالْخُفِّ مِنْعُ سِرًا يَهُ الْحُكُ ثِ الدِردَ قَلْ كَانَ عَلَا مُسَلِّحُ وَالْكُسُرِ وَ الْحُسُلُ فِي هَا لَا لَهُ مَا كُونَ الْمُسَلِحُ وَلا يُسْرَحُ الْعَمْلُ فِي هَا لَا لَهُ مَا كُونَ مَا حُوسًا الله مَا الله مَالله الله مَا الله مَالله الله الله مَا ا

مسی درت میں پیرکے دھونیکا حکم ساقط ہوجانااس وجہ سے ہے کہ بیر حیب جا تاہے اور بیر کا چھی جانا نجاست کے سرایت کرنے سے مانع ہے جبکہ اس سے موزے کو بہنا تھا تو قدم اس دفت پاک بھا۔اور جو نجاست موزے کے اوپر داخل ہوئی ہے وہ مسیح کرنے سے زائل ہوگئ

لہٰذا اس مت میں بیرکاد هونامشروع نہ ہوگا۔ حالانکہ غسل جِل کا حکم اس کے حق میں جس نے موزہ کا استعال نہیں کیا اور اس کا بیرکھلا ہوا ہے باقی ہیں۔ بیحکم اصولیین کی روایت کی بنا ہر سہے مگر صاحب براید سے کہاکہ اگر مدت مسے کے اندماں سے موزہ نکال کر بیرد صولیا تو اس کو نواب ملے گا۔

وَلِمَافَوُرِعُ عَنْ بِيانِ الاحْكَامِ المشهوعة وَكرِيعِدَ كَابِيانَ اسْبَابِهَا بِهِذَا التقريبِ اقتلَ اء بفخوالاسُلامِ
وَكَانَ الأَوْلَى اَن يَذَكُرُهَا بِعِدَ القياسِ فِي بَحَنِ الا سبابِ وَالعِللِ كَمَا فَعَلَدُ صَاحِبُ التوضيح فقالَ
فَصُلُّ .. الامرُوالنهي باقتامِهَا مِن كونِ الامرُومُوقَةًا اوْمُطلقامُو سَعًا اوْم منتِقا وُكونِ النهي عن الامُورُ الشّهُ عِيرِ المُهرَاوُ بالاحكامِ الشّهُ عِيرِ المستراوعة المُورُاو المنظمة وعَرِ المُحرَاوُ بالاحكامِ السّهُ عَدِومُ بِهَا مِن العباداتِ وغير ها لافض الاحكام وبالطلب اعتم مِن الفاهِم ورافعل او لهوت ولها المستماوعة والمحام المنظمة والمنافِق المُورُولِ المحام المنظمة والمنافِق المؤورُ المحقيق المشاعرة والمنافِق المنافِق ال

اورمفن جب ایکام شروع فرایا اتباع کرتے ہوئے امام فرالا شائم کی۔ حالا تکمناسب بیرتھا کہ الکوقیاس کی بحث کے بدا سباب کوشروع فرایا اتباع کرتے ہوئے امام فرالا شائم کی۔ حالا تکمناسب بیرتھا کہ الکوقیاس کی بحث کے بدا سباب وعلل کی بحث میں اس کو بیان کرتے ہوئے امام فرالا شائم کی۔ حالا تکمناسب بیرتھا کہ الکورشری دونوں اپنے شمام اقسام کے ساتھ جیسے امرکام وقت یا مطلق ہونا، موشع یا مضیق ہونا۔ اور شی کا مورشرعیہ سے ہونا یا افعال جیسے ہونا، یا قبیع لینے و فیرو ہونا۔ یا اس کے مانند اکام مراد نہیں ہیں۔ اور طلب سے فعل کی طلب سے معلوں ان اور اگرین کا حکوم یا گیا ہے، نفس اککام مراد نہیں ہیں۔ اور طلب سے فعل کی طلب سے معلوں ان کی طون فا ہونا، وقت کا ہونا، ال کا مالک ہونا، ماہ درمضان کے ایمام کا ہونا، اور کا ہونا ونا یا ارض ایمام کی سب سب سے سب اسباب ہیں۔ کا تعدیزا ہونا، ناز کا ہونا، بقاء مقد ور کالین دین سے متعلق ہونا۔ یہ سب کے سب اسباب ہیں۔ کا تعدیزا ہونا، ناز کا ہونا، بقاء مقد ور کالین دین سے متعلق ہونا۔ یہ سب کے سب اسباب ہیں۔ کا تعدیزا ہونا، ناز کا ہونا، بقاء مقد ور کالین دین سے متعلق ہونا۔ یہ سب کے سب اسباب ہیں۔ کی سب سباب ہوناہ بیا اسباب کو کہ اللہ کا میں۔ کے سب اسباب ہونا کی سباب کو کتباب کا کتباب کو کتبال کو کتباب کو

علل کے بعد باب القیاس میں بیان کیا ہے۔ جنا بخہ فرمایا امراد رہنی نے این تمام اقسام کے احکام مشروعہ کی طلب کے لئے وضعے کئے گئے میں جیسے امرام وقت اور مطلق ہونا ، وسعت دیا جوا ہونا ، ایساام ہونا حب سنگی ہے۔ اسی طرح اقسام ہنی کا امور شرعی ہونا ، امر حتی ہونا ، قبیج لعینہ اور قبیج لغیرہ ہونا ۔ یہ تمام اقسام احکام مشروعہ کی طلب کیلئے آتے ہیں ۔

شاره نے فرمایا - احکام سے وہ عبادتیں مراد ہیں جن کے بارے میں شریعت میں امرکیاگیا ہے - اسے ہی طاہبے عام طلب مراد ہے - یہ طلب ایجادِ فعل اور ترکِ فعل دونوں کے لئے ہوسکتی ہے - ماتن سے فرمایا ان احکام کے اسباب متعددا ورکثیر ہیں جن کی جانب یہ احکام منسوب ہوتے ہیں ۔ بعنی وہ اسباب اور علمتیں کثیر ہیں جن کی جا ان احکام کو منسوب کیا جا تاہیں مگر تمام اسباب ہیں مؤٹر باری تعالمے ہی ہیں ۔

ماتن سے فرمایا: آن اسباب میں سے ایک سبب عالم کا حدوث ہے، ایسے ہی وقت کا پایا جانا، الک نصاب ہونا، رمضان کا مہینہ ہونا، ان اور کا ہونا جن کا بوجہ برداشت کرتا ہوادروہ افراد اس کی برورش میں ہوں اسی طرح خانۂ کعبہ شریف کا ہونا، زمین کا بین اوار کے سلسلہ میں زمین کا نامی ہونا خواہ حقیقہ یا تقریرا، نماز کا ہونا، ایسے امورکا ہونا جوزندگی کی بقار کے لئے صروری ہیں۔ یہ ان اسباب کے مسبب اوراککام ہیں۔

شم شرك بعد كا ها في بكان المستبات على طريق اللّه والنشرال وكرت فقال الا عاب هذا استبكانه الكاكم فان الا المكان المستبكات الكاكم فان الكاكم فالكسيوف كما قال الكاكم فالكسيوف كما وقال الكاكم والكسيوف كما قال الكاكم والكليف فالكال المنطق المنطق الكوف سبب وجوب المقلوع فالمنافئ الكالى في هذا الوقت والمنطوع في عننا فاقيم الوقت مقامة والزكوة فأن الفلو والمنطق المنافئ والمنافئ المنافئ المنافئ والمنافئ المنافئ والمنافئ المنافئ والمنافئ والمنافئ المنافئ والمنافئ المنافئ والمنافئ والمنافئ

إلى قول افتدر أردًا فا ق الارض النّا مِينَ بالحارج تقديرًا بالمَكن مِن الزرَاعة سبَبُ الخراج سبَواءُ زرَعهَا أوْ عَطَلَهَا وَهُوالاليَّ مِعَالِ الكافِر المُتوَعِّلِ في الدّنيا وَ الطَهَا وَعُطَلَهَا وَهُوالاليَّ مِعَالِ الكافِر المُتوَعِّلِ في الدّنيا وَ الطَهَا وَعُلَمَ اللهِ عَلَى الصّافِرةِ فَإِنَّ شَوْء يَدُ الصَّاحِ اللهِ عَلَى الكافِر وَ الطَهَا وَالمُعَلِيمِ وَالصَّعْمِ وَاللّهِ عَلَى اللهُ اللهُو

بات کوذ کرفرها یا اور کها للایمان دایمان کے لئے بیروژ لف ونشرمرتب کے انداز سران کےم ہے کیو بکد اللہ تعالی را بیان لانا واجب نہیں ہے مگر صورت عالم کیو مسے ۔ نه نه بهوتا نو ہم صابغ عالم کے محتاج مذہبوتے جیسے سی دیمہا تی عربی نے کہاہے البعری<sup>ل عا</sup>البعہ رتی ہے ، اورنشان ٔ قدم گذرسے پر دلال*ت کرتے ہی* ہے کہ صوم کی اضافت شہررمضان کیطرف کی گ لهٰذا ما و رمضان کے دن اس کا محل قرار ہا گئے۔ لی سے ان کی پرورٹر بيشخص المقاللسير اوران كأو <u> آپ کے دہ افراد ہیں کیونکہ وہ ان ک</u> ب جج کاسبب ہے۔ اسی وجہ سے ج عمرس ایک مرتبہ کے بعید دو بارہ ورض نہیں ہوتا ۔ بى سے اور ج كے ليے اس كا وقت سرط اور ظرف سے - اور عشركے لئے - اس كا وجوب

روتنا البینه وشهرمضان کا سبب ہے۔ اس کے کہ رمضان کا مہینہ ہونا یہ سبب ، روزے کا کیو کے روزہ کو مہینہ کی واقع ہیں ہونا یہ سبب ، روزے کا کیو کے روزہ کو مہینہ کی وائٹ مضاف کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا صوم مرمضان درمضان کے مہینہ کا روزہ ) اور روزہ میں تکوال کی ماہ رمضان کے مکررسہ کررآ بے سے فرض ہوتا ہے۔ اور چونکہ ارشا دباری تعالی ہے مگوا وَ انٹی بوا حتی بیتبین کی الخیط الا مبیض میں الحنیظ الا سود رمن الغجر ہم انتوال سیا الحلی اللیل کہ کرمی تعلیم ان کا روزہ فرض کیا ہے ، اور رات کو کھالے بینے اور دیگر صروریات کے لئے اجازت عطاء فرماکر روزہ سے رات کو الگ کردیا ہے۔ اس لئے رات محل صوم منہیں رہی ۔

اسی طرح حکاقة الفظم بھی ایک امرشرعی اور سندوں پروا جبتے۔ یان افراد کا مسبب ہے جن کی کفالت اور موئة بندے کے زمہو۔ یہی افراد وجوب صدقة الفطر کا سبب ہیں۔ فرہ خیاج ، یہ فرایشہ فانز کوبہ کا مسبب اور فانز کوبہ کا سبب اور فانز کوبہ کا سبب اور فرائی ہوتا ہے کیونکہ سبب ایک ہی ہے۔ اسی وجہ جے جم عمیں صرف ایک بار فرائی ہوتا ہے کیونکہ سبب ایک ہی ہے۔ زیادہ سبب ایک ہی ہے اس میں تب یلی و تکوار منہیں یا یا جاتا۔ ج کا وقت وجوب ج کا حقیقی سبب بنیں ہے۔ زیادہ سبب ایک ہی ہے اسی وجوب ج کا حقیقی سبب بنیں ہے۔ زیادہ خوبہ کا تو قت وجوب ج کے لئے شرط اور ظرف ہے۔ عشی ، یہ نامی زمین کا مسبب ہے، حب زمین میں حقیقہ نمو ہو وہی عشر کے وجوب کا مسبب ہے۔ لہذا وجب نموری میں حقیقہ نمو ہو وہی عشر کے وجوب کا مسبب ہے۔ لہذا وجب نموری و میں عشر کے وجوب کا مسبب ہے۔ لہذا وجب نموری و اجب ہوگا۔ اگر کسی سماوی آفت سے نموری کی بیدادار کو اور اور کی میں دیا ہو اور کی میں کا مسبب ہے۔ اس کے تو در بیا میں میں میں کا مسبب ہے۔ اس کے تو در بی کا میں میں کا میں کہ در بین میں کا شند کر سے یا ویسے بی خالی چیوٹو دے اس بر سی خراج بہرطال وا جب ہوگا۔ اور کی شروع دے اس بر بی خراج بہرطال وا جب ہوگا۔ اور کی فرائی کوبر کا میں میں کا شند کر سے یا ویسے بی خالی چیوٹو دے اس بر بی خراج بہرطال وا جب ہوگا۔

شارح کے خرایا کہ فراج کا وجوب کا خرکے مال سے زیادہ مناسب ہے جوہنمہ تن دنیا ہی ہیں مبتلارہ ہلے۔
طہآدت: اس کا سبب نما زہنے، اور نماز کا مسبب طہارت ہے کیونکہ نماز طہارت کی حالت ہیں وا وب ہوئی
ہے، طہارت حکمیہ ہویا طہارت حقیقیہ ہوا ور خواہ طہارت صغریٰ ہویا طہارت کبریٰ ہو۔ بہرحال طہارت نماز کے لئے '
مسبب ہے۔ نماز کے سبب سے طہارت وا جب ہوئی ہے ۔۔ اسی طرح با ہمی معاملات ہیں۔ بقاء با ہمی کا مسبب
ہے کیونکہ جب عالم قیامت تک باقی رہنے والا ہے اور بقاء عالم کے لئے صروری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ
مل کر زندگی گذاریں اور زندگی کی بقاء کے لئے لوگوں کا آپس میں مل جل کر رہنا ، ایک دوسرے سے لین دین کرنا،
مزید و فروخت کرنا و عیرہ امور کا بیسر ہونا صروری ہیں، اور جبوانا ت کے لئے ان امور کی صرورت نہیں ہے
مجی صروری ہے۔ یہ امور انسان کے لئے مخصوص ہیں اور حیوانا ت کے لئے ان امور کی صرورت نہیں ہے
اس لئے حیوانا ت سے امروم کی کاکوئی تعلق نہیں رکھا گیا ہے۔

وَتَكْ تَنَمَّ اللَّفَ ۖ وَالنشمُ الهُوَيِّتَ بَهُنَ ٱسْبَابِ العِبَادَا تِ وَالهُعَامِلاتِ وَمُسَبِّبَا بِهَا وَبِعَيتِ العُعَوْيا حِصُ وَ شِيعُهَا فَبِيَّنِهَا بِعَوْلِم وَٱسْبَابُ الْعُقُومَ بِي وَالْحُدُ وَوَوَالْكَفَازَاتِ مَا نَشِبَتُ الْكِهِ مِنْ فَتِلِ وَبِن ذَا وَ سيقية وَأَمْرِوَا عُرِينِ الْحَظِرِ وَالْابَاحَةِ فَالْعُقُومُ إِنْ أَعُمْمُ مِنَ الْحُدُ وَدِلَانِ مَنْمُلُ الْعَصَاصَ أَيْضًا كَالْكُفَّادَة نُوْحَ الْبُحُرُ فَسَبِبُ العَصَاصِ هُوَ الْقِتْلِ العَبَهُ لُ وَسَبَبُ حَلِّهُ الزِنا هُوَ الْزِنا وسُبَبُ قطع اليكِ هُوَالِسَّ قَمْ وَيِقَالُ حَد السَّرَقِي وَسِبُ الكَفَارَةِ هُوَ أَمْرُ ذَا رُحُو بَارِ الحظم و الاباحاة و فالك الديناكمًا كِنَا مُعَانَتُ وَاسِرَةُ الرَّالعِبَادَةِ وَالعُقوبَةِ فَسَكِبُهُ الدَّبِدّ أَنْ يَونَ أَمْزًا وَالرُّوا الرافِظِي وَالْأَبَا كُلِّهِ لَتَكُونَ الْعِبَ أَدَة مُنْ خَافَتُهُ إِنَى صِفَة الابَا حَتْمِ وَالعَقُوبَةُ مَضَافَتُهُ إِلَى صَفَي أَلْحَظْمَ كَالْقَتَلَ خطاع فَانْكُمِنْ حيث الصّورة دمى إلى صَيْبٍ وَهُو مُبَاحٌ وَمِنْ حَيْثُ تركِ التثبُّ مَحظومٌ لانا قداصًابُ ادَميًّا وَ اللَّعَمُّ فَتِبُ فِيهِ الكَفامَ وَ وَالافطارُ عُمَدُا فِي مَطَاكَ فَانَهُ مُسَاحَ وَن حيث التَّمَالُ مَا هُوَ مَلُوكَ لِمَالِكِم وَمَحَظُومٌ مِنْ حيثُ أَن مَا جناكِمٌ عَلى الصَّومِ وَالمَلْمُ ورَ فيصُ أَنْ لَكُونَ سَبَبًا للكفام وَ وَإِنهَا يُعْرَفُ السَّبَبِ بِيانٌ كُلِّيةٍ لمَعْهِ مَا السَّبَبِ لعِل بيان تُفطِيد الميعلمة مِنْ مُ مَاكَمُ نَعُلَمُ قَبِلَمًا أَى اَنتَمَا يُعَرَّفُ كُونُ الشَّى سَبِرًا لِلْكُم بِنسِرَ الْحَكِم الكَيرُ وَتَعَكَّوْمِ بِهِ فَالْمُنْسُونِ فِ والسَّرَوَالمُتعَلَقُ بَهِ مَكُونُ سَبَبًا للمَنْسُوبِ وَالمُتعَرِقِ البِتِّةِ لاَنَّ الْاصلَ فِي اضافَةِ شِي إلى شي وَنَعَلَقُهُ بِهِ أَنْ يَكُونَ مُسَبِّنًا لَى مُ وَحَادِثًا بِهِ كَسَمَا يِعَالَ كَسَبُ فُلانٌ وَج يَرِدُ عَلَيْنًا أَنَكُمُ وَبُمَا أَضِفَتُمُ إلى الشرّ طِ فكيفَ كَنُطُر و هذا فعال وَ إِنسَمَا يُضَافَ إلى الشرُ طِ مَجَانُ اكْصَد قُرِّ الْفِطر ويَحْبَّرِ الاسْلام نِكَ النِطْرَكَ عُوْ يومُ الْعَيْدِ شَيْطَ للصَّدَتُ وَالسَّبَ مُوَالرَّا مُن الذِي يَمُونُ وَكِلَى عَلَيْرِ وَالصَّدَ قَالَ تَضَافُ البعِبَا حَبِينِعًا ـ

بهرهال عبادات ومعاملات کاسباب دمسبات کابیان بالترتیت پورا ہوگیاا ورعقوبات اورائے مرکزی سے بیان بالترتیت پورا ہوگیاا ورعقوبات اورائے اورعقوبات معدود اورکفارات کے اسباب دو چیزیں ہیں جن کی طرف یہ چیزیں منبوب ہوتی ہیں۔ جیسے قتل ، اورعقوبات معدود اورکفارات کے اسباب دو چیزیں ہیں جن کی طرف یہ چیزیں منبوب ہوتی ہیں۔ جیسے قتل ، کا استر اورائیا کوئی کام جوما لفت اورابا و ت کے درمیان دائر ہو۔ پس عقوبات مدوسے عام ہیں۔ کیونکہ یہ قصاص کو بھی شامل اور کفارہ دوسری اورعنوا کی چوری ہے۔ بعض کوگوں سے کہ جا مرسر و زنا کا سبب زنا کا ری سپے، اور قطح یہ کا سبب مال محفوظ کی چوری ہے۔ بعض کوگوں سے کہ جا مور ہیں ہو حظا و دابا حدت کے درمیان دائر ہیں اور دلیل اس کی یہ سپے کہ ہما مور اور سبب کفارہ ایسے امور ہیں ہو حظا و دابا حدت کے درمیان دائر ہیں اور ویو ابا حت و حظا کے درمیا حداث کا درمیا تاکہ عبادت بھی ہیں اور عقوب ہی ہو جائے اور عقوبت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا در ایر ہو تاکہ عبادت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا در ایر ہو تاکہ عبادت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا در ایر ہو تاکہ عبادت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا در ایر ہو تاکہ عبادت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا در ایر ہو تاکہ عبادت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا در ایر ہو تاکہ عبادت صفت حظم کی طرف منسوب ہو جائے اور عقوب ت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا در ایر ہو تاکہ عبادت صفت حظم کی طرف منسوب ہو جائے اور عقوب ت صفت حظم کی طرف جیسے قتل خطا

قول و الافطار عن افی رمضان الانه ما تن بن کها اور رمضان کے مہینہ میں قصد اکھابی لینا ، تواس کے اندر مجی ابا حت کا ایک شکی ملوک ابا حت کی ایک شکی ملوک است کی ایک شکی ملوک است کی ایک شکی ملوک است کی الک سے باس بیج رسی کم ایک شکی ملوک است کی بارسید اور اس عمر افعار میں دوسری شان محظور میں جنایت کا ارتباب کی ایک بیا کی بناء بر پیافطار اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ کفارہ کا سبب بن جاسے۔

قولی و آنما بعن السبب النه ماتن نے اسباب و تفصیل سے بیان کرنے کے بعد ایک قاعدہ اس مجگہ بیان کیل ہے تاکہ اس قاعدہ کی روشی میں سبب سے متعلق جو باتیں ابتک سابقہ بیان سے معلوم نہو سکیں معلوم ہو جائیں۔ میعنی یہ معلوم ہو جائیں۔ میعنی یہ معلوم ہو جائیں۔ میعنی یہ معلوم ہو جائیں اسب کیسے اور کس طرح بنتی ہے ۔ اور اول تو حکم کو اس چیزی جانب مضاف کردیا جا تاہیں و مطافر کردیا جا تاہیں و اس سبب افطار صوم رمضان کفاری صوم کا سبب ہے مضاف کرنے کے بعد اس حکم کو اس سبب متعلق کردیا جا تاہیں و اس سوب الدین سبب ہواکر تاہیں۔ اور جو منسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور جو منسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے جاتا ہے ۔ اور خومنسوب ہوتا ہے ۔ اور خومنسو

قولهٔ لان الاحل فی احمافته الشی الا- اس من که ایک چیزی اضافت دوسری چیزی جانب کرنے اوراس کے ساتھ متعلق کرنے اوراس کے ساتھ متعلق کرنے اس میں کا سبب ہوتینی مضاف الیہ اور متعلق ہوتو مسبب اور کم ہوتا ہے اور کم سبب اور کم ہوتا ہے اور کی جانے والی چیز اور حس کومتعلق کیا جا تاہید و اس کا سبب ہواکر تاہید ۔ مثلاً کہا جا تاہد کست خلائ خلائ کا فعل سبے ۔ ، کست فلائ فلاں کے مام کیا سب اور پر فلاں کا فعل سبے ۔ ،

ا بحثر احض :- مذکورہ اصول پرشارہ ہے ایک عتراض دارد فرمایا ہے۔ چنا پخرفرمایا احداث پراس قاعدہ کے بیان پر امک اشکال بیں ہوتا ہے کہ اے احداث تم حکم کو شرط کی جانب بھی مضاف کر دسیتے ہو تو تم ہمارا بیا ن کر دہ قاعدہ مظرد کمیونکر ہوگا۔میسنی سعب اور مشرط میں فرق باقی مذرہ گیا۔

چوات ،- نرگوره اعتراص کے جواب میں ماتن کے فرمایا گرحکم کی اصافت شرط کی جانب حقیقة مہنیں کی جات محض مجازًا اس کی اضافت شرط کی جانب کردی جاتی ہے۔ جیسے صدقہ الفطر میں صدقہ فطر کے وجوب کا

